

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....१०२५.....

م کا غذات چکے تھے جو کہ نہ مات
 نے تھے کہ منیجر بار ٹو لو میو
 بول کنٹی آلو اور فی بارل
 بنا ہے۔ اب وہ پیرس کی سٹائی
 بن جو کہ اضبیوں کی بڑی قدر
 منزلت کرتی ہے اچھی طرح
 داخل ہو گیا تھا پیرس میں
 زت پانے کے لئے بہت سی
 یاقت نمی ضرورت نہیں ہوتی
 اتنا ضروری ہے کہ آدمی دماغ
 کی زبان اچھی طرح سے بول
 سکے۔ ظاہری وضع خوب رکھو
 جو اچھا کھیلے اور نقد ادا کرے
 اینڈریاس یہ سب لوازمات
 موجود تھے سو قریب پندرہ روز
 ہی روز کے عرصہ میں اس نے
 اچھی خاصی عزت پیدا کر لی۔ لوگ
 اسے کونٹ کے خطاب سے
 پکارا کرتے تھے اور خیال کرتے
 کہ اس کی بچاس ہزار ماہوار
 کی آمدنی ہے۔ اکثر لوگ اس کے
 باپ کی دولت کی بابت گفتگو
 کرتے رہتے تھے اور ایک عام
 آدمی کے بیان سے جس نے کہ
 اُمی اور ان کے خاندان کو دیکھا
 تھا ان کا اعتقاد اور بھی سچتہ
 اور مضبوط ہو گیا۔

پیرس کی یہ حالت تھی جبکہ ہائی کرسٹ
 ایک شام مسٹر ڈینگلس کی
 ملاقات کے واسطے گیا مسٹر ڈینگلس
 تو باہر گیا ہوا تھا اور میڈیم ڈینگلس
 گھر ہی میں تھی۔ اس نے کونٹ کو
 اندر بلا دیا۔ کونٹ نے اس کی درخواست
 کو منظور کیا آریل کی ضیافت کے
 بعد میڈیم ڈینگلس جب کونٹ
 کا نام سن پاتی تھی تو اس کا بدن
 کانپ جاتا تھا اور اگر وہ اسے
 نہ دیکھے تو اس کی ہرشت اور بھی
 بڑھ جاتی تھی میڈیم ڈینگلس ممکن
 جانتی تھی کہ ایسا خوش وضع اور
 خوش خلق آدمی اس کے نقصان
 پہونچانے کی فکر میں ہو۔ خیر جب
 ہائی کرسٹ کو کمرے میں داخل ہوا
 تو اس وقت بیرونش کچھ نقشے
 دیکھ رہی تھی کہ اس کی بیٹی اور اینڈریاس
 کیول کنٹی نے دیکھ کر اس کی طرف
 گئے تھے جب کونٹ داخل ہوا تو
 بیرونش نے مسکراتے ہوئے اس
 کا استقبال کیا۔ کونٹ نے سارا
 نظارہ ایک ہی نگاہ میں ٹاڑ لیا۔
 بیرونش ایک بینک پر تکیہ لگائے
 ہوئے لیٹی تھی۔ یوحین اس کے
 پاس بیٹھی تھی۔ اور کیول کنٹی کھڑ
 تھا۔ اس نے سیاہ پوشاک پہنی ہوئی

اور اس کی انگلی میں ایک بھل تھا جو کونٹ کے منع کرنے کے باوجود اس احمق نے پہن لیا تھا۔ اینڈریا نے میڈیم یوجین نے اسکی آہوں کو سن کر اسکی طرف دلیسی ہی بے پرواہی اور سر دھری سے دیکھا جیسے کہ وہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی عادی تھی۔ یوجین نے کونٹ کو بھی ویسی ہی بے پرواہی سے سلام کی۔ اور جو بھی کہ کونٹ اور میڈیم ڈینگلس کے مابین گفتگو شروع ہوئی وہ موقعہ پا کر اپنے مطالعہ کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد دوسری اور میڈی - آوازیں سنائی دیں۔ جیسے معلوم ہوا کہ یوجین ڈینگلس کیوں کٹنگ کی صحبت سے میڈیم لولس آرمیلی کی صحبت کو بہت زیادہ پسند کرتی ہے اور اب اسکے ساتھ گاہری ہے۔

کونٹ ظاہر تو میڈیم ڈینگلس کی گفتگو سننے میں محو تھا مگر اندر سے وہ مسٹر اینڈریا کی طرف دیکھ رہا تھا جو کہ بڑی توجہ اور شوق سے باجے کی آواز کو سن رہا تھا اور بڑی تعریف کر رہا تھا۔

اتنے میں مسٹر ڈینگلس بھی

آگیا۔ اس نے پہلے پہل نظر تو کونٹ پر ڈالی۔ مگر دوسری ضرور مسٹر اینڈریا کی طرف دوڑا۔ اچھی بی بی کو اس نے صرف رسمی طور پر سلام کی آخر وہ اینڈریا کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔ کیوں جی کیا لیڈیوں نے آپ کو راگ میں شامل کرنے کے لئے نہیں بلایا؟

اینڈریا نے ایک آہ سر دھری اور کہا۔ جی نہیں ہیں کون بلاتا ہے۔

ڈینگلس فوراً دروازہ کی طرف گیا اور اس نے اسے کھولا۔ دو نوجوان لیڈیاں ایک ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں ان کے سامنے باجہا ہوا تھا۔ اور بیٹے اور گانے میں محو تھیں۔ میڈیم لولس آرمیلی کا یوجین کے ساتھ برا دوستانہ تعلق تھا وہ کچھ کچھ خوبصورت تھی اور ظاہراً بڑی حیا دار معلوم ہوتی تھی اس کے گنہگار دار بال اسکی گردن پر پیرے تھے جو معمول سے زیادہ لمبی تھی۔ اس کی آنکھیں بہ سبب کثرت استعمال کے کچھ ست اور کمزور ہو گئی تھیں۔

کہا جاتا تھا۔ کہ اس کا سینہ کمزور ہے اور شاید وہ کسی روز گاتی گاتی ہی مر جاوے۔ کونٹ نے دروازہ کھینے پر ایک سرسری نظر سے اس نمرے کی طرف دیکھا اور اب اس نے پہلی بار اس کی آرمی کو دیکھا جسکی بابت اس نے بہت کچھ سنا ہوا تھا۔ وہ میڈیم ڈینگلرس کی رائی لڑکی سے بے حد محبت کر رہا تھا۔ یہ کہہ کر وہ اینڈریا کو اندر لے گیا اس کے داخل ہونے کے بعد اتفاق سے یا چالاکی سے دروازہ بند ہو گیا۔ اب بھی نہ کونٹ کی نظر اندر پڑ سکتی تھی اور نہ بیرون کی۔ مگر چونکہ میڈیم ڈینگلرس اینڈریا کے ساتھ گیا تھا اسنے میڈیم ڈینگلرس نے اس طرف توجہ بھی نہ کی۔ کونٹ نے حقوڑی دیر کے بعد اینڈریا کو ایک کارسکینی گیت گاتے ہوئے سنا۔ اسے اینڈریا تو بھول گیا اور مینی ڈیو یارہ گیا اور وہ مسکرایا میڈیم ڈینگلرس یہ لافیں مار رہی تھی کہ میرا خاندان بڑے مقبوط دل والا ہے۔ اس کا

آج صبح تین چار لاکھ کا شہر صلن میں نقصان ہو گیا ہے اور اسے خبر تک نہیں اس تعریف کا بیرن مستحق بھی تھا۔ کیونکہ اگر کونٹ اس واقعہ کو میڈیم ڈینگلرس سے نہ سنا تو وہ ہرگز ڈینگلرس کے چہرہ پر بے رحمی کے آثار معلوم نہ کر سکتا۔ کونٹ منہ میں "ہول" اب وہ اپنے نقصان کو غفنی رکھتا ہے۔ ایک جہینہ پہلے تو وہ شیخی مارا کرتا تھا (اوپنی) اور میڈیم مسٹر ڈینگلرس بڑا دانا اور ہوشیار آدمی ہے۔ وہ جلدی اس نقصان کی کہیں اور جگہ سے کسر نکال لے گا۔ میڈیم ڈینگلرس "میں دیکھتی ہوں کہ آپ بہت سے اور اشخاص کی مانند ایک غلط خیال میں پڑے ہوئے ہو۔"

کونٹ نے وہ غلط خیال کونٹ ہے میڈیم ڈینگلرس۔ آپ کا خیال ہے کہ مسٹر ڈینگلرس جا کھینا ہے حالانکہ اسے یہ عادت نہیں ہے کونٹ۔ بیشک آپ سچ فرماتی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ لیو سبین ڈیاسرائی نے بھی مجھے کہا تھا بات میں بات آگئی ہے یہ تو بتاؤ کہ لیو سبین ڈیاسرائی کا کیا حال

میں نے چار پانچ روز سے اسکی بات
 کچھ نہیں سنا ہے

میڈیم ڈینگرس "مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ مگر آپ کچھ کہنے لگے تھے۔"

کونٹ روکینے

میڈیم ڈینکلس "سر لیونین
نے آپ کو کہا تھا۔ کوٹ اس
نے مجھ کو کہا تھا۔ کہ آپ جو اکیڈمی کی
عادی ہیں۔ اور کچھ نہیں۔"

میدیم و نیگلرس میں پہلے بہت کھیل کرتی تھی مگر اب تو نہیں ملت سے چھوڑ بیٹھی ہوں !

کے چچے بڑا ہے ! کوٹ ڈاسٹرج سے کہ گویا اسکو کچھ خبر نہیں ہے !

کونٹ! آپ اپنے واسطے ہی
 مجھ بناتی ہیں یا نہیں!

میدیم وینگرس! آپکو معلوم
 نہیں کہ مارکوس سنٹ مارکوس

سید ایم ڈینگلسؑ کیا بتانا ہے
سیرے خاوند کا اور میرا کوئی دو نہیں
کی طرف روانہ ہونے کے چند ہی دن
بعد گزر گئی تھی۔ اور میں سمسٹر میں

لوٹ! نہ پھر آپ غلطی پر ہیں
یکمدمت کا کوئی اعتبار نہیں

ہے۔ اگر میں عورت ہوتا اور ساتھ ہی ایک ساہوکار کی بی بی ہوتا تو ضرور کوٹ میں نے یہ سنا ہے۔ اس میں انکھی بات کو منی ہے۔ ان سے

پینے لئے اپنے خاوند سے علیحدہ رہے۔ ان کے باپ دادا کی نہیں مر گئے
سراپہ جمع کر بیٹا۔ کیونکہ فی الحال اور انہوں نے کی قیامت تک

پکا خاوند خواہے کیسا خوش نصیب
مگر آپ جانتی ہیں کہ ایسی تجارت
جینے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا
میڈیم وینکلس " آگے بھی

ہوئے ہیں بڑا خطرہ ہوتا ہے۔
یڈیم وٹنیگر س۔ یہ بات سنکر
سنو۔
کوٹ۔ آگے کیا۔

--	--

کوٹ " میں اس بات کا جواب نہیں
دلیکتا۔ جب اسکے باپ کی میر
ساتھ ملاقات ہوئی تو میں نے سن
کہ وہ مارا کوٹس سے سو بیٹے
کو کوٹ ہونا چاہیے۔ مگر میرا خیال
ہے کہ اس خطاب کے بھی قابل نہیں
ہے۔ اگر وہ شاہزادہ ہے تو کیوں
شالانہ بھل سے نہیں رہتا۔ اگر وہ
حقیقتاً شاہزادہ ہے تو ایسا بن کر
رہے۔

ڈینگلرس " یہ اور بات ہے رگا
اس کے شاہزادہ ہونے میں تو کوئی
انکار نہیں کر سکتا۔

کوٹ " مگر کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اگر اتفاقاً
مشر الہٹ آجائے تو وہ کیا کہیگا
جب وہ دیکھے گا کہ اسکی موعودہ
بی بی کے ساتھ جس کے پاس بیٹھے کا
آجنگ اُسے کبھی موقع نہیں ملا
ایک نامحرم بیٹھا ہوا ہے۔

ڈینگلرس " آپ مطمئن رہیں۔ وہ
اس جگہ بہت کم آیا کرتا ہے۔
کوٹ " لیکن اگر وہ آجائے تو
وہ مشر کیول کئی کو یوجین کے پاس
بیٹھے ہوئے دیکھ کر بہت ناراض
ہوگا۔

ڈینگلرس " آپ کو غلطی لگتی ہے

میڈیم ڈینگلرس " وہ اپنی
ہوتی کی شادی کرنے کی نیت سے
آئی تھی۔

کوٹ " فرتر کے ساتھ کیا وہ
رشتہ قطع ہو گیا ہے۔

میڈیم ڈینگلرس " سنا ہے
مگر فرتر نے شادی کرنے سے انکار
کر دیا۔

کوٹ " خوب آپ کو سبب معلوم ہے
میڈیم ڈینگلرس " نہیں۔

کوٹ " عجیب بات ہے۔ چہا
ولفرٹ پر اس کا کیا اثر ہوا ہے۔

میڈیم ڈینگلرس " معمول کی
ماتہ۔ اس نے اس مصیبت اور مالی

کو ایک مکیم کی طرح برداشت کیا ہے۔
اس وقت مشر ڈینگلرس کیلا اپنی

بیٹی کے پاس سے واپس آیا۔
میڈیم ڈینگلرس " کیا آپ مشر

کیول کئی کو اپنی بیٹی کے پاس چھوڑ
آتے ہیں۔

ڈینگلرس " یوجین اور اسکی ملی
دونوں کے پاس کیا آپ اسکی ملی

نوم نہ ہونے کے برابر خیال کرتی ہیں
کوٹ سے شاہزادہ کیول کئی

ایک بڑا خوش وضع اور خوش طبیعت
جوان ہے۔ کوٹ صاحب ہے نہ۔

مگر کیا وہ سچے سچے شاہزادہ ہے

مشر البرٹ ہرگز خفا نہیں ہوگا۔ وہ میڈیم یوجین کو پسند نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں مجھے اسکی ناراضگی کی پرواہ ہی کیلئے ہے۔ مگر حالات کو دیکھنا چاہیو۔

ڈینیگلرس: آئیو نہیں معلوم کہ حالات کیسے ہوتے ہیں میڈیم مار سرف کے بال میں البرٹ یوجین کے ساتھ ایک دفعہ ناچا اور مشر کیول کنٹی تین دفعہ تاہم البرٹ نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی اور اسپر کو کئی ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔

انہی میں ذکر نے کہا کہ مشر البرٹ تشریف لائے ہیں۔

سپرولٹس جلدی تھی اور معالہ کے ٹمرے کی طرف رہا نہ ہوئی۔ ڈینیگلرس نے اسے روک لیا اور کہا کہ بھیرو۔ اس نے اس کی طرف حیرانی سے دیکھا۔ کوئٹ نے جواباً کہ گویا اسکی بالکل انکی طرف توجہ نہیں ہے۔

البرٹ داخل ہوا۔ وہ بہت بنا تھا اور خوش خوش نظر آتا تھا۔ آتے ہی اس نے سپرولٹس کو ادب سے ڈینیگلرس کو دوستانہ طور سے اور کوئٹ کو بڑی محبت سے سلام کی اور اسپرولٹس کی طرف مخاطب ہو کر بولا میڈیم یوجین کا کیا حال ہے

ڈینیگلرس: بخیر و عافیت ہے وہ مشر کیول کنٹی کے ساتھ باجا بجارہی ہے۔ البرٹ نے اس بات کو سن کر اپنے چہرہ کی سنجیدگی کو اتار دیا اور یہی ہے پرواہی ظاہر کی۔ دل میں تو شاید اس کو رنج ہوا مگر وہ جانتا تھا کہ کوئٹ کی نظر اس پر ہے پھر وہ بولا کہ مشر کیول کنٹی کی آواز بڑی اچھی ہے اور میڈیم یوجین کی سرسری عمدہ ہے۔ امید ہے کہ مکر وہ دونو خوب گاتے ہوں گے۔

ڈینیگلرس: وہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے خوب سمجھتی ہیں یہ بات بڑی جاہلانہ تھی۔ اور میڈیم ڈینیگلرس سخت بانی بانی ہو گئی مگر البرٹ نے ایسا ختلا یا کہ گویا اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔ پھر وہ بولا کہ میں یہی راگ باجا جانتا ہوں اور میرے استاد میری بڑی تعریف کیا کرتے تھے مگر مزے کی بات ہے کہ میری آواز کسی کے ساتھ نہیں گنتی۔

ڈینیگلرس: مسکرایا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ کہتا ہے کہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ پھر اپنا مطلب یوں کر نے کے لئے وہ بولا کہ شہزادے اور میری

بیٹی کی توکل ہر خاص و عام نے تعریف کی تھی۔ مسٹر البرٹ آپ شامل نہیں تھے۔

البرٹ شاہزادہ کون؟
ڈینیگلرس۔ شاہزادہ کیول کنٹی۔

البرٹ معاف فرمادیں مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ شاہزادہ ہے۔ اچھا تو شاہزادہ کیول کنٹی نے کل میڈیم یو جین کے ساتھ گایا تھا۔ بہت اچھا گیت ہوا ہو گا۔ مگر میں آپ کی دعوت میں نہ آ سکا میری ماں کی کونٹس آف چیورناؤسے ڈن دعوت تھی اور مجھ کو مان جانا پڑا تھا۔

اسکے بعد کچھ دیر خاموش رہی آخر البرٹ بولا کہ کیا مجھے بھی اجازت ہے کہ میں میڈیم یو جین کی قدم بوسی حاصل کروں؟

ڈینیگلرس (اسکو ٹھہرا کر) فدا صبر کرو۔ اس عجیبے غریب گریب کو سن رہے ہوئے تائی ٹو ٹو۔ دیکھو کیا مزیدار ہے۔ ٹھیرا نہیں ختم کر لیں دو۔ بریو۔ بریو۔ واہ! واہ! کیا لطیف ہے؟

البرٹ بیشک بہت عمدہ ہے مسٹر کیول کنٹی کے ملک کا راگ بڑا ہی لطیف ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ وہ شاہزادہ ہے۔ کیول نہیں

کہا۔ لیکن اگر نہیں ہے تو بھی آسانی سے بن سکتا ہے۔ اٹلی میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ مسٹر ڈینیگلرس ذرا کچھ سنو! وہ مگر انہیں خبر نہیں کہ کوئی اجنبی ہے کیونکہ جب راکے اپنے خیال میں گاویں تو بہت اچھا گاتے ہیں۔

ڈینیگلرس البرٹ کی اس بے توجہی اور بے پرواہی سے بڑا حلا اور کونٹ کو ایک طرف لیجا کر بولا کہ ہمارے عاشق کی بات آپ کیا خیال ہے؟

کونٹ کے معلوم تو وہ بے پروا ہوتا ہے۔ مگر آپ نے اقرار کیا ہوا ہے ڈینیگلرس میں نے اپنی بیٹی اس شخص کو دینے کا اقرار کیا ہوا ہے جو اسکو محبت کرتا ہو نہ اس کو

حم اس کی پرواہ ہی کچھ نہ کرے اگر البرٹ کے پاس شاہزادہ کیول کنٹی سے زیادہ بھی روپیہ ہوتا تو میں اسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہ کرتا کیونکہ وہ بڑا بے محبت اور غرض ہے۔

کونٹ شاید میری محبت مجھے اندھا کر دے مگر میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ البرٹ کیول کنٹی سے بد رجا بہتر ہے۔ اور اس کے

باپ کی وجاہت بھی بہت زیادہ ہے

ڈینیگلرس " ہوں "

کونٹ " کیا آپکو میری باتوں میں شک ہے "

ڈینیگلرس " آپ کو ان کا اہل معلوم ہے کہ نہیں "

کونٹ " مگر اسکا بیٹے پر کیا اثر پڑ سکتا ہے ۔ ایک جہنہ اب

سے پہلے آپ اسکی بڑی تعریف کرتے تھے ۔ اور میں اس کیوں کٹتی

کی بابت کچھ بھی نہیں جانتا تو آپ کیا جانتے ہو گئے حالانکہ میرے

گہر میں آپکی اس سے ملاقات ہوئی ہے "

ڈینیگلرس " اچی میں جانتا ہوں میں اسے خوب جانتا ہوں "

کونٹ " کیا آپ نے تحقیق کی ہے "

ڈینیگلرس " ہاں ۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا دولتمند ہے "

کونٹ " آپ کے خیال میں وہ کتنے سا آدمی ہے "

ڈینیگلرس " اسکی آمد بچاس ہزار سالانہ ہے اور وہ خاصہ تعلیم

یافتہ ہے "

کونٹ " ہوں "

ڈینیگلرس " وہ راگ بھی جانتا ہے کونٹ " اہلی کے تمام لوگ راگ راگ جانتے ہیں "

ڈینیگلرس " کونٹ صاحب آؤ ۔ آپ اس جوان شاہزاوے کی قدر نہیں سمجھتے "

کونٹ " میں سچ کہتا ہوں کہ مجھو البرٹ بڑا اچھا لگتا ہے ۔ آپکا

اسکے ساتھ تعلق مجھے بڑا پسند ہے اور میں اس کو اچھا نہیں سمجھتی کیونکہ

یہ خواہ مخواہ بیچ میں ٹانگ اڑاتا ہے ڈینیگلرس ۔ تہقہ مار کر ہنسا اور

ہولا ۔ خیر یہی روز مرہ کی باتیں ہیں "

کونٹ " آپ رشتہ کو اس طرح دیکھا ہے تو قطع نہیں کر سکتے ۔ بارش

کو تو اس رشتہ کے ہوجانیکا پورا اعتماد ہے "

ڈینیگلرس " ہاں "

کونٹ " ہاں "

ڈینیگلرس " اچھا تو پھر وہ بات بتاتے کیوں نہیں آپ تو اس کے

رٹے گہرے آشنا ہیں ۔ آپ ہی کچھ ترغیب دیں "

کونٹ " میں آپکو یہ کس طرح معلوم ہوا ہے "

ڈینیگلرس " کہنا کس نے تھا میں خود دیکھا ہے ۔ وہ مغرور مٹی پر مارش

کہا۔ لیکن اگر نہیں ہے تو بھی آسانی سے بن سکتا ہے۔ اُمی میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ مسٹر ڈیگلر ذرا کچھ سنواؤ مگر انہیں خبر نہ تھی کہ کوئی اجنبی ہے کیونکہ جب راکے اپنے خیال میں گاویں تو بہت اچھا گاتے ہیں۔
ڈیگلرس البرٹ کی اس بے توجہی اور بے پرواہی سے بڑا حلا اور کونٹ کو ایک طرف لیجا کر بولا۔
ہمارے عاشق کی بابت آپ کیا خیال ہے؟

کونٹ کے معلوم تو وہ بے پروا ہوتا ہے۔ مگر آپ نے اقرار کیا ہوا ہے ڈیگلرس۔ میں نے اپنی بیٹی اس شخص کو دیے کا اقرار کیا ہوا ہے جو اسکو محبت کرتا ہو نہ اس کو جو اس کی پرواہ ہی کچھ نہ کرے اگر البرٹ کے پاس شاہزادہ کیول کنٹی سے زیادہ بھی رویہ بیوتا تو میں اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہ کرتا کیونکہ وہ بڑا بے محبت اور غریب ہے۔

کونٹ شاید میری محبت مجھے اندھا کر دے مگر میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ البرٹ کیول کنٹی سے بدتر جہاں بہتر ہے۔ اور اس کے

بیٹی کی توکل ہر خاص و عام نے تعریف کی تھی۔ مسٹر البرٹ آپ شامل نہیں تھے۔

البرٹ شاہزادہ کون؟
ڈیگلرس۔ شاہزادہ کیول کنٹی۔

البرٹ معاف فرما دیں مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ شاہزادہ ہے اچھا تو شاہزادہ کیول کنٹی نے کل میڈیم یو جین کے ساتھ گایا تھا۔ بہت اچھا گیت ہوا ہو گا۔ مگر میں آپ کی دعوت میں نہ آسکا۔ میری ماں کی کونٹس آف چیئر ناؤ کے دن دعوت تھی اور مجھ کو وہاں جانا پڑا تھا۔

اس کے بعد کچھ دیر خاموش رہی آخر البرٹ بولا۔ کیا مجھے بھی اجازت ہے کہ میں میڈیم یو جین کی قدم بوسی حاصل کروں؟

ڈیگلرس (اسکو ٹھہرا کر) فدا صبر کرو۔ اس عجیب غریب شکیب کو سن رہے ہوئے تمہاری ٹو ٹو۔ دیکھو کیا مزیدار ہے۔ ٹھیرا نہیں ختم کر لیں دو۔ برلیو۔ برلیو۔ واہ! واہ! کیا لطیف ہے۔

البرٹ بیشک بہت عمدہ ہے مسٹر کیول کنٹی کے ملک کا راگ بڑا ہی لطیف ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ وہ شاہزادہ ہے۔ کیول نہیں

باپ کی وجہ سے بھی بہت زیادہ

ڈینیگلرس " ہوں "

کونٹ " کیا آپکو میری باتوں میں شک ہے "

ڈینیگلرس " آپ کو ان کا اہل معلوم ہے کہ نہیں "

کونٹ " مگر اسکا بیٹے پر کیا اثر پڑ سکتا ہے ۔ ایک مہینہ اب

سے پہلے آپ اسکی بڑی تعریف کرتے تھے ۔ اور میں اس کیوں کتنی

کی بابت کچھ بھی نہیں جانتا تو آپ کیا جانتے ہو گئے حالانکہ میرے

گھر میں آپکی اس سے ملاقات ہوئی ہے "

ڈینیگلرس " اچی میں جانتا ہوں میں اسے خوب جانتا ہوں "

کونٹ " کیا آپ نے تحقیق کی ہے "

ڈینیگلرس " ہاں ۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا دولت مند ہے "

کونٹ " آپ کے خیال میں وہ کتنے سا آدمی ہے "

ڈینیگلرس " اسکی آمد بچاس ہزار سالانہ ہے اور وہ خاصہ تعلیم یافتہ ہے "

کونٹ " ہوں "

ڈینیگلرس " وہ راگ بھی جانتا ہے کونٹ " اہلی کے تمام لوگ راگ راگ جانتے ہیں "

ڈینیگلرس " کونٹ صاحب آؤ ۔ آپ اس جوان شاہراؤ سے

کی قدر نہیں سمجھتے کونٹ " میں سچ کہتا ہوں کہ

مجھو البرٹ بڑا اچھا لگتا ہے ۔ آپکا اسکے ساتھ تعلق مجھے بڑا پسند ہے

اور میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا کیونکہ یہ خواہ مخواہ بیچ میں ٹانگ اڑاتا ہے

ڈینیگلرس ۔ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا ۔ خیر یہی روزمرہ کی باتیں ہیں "

کونٹ " آپ رشتہ کو اس طرح دیکھا ہے تو قطع نہیں کر سکتے ۔ بارش

کو تو اس رشتہ کے ہوجانیکا پورا اعتماد ہے "

ڈینیگلرس " ہاں " کونٹ " ہاں "

ڈینیگلرس " اچھا تو پھر وہ بات بتاتے کیوں نہیں آپ تو اس کے

بڑے گہرے آشنا ہیں ۔ آپ ہی کچھ ترغیب دیں "

کونٹ " میں آپکو یہ کس طرح معلوم ہوا ہے "

ڈینیگلرس " کہنا کس نے تھا میں خود دیکھا ہے ۔ وہ مغرور مٹی پر مار

وہ منکبر مارسی واپس باہل کے روز کسی اور لیٹرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتی تھی حالانکہ آج وہ باغ میں لگتی اور وہاں کوئی آدمہ گھنٹہ آپ سے علیحدہ باتیں کرتی رہی مگر کیا آپ کو نہ پتہ تھا کہ سے بات کریں گے ؟

کوٹھ " آج کے بچے پر کرونگا " وینیکلرس " گھر کی ضرورت تھی کہ وہ دوبارہ کہنے کی ضرورت تھی کہ اگر اس نے میری لڑکی لینی ہے تو دن مقرر کر کے شرائط قائم کرے۔ الغرض معاملہ فیصل کر دے۔ سمجھا۔ دیر لگائی کوٹھ " کچھ فکر نہ کرو میں اس کام کو اپنا کام سمجھتا ہوں اور فکر کے ساتھ کرونگا " وینیکلرس " میں نہیں کہہ سکتا کہ میں غشی کے ساتھ اس کی امید کرتا ہوں۔ مگر تاہم میں امید کرتا ہوں آپ جانتے ہیں۔ یہ کہہ کر وینیکلرس نے ایک آہ بھری جیسے کہ کیول کنٹی نے آدمہ گھنٹہ پہلے بھری تھی جب نظارہ ختم ہوا تو البرٹ چلا یا شہاباش " وینیکلرس شکی نگاہ سے اس کی طرف دیکھنے لگا جبکہ کوئی شخص آیا اور اس کے کان میں کہہ گیا " وینیکلرس " کوٹھ صاحب

میں ابھی آتا ہوں آپ ذرا انتظار کریں شاید میں نے آپ سے کوئی بات کر لی ہوگی

میڈیم وینیکلرس نے جب دیکھا کہ اس کا خاندان چلا گیا ہے تو اس نے اپنی بیوی کے مطالعہ خانے کا دروازہ کھولا۔

مشرانڈر یا جو کہ میڈیم یو جین کے ساتھ بیٹھا باجا بجا رہا تھا۔ گھڑی کی سپرنگ کی طرح چونک اٹھا۔ البرٹ نے میڈیم یو جین کو جب کہ سلام کی جس کا کہ اس نے بغیر کسی اضطراب کے اپنی معمولی سروچہری کے ساتھ جواب دیا۔ کیول کنٹی کچھ بے تاب سا ہوا اس نے البرٹ کو سلام کی جس نے کہ بڑی گستاخانہ انداز اس کی سلام کا جواب دیا۔ پھر البرٹ نے میڈیم یو جین کی آواز کی تفرقہ کرنے شروع کی۔ اور پہلے روز دعو کی شرکت سے محروم رہ جانے پر ان کا اظہار کیا۔ کیول کنٹی چونکہ اب اکیللا رہ گیا اس لئے وہ کوٹھ طرف متوجہ ہوا " میڈیم وینیکلرس " آؤ اب اور تقریشیں چوڑو۔ آؤ چلیں چار بیٹیں " یو جین (اپنے دوست سے) آرمیلی تم بھی آؤ "۔

وہ پاس کے کمرے میں چلے گئے
جہاں چار تیار تھی ٹھیک جبکہ وہ
انگریزی طرز میں حج پیالیوں میں رکھ
کر اٹھنے کو کہتے کہ ڈینیگلرس آ موجود
ہوا۔ مگر وہ کچھ مضطرب سا تھا۔ مانی
کر سڈو نے تار لیا اور اشارے
سے اس کا مطلب پوچھا
ڈینیگلرس ابھی میرا قاصد لونا
سے آیا ہے۔

کوٹ "خوب اسلئے آپ ہم سے
بھاگ کر چلے گئے تھے"
ڈینیگلرس "ہاں"

البرٹ "شاہ اوتھو۔ کیا حال ہے
ڈینیگلرس نے ایک اور شکی نگاہ کی
طرف ڈالی اور اسکی بات کا کچھ
جواب نہ دیا"

البرٹ "کوٹ صاحب ہم اکٹھے
چلیں گے کیوں نہ"

کوٹ "جیسے آپکی مرضی البرٹ
نے ڈینیگلرس کی نگاہ کا مطلب
نہ سمجھا اور کوٹ کی طرف مڑ کر جواب
خوب سمجھتا تھا بولا "کیا آپ نے دیکھ
کہ وہ میری طرف کس نگاہ سے
دیکھتا تھا"

کوٹ "ہاں مگر کیا آپ خیال
کرتے ہیں کہ اسکی نگاہ میں کوئی
خاص بھید تھا"

البرٹ "ہاں کیوں نہیں۔ پہلا
یونان کی خبر آنے سے اسکی کمرہ
کوٹ "جھے کیا معلوم"
البرٹ "معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے
اس ملک کا رسیانڈنٹ ہیں"
کوٹ "مسکرایا۔"

البرٹ "لوہہ آتا ہے۔ لو آپ
اس سے بات کرو۔ میں ذرا میٹیم
یوجین کی تعریف کر لوں"

کوٹ "اگر تعریف کرنی بھی
ہو تو صرف آواز کی تعریف کرنا۔
البرٹ "نہیں جی میں تو ہر ایک
شخص کرتا ہے۔"

کوٹ "میرے پیارے البرٹ
آپ بڑے گستاخ ہیں
البرٹ "یوجین کی طرف گیا۔
اس اشارے میں ڈینیگلرس نے کوٹ
کی طرف جا کر اسکے کان میں کہا۔
آپ کی بھینچت بڑی اچھی تھی۔
خوشنڈ اور جننا کے نام کے
ساتھ تو ایک بڑا تاریخی واقعہ
والستہ ہے۔"

کوٹ "بے شک۔"
ڈینیگلرس "ہاں یہ۔ آجکے
کچھ تباہ تو لگا۔ مگر اس جہان کو بچاؤ
میں اسکا کٹہہ دیکھنے کی جہرہ
نہیں کر سکتا تھا"

کوٹ - وہ جاتا ہے۔ کیا میں
اس کے باپ کو آپ کے بھیج دوں
ڈینگلس - فوراً
کوٹ - بہت خوب
کوٹ نے البرٹ کی طرف اشارہ
کیا انہوں نے لیڈیوں کو سلام
کی اور رخصت لی سٹر کیوں کہ
اسیڈا سیدان کا مالک رہ گیا۔

چھتر واں باب

ہیڈی

جونہی کوٹ کے گہوڑے نکلی
میں داخل ہوئے البرٹ نے
کوٹ کی طرف مت کر ایک زور کا
تہقہ مارا جو اتنا بلند تھا کہ بناوٹی
علوم ہوتا تھا پیر وہ بولالوچی
میں آپ کو آج وہی سوال کرتا
ہوں۔ جو کہ چارلس نے باہر
لوہیو کے قتل عام کے بعد کتھرن
سے کیا تھا یعنی یہ کہ میں نے اپنا
پاسرٹ کیسا ہنسا یا ہے۔

کوٹ - آپ کس بات کی
طرف اشارہ کر رہے ہیں
البرٹ - اس بات کی طرف
کہ میرا رقیب ڈینگلس کے ہاں
میری بجائے ممکن ہو گیا ہے
کوٹ وہ کوٹسار رقیب
البرٹ - کوٹسار رقیب - وہی
آپ کا پیر درو اینڈر یا کیوں کہ
کوٹ - آپ بھی تو بڑے مسخرے
ہیں۔ میں تو اینڈر یا کامی نہیں
ہوں۔ اور کم سے کم ڈینگلس
کے معاملے میں تو میرا اس سے
کوئی سروکار نہیں ہے
البرٹ - اور اگر اس حوالہ آتی
کو اس معاملے میں آپ کی مدد کی ضرورت
ہوتی اور آپ نے اس کو امداد نہ کی
تو یاد رکھو آپ پر ضرور الزام آئے
نگرامید ہے کہ اسے آپ کی امداد کی
ضرورت ہی نہ پڑے گی
کوٹ - ہیں کیا آپ خیال
کرتے ہیں کہ وہ شادی کی درخواست
کر رہے ہیں
البرٹ - مجھے تو اس بات کا یقین
ہے کہ وہ یوہین سے خطاب
کرتا ہے۔ تو اس کی آواز نرم اور
آہستہ ہوتی ہے۔ اور جب وہ
اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو

تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے محبت بھی ہے۔

البرٹ : بیشک۔ مگر مجھے کیسی غیرت نہیں ہے۔

کوٹ : آپ کو نہیں۔ مگر اس کو تو ہر

البرٹ : ڈبیری کے آنے کی اسے غیرت آتی ہوگی۔

کوٹ : نہیں آپ بانیں بھی اسے آپ سے ہمدردی اور الفت ہے۔

البرٹ : میرا تو خیال ہے کہ ایک سفیٹ سے پہلے مجھے وہ اپنے

گھر میں گھسنے بھی نہ دینگا۔

کوٹ : میرے دوست البرٹ آپ کو غلطی لگ رہی ہے۔

البرٹ : اچھا مجھے ثابت کر دو۔

کوٹ : ثابت کر دوں۔

البرٹ : ہاں۔

کوٹ : اچھا سنو۔ میرے ذمے مسٹر ڈیکلرس نے یہ کام ڈالا ہے کہ میں جاؤں اور آپ کے باپ

کوٹ : مار سرف کو سمجھاں کہ شادی کا جلدی فیصلہ کر دیوے۔

البرٹ : (متحیر) امید ہے کہ آپ ایسا کام ہرگز نہ کریں گے۔

کوٹ : میں تو ضرور کروں گا کیونکہ یہ آپ کی زبان ویدی ہے۔

آنکھوں میں غریب اور عاشقانہ التماس پائی جاتی ہے جس سے اگے

ارادے صاف ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ ضرور اس شکریہ جو جین کے ساتھ

شادی کرنے ارادہ رکھتا ہے۔

کوٹ : مگر جب یو جین کے والدین آپ کے ساتھ اسکی شادی کرنے پر راضی ہوں تو ان سب باتوں

سے کیا ہو سکتا ہے۔

البرٹ : وہی تو راضی نہیں ہیں بد قسمت ہر طرف سے دھکے کھاتا

ہوں۔

کوٹ : کیا۔

البرٹ : جو میں نے کہہ ہے بالکل سچ ہے۔ میڈیم یو جین تو میری سلا

کا کبھی ہی جواب دیتی ہوگی اور میڈیم آرمیلی اسکی دوست مجھے کہتی بھی

بات نہیں کرتی۔

کوٹ : مگر اسکا باپ تو آپ سے بڑا پیار کرتا ہے۔

البرٹ : اسکو ہرگز نہیں۔ اس نے ہزاروں تیر میرے سینے میں گارے

ہیں۔ اور سیکڑوں زہر آلود خنجر میرے گلے میں مارے ہیں۔ اس نے تو ان خنجروں کو جھلک خیال کیا تھا۔ مگر خدا

کا شکر ہے وہ مجھ پر موثر نہیں ہوئے۔

کوٹ : جب کسی کو غیرت آئے

کر اپنے میری شادی کر دیے گا مضم
ازاد کر لیا ہے

کوٹھ : میرا تو یہ ادا وہ ہے کہ
ہر کسی کے ساتھ صلح اور آشتی سے
رہنے کی کوشش کروں۔ بات
میں بات آتی ہے یہ بتاؤ کہ کیا
سبب ہے کہ میں نے لیوسین

ڈوباری کو چند دنوں سے بیرن
ڈیگرس کے مکان پر نہیں دیکھا
البرٹ : کچھ ناراضگی سی ہو گئی
ہوتی ہے

کوٹھ : میڈیم کے ساتھ

البرٹ : نہیں ڈیگرس کے ساتھ

کوٹھ : کیا بیرن نے کچھ معلوم
کیا ہے

البرٹ : وہ یہ خوب سمجھتا ہے

کوٹھ : کیا آپ کا خیال ہے کہ

اسے کب تک ہو گیا ہے

البرٹ : کوٹھ صاحب آپ

کہاں سے آرہے ہیں

کوٹھ : ملک کنگو سے سمجھ لو

البرٹ : نہیں اس سے بھی

کہیں دور سے

کوٹھ : مگر مجھے آپ کے پیرس

کے خاندان کا حال کیا معلوم

البرٹ : او میرے پیارے کوٹھ

خاندان ہر جگہ قریب یکساں ہوتے

ہیں۔ اور کسی ملک کا ایک واحد خاندان
باقی تمام قوم کا ایک نمونہ ہوتا ہے
مشتے نمونہ از خوارے

کوٹھ : مگر ڈیگرس اور لیوسین
ڈوباری کی تو بڑی دوستی تھی۔ ان کے
درمیان نزاع کیسے واقع ہو گئی۔

البرٹ : آپ مجھ سے ایسے بعید

دریافت کرنے کی کوشش کر رہے

ہیں جن کا مجھے خود کچھ پتہ نہیں رہا

رکھو جب مسٹر کیول کئی اس خاندان

کا ایک ممبر بن جاویگا۔ تو وہ آپ کے

سارے سوالوں کا جواب دیا کر دیا

اتنے میں گاڑی کھڑی ہو گئی

کوٹھ : لوجی آپہنچے ہیں۔ اب

سارے دس بجے ہیں۔ آپ ضرور

اندر آویں

البرٹ : ضرور آؤنگا

کوٹھ : میری گاڑی آپ کو

مکان پر چھوڑ آویگی

البرٹ : مہربانی مگر میں نے اپنے

گاڑی کے لئے بھی حکم دیدیا ہوا

دونوں گاڑی سے باہر نکلے۔ اور کہ

کے اندر گئے۔ ڈرائیگ روم میں خود

روشنی کی ہوئی تھی وہ اسمیں داخل

ہو گئے

کوٹھ : یہی پسٹن جا

تیار کرو

البرٹ : حقہ پینے کو دل چاہتا۔
کوٹ نے گھنٹہ لیا اور اسے
ایک دفعہ بچایا۔

ایک لمحہ میں ایک پوشیدہ دروازہ
کھلا اور نوکر حقہ لیکر آگیا اسکے پاس
دو بڑے لطیف حقے تھے جن میں اعلیٰ
درجہ کا شرکی تھانگو بہرا تھا۔

البرٹ : حیرت انگیز بات ہو
کوٹ : بات تو بالکل سادہ

ہے۔ علی جاننا ہے کہ جب میں چار
یا کافی پیتا ہوں تو ساتھ ہی حقہ
بھی پیتا ہوں اس نے مجھے
چار کا حکم دیتے ہوئے سنا
ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے
کہ آپ میرے ساتھ آئے

ہوئے ہیں۔ جب میں نے
اسے بلایا اس نے فوراً قیاس
کر لیا۔ کہ میں نے اسے کیوں
بلایا ہے اور چونکہ وہ ایک ایسے

ملک سے آیا ہے جہاں کہہ جانوں
کی خاطر حقہ ہی سے کی جاتی ہے
اس نے قدرتا یہ نتیجہ نکال لیا کہ
ہم دونوں اکٹھے حقہ پیتے گے اور

اس لئے وہ ایک کے بجائے
دو حقے لے آیا بس اب بات
کھل گئی ہے کہ نہ

البرٹ : آپ اس بات کو

میں جواب دینے کے
بغیر فوراً چلا گیا اور کوئی دوسکند میں
والس آگیا۔ اس کے پاس ایک

طشتری تھی جس میں چار وغیرہ اور
اس کے دیگر لوازمات تیار ہی رکھے
ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ
زمین سے نکل پڑا ہے۔

البرٹ : میرے دوست کوٹ
میں آپکی دولت کی بڑی تعریف نہیں

کرتا کیونکہ ممکن ہے کہ آپ سے زیادہ
دولت مند آدمی بھی ہوں اور نہ ہی
آپ کی ظرافت کی تعریف کرتا ہوں
کیونکہ اور نہیں اس سے بڑھ کر بھی
ہو سکتی ہے مگر جس بات کی بے احتیاء

میرا تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے وہ
یہ ہے کہ آپکی اطاعت عجیب ہوتی
ہے۔ آپکے نوکر بغیر کسی سوال کے
ایک لمحہ میں آپکا کام کرتے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز تیار
رکھتے ہیں اور آپکے گھنٹہ بجاٹے کی
طرز سے سمجھ جاتے ہیں کہ آپکو فلاں
چیز کی ضرورت ہے اور وہی فوراً
حاضر کر دیتے ہیں۔

کوٹ : جو کچھ آئیے کہہ رہے ہیں
ہے۔ وہ میری عادات کو جاننے میں
اجنبائیں آپکو ابھی دکھاتا ہوں چار

پیتے وقت اور کیا شغل کرنا چاہتے ہو۔

بہت سادہ اور صاف کہتے ہیں۔
 حیرانی ہی ہوگی۔ مگر یہ
 آواز کیا آرہی ہے؟ یہ کہکر
 البرٹ نے دروازہ کھلے
 ساتھ اپنا سر لگایا۔
 جس میں سے کہ ستار
 کی آواز آرہی تھی؟
 کونٹ؟ مسٹر البرٹ آپ
 کی قسمت میں آج رات باجا
 بھی سنا لکھا ہے۔ یوحین
 کے راگ نے آپ کا پیچھا
 چھوڑا تھا۔ یہاں آکر ہیلڈی
 کا ستار آپ کے پیچھے پڑ
 گیا ہے؟
 البرٹ؟ بیڈی کیا ہی
 خوب صورت نام ہے اچھا
 ایسی بھی عورتیں ہوتی ہیں۔
 جن کے بیڈی نام ہوں؟
 کونٹ؟ کیا نہیں ہیلڈی
 فرانس میں ایک غیر
 معمولی نام ہے۔ مگر البانیا
 اور انی سراس میں تو
 یہ بالکل عام ہے۔ یہ ایسا
 ہی نام ہے۔ جیسے عفت عصمت
 حیا۔ یہ ایک قسم کے بیسہ کا
 نام ہے؟
 البرٹ؟ کاش کہ میری ہم ملک

عورتوں کے بھی ایسے نام ہوتے
 جیسے میڈیم نیکی۔ میڈیم
 ناموشی میڈیم عیسائی
 افلاق۔ ذرا خیال کرو۔ کہ
 یوحین کے ساتھ شادی
 کرنے کا نام سنگر میں
 کیسا خوش ہوتا اگر اس
 کا نام یوحین کی بجائے۔
 میڈیم عصمت حیا
 ونیکرٹس ہوتا؟
 کونٹ؟ اچی اتنی بلند آواز
 میں سن سکتا ہوں؟
 سن رہی ہوگی؟
 البرٹ؟ کیا وہ اس
 سے خفا ہوتی ہے؟
 کونٹ؟ نہیں خفا کیوں
 ہوگی؟
 البرٹ۔ اچھا تو بڑی
 حلیم طبع ہے؟
 کونٹ۔ خوش طبع کیا ہوتی
 ہے۔ یہ اس کا فرض ہے
 غلام کا یہ کام نہیں ہوتا۔ کہ
 وہ اپنے آقا پر حکم چلائے
 البرٹ؟ جی بس اب
 البرٹ؟ آپ خود مسخر کر رہے ہیں

کی اس نام کے اور بھی غلام ملکتے ہیں۔

البرٹ : مگر اتنی بڑی

کونٹ : کیوں نہیں بہت

البرٹ : کونٹ صاحب

آپ کی کوئی بات بھی لوگوں

سے نہیں ملتی۔ آپ ہر

بات میں بڑا ملے ہیں۔

فرانس میں تو کونٹ

آف مانی گرسٹو کا

غلام ہوتا بھی ایک عہدہ

نہے اور آپ کے روپیہ

خرچ کرنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ عہدہ ایک لاکھ

سالا کی قیمت کا ہے۔

کونٹ : ایک لاکھ اس

غریب لڑکی کی دولت

کی انتہا ہی تھی۔ وہ

ایسے خزانوں میں پیدا

ہوتی تھی جن کے مقابلے

میں الف لیلہ کے

خزانہ بھی ہیں۔

البرٹ : اچھا تو وہ کوئی

شاہزادی ہوگی۔

شاہزادی غلام کس طرح

سے ہوا گی۔

کونٹ : اسی طرح سے کہ دیانوس

ظالم ایک راست گو البتہ

کا انقلاب اور نصیب کی شامت

اور کیا ہوتا ہے۔

البرٹ : مگر کیا اس کا نام لوگوں

کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

کونٹ : اور ان کو تو ہرگز معلوم

نہیں ہو سکتا۔ مگر آپ تو میرے

بڑے بچے دوست ہیں اور آپ کی

عزت داری پر مجھے بڑا وثوق ہے

اور امید ہے کہ آپ بات ظاہر

بھی نہ کریں گے۔

البرٹ : بیشک آپ مجھ پر اعتماد

رکھیں۔

کونٹ : آپ کو علی پاشا آف

جیتا کی تاریخ معلوم ہے۔

البرٹ : اوہ اعلیٰ پاشا۔

ایک خدمت میں تو میرے باپ

نے ان کا نام پیدا کیا تھا۔

کونٹ : بیشک میں بھول گیا تھا

بس یہ اس کی بیٹی ہے۔

کونٹ : آپ نے سچ

کہا ہے۔ وہ اپنے ملک

کی سب سے بڑی شاہزادی

البرٹ : علی پاشا کی بیٹی
کونٹ : علی پاشا اور خوبصورت
دینی بیٹی کی

البرٹ : اور یہ آپ کی غلام ہے
کونٹ : میں ایک دفعہ قسطنطنیہ
کی منڈی میں سے گزر رہا تھا روٹوں
میں نے اسے خرید لیا

البرٹ : کونٹ صاحب آپ
تو سوئی مادہ گر ہیں آپ کی باتیں سننے
سوئے دنیا کی حقیقت نہیں معلوم
ہوتی بلکہ ایک خواب معلوم ہوتی
ہے۔ اچھا میں اب تک نا عاقبت
اندیش درخواست کرنے کو ہوں
کونٹ : فرمائیں

البرٹ : بس میری یہ تمنا ہے
کہ آپ اس سے میری ملاقات
کراویں
کونٹ : بڑی خوشی سے۔ مگر دو

شرطیں ہیں
البرٹ : مجھے منظور
کونٹ : پہلی یہ ہے کہ آپ
کسی کو اس ملاقات کا خالی نہ بتلاویں
گئے

البرٹ : بہت اچھا میں قسم
کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کو نہ بتاؤں
کونٹ : دوسری یہ ہے کہ تم
بیٹی کو یہ نہ بتاؤ گے کہ آپ کے باپ

نے اسکے باپ کے ماتحت نوکری
کی تھی۔

البرٹ : مجھے قسم ہے کہ یہ یہی
نہ کہو گا

کونٹ : بس بس۔ امید ہو کہ آپ
ان دونوں قسموں کو یاد رکھیں گے

کونٹ نے پھر گھنٹہ بجایا۔ علی آیا۔
کونٹ : علی بیٹی کو میری طرف

سے کہو کہ میں آج اس کے ساتھ
کافی بیٹا چاہتا ہوں اور اپنے ایک

ورست کی اس سے ملاقات کرانا
چاہتا ہوں۔ علی نے تسلیم کی اور

چلا گیا
کونٹ : مگر البرٹ ایک بات

اور یاد رکھیں اگر آپ نے کوئی بات
دریافت کرنی ہو تو سید ہے اس

سے سوال نہ کریں بلکہ میری وسطیت
سے دریافت کریں

البرٹ : بہت بہتر۔ میں ایسا
ہی کروں گا۔ علی پھر آگیا اور اس

نے دروازہ کے آگے سے پردہ اٹھایا
جسکے یہ معنی تھے کہ آپ کو جانے کی

اجازت ہے
کونٹ : آؤ چلیں۔ البرٹ نے

اپنے سر کے بالی سنوارے اور
اپنی موچوں کو خوب تان دیا اور
ہر طرح سے اپنا چہرہ بن سنوارا

ایسے حسن و جمال شمالی ملکوں میں
کم پائے جاتے ہیں۔ اس نے جو
نظارہ پہلی بار دیکھا تو اپنی جگہ پر
گر گیا کہ گویا کہ کسی نے اسپر جادو
کر دیا ہے۔

سیدھی رکونٹ سے رومی زبان
(میں) آپکی ساتھ کون ہیں یہ دوست
ہیں۔ یہ دوست ہمیں یا بھائی ہیں
یا ایک معمولی آشنا یا دشمن۔
کونٹ (اسی زبان میں) دوست
ہیں۔

سیدھی "ان کا نام کیا ہے۔"
کونٹ "وای کونٹ الیرٹ
یہ وہی صاحب ہیں جن کو میں نے
سراوم میں راہزنوں کے ہاتھ
سے چھڑایا تھا۔"

سیدھی "میں کس زبان میں
ان سے گفتگو کروں۔"

کونٹ "الیرٹ سے، کیا آپکو
جدید یونانی زبان آتی ہے۔"
الیرٹ "افسوس مجھے جدید
یونانی نہیں آتی۔ اور نہ میں پرانی
یونانی جانتا ہوں۔"

سیدھی نے ثابت کر دیا کہ اس
نے کونٹ کے سوال اور الیرٹ کے
جواب دونوں سمجھ لیا ہے اور وہ
بولی "اچھا تو میں ابھی کی زبان یا

کونٹ کے پیچھے ہو گیا کونٹ نے اپنی
ٹوپی اور دستا نے اٹھائے وہ
کمرے میں داخل ہوئے علی پہلے
کھڑا دروازہ پر تین لونڈیاں کھڑی
تھیں۔ صیڈی کونٹ اور الیرٹ
کا اپنے پہلے کمرے میں جو ڈرائنگ روم
کا کام دیتا تھا انتظار کر رہی تھی اسکی
آنکھوں میں حیرانی اور تعجب کے آثار
نمایاں تھے کیونکہ یہ پہلی ہی دفعہ تھی
کہ کونٹ کے علاوہ اس بنے کسی اور
بغیر کے ساتھ ملاقات کی وہ ایک
پلنگ پر جو کہ کمرے کے ایک گوشے
میں بچھا ہوا تھا۔ دستور کے موافق
دونوں بیٹھی تھیں۔ اور اس نے اپنے
گردن پر کپڑوں کا ایک قسم کا گونڈا
بنایا ہوا تھا۔ اس کے پاس ستارکری
ہوئی تھی۔ جس کو وہ تھوڑی دیر پہلے
سجا رہی تھی۔ کونٹ کو دیکھ کر وہ
ابھی اور اس نے ایسے انداز سے
اس کا استقبال کیا جس سے
معلوم ہوتا تھا۔ کہ نہ صرف وہ
اس کی پرے درجہ کی عزت کرتی ہے
بلکہ اسکے ساتھ بڑی گہری محبت
رکھتی ہے۔ کونٹ نے اس کی طرف
بڑھ کر اسے اپنا ہاتھ دیا۔ جسکو اس
نے معمولی کی طرح بوسہ دیا۔ الیرٹ
دروازہ سے آگے نہیں بڑھا تھا۔

فرانسیسی میں بول لوں گی جیسے آپ کی طرف حقہ کیا مگر اس نے پینے سے انکار کر دیا۔

کونٹ دیکھ کر ہر تفکر رکھ کر اچھا اچھا کا زبان میں تولو لالہ برٹ سے) اس سے ہے کہ آپ یونانی زبان جہاں بولتے اب اسے زبان اٹلی میں بولنا پڑے گا مگر اس سے

آپ اس کی قوت بیانہ کا کیا اندازہ کر سکتے ہیں؟ کونٹ نے ہیڈی سے بات شروع کر دیا اشارہ کیا۔

ہیڈی: آپ میرے آقا کے دوست ہیں؟ سو میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں یہ بات اس نے زبان شکنی میں کی۔ پھر علی کی طرف مڑ کر اس نے اسے کافی اور حقہ لانے کا حکم دیا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو اس نے البرٹ کو تڑوکیک آنے کے لئے

انتظار کیا۔ کونٹ اور البرٹ نے اپنی کرسیاں ایک میز کے نزدیک کھینچ لیں۔ جب میرے ہاے تصویریں اور گلدستے با ترتیب رکھے ہوئے تھے علی حقہ اور کافی لے کر آ گیا۔ بی بی سلٹن کو اس کمرہ میں آنے کی بجلی دانت تھی۔ علی بنے البرٹ

کونٹ: پیچھے ہیڈی پیرس کے لوگوں سے کچھ کم شائستہ نہیں ہے۔ کھوانا کے تبا کو کو اس کو بھی بہت بری لگتی ہے۔ مگر یہ مشرقی ملکوں کا تبا کو بے لطیف ہوتا ہے۔

علی چلا گیا۔ کافی کے پیالے بالکل تیار رکھے تھے علاوہ ان کے ایک چینی والا پیالہ بھی تھا۔ جس میں کہ البرٹ کے واسطے چینی لائی گئی تھی کونٹ اور ہیڈی عربی فیشن میں کافی بغیر میٹھے کے نوش کیا کرتے تھے۔ ہیڈی نے پیالہ اٹھایا اور بڑی نراکت سے اسے منہ کے سنا تہہ لگا کر پینا شروع کیا۔ اس وقت دو عورتیں آئیں۔

جن کے پاس شربت اور برف کے پیالے تھے انہوں نے وہ پیالے دو چھوٹے میزروں پر جو اس غرض سے رکھے ہوئے تھے رکھ دیئے۔

البرٹ: میرے پیارے میزبان اور آپ لیڈی صاحبہ مجھے معاف فرماویں۔ میری

عقل قائم نہیں رہی۔ میں پیرس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی سوڈا واٹر پینے والوں کی آواز اور گارڈیوں کے چلنے کا شور کانوں کو بھر دیتا تھا۔ اور ابھی میں ایسا سمجھتا ہوں کہ گویا میں ایشیا میں بیٹھا ہوا ہوں۔ خرافیہ کا ایشیا نہیں بلکہ وہ ایشیا جسکی تصویر میری قوت متحکمہ کھینچ کر تھی۔ افسوس لیڈی صاحبہ اگر میں یونانی زبان سمجھ سکتا تو یہی گفتگو اس عالیشان نظارے سے جو اس وقت میرے سامنے ہے تجھے وہ منرا آتا کہ تمام عمر نہ بھولتا۔

سٹیڈی : میں اٹلی کی زبان میں گفتگو کر سکتی ہوں اور اگر آپ ایشیائی باتوں کو پسند کرتے ہیں تو میں آپ کو بہت چھتاؤنگی اور آپ کی خواہش پوری کرونگی۔

البرٹ : کوٹ، اس کے ساتھ کس مضمون پر گفتگو کروں؟

کوٹ : جس پر آپ کی طبیعت چاہے۔ آپ اس کے ملک کی بابت اور اسکے بچپن کے واقعات کی بابت اس سے پوچھ سکتے ہیں۔ یا اگر آپ کا دل چاہے تو روم ٹیلیٹر اور فلارنس کے حالات پوچھیں۔

البرٹ : روم اور فلارنس کا کیا پوچھنا ہے۔ کیونکہ وہ یونان کی رہنے والی ہے سو اس سے مشقی ہی باتیں دریافت کرنا چاہئیں۔

کوٹ : یہی سہی۔ وہ اپنے ملک کی باتوں کو سب باتوں سے زیادہ پسند کرتی ہے۔

البرٹ : (سٹیڈی سے) لیڈی صاحبہ کس عمر کی تھیں جب آپ نے یونان کو چھوڑا؟

سٹیڈی : پانچ برس کی۔

البرٹ : کیا آپ کو اپنے ملک کا کچھ حال یاد ہے؟

سٹیڈی : جب میں بنی آنکھیں بند کرتی ہوں تو میرا ملک میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگ جاتا ہے۔ دل کا بھی جسم کی مانند ایک دیکھو کا آلہ ہے اور اس میں جسم کے آلہ باصرہ سے یہ کمال زیادہ ہے کہ جن چیزوں کو وہ ایک دفع دیکھ لیتا ہے، انکو پھر وہ بھولتا نہیں۔

البرٹ : اچھا آپ کو کتنی دیر کی باتیں یاد ہیں۔

سٹیڈی : مشکراہ لہجہ میں سر ہل کر کہے، میں ابھی چل ہی نہیں سکتی تھی جیکہ میری ماں جس کا نام ویسی لپکی تھا اور جسکے معنی شاہانہ

میں مجھے اہتہ سے کپڑا کرتی تھی اور
ورم دونوں برقعے میں کر قیدیوں
نے واسطے یہ کہتے ہوئے خیرات
لگتی پیرتی تھیں جو غریبوں کو دیتا
ہے وہ خدا کو دیتا ہے۔ پھر جب
ہمدی چوٹی پہن جاتی تھی تو ہم محل
کی طرف واپس آجاتی تھیں اور
اپنے باپ کو کچھ بتاتے کہ بغیر ہم
روپیہ کو خانقاہ میں بھیج دیا کرتی
تھیں جہاں کہ یہ قیدیوں میں تقسیم
کیا جاتا تھا۔
البرٹ اس وقت آنی کی
عمر تھی۔

ہمدی میں اس وقت کوئی
تین برس کی ہونگی۔
البرٹ دیا چھوٹا اس عمر میں
جو کچھ آپ کے گرد و پیش ہوتا تھا وہ
اب سارا آپ کو یاد ہے۔
ہمدی سارا یاد ہے۔
البرٹ کو کونٹ صاحب
لیڈی صاحبہ کو اجازت دیں کہ
مجھے اپنی تاریخ سنا دے۔ اپنے
آپنے مجھے اسکے پاس اپنے باپ
کا نام لینے سے منع کر دیا ہوا ہے
مگر شاید وہ خود ہی اپنے واقعات
سناتی ہوئی اس کا نام لیں۔ آپ کو
معلوم نہیں ہے کہ مجھ کو ایسے خوب

پوشنوں سے اپنے باپ کا حال سنکر
کیسی خوشی ہوگی۔
کوٹ نے ہمدی کی طرف متوجہ
ہو کر اور اس طرح سے کہ گویا وہ اسکی
پوری توجہ چاہتا ہے اسے یونانی
زبان میں کہا۔ اچھا انہیں اپنے
باپ کی سرگذشت سناؤ۔ مگر
نہ ہی اس دعا باز کا نام لو اور نہ
ہی اس کے دعا اور غدار کا بیان کرو
ہمدی نے ایک سر دواہ بھری
اور اس نے چہرہ پر اداسی کا ابرو اٹھایا
البرٹ اپنے اسکو کیا کہا ہے۔
کوٹ میں نے اُسے یہ یاد
دلا یا ہے کہ آپ دوست ہیں اور آپ
سے کسی چیز کا چھپاؤ نہیں ہے۔
البرٹ اچھا پھلی بات تو آپ کو
یاد ہے وہ یہ ہے کہ آپ غریبوں
کی خاطر ہیک مانگا کرتی تھیں۔ ٹھیک
کوئی اور بات۔
ہمدی او پھر مجھے یہ بھی ایک
بات معلوم ہوتی ہے کہ میں چھیلنے
کنارے پر ایک درخت کے نیچے
کے پتے اس کے پانی میں ایسے
منعکس ہوتے تھے جیسے ایک ٹھیک
شیشے میں بیٹھا کرتی تھی۔ اور پھر
بچوں کی طرح اپنے باپ کی لمبی
سفید داڑھی کے ساتھ جو کہ اسکا

کمر تک پہنکتی تھی یا اسکی تلوار کے مرصع قبضے کے ساتھ کھیل ا کرتی تھی پھر مجھے یاد پڑتا ہے کہ اسکے پاس البانیا کا ایک باشندہ آیا کرتا تھا جسکی طرف میں کچھ خیال نہ کرتی تھی مگر جس کو نیلا باپ ہمیشہ ہی کہا کرتا تھا کہ یا موت یا معافی !

البرٹ : مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں کونٹ کے مکان میں سیڈی کی باتیں نہیں سن رہا ٹھنڈی میں بیٹھا تھا شاید کچھ رہ ہوں آپکی آنکھیں تو ان جا دو خیر نظاروں کے دیکھنے کی عادی ہیں بھلا فرانس آپکو کیسا معلوم ہوتا ہے ؟

سیڈی : فرانس ایک اچھا ملک ہے مگر میں اس کو جیسا کہ یہ ہے ویسا ہی دیکھ رہی ہوں میں اسے ایک عورت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں حالانکہ میں اپنے ملک کا اندازہ صرف اپنی اشروں سے کر سکتی ہوں جو میرے طفلان دل پر اس نے کیا تھا۔ اگر کوئی خوشی کی بات یاد آ جاوے تو میرا ملک مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی بُری یاد آ جاوے تو پھر وہ بھی برا معلوم ہوتا ہے ۔

البرٹ : اس بات پر ہل گیا کہ کونٹ نے اسے براہ راست غلام سے سوال کر نیسے منع کیا تھا اور وہ اس سے مخاطب ہو کر بولا : ممکن ہے کہ آپ جیسی فرشتہ لڑکی نے مصیبتیں دیکھی ہوں سیڈی نے کونٹ کی طرف دیکھا جس نے کچھ بے معلوم اشارہ کر کے کہا : چلو چلو ۔

سیڈی : بچپن کے نظارے دل پر نقش کالج ہو جاتے ہیں ان دو واقعات کے سوا جو میں نے آپکو سنائی ہیں باقی حسب قدر واقعات مجھے یاد ہیں وہ سب غم و اندوہ کی کہانیاں ہیں ۔

البرٹ : بولتے ہیں بُرے دل سے اور بُرے شوق سے تن رہا ہوں **سیڈی** : سنو میں ابھی چار برس کی تھی کہ ایک رات اچانک میری ماں نے مجھے جگا یا ہم اس وقت جینا کے محل میں تھے اس نے مجھے فوراً لیٹر خواب سے اٹھایا اور جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ وہ روم ہی ہے وہ بولنے کے بغیر مجھے نیگنی اور جب میں نے اسے روتے دیکھا تو میں بھی رو پنے لگی

میری ماں نے مجھے گھر کے کچھ
 لادیا۔ دیگر موقعوں پر باوجود
 اس کی وہ بکیوں اور پیاروں کے
 میں جتنا چاہتی تھی رو لیا کرتی تھی
 مگر اس وقت جب اس نے مجھے چپ
 کرنے کے لئے کہا تو اس کی آواز
 میں کچھ ایسی دہشت تھی کہ جون
 ہی وہ بولی میں فوراً خاموش
 ہو گئی وہ مجھ جلدی جلدی اٹھائے
 لے گئی میں نے دیکھا کہ وہ ایک
 میٹری پر سے اتر رہی ہے ہمارے
 گرد میری ماں کے تمام نوکر تھے
 جو کہ بہت سے زیورات اور
 زینوں کی تھیلیاں بڑی تباہی
 کی حالت میں لئے جا رہے تھے
 ان عورتوں کے پیچھے بیسیں دمیوں
 کی ایک گارو آئی۔ انہوں نے لمبی
 بندھنیں اور لیٹول اٹھائے ہوئے
 تھے اور اس طرح کی پوشاک بھینسی
 ہوئی تھی جس طرح کہ یونانیوں نے
 اپنے آزاد ہونے کے بعد اختیار
 کی ہے۔ اتنے میں براندہ کے دوسرے
 سرے پر سے آواز آئی جلدی کرو
 اس آواز کے آگے سب اس طرح
 جھک گئے جیسے کہ گندم کی بائیل
 زور کی آندھی کے آگے جھک
 جاتی ہیں۔ میں خود کانپ

ابھی یہ میرے باپ کی آواز تھی
 وہ سب سے پیچھے تھا۔ اس کی
 بندھنیں اس کے ہاتھوں میں تھیں اور
 اس نے وہ پوشاک پہنی ابھی
 جو آپ کے شہنشاہ نے اسے
 تحفہ دی تھی وہ اپنے عزیز غلام
 سلیم کے کاندھوں پر سہارا لئے
 ہوئے تھا اور ہکوا لیا ڈنکے جاتا
 تھا جیسے کہ گڈر یا اپنے محلے کو
 دینے کے لئے داینا سرائی تھا کہ میرا
 باپ وہ مشہور و معروف آدمی
 تھا جس کو یورپ کے لوگ علی پاشا آف
 جین کہا کرتے تھے اور جس کے سامنے
 رعایا کھڑی تھی۔

جب بیڈی نے یہ لفظ سنا کہ لہجے
 میں کہے تو البرٹ چونک پڑا۔ بیڈی
 آنکھوں میں غیر معمولی دہشت کے
 آثار نمایاں تھے اور ایسا معلوم ہوتا
 تھا کہ گویا وہ پاگل ہو گئی ہے آخر
 اپنے آپ کو سنبھال کر وہ پھر بولی
 اس کے حضور ہی ویر بعد ہم بھڑکے
 اور مجھے دیکھا کہ ہم ایک جہیل کے
 پر ہیں۔ میری ماں نے مجھے اپنے سینہ
 کے ساتھ لگا لیا۔ اور کچھ فاصلہ پر
 نے اپنے باپ کو دیکھا جو کہ بڑی تڑپ
 سے ادھر ادھر دیکھ رہا ہے جہیل کے
 کنارے پر چار سنگ سرمہ کی سیڑیاں

نبی بخشیں اور ان کے آگے ایک کشتی
 لہروں پر تیر رہی تھی جس جگہ کھڑی
 تھی وہاں سے جہیل کے وسط میں
 ایک بہت بڑا ڈھیر نظر آتا تھا یہ ہمارا
 گرمی بسر کرنے کا مکان تھا جس کی
 طرف ہم جا رہے تھے رات کی تاریکی
 کے سبب یہ بہت دور معلوم ہوتا
 تھا۔ ہم کشتی میں بیٹھے مجھے خوب
 یاد ہے کہ چپوں وغیرہ کا ذرا شور
 نہ ہوتا تھا۔ جب میں اس کا سبب
 دریافت کرنے کے لئے جہکی تو میں
 نے دیکھا کہ انیس ہمارے سپاہیوں
 کی چادریں ماندہ دی ہوئی ہیں چلانے
 والوں کے علاوہ کشتی میں کچھ غور میں
 میری ماں۔ میں میرا باپ اور سلیم
 تھے۔ سپاہی جہیل کے کنارے پر رہی
 رہے تھے تاکہ تعاقب کو روکیں وہ
 پانی کے ساتھ والی سیرت پر گھنٹوں
 کے بل بیٹھے تھے اور ان کا ارادہ
 تھا کہ اگر تعاقب نہ آتا رہتا تو یہاں
 سے وہ فاصلہ کام لیں گے اور
 لڑینگے ہمارے کشتی ہوا کے بھی آگے
 جا رہی تھی۔ میں نے اپنی ماں سے
 پوچھا کہ کشتی تیز کیوں جاتی ہے۔
 وہ بولی "لڑکی چپ رہو ہم بہاگ
 رہے ہیں۔ میں نے اس بات کا
 مطلب نہ سمجھا۔ میرا باپ وہ مرد
 میدان وہ بہاگ تھا جس کے آگے
 ہزاروں بہاگتے تھے اور جس نے
 اپنی ڈال پر یہ فقرہ لکھا ہوا تھا
 وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ
 وہ مجھے ڈرتے ہیں نہ پہلا وہ بہاگ
 مجھے کچھ سمجھ نہ آئی مگر حقیقت میں
 میرا باپ بہاگ رہتا تھا مجھے بعد
 میں خبر لگی کہ جیتا کے اہل قلعہ نے
 لمبی لڑکری سے تنگ آکر یہاں
 سیڈی نے کوٹ کی طرف دیکھا
 جس کی آنکھیں اس کے چہرہ پر
 گڑی ہوئی تھیں جان لڑکی نے
 پھر اپنا بیان شروع کیا مگر اب یہ
 سے آہستہ آواز میں گویا کہ وہ سوچ
 رہی ہے کہ کچھ واقعات چھوڑ دے
 اور کچھ اپنے پاس سے بنا دے
البرٹ "لڈی صاحبہ آپ کہہ
 رہی ہیں کہ جیتا کے اہل قلعہ نے
 لمبی لڑکری سے تنگ آکر...
 سیڈی جینڈا کے اہل قلعہ نے تنگ
 آکر سرحد کی خورشید پاشا سے
 جسکو کہ سلطان نے میرے باپ
 کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہوا تھا۔
 کچھ بات بنالی اس وقت علی پاشا
 ایک فرانسیسی افسر کو جبراً اسکو
 بڑا اعتماد تھا سلطان کے پاس
 بھیجا اور اس جاکے پناہ کی طرف

چلا جائے گا مصمم ارادہ کر لیا جو اس نے پہلے سے تیار کر رکھی تھی۔

البرٹؑ آپ کو اس فریسی افسر کا نام یاد ہےؑ

کوئٹ نے میڈی سے اپنی آنکھیں دوچار کیں جنکو البرٹ بالکل نہ سمجھا جس سے اس کا یہ مطلب تھا کہ اس کا نام نہ بتاتا۔

میڈیؑ نہیں سمجھ بھول گیا میر لیکن جب یاد آویگا تو آپ کو بتاؤں گی۔ البرٹؑ اپنے باپ کا نام بولنے کو تیار تھا۔ کہ کوئٹ نے منع کرنے کے لئے انگلی اٹھائی البرٹؑ کو اپنی قسم یاد آگئی اور وہ خاموش رہا۔

میڈیؑ اب ہم اس موسم گرما کے مکان کی طرف جا رہے تھے۔ ایک نچلی منزل جو کہ پانی کے ہم سطح تھی اور دوسری منزل صرف ہمیں نظر آ رہی تھیں بلکہ نچلی منزل کے فرش کے نیچے ایک بڑی زمین دوز غار تھی اس غار میں میری ماں عورتیں اور

لیجائی گئیں۔ اس جگہ کوئی سا تہہ ہزار تقیلیاں تھیں کوئی ڈھائی کروڑ روپیہ ہوگا۔ اور دوسو بارود کے تھیلے تھے۔ جنہیں پندرہ سو سیر کے قریب بارود کے ان تقیلوں کے پاس میرا باپ کا غلام سلیم کھڑا تھا۔ اس کے سپرد وہ

کام تھا کہ دن رات کھڑا رہے اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ جبکہ سرے پر ایک جلتی مشعل تھی۔ اور اس کو حکم تھا۔ کہ جب نشان دیا جاوے وہ بارود کو آگ لگا دے اور عورتوں مردوں روپیہ وغیرہ اور خود علی پاشا کو آڑا دیے مجھے خوب یاد ہے کہ نوکر اپنی موت کے دُڑ سے تمام روز و شب رونے اور دعائیں مانگنے میں بسر کرتے تھے۔ میں اس جوان سپاہی کے زرد رنگ اور سیاہ آنکھوں کو کبھی نہ بھولوں گی اور جب موت کا فرشتہ مجھے بھی دوسرے جہان میں لیجا ویگا تو میں سلیم کو ضرور شناخت کروں گی۔ میں آپ کو نہیں بتا سکتی کہ ہم کتنی مدت اس حالت میں رہے کیونکہ اس وقت مجھے بتایا نہ تھا کہ وقت کیا ہوتا ہے میرا باپ کبھی کبھی مجھے اور میری ماں کو اوپر بلاتا تھا۔ اور اس وقت میں سپرد کیا کرتی تھی۔ میرا باپ ہمیشہ آسمان کی طرف دیکھتا رہتا اور ہر ایک سیاہ داغ کی طرف جو جیل پر ظاہر ہوتا تھا خود اشارہ کرتا تھا۔ جبکہ میری ماں اسکے کندھ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا کرتی تھی اور میں پاؤں پر بیٹھی کھیلا کرتی تھی اور ہر ایک چیز کی جو میرے آگے

کام تھا کہ دن رات کھڑا رہے اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ جبکہ سرے پر ایک جلتی مشعل تھی۔ اور اس کو حکم تھا۔ کہ جب نشان دیا جاوے وہ بارود کو آگ لگا دے اور عورتوں مردوں روپیہ وغیرہ اور خود علی پاشا کو آڑا دیے مجھے خوب یاد ہے کہ نوکر اپنی موت کے دُڑ سے تمام روز و شب رونے اور دعائیں مانگنے میں بسر کرتے تھے۔ میں اس جوان سپاہی کے زرد رنگ اور سیاہ آنکھوں کو کبھی نہ بھولوں گی اور جب موت کا فرشتہ مجھے بھی دوسرے جہان میں لیجا ویگا تو میں سلیم کو ضرور شناخت کروں گی۔ میں آپ کو نہیں بتا سکتی کہ ہم کتنی مدت اس حالت میں رہے کیونکہ اس وقت مجھے بتایا نہ تھا کہ وقت کیا ہوتا ہے میرا باپ کبھی کبھی مجھے اور میری ماں کو اوپر بلاتا تھا۔ اور اس وقت میں سپرد کیا کرتی تھی۔ میرا باپ ہمیشہ آسمان کی طرف دیکھتا رہتا اور ہر ایک سیاہ داغ کی طرف جو جیل پر ظاہر ہوتا تھا خود اشارہ کرتا تھا۔ جبکہ میری ماں اسکے کندھ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا کرتی تھی اور میں پاؤں پر بیٹھی کھیلا کرتی تھی اور ہر ایک چیز کی جو میرے آگے

آتی بچین کی سی سادہ لوحی سے تعلق
 کرتی تھی ہمارے سامنے عجیب نظارہ
 ہوا کرتا تھا جہیل کے ٹیلے پانی ہمارے
 سامنے بچے ہوئے ہوتے تھے اور
 اس کی پر پی طرف بلند بلند کوہ پیڈی
 جس کے پہلوؤں پر گہتی سبزی اگی
 ہوئی تھی اپنی بہار دیکھا یا کرتا تھا
 ایک صبح ہمارے باپ نے ہمیں
 بلا بھیجا۔ میری ماں تمام رات روتی
 رہتی تھی اور اس کی حالت بہت بری
 ہو گئی تھی۔ ہم گئیں اور ہم نے دیکھا کہ
 بادشاہ بڑی سنجیدگی سے بیٹھا ہوا ہے
 مگر اس کا رنگ معمولی کی نسبت کچھ زرد
 ہے۔ جب اس نے ہمیں دیکھا تو وہ
 بولا: "دلیسی لیکو حوصلہ کرو۔ آج سلطان
 کا فرمان آنیوالا ہے۔ اور اس سے
 ہماری قسمت کا فیصلہ ہو جاوے گا۔ اگر
 مجھے معافی ملے گی تو ہم منظر منصور جتیا
 کو واپس جاویں گے اگر خیر ناموافق
 نکلی تو ہم اسی رات بہاگ جاویں گے۔

میری ماں: اگر بالفرض دشمن
 نے ہمیں بہاگنے سے روکا تو
 میرا باپ مسکرتے ہوئے "مطہن" کی
 رمہ۔ اس حالت میں سلیم اور اس
 کی مشعل سب کچھ فیصلہ کر دیں گے
 میری ماں نے اس بات کے جواب
 میں صرف آہ سرد دھنی۔ پھر اس نے

برف لگا پٹی جسکے پیسے کا میرا باپ
 عادی تھا تیار کیا۔ اس کے بعد اس نے
 اس کی دائرہ کو خوشبو دار تیل ملا۔
 اور اس کا حقہ تیار کیا جسکو وہ گھنٹوں
 تک پی کرتا تھا اور اس کے سیاہ دہوئیں
 کو دیکھتا رہتا تھا۔ اچانک اس نے
 ایک ایسی حرکت کی کہ میں دہشت
 کی ماری کا نپ اٹھی پھر اسی چیز کی طرف
 نظر لگا کر جس نے پہلے اس کی توجہ کو ماں
 کیا تھا اس نے اپنی دور بین مانگی میری
 ماں نے اسے دور بین دی اور دیوار
 کے سپہارے کھڑی ہو گئی اور اس کا
 رنگ فق ہو گیا میں نے دیکھا کہ میرے
 باپ کے ہاتھ کا نپ رہے ہیں اور
 وہ منہ میں بولتے ہیں ایک دو تین۔ چار
 کشتیاں پھر وہ اپنی بندوق پکڑ کر اٹھا
 اور میری ماں سے بولا اب وقت آگیا
 ہے کہ سب کچھ فیصلہ ہو جاوے گا کوئی
 آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں ہمیں سلطان
 کا حکم معلوم ہو جاوے گا۔ تم پیڈی کو
 لیکر غار میں اتر جاؤ۔

میری ماں: میں تو ابک نہیں چھوڑوں
 گی جہاں آپ مریں گے وہیں میں بھی
 مروں گی میرا باپ چلا یا سلیم کے پاس
 جاؤ۔ میری ماں سلام کر کے رخصت
 ہوئی۔ اور موت کا آرام سے انتظار
 کرنے لگی۔ میرے باپ نے سپاہیل

کو میری ماں کے بیجانے کے لئے حکم دیا مجھے تو اس گہرا سبب میں سب کچھ بھول گیا تھا سو میں اپنے باپ کی طرف دوڑی گئی اس نے مجھ کو اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے دیکھا وہ نیچے جھکا اور اس نے میری پیشانی پر ایک بوسہ دیا۔ یہ آخری بوسہ تھا۔ جو اس نے میرے چہرہ کا دیا اور مجھے یہ اب تک یاد ہے سچو اترتے ہوئے پہنے کپڑوں میں سے شتیا دیکھیں جو کہ اب صاف نظر آنے لگ گئیں تھیں پہلے تو صرف سیاہ داغ معلوم ہوتی تھیں مگر اب ایسی معلوم دیتی تھیں کہ گویا وہ پرنسے ہیں جو پانی کی سطح پر اڑ رہے ہیں۔ اس وقت میرے باپ کے پاس بیس سپاہی بیٹھے تھے یہ دیوار کے کونے کے سبب آنکھ سے اوچھل تھے۔ اور بڑے اشتیاق سے کشتیوں کے آنیکے منتظر تھے انہوں نے ہاتھوں میں بندو قہیں پکڑی ہوئی تھیں جتنی کہ سیپ چڑے ہوئے تھے۔ بہت سے کار تو س زمین پر ان کے پاس پڑے تھے۔ میرا باپ گھڑی کی طرف بار بار دیکھتا تھا۔ اور بڑے تابی سے ادھر ادھر ٹہلتا تھا۔ میں اور میری ماں تنگ اور تاریک راستہ

کو طے کر کے غار کی طرف گئیں۔ سلیم ابھی اپنی مقررہ جگہ پر کھڑا تھا۔ اور جب ہم داخل ہوئیں تو وہ غمزہ چہرہ بنا کر مسکرایا تھیں اپنے بستر سلیم کے پاس بچپائے اور بیٹھے گئیں۔ حالانکہ میں ابھی لڑکی ہی تھی مگر میں خوب سمجھتی تھی کہ ہمارے سروں پر کیا مصیبت آنے والی ہے البرٹ نے علی بابا کے آخری وقت کے حالات اپنے باپ سے تو نہیں مگر بہت سے اجنبیوں سے اکثر سنے ہوئے تھے اس نے اسکی موت کے متعلق بھی بہت سے واقعات سنے ہوئے تھے مگر اس جوان لڑکی کے طرز بیان اور اداسنے ان واقعات کو ایک اور ہی رنگ میں دکھایا کبھی تو وہ اسکی باتیں سن کر ترش جاتا تھا ہینڈی کو تو ان دہشت ناک واقعات کی یاد نے بالکل مغلوب کر دیا اور وہ ایک ایسے بھول کی طرح ہو گیا کہ باوصصر کے تیر جو کونکے آگے جھک جاتا ہے سرنگوں ہو گئی اور اس کے چہرہ پر ایک مردنی چھپا گئی۔ کوئٹ نے بڑی رحم بھری نگاہ سے اسکی طرف دیکھا۔ اور روحی زبان میں کہا: ”جلو بیان کرو“ ہینڈی نے فوراً اوپر دیکھا گویا کوئٹ

نے بہاری آواز سے اُسے خواب
 بیدار کر دیا ہے۔ اور اُس نے اپنا
 قصہ پھر شروع کیا : اس وقت شام
 کے چار بجے تھے۔ اور اگرچہ ماہر
 دھوپ نکل رہی تھی مگر ہم بالکل
 غار کی تاریکی میں بیٹھی ہوئی تھیں۔
 صرف سلیم کی مشعل جل رہی تھی
 اور ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا یہ ایک
 ستارہ ہے جو برابر سیاہ آسمان
 میں چمک رہا ہے میری ماں مذہب
 کی عیسائی تھی اور وہ دعائیں مشغول
 تھی۔ سلیم الہ اکبر کی پاک آواز بلند
 کر رہا تھا۔ میری ماں کے دل میں
 کچھ امید تھی۔ جب وہ نیچے آ رہی
 تھی تو اُس نے دیکھا کہ وہی فرانسیسی
 افسر آ رہا ہے جو قسطنطنیہ کی طرف
 بھیجا گیا تھا۔ اور جس پر اس گمان میں
 کہ فرانس کے لوگ بڑے شریف اور
 فراخ دل ہوتے ہیں میرے باپ
 کو بڑا اعتماد تھا۔ وہ چند قدم بڑھ کر
 سیڑھیوں کی طرف گئی اور شکر بولی
 وہ آ رہے ہیں شاید وہ ہمیں صلح
 اور آزادی کا پیغام لاتے ہیں سلیم
 نے جو میری آواز سنی تو وہ بولا : وہی
 لیکی ڈرتی کیا ہو۔ اگر وہ ہمارے لئے
 صلح اور آزادی کا پیغام نہیں لاتے
 تو ہم ان کے ساتھ لڑیں گے اگر وہ

ہمارے لئے زندگی نہیں لاتے تو ہم
 انہیں موت دیں گے یہ ہم کہہ کر اس
 نے اپنی جلتی مشعل کو پھر خوب روشن
 کیا میں ابھی لڑکی ہی تھی مگر اس
 مضبوط حوصلہ کو دیکھ کر جس سے
 کہ دہشت کی بو آتی تھی میں کیسا لگی
 اور موت کا خیال کر کے میرے رونے لگو
 کہڑے ہو گئے میری ماں کا بھی یہی
 حال ہوا کیونکہ میں نے دیکھا کہ وہ
 بھی کانپ رہی ہے میں چلائی اماں
 جان کیا ہم سچ مرے جاؤں گی
 میری آواز سننے پر غلاموں نے
 اپنی گریہ وزاری اور بھی زیادہ کر دی
 میری ماں بولی۔ میری بچی خدا تیری
 عمر دلا کرے اور تجھے اس موت
 سے بچا دے جس سے تو اتنی ڈرتی
 ہے پھر سلیم کی طرف مڑ کر اس نے
 پوچھا کہ تمہارے آقا کا کیا حکم ہے
 سلیم : اگر وہ مجھے اپنا بھائی
 بھیجے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ
 سلطان کا حکم ناموافق ہے اور
 میں اُسے دیکھتے ہی مار دوں گا
 لگا دوں گا۔ اگر وہ اپنی انگشت تری
 بھیجے تو اُس سے یہ مطلب ہوگا۔
 کہ سلطان نے معافی دیدی ہے۔
 اور میں مشعل بھجا دوں گا۔ اور بارو
 کو لو نہی پڑا رہنے دوں گا :۔

میری ماں "میرے دوست

اگر میرا آکا تمہیں خنجر بھیجے تو اس دہشت ناک موت سے ہمیں مارنے کی بجائے

ہمارا کام اس خفیہ سے تمام کر دینا
اسیں تمہارا ہمیشہ رہا رہے گا
سیدم بہت بہتر ایسا ہی کروں گا

افسر کا نام جس کو قسطنطنیہ بھیجا ہوا تھا ہر طرف گونج رہا تھا اور معلوم

ہوتا تھا کہ وہ سلطان کا جواب لے
آیے جو خاطر خواہ اور موافق ہو۔

البرٹ : کیا آپ کو اس فراموشی کا نام یاد نہیں ہے فرماویں تو میں

کوئٹہ نے اس کوچہ پر رہنے
سلاٹس اور کرائڈ

میڈی "مجھے یاد نہیں آتا شو
زماؤہ سوگد ماؤہ کمر آست شالی

دی اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی فار
کی طرف آرہے ہے۔ سلیم نے ایسا

نیزہ تیار کر لیا تھوڑی دیر میں غار کے سرے پر ایک شکل نمودار ہوئی

سليم : تم کون ہو۔ خبردار
مت بڑھو۔

وہ شکل "خدا سلطان کی عمر دراز کر
اس نے علی پاشا کو پوری ازاد دی

دوست تھا سلیم نے بھی اسے پہچان لیا مگر وہ بہادر جوان صرف ایک ہی بات جانتا تھا اور وہ فرمانبرداری تھی۔ پھر وہ اس قاصد کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ تم کسی طرف سے آئے ہو؟

قاصد میں اپنے آقا علی پاشا کی طرف سے آیا ہوں۔

سلیم اگر تم علی کی طرف سے آئے ہو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مجھے کیا چیز دکھانی ہے؟

قاصد مجھے معلوم ہے اور میں اسکی انگشتی لایا ہوں۔ یہ لفظ بول کر اسنے اپنا ہاتھ انگشتی دکھانے کے لئے اٹھا یا مگر وہ بہت دور تھا اور روشنی کافی نہ تھی اسلئے سلیم اسے دیکھ نہ سکا۔ اور بولا کہ جو کچھ تم دکھا رہے ہو مجھے نظر نہیں آتا۔ قاصد ترویک آکر دیکھ جاؤ۔ اور اگر کہو تو میں ترویک آجاؤں۔

سلیم میں ان دونوں باتوں کو نہیں مانتا۔ انگوٹھی کو روشنی میں رکھو اور جب تک میں اُسے خوب ملاحظہ نہ کر لوں پرے رہو۔

ہمارے دل مارے خوشی کے چہرے لگے کیونکہ جو چیز اس نے ہمارے سامنے رکھی وہ انگوٹھی ہی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن سوال تو یہ تھا کہ

آیا وہ میرے باپ کی انگشتی ہے۔ سلیم اپنے ہاتھ میں اپنی مشعل پکڑی ہوئی اس جگہ کی طرف گیا جہاں یہہ بیڑی تھی اور اس نے اُسے زمین پر سے اٹھا لیا۔ اور اُسے بوسہ دیکر کہا کہ ٹھیک ہے یہ میرے آقا کی انگوٹھی ہے۔

یہ کہہ کر اس نے مشعل زمین پر پھینک دی اور اُسے پاؤں سے تھام کر کھینچا دیا۔ قاصد نے خوشی کا ایک نعرہ بلند کیا اور تالی بجائی۔ اس کے اس نشان دینے پر ہر عسکر خوشی کے چار سپاہی نکل آئے اور فوراً سلیم زخموں سے چور ہو کر نیچے گر پڑا۔ ہر ایک نے اُسے علیحدہ علیحدہ زخم مارے اور پھر اس خون سے بدست ہو کر اگرچہ ان کے رنگ ڈر کے مارے رزوتھے انہوں نے تمام غمار کی تہہ تہہ معلوم کرنے کے لئے تلاش کی کہ کہیں آگ وغیرہ کا تو کوئی خطرہ نہیں۔ اس سے مطمئن ہو کر انہوں نے رویوں کی تقبیلوں کے اوپر لیٹنا شروع کیا۔ اس وقت میری ماں نے مجھے اٹھا لیا اور بہت سے پیچیدہ رتیخ رستوں سے ہوتے ہوئے جو صرف ہمیں ہی معلوم تھے۔ وہ مکان کی ایک

پوشیدہ سیڑھی میں پہنچی رنکان جو میرے باپ کے پاؤں پر لپٹے ہوئے تھے
 میں ایک خوفناک سحان بندہ ہوا
 تھا۔ نچلے کمرے ہمارے دشمن
 خورشید پاشا کے سپاہیوں سے
 پرے ہوئے تھے۔ میری ماں
 ایک جھوٹے سے دروازہ کو کھیل
 کر کھولنے کے قریب ہی تھی کہ ہم نے
 پاشا کی آواز سنی جو کہ بڑی بلند اور
 قدامت آواز میں بول رہا تھا۔ میری
 ماں نے اپنی آنکھیں اس سوراخ
 پر لگائیں جو تختوں کے درمیان
 تھے ججے بھی ایک سوراخ لگائی
 جس میں سے کہ سارا ماجرا صاف
 صاف نظر آتا تھا۔ میں نے سنا کہ
 میرا باپ بعض آدمیوں سے کہ
 ایک سنہری عبارت والا کاغذ
 پکڑا ہوا تھا۔ کہتا ہے تم کیا چاہتے
 ہو؟ انہیں سے ایک آدمی بولا کہ
 تمہیں حضور اعلیٰ کا فرمان دکھانا
 چاہتے ہیں۔ اُسے پڑھ کر دیکھ
 لو۔ تمہارا سر لگتے ہیں۔ میرا باپ
 قہقہہ مار کر ہنسا جس میں کہ وہمیں
 سے بھی زیادہ دہشت بھری تھی
 فوراً ہی بعد لپٹتوں کے چلنے کی
 دد آوازیں سنیں گئیں میرے باپ
 ہی نے ان کو چلا یا تھا۔ اور دو
 آدمیوں کو مار دیا تھا۔ وہ سپاہی

اب اُٹھے اور انہوں نے بندوقیں
 چلائی شروع کیں۔ کمرہ آگ اور
 دہوئیں سے پڑ ہو گیا۔ میرا باپ ساتھ
 میں شمشیر جالستان لئے ہوئے
 اپنے دشمنوں کو ہرگاتا تھا اور دہشت
 کے مارے ادا کا دم نکالتا تھا۔ اس
 وقت وہ عجیب پرہیز اور باجلال
 نظر آتا تھا۔ وہ اچانک چلا یا۔ سلیم
 سلیم آگ کے محافظ اپنا فرض ادا کرو
 زمین کے نیچے سے ایک آواز
 آئی: علی سلیم مر گیا ہے اور تمہارا
 جی خاتمہ ہے۔ اس کے بعد فوراً ایک
 ہر دہشت آواز آئی۔ فرشتے جس پریشا
 باپ کھڑا تھا اڑ گیا۔ اور ذرہ ذرہ
 ہو گیا۔ خورشید کے سپاہی بھی
 بندوقیں مار رہے تھے۔ اور تین
 چار میرے باپ کے سپاہی زخموں
 سے قہقہہ قہقہہ ہو گئے میرا باپ تیسر
 کی طرح گر جا۔ اس لئے سوراخوں
 سے جو گولیاں گئے تھیں وہ گئے تھے
 انگلیاں ڈال کر تختوں کو اکھاڑ بیٹھا۔
 مگر فوراً ان سوراخوں سے ہمیں
 گولیاں آئیں۔ آگ آتش خیز
 پہاڑ کے شعلوں کی طرح پرووں
 تک پہنچ گئی اور جلدی انہیں ہیم
 کر گئی اس تمام دہشت ناک نظارے

کے درمیان بندہ وقتی دو آٹریں زمین پر گر پڑی اور میری مال
 آئیں اور ان کے بعد دو چھتیں نکالی دیں
 جنہوں نے دہشت سے یہ آٹریں بھند
 کر دیا۔ ان دو گولہوں میں سے ایک کو سخت
 زخمی کر دیا تھا اور اس نے یہ خوفناک
 چھتیں ماری تھیں۔
 تاہم وہ ایک کھڑکی کو تھپکے کھڑا
 تھا۔ میری مال نے بیت کو تش کی کہ دروازہ
 کو توڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے اور
 اس کے پہلو میں جان دے۔

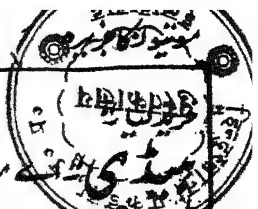
مگر دووازہ مضبوط تھا
 اور اندر کی طرف سے بند تھا میرے
 باپ کے بہت سپاہی موت کی
 گود میں پڑے تڑپ رہے تھے۔
 اور دو تین کو خفیف سے زخم
 لگے تھے جو کھڑکیوں سے چھلانگ
 مار کر بہا گئے کی کو شمش کر رہے
 تھے۔ اس نازک وقت میں تمام
 فرش اچانک گر پڑا۔ میرا باپ
 بھی ایک زانو پر گرا اور اس وقت
 میں ہاتھ جنہوں نے تلواریں بند ہیں
 پکڑی ہوئی تھیں۔ اس کے سامنے
 ظاہر ہوئے۔ فوراً ہی اس مظلوم پر
 بیس بیس گولہوں کی ایک بوچھاڑ پڑی
 اور میرا باپ آگ اور دھوئیں کے
 ایک طوفان میں غائب ہو گیا۔ میں

کو غش ہو گیا مہیڈی ماری ریح
 کے سرنگوں ہو گئی اور اس نے ایک
 آہ سر دہنچی۔ پھر اس نے کونٹ
 کی طرف دیکھا گویا کہ وہ اس سے
 یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ آیا وہ اس
 بیان کے سننے سے راضی ہو گیا ہے
 کونٹ اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر
 روجی بولی میں اسے کہا کہ میری پیاری
 لڑکی حوصلہ کرو۔ وہ قادر مطلق خدا
 جسکی بادشاہی آسمانوں اور زمینوں
 میں ہے دعا بازوں کو ضرور اپنا پادشاہ
 دے گا۔

البرٹ مہیڈی کے رنگ کی زردی
 دیکھ کر بولا کہ کونٹ صاحب بڑی
 دہشت ناک کہانی ہے جو مہیڈی
 کو بیان کرنی پڑی ہے اور میں
 افسوس کرتا ہوں کہ میں نے اسے
 یہ نامعقول درخواست کر کے اتنی
 تکلیف کیوں دی۔
 کونٹ کہ نہیں کوئی بات نہیں
 پھر مہیڈی کے سر پر پیار دیکر
 مہیڈی بڑی مستقل مزاج لڑکی
 ہے اور بعض اوقات اُسے ان
 کہانیوں کے بیان کرنے ہی میں
 مشغول رہتی ہے۔
 مہیڈی کہ میرے آقا اس کا سبب

یہ ہے کہ میری مصیبتیں آپکی نیکی
مجھے یاد دلادیتی ہیں۔
البرٹ نے پھر اسکی طرف دیکھا
میں نے ابھی تک اس نے وہ بات
جس کے جاننے کی اسے بہت
تناقہ تھی۔ بیان نہیں کی تھی۔ وہ جانتا
چاہتا تھا کہ وہ کونٹ آف مانی کرٹ
کی غلام کس طرح سے بن گئی بیٹی
نے دیکھا کہ البرٹ اور کونٹ دونوں کے
منہ سے یہ ماجرا سننے کے مشتاق
ہیں تو وہ بولی۔ جب میری ماں
کو ہوش آیا تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہم
سرخ سر کے سامنے کھڑے ہیں میری
ماں نے سرخ سر کے پاس عرض
کی۔ کہ مجھ پر بیشک چھوڑو مگر میری
عزت آبرو پر داغ نہ آوے سرخ سر
بولتا۔ مجھے یہ درخواست نہ کرو۔
میری ماں اور کس سے کروں
سرخ سر اپنی سے
مالک سے۔
میری ماں وہ کون ہے۔
سرخ سر وہ یہیں ہے۔
یہ کہہ کر سرخ سر نے ایک شخص کی
طرف اشارہ کیا جس نے سب سے زیادہ
میرے باپ کی موت اور ساری تباہی
میں حصہ لیا تھا۔
البرٹ اچھا تو پھر آپ اس شخص

ملکیت ہو گئیں۔
بیٹی نہیں اسکی یہ خیرات کہاں
تھی کہ ہمیں اپنے پاس رکھے۔ سو اس
نے ہمیں ایک بروہ فروش کے ساتھ
بجڑالا یہ بروہ فروش قسطنطنیہ کی
طرف جارہا تھا۔ ہم یونان میں سے
ہوتے ہوئے نیم مردہ سلطان کے
دروازہ پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کا
بڑا ہجوم تھا۔ سب لوگ ہمارے
آگے سے ہٹ گئے میری ماں نے
جب اس چیز کی طرف نظر اٹھائی
جس کی طرف سب کی نظر لگی ہوئی
تھی تو اس کے منہ سے ایک چیخ
نکلنے لگی اور وہ بیہوشی زمین پر گر پڑی۔
دروازہ کے اوپر ایک سرخ سر رہتا
اور اس کے پیچھے مٹے حروف میں
یہ الفاظ لکھے تھے۔
”یہ سرخ سر کے علی پاشا کا ہے۔“
میں چلائی اور بیٹے اپنی ماں کو زمین سے
اٹھانے کی کوشش کی مگر اسکی روح
بروز کر گئی تھی۔ میں ایک منڈی میں
لیجائی گئی جہاں مجھے آس مینا کے
ایک دولت مند سوداگر نے خرید لیا۔ اس
نے مجھے خوب تعلیم دی اور جب میں
تیرہ برس کی ہوئی تو مجھے سلطان
محمود کے پاس فروخت کر دیا۔
کونٹ اور اس سے آگے



اور فریڈ اسپیڈ کے خاندان کے درمیان کسی قسم کا رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔ ایچ ڈی اسپیڈ کو اس بات سے کمال رنج ہے حالانکہ ایچ ڈی ولفرٹ ان تمام واقعات سے جو آج منکشف ہوئے ہیں خوب واقف تھا تاہم اس نے ان کو پہلے ظاہر نہ کیا کوئی شخص جس نے کہ میجر ڈیٹ (ولفرٹ) کو ان موقع اور نامبارک واقعات کے استماع سے ایسا مظہر اختیار نشان ہوتا ہوا دیکھا یہ قیاس نہیں کر سکتا کہ اسے اس بات کی ہلکا سی گتھی تھی کہ یہ باتیں ایسی رنج دہ ثابت ہونگی۔ اور نہ ہی اسے یہ خیال تھا کہ اس کا باپ اپنی سادگی یا یوں کہو کہ ایسے گنوارین کو اس حد تک لیجا دلیگا۔ کہ فریڈ کے پاس اس تاریخ کو بیان کر دے یہ بات کہہ دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ ایم ڈی نے کہی بھی اپنے بیٹے کی رائے کی پرواہ نہیں کی تھی اور نہ کہی اسکو یہ معاملہ بتا یا تھا بس ولفرٹ کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ جرنل ڈی اسپیڈی ڈول میں نہیں مرا بلکہ قاتلوں کی ضرب کا نشانہ بنے یہ سخت سست رفتہ ایسٹ شخص کی طرف سے آیا تھا جو برا خوش خلق

میڈی کے میرے آقا آپ کے ہیں اور میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ میں ایسے آقا کے پاس ہوں لکھ رہا ہوں کہ اس نے کونٹ کا ہتھ چوم لیا۔ البرٹ اس واقعہ کو سنکر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا جبکہ کونٹ نے اس کو کہا کہ لوہی یہ کافی کا پیالہ تو ختم کر لو۔ کہانی ختم ہو چکی ہے۔

ستر وائل باب (جینا)

اگر وینٹین فریڈ کے مضطرب چہرہ اور کانپتے ہوئے قدموں کو جبکہ نوٹیس کے کمرہ سے نکلا دیکھ لیتی تو اسکو بھی اسپرجم آجاتا۔ ولفرٹ نے چیڈ بے جوڑ جے بولے اور اپنے مطالعہ خانے کی طرف چلا گیا جہاں کہ دو گھنٹہ بعد اسے مفصلہ ذیل رقعہ ملا کہ ان بھیدوں کے ظاہر ہونے کے بعد جبیر سے آج صبح بروز اتوار ہے اسٹر ولفرٹ سمجھتا ہے کہ اس کے خاندان

اور شائستہ تھا اس لئے اس نے
ولفرٹ کے مکبر اور بڑائی پر ایک
ہلک چوٹ لگائی ابھی وہ خط کو
ختم بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اسکی بی بی
آگئی۔ نوٹیر کے پاس بلایا جانے کے
بعد فرتر نے ناگہاں کہیں چلا جانے
سے ہر ایک کو حیران کر رکھا تھا اور
میڈیم ڈی ولفرٹ نوٹیر اور گواہوں
کے ساتھ اکیلارہ جانے سے اور
بھی گہرا لگتی تھی آخر وہ اٹھی اور
بیمہ کہتی ہوئی کمرے سے نکلی تھی کہ
میں جا کر اس کے اچانک غائب
ہو جانے کا سبب دریافت کرتی
ہوں گا

ولفرٹ نے اُسے مختصر الفاظ
میں سب ماجرا سنا دیا اس نے
اُسے کہا کہ فرتر نوٹیر اور میرے
درمیان کچھ مشورہ ہوا تھا جس کا
نتیجہ یہی ہے کہ ویلنٹین اور فرتر کا
رشتہ قطع کر دیا جاوے۔ ان
اشخاص کو جو اسکے محل کے کمرہ
میں اس کے آنے کا انتظار کر رہے
تھے ایسی بُری خبر سنانا نامناسب
تھا۔ اس لئے اس نے صرف اتنا
کہنے پر کفایت کی کہ مشورے کے
اغاز ہی میں میرے کسر نوٹیر
کو صرعہ کی بیماری کا دورہ ہو گیا تھا

اس لئے بیمہ معاملہ اب کچھ دن مکہ
ملتی رکھا گیا ہے اس خبر نے
اگرچہ یہ چھوٹی تھی سننے والوں کو
حیران کر دیا اور وہ فوراً بغیر بات
کرنے کے اٹھ کر چلے گئے۔ اس آٹنا
میں ویلنٹین نے جو اس واقعہ کے
تلخچر میں آنے سے دہشت زدہ
بھی ہوئی تھی اور خوش بھی ہوئی تھی
بوڑھے آدمی کا بڑا شکریہ ادا کیا
کہ اس نے ایک ایسے رشتہ کو
جس کو وہ ناقابل انقطاع خیال
کرتی تھی ایک ہی بات میں قطع کر
دیا اور اپنے دلوں کو سنبھالنے کے
لئے اپنے کمرے کی طرف جانے کی
اجازت مانگی۔ نوٹیر نے مطلوبہ
اجازت دی۔ مگر اپنے کمرے میں
جانے کے بجائے ویلنٹین نے
ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا فوراً
بارغ میں داخل ہوئی۔ وہ علیٰ شانہ
وقت پہنچی کیونکہ موریل
میکسیسی شہر میں دیر سے اسکا
انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کچھ قیاس
کر لیا ہوا تھا جبکہ اس نے فرتر اور
ولفرٹ کو قبرستان سے نکلنے پہ
دیکھا تھا۔ اس کو صلاح و مشورے
کے بارے میں کسی قسم کا شک نہ تھا
اور اسکو یقین تھا کہ جو بھی معاملہ

ہوجاویگا ویلنٹین جلدی اسکے پاس
 آئے گی اور تمام معاملہ اسکے پاس
 کر دیں گی اسکو اسیں غلطی نہ لگی تھی کیونکہ
 اسکی آنکھوں نے جو سوراخوں کی طرف
 لگی ہوئی تھیں فوراً ویلنٹین کو آتے
 دیکھا۔ موریل پہلی نظر اس پر ڈلنے
 سے بالکل مطمئن ہو گیا اور پہلے الفاظ
 نے جو ویلنٹین کے منہ سے نکلے اس
 کے دل کو خوشی سے اچھال دیا۔
ویلنٹین "ہم بچ گئے ہیں۔"
موریل "بچ گئے ہیں۔ ہمیں کس
 نے بچایا ہے؟"
ویلنٹین "میرے دادا نے!"
 موریل اس سے محبت کرو کہ اس نے
 ہمارے ساتھ بڑی نیکی کی ہے۔"
موریل "مجھے قسم ہے کہ میں اس
 سے بڑی محبت کروں گا۔ اور نہ صرف
 اسے ایک دوست جانوں گا بلکہ باپ
 کی طرح اس کی عزت کروں گا مگر بتاؤ
 تو سہی کہ یہ بات بن کیسے گئی ہے
 یہ مبارک کامیابی حاصل کی طرح
 کی گئی ہے۔"
ویلنٹین "سب معاملہ بیان کرنے
 کو تھی کہ اسے ایک خیال آ گیا کہ
 یہ ایک دہشت ناک راز ہے جس کا
 اور دن ہی کے ساتھ تعلق نہیں بلکہ
 اسکے دادا کے ساتھ بھی ہے سو اس

نے کہا کہ میں کسی اور موقع پر سب
 کیفیت مفصل بیان کروں گی۔"
موریل "مگر پھر ایسا موقع کب
 آئے گا؟"
ویلنٹین جب میں تمہاری بی بی
 بن جاؤں گی اب گفتگو ایک ایسے
 مضمون پر شروع ہوئی جو موریل
 کے لئے بڑے ہی خوشی کن تھے۔
 سو اس نے ویلنٹین کی بات کو فوراً
 منظور کر لیا۔ اور خیال کیا کہ جو خبر
 آج سنی ہے وہی آج کے لئے کافی
 ہے۔ جب وہ جدا ہونے لگے تو موریل
 نے پھر ملاقات کا ایسا اقرار لے لیا
 ویلنٹین نے اقرار دیدیا کیونکہ
 اب اسے موریل کے ساتھ شادی
 کرنا کچھ مشکل نہیں معلوم ہوتا تھا۔
 ہم بیان کر آئے ہیں کہ ولفرٹ
 کے پاس سے ہو کر میڈیم ولفرٹ
 نوٹیر کے پاس چلی گئی تھی جب
 وہ اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تو
 بوڑھے نے اسکی طرف اسی قہر
 آنسو لنگاہ سے دیکھا جس کا وہ
 عادی تھا۔
میڈیم ولفرٹ "آپ اس
 بات سے تو واقف ہی ہیں کہ ویلنٹین
 کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے کیونکہ آپ
 ہی کے پاس یہ معاملہ فیصل ہوا تھا

مطابق ہے۔

نوٹسٹر اشارے سے ہاں " میڈیم ولفرٹ " اپنے میری درخواست کو منظور فرمایا ہے اسکے عوض میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ خدا آپ کو بڑا خوش رکھے یہ کہہ کر اس نے سلام کی اور چلی گئی۔ دوسرے روز ایم نوٹسٹر نے نوٹسٹر کی کو بلوایا۔ پہلا وصیت نامہ بھاڑ دیا گیا اور ایک اور مرتب ہوا جبکہ روسے نوٹسٹر کی ساری جائیداد ویلنٹین کے نام ہو گئی بشرطیکہ وہ کبھی اس سے جدا نہ ہو۔ اب یہ خبر عام طور پر مشہور ہو گئی کہ ویلنٹین سینٹ میران کی وارث نے اپنے دادا نوٹسٹر کی مہربانی پھر حاصل کر لی ہے اور اب اسکی جائیداد اتنی ہو جاوے گی کہ جس سے اسکو تین لاکھ سالانہ کی آمدنی آتی رہے گی "۔

ادھر ولفرٹ کے گھر میں تو بیہ معاملہ ہو رہا تھا ادھر کوٹ آف مانٹی کرسٹو کوٹ مارسرف کے ہاں گیا اور اسے ڈیگر س کا پیغام جاسنایا کوٹ مارسرف نے یہ پیغام سنے ہی اپنے لفٹنٹ جرنل کی دروی بیٹی او تمام تھنے وغیرہ لگا کر اپنے سب اچھے گھوڑے تیار کر کے اور سروسو ڈی

مگر ایک بات سے شاید آپ واقف نہیں ہیں اور وہ یہ ہے کہ میں اس رشتے سے ہمیشہ سے مخالفت کرتی رہی ہوں اور جب یہ سن گیا تھا اس وقت بھی میں راضی نہ تھی "۔ نوٹسٹر نے اسکی طرف اس طرح سے دیکھا کہ گویا وہ کہتا ہے کہ ذرا وضاحت سے بیان کرو "۔

میڈیم ولفرٹ " اب چونکہ یہ نامہ اور رشتہ قطع ہو گیا ہے میں آپ کے پاس ایک پیغام لے کر آئی ہوں جس کو کوئی دوسرا اچھی طرح سے ادا نہیں کر سکتا تھا میں آپ کے پاس التجا کرنے کے لئے آئی ہوں۔ را اور مجھے ہی اس بات کا خیال ہے۔ کیونکہ اس سے دمیرا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے، کہ آپ اپنی تمام جائیداد اپنی پوتی ویلنٹین کے نام بجالا کر دیں۔ اور آپ محبت تو اسے کرتے ہی ہیں "۔

نوٹسٹر کی آنکھوں میں کچھ تشک کے آثار نمایاں ہوئے اور اس نے بہتری کوشش کی کہ اسکے دل کے خیالات کو تاڑے کہ اس نے یہ درخواست کیوں کی ہے مگر یہ نہ ہو سکا "۔ میڈیم ولفرٹ " کیا جناب کا ارادہ کبیری خواہش کے ساتھ

دلا یا ہے کہ رسومات کی فرو گذاشت
 نہ ہونی چاہئے تھی۔ مگر میں معذور
 ہوں رمیرا ایک ہی بیٹا ہے اور
 میں ان معاملات میں ایک نو آموز
 مبتدی سے بڑھ کر نہیں۔ اچھا اب
 میں اپنی غلطی کی اصلاح کر لیتا ہوں
 رہبر سلام کر کے مسٹر ڈینگلس صاحب
 میں بعد عجز و ادب اپنے بیٹے البرٹ
 کے واسطے آپ کی صاحبزادی میڈیم
 یوجین کی منگنی کی درخواست کرتا
 ہوں۔

مگر ڈینگلس نے اس بات کو مہربانی
 سے قبول کرنے کے بجائے ماسرف
 کی امید کے برخلاف اپنی ناک
 چڑھائی اور کونٹ کو جو ابھی تک
 کھڑا ہی تھا کرسی دینے کے بغیر خود
 اٹھ کر کہا: "کونٹ ماسرف
 صاحب اس بات کا قطعی جواب
 دینے سے پیشتر کچھ تفکر ضروری ہے
 ماسرف (حیران ہو کر) تفکر
 ضروری ہے۔ آہہ برس گزر گئے
 ہیں جب پہلے ہم دونوں نے اشادی
 کی تجویز محکم طور پر کی تھی۔ کیا یہم
 اتنا وقت سوچنے اور تفکر کے
 لئے کافی نہ تھا؟

ڈینگلس: "کونٹ صاحب ہر ساعت
 وہر گھڑی دنیا میں ایسے واقعات

چاہی اس بنیٹ کی طرف روانہ
 ہوں۔
 ڈینگلس اپنے مائے حساب
 کی پڑتال میں لگا۔ ہوا تھا اور ایسے
 وقت میں وہ عموماً زندہ دل اور
 بے شاش نہیں ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس
 نے اپنے پرانے دوست کونٹ ماسرف
 کو دیکھا وہ متکبرانہ وضع بنا کر ایک
 آرام چکی میں ہو بیٹھا۔

کونٹ نے اس گمان سے کہ اسکی
 ساری درخواستیں قبول ہونگی بڑی
 خوش فلتی اور ہنستے ہوئے سلام کی
 اس نے یہ خیال کیا کہ مطلب پورا
 کرنے کے لئے کسی چیز داؤ کی ضرورت
 نہیں ہے سو اس نے فوراً مطلب
 کی بات شروع کر دی اور بولا:
 "بیرن صاحب لو میں اگیا ہوں۔ کچھ
 مدت ہوئی ہے کہ مجھے اپنی تجاویز پر
 کی نقیص گمراہ تک وہ پوری نہیں
 ہوئیں۔ ماسرف نے یہہ الفاظ
 بولے اور اب انتظار کرنے لگا کہ وہ
 رنج و غبار جو ڈینگلس کے چہرہ پر
 آشکارا ہے کم ہو جاوے مگر بجائے
 کم ہونیکے وہ اور بھی بڑھ گیا اور وہ
 بولا: "آپ کیا فرما رہے ہیں؟
 ماسرف: "آہ آپ رسومات
 کے گردیدہ ہیں۔ اور آپ نے مجھے یاد

اور اسباب دیکھا ہوتے رہتے ہیں جسے
میں اپنی بڑی مضبوط اور محکم اس
کو بالائے طاقت رکھتا رہتا ہے۔
اور یہ اسباب بعض اوقات واقعات

کی ایسی ہفتی میں دکھاتے ہیں کہ انسان
کے دل پر ایک تعمیر کی واقعہ ہو جاتا ہے
مارسرف ڈسٹریکٹس میں
ایک بات کو نہیں سمجھتا۔

ڈسٹریکٹس کو کون صاحب میرا
مطلب ہے کہ گذشتہ پندرہ روز
میں بعض ایسی باتیں واقع ہوئی ہیں
جسے ہرگز امید نہیں کیا جاسکتی تھی
مارسرف ڈسٹریکٹس فراہم معلوم
ہو چکے کہ ہم یہاں ٹانگ کر رہے
ہیں۔

ڈسٹریکٹس ڈانگ۔

مارسرف ڈسٹریکٹس تو ہے مہربانی
کے مطلب کی بات کرو۔ اور اپنا
والی تعمیر قبول کر بیان کرو۔

ڈسٹریکٹس میرا بھی ایسا ہی جی
ہوتا ہے۔

مارسرف کیا آپ کو نشانہ
دینی کہ سب سے طاقت رکھتے
ہیں۔

ڈسٹریکٹس دسراونچا کر کے کیا
ہیں۔ وہ میرا بڑا ایک دوست ہو
مارسرف اچھا کیا آپ کے

مارسرف اچھا کیا آپ کے

ساتھ بات چیت کرتے ہوئے
نہیں کہا کہ میں (مارسرف)
کو بھول گیا ہوں۔
ڈسٹریکٹس ڈانگ۔

مارسرف اچھا تو میں

یہاں موجود ہوں اور زور

کہتا ہوں کہ نہ ہی میں متلون مزاج

ہوں اور نہ میں اپنے اس شاوی

وائے معاہدے کو فراموش کیا

ڈسٹریکٹس نے اس بات کا کچھ جواب

مارسرف پہر بولا کیا آپ کا دل

جلدی بدل گیا ہے یا کیا آپ

یہ درخواست میرے منہ سے اس

ٹکڑائی ہے کہ مجھے عاجز اور زہ

کر کے خوش ہوا۔

ڈسٹریکٹس نے دیکھا کہ اگر گفتگو

طرز سے جاری رہے اسکی کچھ

تدبیر کے گی۔ سو اس نے روشن

بدل کر مارسرف کو کہا۔ کونٹ

آپ اس بارے میں میری خام

پر ضرور حیران ہوئے ہونگے مگر

آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ

آپ کے ساتھ اس طرح برتاؤ کرنے

سے بڑی شرمندگی ہے اور شد

ضرورت نے یہہ پر درد کام

ڈانگ ہے۔

مارسرف اچھا یہ سب فضا

مارسرف اچھا یہ سب فضا

مارسرف اچھا یہ سب فضا

اور خالی باتیں ہیں ایک نئے آٹا کی
ان سے تسلی ہو جاوے تو ہو جائے
مگر کوٹ مار سرف کی ہرگز نہیں
ہو سکتی وہ آپ کی جڑوں سے
واقف ہے اگر وہ کسی ایسے
شخص کے پاس آتا ہے جس
نے کہ اس کے ساتھ کسی
محلے میں اقرار کیا ہوا ہے
اور وہ شخص اپنا اقرار پورا کرنے
سے کوتاہی کرتا ہے تو کوٹ کو
قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ اس
اقرار کے نہ پورا کرنے کا سبب
دریافت کرے۔

ڈیٹنگس تھا تو بزدل ہی مگر وہ
ایسا ظاہر ہوتا نہیں جانتا تھا
اس کو مار سرف کی ان باتوں سے
چٹ تو لگی مگر کچھ نہیں سکتا
بھا۔ آخر اپنے آپ کو سمیٹا کر
بولاً میرے پاس ان باتوں کی
کافی وجوہات ہیں۔

مار سرف کی کیا اپنے کیا بولا
ڈیٹنگس میں یہ کہتا ہوں کہ
میرے پاس وجوہات تو کافی ہیں
مگر میں نہیں بیان نہیں کر سکتا
مار سرف۔ اتنا تو آپ سمجھ
سکتے ہیں کہ میں ان وجوہات سے
آگاہی نہیں پاسکتا جب تک کہ

آپ خود انہیں بیان نہ کریں مگر
بات صاف ہے آپ کی مرضی میرے
خاندان کے ساتھ رشتہ قائم کرنے
کی نہیں ہے۔

ڈیٹنگس یہ آپ کی غلطی ہے
میں نے تو صرف اتنا کہا ہے کہ
میں پر فیصلہ کر کے تیار ہو گا۔
مار سرف کیا آپ کے دل میں
یہ سبائی ہوئی ہے کہ میں آپ کی
تمام بیوقوفیوں کو مان جاؤں گا
اور آرام سے انتظار کرتا ہوں گا
جب تک کہ میں یہ آپ کی ہر بات
حاصل نہ کر دوں گا۔

ڈیٹنگس خیر یہ اگر آپ انتظار
نہیں کر سکتے سمجھ لیں کہ گویا یہ
تجاویز کبھی ہوئی ہی نہ تھیں۔
مار سرف نے غضب اپنے
ہونٹوں کو کاٹا یہاں تک کہ اس
سے خون نکلنے کے قریب ہو گیا اور
قریب تھا کہ اس کے غیض غضب
کا طوفان ڈیٹنگس کے سر پر پڑے
مگر وہ سمجھ گیا کہ موجودہ حالت
میں اس کا غصہ اور طیش کسی کام
نہ آئیگا۔ بلکہ اسے خود شرمندہ
ہونا پڑے گا سو دروازہ کی طرف
سے مڑ کر جس کی طرف وہ چلا
تھا وہ پھر پھر کے مقابل کھڑا ہوا

بولا میرے عزیز و نیکو بھائی
نیت کچھ آج کی نہیں رہے
ست ہیں اور ہم کو ایک دوسرے
طاؤں سے درگزر کرنا ہی خودی
آپ نے کہا ہے کہ کئی باتیں یا آپ کی ملکی رائیں میری رائوں
سے مختلف ہیں۔

بہتے ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے
افراؤ تو یہی کہ وہ کوئی وجہ
جہودوں نے کہ میرے بیٹے البرٹ
پ کی مہربانی سے محروم کر دیا ہے
میگلرس نے جب دیکھا کہ
سرف کلمہ نرم ہو گیا ہے تو اس
وہی گستاخانہ وضع پر اختیار
لی اور بولا کہ بس میں صرف اتنا
رینا کافی سمجھتا ہوں کہ سرف البرٹ
میرے کسی قسم کی ذاتی مخالفت
میں ہے۔

سرف اچھا تو بہر آپ کی
افت کس سے ہے۔ یہ بات
تہی مار سرف کا رنگ غصے
مارے سُرخ ہو گیا۔ اسات
فرنگ بھی ناؤر گیا اور بولا کہ آپ
ن پر کفایت کریں جو میں نے
ایا ہے۔ بات کو زیادہ پھولنے
کی ضرورت ہے مار سرف کا
م جسم غصے سے کپکپا اٹھا کر اپنے
زیات کو ضبط کر کے اس نے

میری لڑکی کی عمر ابھی سترہ
برس کی ہے اور آپ کے بیٹے
کی صرف اکیس سال کی چارے
اس توقف میں شاید حالات
بدل جاویں بعض باتیں صبح کو
سیاہ اور تاریک نظر آتی ہیں

اور شام کو انکی کیفیت کھس جاتی ہو
 اور وہ بڑی عمدہ معلوم ہونے لگ
 جاتی ہیں۔ مگر برخلاف اس کے بعض
 اوقات ایک لفظ ہی سے بڑے
 بڑے راز فاش ہو جاتے ہیں۔
مارسرف۔ دغے سے سرخ
 ہو کر) راز فاش ہو جاتے ہیں یہ
 آپسے کیا کہا ہے۔ کیا کوئی شخص بھی
 بدنام کرنے کی جرات کرتا ہے؟
ڈینیگلرس۔ اس واسطے تو میں
 کہا تھا کہ بات بند ہی رہنے دو کیونکہ
 بات کھلنے سے پھر خرابی ہو جاتی ہو۔
مارسرف۔ اچھا خیر تو پھر آپ
 کی طرف سے قطعی انکار ہے؟
ڈینیگلرس۔ جی ہاں مجھے انکار
 کرنے سے بچ ہے۔ اور آپ کو بھی تکلیف
 ہی ہوگی۔ مگر کیا کریں مجبوری ہے اور
 ایسے رشتہ کے قطع ہو جانے سے
 لڑکے والوں کا تو کچھ نقصان نہیں
 ہوتا۔ بدنامی تو لڑکی والوں کی ہوتی
 ہے۔ اور لڑکی ہی کی عزت پر حرف نہ
 ہے۔
مارسرف۔ بس جی بس۔ اس
 مضمون کو اب اسی جگہ پر ختم کر دو۔
 یہ کہہ کر کونٹ نے اپنی چٹری اٹائی
 اور کمرے سے نکلا ڈینیگلرس نے
 گفتگو کے آٹا میں غور سے دیکھا تھا

کہ مارسرف نے اسکی ناراضگی کا سبب
 بوجہتے ہوئے سب کا نام لے لیا ہے
 مگر اپنا نام نہیں لیا۔
 اس شام دوستوں کے درمیان
 بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ کیوں
 کتنی لیدیوں کے ساتھ ڈرائنگ
 روم میں بیٹھا رہا اور سب کے آخر تک
 گھر سے نکلا۔
 دوسری صبح جو وہی ڈینیگلرس بستر
 خواب سے اٹھا اس نے اخبار نگوانی
 تین بار تو اس نے اٹھا کر ایک طرف
 رکھ لیں اخبار لا امپائر شل کو
 کہو لا درقن کو الٹ پلٹ غمگین
 نظر ایک مضمون پر جس کا سرناہ
 جیتنا تھا۔ حاتمیری۔ اس نے
 اس مضمون کو پڑھا اور اپنے دل میں کہا
 خوب اس میں مسٹر فرنانڈ پر ایک چوٹا
 سا مضمون ہے اور اگر پھر کوٹ
 مارسرف مجھ سے وجوہات پوچھے گا
 تو یہ مضمون اس کے پیش ہو جائیگا
 اسی وقت یعنی نو بج صبح کے البرٹ
 مارسرف سیاہ لباس پہنے کونٹ
 آف مانی کر سٹو کے گھر کی طرف
 بڑا اگہبڑا ہوا گیا۔ جب وہ دروازہ
 پر پہنچا تو دربان نے اسے اطلاع
 دی کہ کونٹ کو کچھ آدھ گھنٹہ پیشتر سے
 کہیں چلا گیا ہے۔

البرٹ۔ کیا بیپ لشن بھی اس کے
ہوا ہے؟

در بان۔ نہیں۔
البرٹ۔ اچھا اسے بلاؤ۔ میں

اس کے ساتھ بات کرنی چاہتا ہوں
در بان بیپ لشن کو بلائے کے
واسطے اندر گیا اور تھوڑی دیر میں
اسے لے آیا۔

البرٹ۔ دوست بیپ لشن
میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے

تمہیں تکلیف دی ہے مگر میں تمہارا
منہ سے سنا چاہتا ہوں کہ آیا کوٹ

در حقیقت باہر ہی گیا ہوا ہے؟
بیپ لشن۔ کوٹ صاحب

در حقیقت باہر گئے ہوئے ہیں۔
البرٹ۔ میرے لئے یہی باہر گیا

ہے۔
بیپ لشن۔ مجھ پر خوب معلوم

کہ میرے آقا کو آپکا نام سن کر کتنی
خوشی ہو ا کرتی ہے اسلئے میں ہرگز

آپکو عام لوگوں کی فہرست میں داخل
نہیں کر سکتا۔

البرٹ۔ تم سچ کہتے ہو مجھ کے
ساتھ ایک بڑا ضروری کام ہے۔

کتنی دیر میں آئیگا۔
بیپ لشن بہت دیر نہیں گئے

کی سبب بلکہ اس نے دس بجے کھانا۔
خادم ملا۔

تیار کرینکا حکم دیا ہوا ہے۔
البرٹ۔ اچھا میں جاتا ہوں اور

جنت الیسیس میں ذرا
گشت کرتا ہوں دس بجے واپس آجاؤگا

اور اگر میں اس بجے تک نہ پہنچ سکوں
تو اپنے عرض کو کرو دینا کوٹ صاحب

میرے ملاقات کئے بغیر کسی اور
جگہ نہ جاؤں۔

بیپ لشن۔ بہت بہتر میں
ضرور ہی عرض کر دوں گا۔

البرٹ نے اپنی گاڑی کوٹ کے
دروازہ پر چوڑی اور خود پیدل

سیر کیا واسطے روانہ ہوا جبکہ وہ
الی ڈس ویلوس کے پاس سے

گزر رہا تھا۔ اس نے کوٹ کے
گھوڑوں کو کھاسٹ کے بندوق چلا

والے مکان کے آگے کھڑا دیکھا
وہ گھوڑوں کے نزدیک گیا اور اس

نے کوچوان کو پہچان لیا اور اس
سے پوچھا۔ کیا کوٹ صاحب گیلری

میں بندوق چلائے کی مشق کر رہے ہیں
کوچوان۔ جی ہاں۔ جب وہ

کوچوان سے دریافت کر رہا تھا اس
نے لپتول کے چلنے کی دو آوازیں

سنتی ہو وہ چمکائی میں داخل ہوا۔ اور
راستے میں اسے اس جگہ کا

خادم ملا۔

خاوم: "خواب دہا ایک دو منٹ
توقف کریں۔"

البرٹ: "کیوں۔ میں ہمیشہ یہاں
آیا ہوں آج کیا خصوصیت ہے؟"

خاوم: "اس لئے کہ جو صاحب
اندہ مشق کر رہے ہیں وہ اکیلا رہنا
زیادہ پسند کرتے ہیں۔"

البرٹ: "وہ تمہارے سامنے
بھی مشق نہیں کرتا؟"

خاوم: "نہیں۔"

البرٹ: "اسکے لیستول کون بہتر ہے؟"

خاوم: "اس کا اپنا ٹوکر۔"

البرٹ: "ایک جیٹی۔"

خاوم: "جی ہاں۔"

البرٹ: "پھر وہ وہی ہے؟"

خاوم: "کیا آپ اس صاحب کو
جانتے ہیں؟"

البرٹ: "ہاں۔ وہ میرا دوست
ہے۔ اور اسی کو تلاش کرتے ہوئے
میں یہاں آیا ہوں۔"

خاوم: "خیر یہ بات ہے۔ میں جاتا
ہوں اور آپ کے آنے کی اسے خبر دیتا
ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ ایک ہی
لحظہ بعد کوٹ آگیا۔"

البرٹ: "کوٹ صاحب میں آپ
سے معافی چاہتا ہوں کہ میں اس
بلکہ آپ کے پیچھے آیا ہوں۔ اور پہلے
آچو کوئی ضروری ہے کہ میں
آپ کے نوکروں کے بتلانے سے
اس جگہ نہیں آیا۔ یہ میری اپنی جگہ
تیزی ہے اور آپ کے نوکروں
پہاں کا کوئی الزام نہیں میں آپ کے
مکان پر گیا اور انہوں نے صرف
اتنا کہا کہ آپ باہر ہیں اور دس
بجے کھانا کھانے کو آئیے۔ میں دس
بجے کے انتظار میں ادھر ادھر ٹھہر
رہا تھا جبکہ میں نے آپ کے گہوڑے
اس جگہ گھسے دیکھے۔"

کوٹ: "جو بات آئیے ابھی کہی ہے
اس سے پایا جاتا ہے کہ آپ میرے
ساتھ کھانا کھانا چاہتے ہیں؟"

البرٹ: "میں آپ کا شکریہ ادا کرتا
ہوں مگر اس وقت میرے سر میں
اور خیال سمائے ہوئے ہیں اور
مجھے کھانا کھانے کی نہیں سمجھتی۔"

کوٹ: "کیا بول رہے ہو؟"

البرٹ: "میں نے آج ڈول
لڑنی ہے۔"

کوٹ: "کس لئے؟"

البرٹ: "میں لڑنے لگا ہوں۔"

کوٹ: "اتنا تو میں سمجھتا ہوں
مگر جبکہ اکیلا ہے لڑنے کی بھی کتنی
وجوہات ہوتی ہیں۔ آپ کو کوئی وجہ
پیش آئی ہے؟"

البرٹؑ میں عزت کی خاطر لڑنا
ہوں۔
کوٹؑ کی بات تو خطرناک ہے
البرٹؑ بڑی خطرناک۔ اور میں
آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ
میرا ایک کام کریں۔
کوٹؑ نہ کیا۔
البرٹؑ آپ میرے سیکند
رو تھے، یہیں۔
کوٹؑ یہ بڑی خطرناک بات
ہے۔ یہاں رہنے دو گھر چل کر اسپر
سوچیں گے (علی سے) علی میرے
لئے کچھ بات لاؤ۔
کوٹؑ نے اپنے کپڑے سنبھالے
اور اس غسل خانہ میں جا گیا جہاں کہ
لوگ ہندوق بازی کے بعد اپنے
ہاتھ دھوا کرتے تھے۔
خادمؑ فائے کوٹ البرٹؑ صاحب
آپ آئیے میں آپ کو عجیب بات
دکھاؤں۔
مدرسہ اسکے ہاتھ اندر گیا مگر
معمولاً جاننے والے وہاں اس نے
تاش کے پتے دیوار کے ساتھ لگے
ہوئے دیکھو۔ البرٹؑ نے دیکھا کہ
لوہا تاش ہے اور وہ بولا آہ آہ
میں دیکھتا ہوں کہ آپ تاش کھیلنے
کے لئے تیار کر رہے ہیں۔

کوٹؑ نہیں میں نے ان کو صرف
نشانوں کے طور پر رکھا ہوا ہے۔
دیکھو جب پیر اصل میں ایک نشان
تھا۔ اس پیر اب دو ہیں اور جب پیر
دو تھے اسپر تین ہیں علیؑ القیاس
البرٹؑ نے نزدیک جا کر تیل کو
دیکھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ان پر اس
طرح برابر فاصلوں پر گولیوں کے
نشان ہیں کہ گویا ناپ کر لگائے ہیں
کوٹؑ فرصت کا وقت کسی طرح
گزارنا ہوا نہ راتنے میں اس نے تولیے
سے اپنے ہاتھ پونچھ لئے اور البرٹؑ
کو چیلنے کے لئے کہا۔ پھر دونوں کوٹؑ
کی گاڑی میں بیٹھ گئے توجہ ہی منٹ
میں نہرینے کے دروازہ کے آگے
جا تھیری کوٹ البرٹؑ کو اپنے کتب
خانہ میں لے گیا اور اس کو ایک کرسی
پر بیٹھا کر آپ اس کے مقابل دوسری
پر بیٹھ گیا۔ پھر اس کو مخاطب کر کے
بولا آؤ جی اب آرام سے باتیں کریں
البرٹؑ آپ دیکھتے ہیں کہ ہیں
بالکل جوش کی حالت میں نہیں ہوں۔
کوٹؑ غلط آپ نے لڑنا کس سے ہے۔
البرٹؑ بیو عجیب سے۔
کوٹؑ وہ تو آپ کے دوستوں
میں سے ہے۔
البرٹؑ بیشک اور دوستوں

ہی سے کوئی حاجی بھی ہوتی ہے۔
کوٹ "جھگڑے کی کوئی بنا بھی"

کوٹ مار سرف کی طرف اشارہ ہے
 جس کا پہلا نام فرزند تھا۔

کوٹ "کیا آپکا باپ علی پاشا
 کا نوکر تھا۔"

البرٹ "اسکے اخبار میں گذشتہ
 رات ایک آرٹیکل مگر ٹھہرو۔ خود ہی

البرٹ "ہاں۔ وہ یونانیوں
 کی آزادی کی حمایت میں لڑتا رہا

پڑھ لو۔ یہ کہہ کر اس نے کوٹ کے
 ہاتھ میں اخبار پکڑ لیا جس نے پڑھنا

اور بھی بات اس الزام کی بنا ہے۔"
کوٹ "البرٹ صاحب عقل کی

شروع کیا وہ یوں تھا۔"
 ہمارے جینا کے کارسپانڈنٹ

بات کرو۔"
البرٹ "اسمیں کیا بے عقلی ہو۔"

نے ہمیں ایک ایسے امر کی اطلاع
 دی ہے۔ جو اب تک ہماری نظر سے

کوٹ پہلایہ تو بتاؤ کہ اب فرانس
 میں کس کو معلوم ہے کہ فرزند اور

بالکل نہاں رہا ہے اس قلعہ کو صیبر
 جینا کی حفاظت کا بڑا دار تھا۔ ایک

مار سرف ایک ہی آدمی کے نام
 ہیں۔ اور اب جینا کی کون پر فہام

فرانسیسی افسر فرزند نامی نے
 صیبر کہ علی پاشا کو بڑا ہی اعتماد تھا

کہتا ہے جس کو واقعہ ہوئے سات
 آٹھ سال گذر گئے ہیں۔"

پے ایمانی سے ترکوں کے حوالہ کر دیا
 تھا اور اسی سبب سے غریب علی

البرٹ "اسی سے تو اس حرام
 کی زیادہ برائی ثابت ہوتی ہے۔

پاشا برباد ہوا تھا۔"
نوٹ "اچھا تو اس میں کوئی

اتھوں نے اتنی مدت جیب چاپ
 گزار دی ہے۔ اور اب اچانک

ہے۔"
لبرٹ "اسمیں کون سی بات ہو۔"

خفی باتوں کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ
 ہمارے اعلیٰ رتبہ اور بلند نام پر

نوٹ "اگر جینا کے قلعہ کو ایک
 فرانسیسی افسر نے ترکوں کو

بدلے لگے۔ میں اپنے باپ کے خطاب
 اور نام کا وارث ہوں۔ اور میں

یہ یا تھا۔ تو اس سے آپ کا کیا
 ملے۔"

نہیں برداشت کر سکتا۔ کہ اسپر
 کسی ذلت اور بدنامی کا سامنا نہ کر

بھی پڑے میں اب بیوچپ کے
لبرٹ "اجی یہ میرے باپ

اس جانا ہوں اس کے اخبار میں
یہ آرٹیکل نکلا ہے اور میں اسکو
سے کہوں گا کہ اپنے الفاظ کو گواہوں
کے روبرو واپس لے لے
کوٹھ : نیو چپ کبھی اس
نہیں کریگا

البرٹ : نہیں۔ تو اسے لڑائی
کوٹھ : وہ لڑے گا ہی نہیں
کیونکہ وہ آپکو بنا سکتا ہے۔
کہ یونانی لشکر میں بیسیوں فرسٹ
ہے

البرٹ : کوئی پردہ نہیں میں
میرا بھی لڑو لگا میں اپنے باپ کے
نام سے اس دارم کو ضرور دھونڈ
میرا باپ جو ایک ایسا بہادر سپاہی
تھا۔ اور جسکی رفتار ترقی ایسی تیز
تھی

کوٹھ : وہ کہہ سکتا ہے کہ
فرسٹ میں کلیدیں ہوتی ہیں کہ
مشہور ہر شخص کو فرسٹ یا فرسٹ
نہیں ہے

البرٹ : اچھی میں آپکی باتوں سے
خوش نہیں ہوا کرتا۔ مگر وہ
اپنے الفاظ کو بالکل واپس نہ لے
میں راضی نہیں ہوں گا

کوٹھ : آپکا ارادہ ہے کہ وہ
دو گواہوں کے روبرو ایسا کرے

البرٹ : ہاں

کوٹھ : یہ آپکی غلطی ہو

البرٹ : بس ان سب باتوں

سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ میرا

ادوا نہیں کرنا چاہتے

کوٹھ : آپکو معلوم ہے کہ دول

کی بات میرا کیا خیال ہے مجھے یاد

ہے کہ دوم میں اس مضمون پر میں

نے آپ سے گفتگو کی تھی

البرٹ : مگر آج تو آپ ایک

ایسی مشق میں لگے تھے جس سے معلوم

ہوتا تھا کہ آپکے خیالات بدل گئے ہیں

کوٹھ : کیا کروں جب بیوقوفوں

سے بالاپڑے تو بیوقوفی سیکھنی

پڑتی ہے۔ شاید مجھے بھی کبھی کوئی

ایسا احمق مجھادے جسے میرے ساتھ

بھی ایسا ہی جھگڑا کرنا پڑے جیسا کہ

کوٹھ : یہ نہیں ہو سکتا ہے

البرٹ : آتا تو پھر آپ مانتے

ہیں کہ آپ لڑیں گے ضرور اچھا تو پھر

آپ میرے لڑنے پر کیوں اعتراض

کرتے ہیں

کوٹھ : میں یہ نہیں کہتا کہ آپکو

کبھی بھی لڑنا نہ چاہیے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ دول کا معاملہ ذرا خطرناک ہوتا ہے اور بڑی غورو فکر کے بعد اختیار کرنا چاہیے۔

البرٹ: کیا اس نے میرے باپ کی ہینک کرنے سے پہلے سوچ لیا تھا؟

کوئٹ: اگر اس نے عہد کی ہے اور وہ اس بات کو تسلیم بھی کر لیوے تو پھر سے آپ کی تسلی کرنی ہوگی۔

البرٹ: آپ بڑی رعایت کرتے ہیں۔

کوئٹ: اور آپ بہت سختی کرتے ہیں۔ اچھا فرض کرو جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اس پر خفا نہ ہونا۔

البرٹ: اچھا بولے۔

کوئٹ: فرض کرو۔ یہ جوابات اس نے کبھی ہے وہ سچ ہے۔

البرٹ: بیٹا ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے باپ کی عزت پر حرف آوے۔

کوئٹ: اچھی ہم ایسے زمانے میں رہتے ہیں کہ ہمیں بہت سی باتیں برداشت کرنی چاہئیں۔

البرٹ: یہ زمانے کا قصور ہو؟

کوئٹ: کیا آپ اسکی اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

البرٹ: ہاں۔ جتنا میرا ذاتی تعلق ہے اسکی اصلاح تو کرونگا۔

کوئٹ: آپ بہت سخت آدمی ہیں۔

البرٹ: ہاں میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔

کوئٹ: کیا آپ کسی کی نصیحت نہیں مانا کرتے؟

البرٹ: اگر نصیحت دوست کی طرف سے آوے تو ضرور مانا ہوں۔

کوئٹ: کیا آپ مجھ دوست سمجھتی ہیں؟

البرٹ: کیوں نہیں؟

کوئٹ: اچھا تو پھر سنو گواہ لیکر نیو جیم کے پاس جانے کے لیے اور زیادہ حالات دریافت کرو۔

البرٹ: وہ کس سے؟

کوئٹ: ہیڈی سے؟

البرٹ: ایک عورت کو اس معاملے میں لیڈی کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس کو کیا خبر ہو سکتی ہے؟

کوئٹ: وہ کم سے کم اتنا آپ کو بتا سکتی ہے کہ اس کے باپ کے قتل اور تباہی میں آپ کے ہاتھ کتنی تعلق تھا۔ اور اگر اتفاق سے اس کا تعلق تھا بھی تو؟

البرٹ: کوئٹ صاحب میں

آپ کو بھی کہہ دیا ہے کہ میں اس بات کو فرض کرنے کی بھی اجازت نہیں دے سکتا۔
 کونٹ : اچھا تو پھر آپ بیٹھی سے دریافت نہیں کرنا چاہتے۔
 البرٹ : ان میں نہیں جانتا۔
 کونٹ : اچھا تو میں آپ کو ایک اور نصیحت دینا چاہتا ہوں۔
 البرٹ : اچھا مگر یہ آخری نصیحت ہووے۔
 کونٹ : معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسے سننا نہیں چاہتے۔
 البرٹ : برخلاف اس کے میں سنت کرتا ہوں کہ آپ ضرور سننا دیں۔
 کونٹ : یہی یہ نصیحت ہے کہ اگر آپ بیوچمپ کے پاس جاتے پر آمادہ ہو۔ تو کوئی گواہ اپنے ساتھ نہ لیاؤ۔
 البرٹ : یہ دستور کے خلاف ہی کونٹ : آپ کی حالت عام کی سی نہیں ہے۔
 البرٹ : آپ مجھے اکیلے مائیگی نے سمجھ کر کہتے ہیں۔
 کونٹ : اس لئے کہ اس صورت میں معاملہ تھمرے اور بیوچمپ کے ہی درمیان رہے گا۔
 البرٹ : ذرا واضح کر کے بیان کرو۔
 کونٹ : بات یہ ہے کہ اگر بیوچمپ اپنی بات دالیں لینا چاہے تو اس طرح کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اور اگر آپ گواہ لیجاویں اور وہ آپ کے دعوے کو نہ مانے تو پھر بات مشترک ہو جائیگی اور آپ کو زیادہ شرمندہ ہونا پڑے گا۔
 البرٹ : جن کو میں ساتھ لیجاؤں گا وہ دوست ہوں گے اجنبیوں کو میں ساتھ لیجائے ہی کیوں لگا۔
 کونٹ : مگر جو آج دوست ہوتا ہے وہی کل دشمن بن جاتا ہے۔
 بیوچمپ : ہی کو دیکھ لو۔ میں جانتا ہوں کہ آپ سوچ سمجھ کر باتیں کرتے ہیں۔
 البرٹ : اچھا آپ کہتے ہیں کہ میں اکیلا جاؤں۔
 کونٹ : بیشک میں یہ نصیحت کرتا ہوں اور میرے پاس ایسا کر نیکے لئے دلیل ہے جب آپ جاہیں کہ کسی شخص سے کوئی ایسی بات کرائیں جو اس کی مرضی کے برخلاف ہو تو اس پر ہرگز حکم نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا تکبر خوش میں آجائے۔
 البرٹ : بیشک آپ کی بات حق ہے میں ایسا ہی کروں گا۔
 کونٹ : جاؤ۔ لیکن اگر آپ

بالکل ہی نہ جاویں تو اور بھی بہتر ہوگا اور تلوار مارنے میں کچھ ہدایات کر
 البرٹ : یہ تو بالکل ناممکن ہے دیو میں :
 کوئٹ : اچھا پہر جاؤ :
 البرٹ : اگر ساری پیشیندہ کے
 باوجود دیر بھی مجھ کو لڑنا پڑے تو
 کیا آپ میرے سیکنڈر (دوید)
 نینگو :
 کوئٹ : البرٹ صاحب آپ
 جانتے ہیں کہ اس وقت تک میں نے
 آپ کے آگے کبھی کان تک نہیں ہلایا
 اور جو کچھ کہی اپنے کہا ہے میں نے
 اُسے بلا عذر قبول کیا ہے مگر
 میں افسوس سے کہتا ہوں کہ جس
 کام کی آپ فرمائش کرتے ہیں وہ میرے
 مقدور سے باہر ہے :
 البرٹ : وہ کیوں :
 کوئٹ : اس بات کا آپ کو پہر
 پتا لگ جائیگا فی الحال مجھے معاف
 فرماویں :
 البرٹ : اچھا میں ضرور
 اچھیکو ساناؤ کوئے لونگا
 وہ عین اس کام کے مناسب
 ہیں :
 کوئٹ : یہ تجویز بہت مناسب
 ہے :
 البرٹ : اچھا شاید مجھے لڑنا
 جاوے آپ مجھو بندوق چلائے

اور تلوار مارنے میں کچھ ہدایات کر
 دیو میں :
 کوئٹ : یہ بھی ناممکن ہے :
 البرٹ : آپ تو بڑے عجیب
 آدمی ہیں۔ آپ کئی بات میں
 مداخلت نہیں کرتے :
 کوئٹ : اپنے سچ کہا ہے میں
 اسی اصول پر کار بند رہنا چاہتا ہوں
 البرٹ : اچھا پھر چلتا ہوں۔
 سلام : البرٹ نے ٹوپی اٹھائی
 اور کمرے سے نکلا۔ اسکی گاڑی
 دروازہ پر تیار تھی۔ وہ بیٹھ گیا اور
 بیو جیکے مکان کی طرف روانہ ہوا
 بیو جیکے اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا
 تھا۔ اس کا دفتر اسی قسم کا تنگ
 اور تاریک کمرہ تھا جیسے کہ دفتر اکثر
 ہوا کرتے ہیں نوکروں نے فوراً
 البرٹ کے آنے کی خبر دی بیو جیکے
 سنکر پچھے سوچا رہا۔ اور اس نے
 اسکے اندر بلا نیکا حکم دیا۔ البرٹ
 نے آتے ہی اخباروں اور کاغذات
 کے ڈھیریوں کو جو دفتر میں پرے
 ہوئے تھے۔ پاؤں کے نیچے روندنا
 اور لتاڑنا شروع کر دیا۔ بیو جیکے
 نے اس وحشیانہ حرکت کو دیکھ کر
 حیرانی سے کہا : واہ اداہ مستر
 البرٹ کیا معاملہ ہے یہاں تشریف

رکھے کیا آپ پاگل ہو گئے ہیں
 میرے ساتھ کھانا کھا لیتے تھے
 آتے ہیں۔
 البرٹ: مجھے آپ کی اہمیت کی
 نسبت کچھ کہنا ہے۔
 بیو جیم: فرمائیے۔
 البرٹ: میں چاہتا ہوں کہ
 اس کی ایک نئی تصویر کر دیا جائے۔
 بیو جیم: وہ کوئی بات
 ہے مگر بیٹھ تو جاؤ۔
 البرٹ: (بڑی سر دھڑکائی)
 میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں
 آپ کے اخبار میں ایک ایسی بات
 شائع ہوئی ہے جس سے میرے
 خاندان کی ایک شخص کی ہتک
 منظور ہے۔
 بیو جیم: وہ کیا ہے آپ کو
 غلطی تو نہیں لگتی۔
 البرٹ: آپ کے اخبار میں ایک
 آرٹیکل نکلا ہے جس کا سرنامہ
 جینا ہے۔
 بیو جیم: جینا۔ ہاں۔
 البرٹ: معلوم ہوتا ہے کہ آپ
 اس بات سے بالکل بے خبر ہیں جو
 مجھے اس جگہ تک پہنچ کر لایا ہے۔
 بیو جیم: اخبار لکھا یا اور وہ
 آرٹیکل شپیر البرٹ نے اتنا شور

مچایا ہوا تھا آہستہ سے پڑھا جب
 اس نے ختم کیا تو البرٹ بولا
 دیکھتے ہو۔ یہ کیسا تکلیف دہ
 ہے۔
 بیو جیم: کیا فریڈ ایک
 کوئی رشتہ دار ہے۔
 البرٹ: (شہر مار کر) ہاں۔
 بیو جیم: (حلم سے) اچھا تو
 آپ پھر مجھ سے کیا کرنا چاہتے
 ہیں۔
 البرٹ: میرے دوست بیو
 جیم میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ
 اپنے آئندہ پرچہ میں اس کے
 برخلاف لکھ دیں۔
 بیو جیم: البرٹ کی طرف جلدی
 سے دیکھا اور کہا دیکھو یہ معاملہ
 بڑا نازک ہے سچی بات کے برخلاف
 کہنا کوئی معمولی بات تو نہیں
 ہوتی بیٹھ جاؤ میں اسے پھر لکھتا
 ہوں۔
 البرٹ: بیٹھ گیا۔ اور بیو جیم نے
 پھر ان سطور کو پڑھنا شروع
 کیا۔ جنہوں نے البرٹ کو اتنا مغمض
 کیا ہوا تھا جب اس نے پڑھنا
 ختم کیا تو البرٹ بولا: دیکھا آپ
 کے اس پرچہ نے میرے ایک قریبی
 رشتہ دار کی بے عزتی کی ہے اب

اب میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ آنسو خوش
میں کیوں ہیں۔ اچھا پھر پڑھتا ہوں
(اس نے پھر غور سے آرٹیکل کو پڑھا)
مگر اس تحریر میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا
کہ یہ فرزند جس کا یہاں ذکر ہے آپ کا
باپ ہی ہے۔

البرٹ: "پایا تو کہیں نہیں جاتا۔ مگر
میرے باپ کے نام کے ساتھ اس کا
تعلق تو ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں
کہ اس کے برخلاف آپ اپنی دوسری
اخبار میں چیپو اویں" میں کہتا کے
الفاظ پر بوجھ پڑنے اپنی آنکھیں
البرٹ کے چہرہ کی طرف اٹھائیں
اور پھر ان کو نیچے کر کے کچھ دیر متفکر
رہا۔

البرٹ (پھر غصے میں بہر کر کہی)
جی آپ اس بات کو واپس لیں گے
نہیں۔

بوجھ پڑ: "جی ہاں۔"
البرٹ: "فورا"۔

بوجھ پڑ: "نہیں جب مجھے یقین
ہو گا دیکھا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے
غلط ہے۔"

البرٹ: "ہیں۔"
بوجھ پڑ: "بات کچھ تحقیق طلب ہے
اور میں اس کی اچھی طرح سے
چیان بین کروں گا۔"

میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی بات
کو واپس لیں اور یہ بات آپ کو
ضرور کرنی پڑے گی۔

بوجھ پڑ: "ضرور کرنی پڑے گی۔"
البرٹ: "ضرور کرنی پڑے گی۔"
بوجھ پڑ: "مسٹر البرٹ میں پکو
تینا دوں کہ آپ اس وقت چیمبر میں
نہیں ہیں۔"

البرٹ (اٹھ کر) میں وہاں جانا
چاہتا ہی نہیں میں پھر کہتا ہوں کہ
آپ کو اپنی بات کا انکار کرنا پڑے گا۔
ہم تم آپس میں بہت دیر سے دوست
ہیں اور آپ کو معلوم ہو گا کہ میں اپنی
بات سے شل نہیں کرتا۔

بوجھ پڑ: "شاید میں آپ کا دوست
ہوؤں گا۔" مگر آپ کی موجودہ طرز فکر
توصاف بتلا رہی ہے کہ آپ میں اور
عجبہ میں کبھی دوستی نہ تھی۔ مگر پھر وہ
غصے نہ ہو۔ یہ بتلاؤ کہ اس فرزند
کا آپ کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔

البرٹ: "وہ میرا باپ ہے۔ ایم
فونٹل کونٹ ڈی کا مار سرف
وہ پورے سا ہی جس نے بیسیوں لڑائیوں
میں نام پایا ہے اور جس کے پر غرت
زخموں کے نشان بغیرتی کے وہوں
کو صاف محبوس بنا رہے ہیں۔"

بوجھ پڑ: "خیر وہ آپ کا باپ ہی

کرتا ہوں

البرٹ۔ مگر تحقیق کس بات کی کرنی

بیو جمپ۔ اچھا اگر میں واپس نہ
لوں تو کیا آپ مجھ سے لڑیں گے؟
البرٹ۔ ہاں

اے گناہ کو یقین نہیں ہے کہ فرشتہ
میرے باپ کا نام نہیں تو فوراً کہہ
دو اور اگر آپ کو یقین ہے کہ یہ

بیو جمپ۔ اچھا تو میرا حجاب یہ
ہے کہ اس آرٹیکل کو میں نے خود نہیں
لکھا اور نہ ہی اسکی مجھے کچھ خبر تھی۔
اب جو آپ نے اسکی منسوخ کر کے
پراتنا زور دیا ہے تو یہ اسی طرح قائم
رہے گا جب تک کہ کوئی دوسرا شخص
اسکی تردید نہ کرے جسکو کہ ایسا کرنے
کا حق ہو۔

اسی کا نام ہے تو اس کی وجوہات بیان
لے بیو جمپ نے اس بات کے سننے
پالبرٹ کی طرف اس خاص قسم کی
سکھاہٹ سے دیکھا جو اسکے دل
میں مختلف خیالات ظاہر کیا کرتی تھی
اور پھر کہا: اگر آپ صرف تسلی کرنے
لے لئے آئے تھے۔ تو اس فضول گفتگو
لے کیا معنی تھے جس سے آدہ کہنے

البرٹ (اٹھ کر) دیکھو جی میں اپنی
سیکنڈ آپکے پاس بھیجوں گا۔ اپنے
براہ جہرانی ان کے ساتھ لے جانے کے
مکان اور ہتھیار کا جگہ ساتھ لے جانا ہو
فیصلہ کر دیتا سمجھا۔

سے اپنے میرے کان کھلے ہیں
اور آپ تسلی چاہتے ہیں تو بولو
البرٹ۔ اچھا اگر آپ اسے واپس
میں لیتے تو میری تسلی ہی کرو
بیو جمپ۔ دیکھو دہلی وغیرہ نہ

بیو جمپ۔ جی سمجھ لیا ہے
البرٹ۔ اس شام یا زیادہ سے
زیادہ کل

و۔ میں تو دھکیاں اپنے دشمنوں
سے نہیں کہا یا کرتا
پہلا دوستوں سے کہاں۔ آپ

بیو جمپ۔ نہیں نہیں۔ ابھی حق
نہیں ہے اور چونکہ چلیج کرنے والے
آپ میں اسلئے میرا حق ہے کہ شرائط
پیش کروں (نشانہ مارنے میں ہم
دو برابر ہیں۔ مگر تلواری مارنے میں
آپ بڑے ہوشیار ہیں حالانکہ میں
اس میں بہت سست ہوں میرے

صرار کرتے ہیں کہ میں اس اپنے
آرٹیکل کو واپس لیلوں۔ سو میں
سم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اسکے تحریر
رہنے میں میرا ذرا بھی دخل نہیں ہے
البرٹ کا دماغ اب جوش کے سبب
پکرنے کو تیار تھا اور وہ بڑی غضب
ناک آواز میں بولا: ہاں میں صرار

اور آپ کے درمیان لڑائی کچھ معمولی نہیں ہے کیونکہ ہم دونوں بہادر ہیں اسلئے میں نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو یا آپ کو کسی کافی سبب کے بغیر مار دوں اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور سوال بڑا پر مطلب ہے۔ کیا آپ ابھی تک اس بات پر مصر ہیں کہ میں اپنی بات کو دالیں لیلوں حالانکہ میں نے حلف اٹھا کر کہا ہے کہ میں نے یہ آرمیکل لکھا ہے اور نہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے باپ کا نام فرزند ہے۔

البرٹ جی میں اپنی بات پر قائم رہوں گا۔

بیو چیمپ بہت خوب پہر میں بھی آپ کے ساتھ گلا کاٹنے لٹوانے کو تیار ہوں۔ مگر میں تین ہفتہ کی مہلت لوں گا۔ تاکہ تیار رہوں گا اس مدت کے بعد میں آپ کے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ جو بات یہاں لکھی تھی وہ غلط تھی اور میں سے دالیں لیتا ہوں۔ یا وہ بالکل ج اور حق ہے اور میں آپ سے اس کی سچائی ثابت کرنے کے لئے لڑنا چاہتا ہوں چاہے آپ تلوار سے اسے چاہے پتول سے۔

برٹ تین ہفتہ یہ تین ہفتہ تین

صدیوں کی طرح سے گزریں گے اور میں اتنی مدت ذلیل ہی رہوں گا بیو چیمپ اگر آپ میرے دوست رہتے تو میں آپ کو کہتا میرے دوست صبر کرو۔ مگر اب آپ میرے دشمن ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس بات کی وجہ سے کیا پرواہ ہے۔

البرٹ اچھا تین ہفتہ ہی سہی مگر یا در کہہ کہ اس میعاد کے بعد پھر کوئی عذر نہیں ہوگا۔

بیو چیمپ (اٹھ کر) مسٹر البرٹ اس میعاد کے درمیان میرا کوئی حق نہیں ہوگا کہ میں آپ کو کٹھے سے گرا دوں گا۔ اور آپ کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ کہ آپ میری کہو پر یا کو توڑیں

آج اگست کی ۲۴ ہے اور ستمبر کی ۲۱ کو ہماری مہلت ختم ہو جاوے گی۔

اس وقت تک دید شریفوں کی نصیحت ہے، ہمیں نہیں چاہیے کہ ایک دوسرے پر ایسے بھڑکنے ہیں جیسے کہ دو کتے کرتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے سامنے بندھے ہوں۔ جب بیو چیمپ نے یہ بات ختم کر لی تو وہ البرٹ کو سلام کر کے چیکے سے اپنے چہرے

خانہ کی طرف چلا گیا۔ البرٹ نے اپنا غصہ کاغذوں کے ایک ڈھیر پر نکالا۔ جنکو اس نے اپنے

سے دالیں لیتا ہوں۔ یا وہ بالکل ج اور حق ہے اور میں آپ سے اس کی سچائی ثابت کرنے کے لئے لڑنا چاہتا ہوں چاہے آپ تلوار سے اسے چاہے پتول سے۔

برٹ تین ہفتہ یہ تین ہفتہ تین

برٹ تین ہفتہ یہ تین ہفتہ تین

برٹ تین ہفتہ یہ تین ہفتہ تین

ساتھ کے ساتھ کہیں کا کہیں بھینکنا
ایک غضب اس طرح نکا کر وہ کئی
بار چہرہ پر غصہ کے دوا زہ نک گیا اگر
انہر ہا نامناسب نہ ہا کر وہ باہر نکلا
اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوا
راستہ میں اس نے ہوس میل
کو دیکھا جو تیز قدم جارہا تھا اور
اس کے چہرہ پر سفیدی کے نشان
تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ
پورٹ سینٹ مارٹن کی
طرف سے آیا ہے اور میگڈیلین کی
طرف جارہا ہے ڈالبرٹ نے اسے
دیکھتے ہی کہا آہ وہ ایک خوش
قسمت آدمی جاتا ہے ڈالبرٹ
کی یہ رائے بالکل سچی تھی

جلدی پڑی کہ اس نے گاڑی کے لئے
بھی توقف نہ کیا بلکہ پیدل روانہ ہوا
وہ ایک سپاہی آدمی تھا۔ اور اسکی
مانگیں بڑے بڑے مشکل سفروں
کی عادی تھیں اس لئے وہ بڑا تیز
چلتا تھا۔ غریب بیریولس بھی
جو اس کو بلانے کے لئے گیا ہوا تھا
حتی الامکان اس کے ساتھ ساتھ
جائیک کی کوشش کرنا۔ مگر کہاں بھیل
کی عمر اکتیس سال کی تھی۔ اور بیریولس
ساتھ سے گزر گیا ہوا تھا۔ موریل ایسی
جاتا تھا۔ جیسے ریل گاڑی بیریولس
بھیارہ ایک ٹو پورٹھا۔ دوسرے
تھکا ماندہ اس کے پیچھے پیچھے ساکت
تھا جب موریل گھر پہنچا تو اسے
دم بھی نہ چڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی
محبوبہ کے گھر آ رہا تھا اور محبت اس

کو دو گنی طاقت دیدتی ہے غریب
بیریولس جو کہ محبت و عشق مدت
سے بھول چکا تھا۔ اس دو ٹو پورٹ
کے سبب تھک کر چور ہو گیا خیر
پورٹ سے نوکرنے موریل کو ایک نئی
دروازہ میں سے اندر داخل کیا آواز
سے معلوم ہوا کہ ویلنٹین بھی آگئی
ہے اس نے ماتمی لباس پہنا ہوا تھا
اور اس سے اسکا حسن تھا اور وہ
ہو گیا ہوا تھا۔ موریل نے جب اسکی

اکھڑوان باب لیمونڈ

موریل درحقیقت خوش قسمت تھا
ایم نوٹیر نے اسکو بلوا بھیجا تھا
اور اسکو اسکے بلوائیکا سبب
دریافت کرنے کے لئے اس قدر

مجھے اپنا تر جان مقرر کیا ہے اسلئے میں اس کے ارادہ کا حرف حرف

بیان کرتی ہوں ۛ
موریل ۛ او میں بڑا بیتاب ہوں
جلدی کریں ہر بانی مگر کے جلد ہی
بیان کریں ۛ

موریل کیواسلئے یہ بڑا اچھا لشکون
تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ آنکھیں
نیچے کرانیک طاق خوشی کی امید کے
سوا اور کسی چیز میں نہیں ہوتی ۛ

ویلنٹین ۛ میرے دادا کا ارادہ
ہے کہ وہ اس مکان کو چھوڑ دے
اور بیروٹس اسکے واسلئے اور کب
تلاش کر رہا ہے ۛ

موریل ۛ مگر آپ پیاری ویلنٹین
آپ اس کی آسودگی کے واسلئے
ضروری ہیں۔ آپ کہاں رہیں گے ۛ

ویلنٹین ۛ میں۔ میں تو اپنے دادا
کے قدموں میں رہوں گی۔ یہ بات ہمارے
درمیان فیصلہ شدہ ہے۔ میرا کمرہ
اسکے کمرے کے ساتھ ہو گا۔ اب

ایم ڈی ولفرٹ یا تو اس بات کو
منظور کر لیا۔ یا نامنظور۔ پہلی حدیث
میں فوراً علی جاؤنگی اور دوسری
میں میں اپنے قانونی سن بلڈش کا

انتظار کر دی گئی جو اس ماہ تک پورا
ہو گیا اسلئے تب میں آزاد ہو جاؤنگی

طرف نظر ڈالی۔ تو اسکے دل میں
خیال گزرا کہ چلو بوڑھے کی ملاقات

کو اب چوڑو اور اسی پر بڑا دے ساتھ
موتی کا جزیہ۔ مگر فوراً بوڑھے کی
آواز جو کی کے کھڑا کھڑا نے سے
سنائی دی اور کمرے میں نمودار

ہوا۔ موریل نے اس کا شکریہ ادا
کیا کہ اس نے ویلنٹین کو اور اس کو
اپنی مبارک وساطت سے تنہا ہی
اور مایوسی سے بچا لیا ہے۔ بوڑھے

نے اپنی لٹکا ہوں سے موریل پر
ثابت کر دیا کہ وہ اسپرٹ اچھا مان ہے
موریل نے تب بوڑھے پر ایک ایسی
طرز سے دیکھا جس سے وہ گویا پھین

جا رہا ہے کہ وہ اسپرٹ اور کونسی غناست
کر رہی جا رہا ہے ویلنٹین تو بڑے فاصلہ
پر بیٹھی انتظار کر رہی تھی کہ اسے بات
کا کب موقع ملتا ہے۔ نوٹس نے اسکی

طرف آنکھیں لگائیں ویلنٹین ۛ
دادا جان کیا میں کہوں جو آپ نے مجھے
فرمایا تھا ۛ

نوٹس ۛ (اشارے سے) ہاں ۛ
ویلنٹین ۛ ایم موریل میرے دادا
نے سیکڑوں باتیں کہنی تھیں۔
جو اس نے تین دن گزرے ہیں مجھے

کہہ دی تھیں میں انہیں بیکہ پاس
بیان کرتی ہوں اور چونکہ اس نے

بیہوش اپنے ہاتھ زمین پر مارتا تھا اس کی ٹانگیں اکر گئیں تھیں۔ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور اس کا دم بڑی شکل سے نکلتا تھا ولفرٹ نے جو یہ وحشت ناک نظارہ دیکھا تو وہ کہنے کا کھڑا ہو گیا اس کا چہرہ زرد ہو گیا اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مگر موریل کی طرف گیا اور دیکھا را۔ ڈاکٹر تھروانی کر کے جلدی آؤ اور مدد کرو۔

ولینٹین "باہر نکل کر میڈیم ولفرٹ میڈیم تھروانی کر کے جلدی آؤ اور اپنی سونگھنوالی بوتل لاؤ۔"

میڈیم ولفرٹ درخت آواز میں "ہو کیا ہے اتنا شور مچا رہا ہے ولفرٹ ڈاکٹر کہاں ہے"

ڈاکٹر کہاں ہے "میڈیم ولفرٹ اب آہستہ آہستہ آئی۔ ایک ہاتھ سے وہ رومال کے ساتھ اپنا منہ پیونچ رہی تھی اور دوسرے میں اس نے اپنی بوتل پکڑی ہوئی تھی آتے ہی اس نے نوٹیر کی طرف دیکھا مگر اسکی تیز نظر نے ثابت کر دیا کہ وہ بالکل تندرست ہے۔ وہ زرد ہو گئی اور اسکی آنکھ آٹا سو اٹھ کر فوراً خادم پر جا بٹھری۔"

ولفرٹ "میڈیم خدا کے لئے بناؤ ڈاکٹر کہاں ہے۔ وہ ابھی آپ کے ساتھ تھا۔ اس بجائے کہ اس کو سکتے ہو گیا ہے اور اگر اس کا خون نکالا جاوے تو یہ ابھی اچھا ہو جاوے گا۔"

میڈیم ولفرٹ (ولینٹین) سے بغیر اپنے خاوند کے سوال کا جواب دینے کے، کیا اس نے کچھ کہا یا ہے۔"

ولینٹین۔ اس نے تو صبح کی حاضری بھی نہیں کہا تھی۔ اس کو میرے دادا نے ایک پیغام دیا کہیں بھیجا تھا۔ اس کو دوڑ دوپہر بہت ہوئی تھی اور واپس آتے ہی اس نے لیونیڈ کا ایک گلاس پیا ہے۔

میڈیم ولفرٹ۔ بس لیونیڈ تو اس کے لئے بہت زبون تھا اسے شراب دینا چاہیے تھا۔"

ولینٹین "دادا صاحب کی لیونیڈ کی بوتل ان کے سر ہانے پڑی تھی۔ غریب بیرولس جا رہا تھا اس لئے اس نے ایک گلاس اس میں سے پی لیا۔" میڈیم ولفرٹ چونک پڑی نوٹیر نے اس کی طرف دیکھا گویا کہ وہ اس کے اندرونی

خیالات کو تارنا چاہتا ہے
میڈیم ولفرٹ - اسکی گردن

بڑی چوٹی ہے۔
ولفرٹ میڈیم میں پوچھا ہوں
کہ ڈاکٹر اور گنی کہاں ہے۔ برائے

خدا جواب دو
میڈیم ولفرٹ (جواب دینے
پر مجبور ہو کر) اؤ وہ کچھ ہمارے اور

اس کے پاس ہے
ولفرٹ ڈاکٹر کو ملائی کے لئے دوسرا

گیا۔
میڈیم ولفرٹ وینٹین یہہ

سوچنے والی بزل کو۔ ڈاکٹر ضرور خون
نکالے گا۔ اور میں خون نکلتا دیکھ

نہیں سکتی اسلئے میں جاتی ہوں
موریل اب اپنی جگہ سے نکلا

گھر اپنی میں اسے کسی نے دیکھا
تھا وینٹین نے جب اسے دیکھا

تو بولے موریل اب آپ جانیں جلدی
جائیں اور جب تک کہ میں نہ بلاؤں نہ

آویں موریل نے نویر کی طرف
اجازت مانگنے کے لئے دیکھا بڑے

نے اشارے سے اجازت دی مصل
نے وینٹین کا ہاتھ چپا اور روانہ ہوا

جوہی کہ وہ نکلا دوسرے دروازہ
سے ولفرٹ داخل ہوا بیرولس کو

اب ہوش آنہی تھی۔ معلوم ہوتا

تھا کہ خطرہ گزر گیا ہے ولفرٹ اور
ڈاکٹر نے اسے اٹھا کر چارپائی پر لٹا

دیا
ولفرٹ ڈاکٹر صاحب کی تجویز کرتے

ہیں
ڈاکٹر کچھ پانی اور تھوڑا۔ ایتھر دو

اور کچھ ٹرنٹین اور ٹائیڈ
منگواؤ۔ ولفرٹ نے فوراً ایک شخص

کو بھیجا
ڈاکٹر اب سار آدمی باہر چلے جائیں

وینٹین (شرماتے ہوئے) میں بھی
چلی جاؤں

ڈاکٹر (جلدی سے) ہاں میڈیم
آپ کو ضرور جانا ہوگا وینٹین نے

حیرانی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا اپنے
وا کا ہاتھ چپا اور چلی گئی ڈاکٹر نے

اسکے پیچے دروازہ بند کر دیا
ولفرٹ دیکھو ڈاکٹر صاحب اسی

پہر ہوش آگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی خطرناک بات نہیں ہے

ڈاکٹر (مسکاکر) بیرولس تم خود کیا
معلوم کرتے ہو

بیرولس صاحب کچھ اچھا ہوں
ڈاکٹر کیا تم اس پانی اور ایتھر میں

سے کچھ نوٹس کرو گے
بیرولس میں کوشش کرتا ہوں

گر مجھے ہاتھ نہ لگاؤ

ڈاکٹر: کیوں؟

سرولس: کیونکہ میں دوتا ہوں

کہ انٹریم پیر مجھے انگلی بھی لگا دے

تو مرض کا حد پر خود کرا سکا

ڈاکٹر: اچھا تو اور پی جاؤ

سرولس: ڈاکٹر تم نے ہاتھ سے پیالہ

لیا اور قریب نصف کے پیا

ڈاکٹر: تمہیں کس جگہ تکلیف ہو رہی ہے

سرولس: ہر جگہ۔ میرا تمام جسم دکھ

رہتا ہے

ڈاکٹر: کیا تمہاری آنکھوں کے آگے

کچھ اندھیرا سا آ رہا ہے

سرولس: ہاں

ڈاکٹر: کیا تمہارے کانوں میں کچھ

شور سنائی دیتا ہے

سرولس: برا سخت دہشت ناک

ڈاکٹر: تمہیں یہ کب سے معلوم

ہونے لگا ہے

سرولس: تھوڑی ہی دیر سے

ڈاکٹر: چانک یا رفتہ رفتہ

سرولس: اچانک بجلی کی چوٹ کی طرح

ڈاکٹر: کیا تمہیں اسی قسم کا احساس

کل یا برسوں ہوا

سرولس: بالکل نہیں

ڈاکٹر: آج تجھے کیا کہا یا ہے

سرولس: کہا یا تو میں نے کچھ نہیں

صرف میں نے اپنے آقا کی توبل سے

کہہ تھوڑا لیمنوئڈ پیالہ اور بس

یہ کہہ کر اس نے نوٹیر کیٹرف دیکھا

جو سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا

ڈاکٹر: یہ لیمنوئڈ کہاں ہے

سرولس: نیچے پیالے میں پر ہے

ڈاکٹر: نیچے کسی جگہ

سرولس: باورچی خانہ میں

ولفرٹ: ڈاکٹر صاحب میں اس

اور لے آؤں

ڈاکٹر: نہیں میں خود جا کر لے آتا

ہوں۔ آپ بھیریں اور اسے باقی

پانی اور اتھیر ملا دیں

ڈاکٹر: یہ

ہی دوڑا اور اتنا جلدی لگیا کہ راستے

میں میڈم ولفرٹ کو جو باورچی خانہ

کی طرف جا رہی تھی گرا گیا مگر ڈاکٹر نے

اسکی کہہ پرواہ نہ کی۔ اور ایک ہی

جھلاٹ میں باورچی خانہ میں جا داخل

ہوا وہاں اس نے دیکھا کہ پیالہ قریب

تین چوتھائی کے بھرا ہوا ابھی تک

طشتریا میں رکھا ہے اس سے

ایسے پکڑا جیسے کہ عقاب اپنے

شکار کو مگڑتا ہے۔ اور ہانپتے ہوئے

کمرے کو واپس آیا۔ میڈم ولفرٹ

آہستہ آہستہ اپنے کمرے کی طرف

جا رہی تھی

ڈاکٹر: کیوں بھئی بھئی پیالہ ہے

جس کا تم ذکر کرتے تھے

بیرولش : جی ہاں یہی ہے

ڈاکٹر : اور یہی لیوینڈ بھی

چوتھے پیارے

بیرولش : یہی معلوم ہوتا ہے

ڈاکٹر : اس کا مزاج تھا

بیرولش : تلخ سا تھا ڈاکٹر نے

چند قطرے لیوینڈ کے اپنی

تھیلی پر ڈالے اور اسے چکھ کر چلے

میں تھوک دیا۔ اور پھر کہا۔ یہ وہی

ہے۔ ایم نوٹیر کیا اس میں سے آپ

نے بھی پیارے

نوٹیر : ہاں

ڈاکٹر : آپ کو بھی یہ تلخ معلوم

ہوا تھا

نوٹیر : ہاں

بیرولش : او! ڈاکٹر بھاری کا

جلد پھر ہونے لگا ہے برائے خدا

میرا مدد کرو۔ میں مرا میں مرا

ڈاکٹر فوراً اپنے مریض کے پاس

گیا اور پکارا ولفرٹ ابھی ایمینک

آیا ہے یا نہیں جلدی منگو اور جلدی

جلدی

یونگ چڑھا سکتا تو شاید اس کو کچھ

افاقہ ہو جاتا۔ مگر کیا کروں کوئی ایسی

چیز نہیں مٹی۔ کیا کیا جائے

بیرولش : اچھا کیا آپ مجھ کو

یونہی مارو گئے اود میں مر چلا ہوں

مے مجھے بچاؤ

ڈاکٹر : ایک قلم لاؤ۔ ایک قلم لاؤ۔

میز کے اوپر ایک قلم پڑی تھی۔ ڈاکٹر

نے اسے اٹھایا اور مریض کے منہ

میں داخل کرنے کی کوشش کی مگر اس کے

جبرے لیے لگے تھے کہ قلم اندر نہ

جاسکی یہ دوسرا حملہ پہلے کی نسبت

زیادہ شدید تھا۔ مریض چار پائی

سے زمین پر گر پڑا اور وہاں ترپے

لگا۔ ڈاکٹر نے دیکھ کر کہ اب کچھ

نہیں بن سکتا۔ اسے چھوڑا اور نوٹیر

کی طرف جا کر جلدی سے کہا : آپ کا

کیا حال ہے

نوٹیر : بہت اچھا

ڈاکٹر : کیا آپ کے سینہ پر بوجھ سا تو

معلوم نہیں ہوتا

نوٹیر : نہیں

ڈاکٹر : اچھا تو آپ کا وہی حال ہے

جو اکثر میرے والی دوا کی کھانے کے

بعد ہوا کرتا ہے

نوٹیر : ہاں

ڈاکٹر : آپ نے لیوینڈ بیرولش کو

کچھ

لوٹیں گے نہیں۔

ڈاکٹر ایم ڈی ولفرٹ نے

لوٹیں گے نہیں۔

ڈاکٹر کو پھر آپ کی پوتی نے پلایا

ہوگا۔

لوٹیں گے ہاں۔ اتنے میں بیروٹس

نے ایک پیچ ماری اور اس طرح منہ

بند کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے

جثروں کی ہڈیاں جو جید ہو جاؤ گی

ڈاکٹر نوٹس کو پھینک فوراً اس نے

پاس گیا۔ اور اس نے اس کو پوچھا

کیا تم بول سکتے ہیں۔

بیروٹس نے چند بے معنی الفاظ

منہ سے نکالے۔

ڈاکٹر بولنے کی کوشش کرو۔

اور میری باتوں کا جواب۔

بیروٹس نے اپنی آنکھیں کھول

کر اس کی طرف دیکھا۔

ڈاکٹر یہ یونیڈکس نے بنایا تھا

بیروٹس میں نے۔

ڈاکٹر کیا تم اسے جانتے ہی اپنے

آقا کے لئے آئے۔

بیروٹس نہیں۔

ڈاکٹر اچھا تو تم نے اسے کہاں

رکھا تھا۔

بیروٹس میں نے اسے نیچے

رکھا تھا۔ اور اس جگہ پھر میڈیٹم

وطنین لائی تھی۔ ڈاکٹر نے یہ سنتے

ہی اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور وہ

چلا یا اللہ اکبر عجیب معاملہ ہے۔

بیروٹس ڈاکٹر ڈاکٹر دیکھو ہمارے

ڈاکٹر کیوں کیا ایسی کڑی

ابھی نہیں آئی۔

ولفرٹ بیروٹس کو تیار رہے۔

ڈاکٹر اسے کس نے تیار کیا ہے۔

ولفرٹ اسے عطار نے

جو میرے ساتھ یہاں آیا ہے۔

ڈاکٹر بیروٹس یہ پیو۔

بیروٹس ڈاکٹر صاحب اب

بیٹا تا ممکن ہے اب وقت نہیں۔

میرا گلہ ملتا چلا جاتا ہے۔

دل دے میرا سر دے کیا دیکھ۔

کس میں ایسا ہی مر جاؤں گا۔

ڈاکٹر نہیں میرے دوست

تمہارا دیکھ تھوڑی دیر میں ختم ہو جاؤ گا

بیروٹس آہ میں آجی بات

کو سمجھ گیا ہوں۔ اور ایک خوفناک

پیچ مار کر وہ مجھے کیٹرف گڑھا گویا

کہ اسیر بجلی کر کا سے ڈاکٹر نے

اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اور

گلاس اس کے منہ کے ساتھ لٹکایا

اور ولفرٹ کو مخاطب کر کے کہا۔

ولفرٹ صاحب آپ جاسیے اور

کچھ دیر یہ انار لاسیے ولفرٹ

ڈاکٹر ایم نوٹیر صاحب دروست
 میں اپنے مریض کو دوسرے کمرے
 میں لیجاتا ہوں اس نے بیروٹس
 کو اپنے بازوؤں میں پکڑا اور اسے
 گھسیٹتے ہوئے ساتھ کے کمرے
 میں لے گیا مگر فوراً ہی پریمونیڈ لینے
 کے لئے آیا۔ نوٹیر نے اپنی دائیں
 آنکھ بند کی۔
 ڈاکٹر آپ وطنین کو بلاتے ہیں
 بہتر میں اسے بھیجتا ہوں اتنی میں
 ولفرٹ واپس آیا اور اس نے ڈاکٹر
 سے بیروٹس کا حال پوچھا۔
 ڈاکٹر آؤ۔ وہ بیچارہ تو گزر گیا
 ہے ولفرٹ پیچھے ہٹ گیا۔ اور
 ماتھ مل کر بولا یہ اتنی جلدی
 مر گیا ہے۔
 ڈاکٹر جی ہاں۔ مگر آپ حیران
 کیوں ہوتے ہیں۔ میڈیم اور مسٹر
 سینٹ مران بھی تو اتنی ہی جلدی
 مر گئے تھے۔ آپ کے گھر میں لوگ
 بہت جلد مر جاتے ہیں۔
 ولفرٹ کی رگوں میں خون جم
 چکا اور وہ چلا یا ہیں ڈاکٹر صاحب
 آپ ابھی تک اسی خیال کو لئے
 جاتے ہیں۔
 ڈاکٹر اجی میں اس خیال کو
 ہمیشہ لئے جاؤنگا یہ مدت سنہ

میرے دل میں تھا۔ اور اب مجھے
 پورا یقین ہو گیا ہے کہ یہ بے بنیاد
 نہ تھا۔ ولفرٹ صاحب جو کچھ میں
 کہنے کو ہوں ذرا غور سے سننا روفو
 کی کیا اٹھا، ایک اس قسم کا زہر ہے
 جو جان کو تو فوراً برباد کر دیتا ہے۔
 مگر اس کا اثر کچھ نہیں رہتا۔ میں
 اسے خوب جانتا ہوں اور میں نے
 اس کے خواص اور تاثیرات کا خوب
 مطالعہ کیا ہے۔ جب میڈیم سینٹ
 مران مری تھی تو اس وقت بھی میں نے
 اس زہر کے آثار معلوم کئے تھے اور
 اب بیروٹس میں بھی صاف وہی نشان
 معلوم ہوتے ہیں۔ یہ زہر شربت
 انار کو سبز کر دیتا ہے اور لمٹس
 کا غل کو نیلا کر دیتا ہے لمٹس کا غل
 تو ہمارے پاس ہے مگر وہ لوشریت
 انار آگیا ہے سیچ نیچے آگیا، ڈاکٹر
 نے عورت کے ہاتھ سے پیالی پکڑا
 اور دروازہ بند کر کے کہا یہ دیکھو
 یہ شربت ہے اور اس پیالہ میں
 لمیو نیڈ ہے جس میں سے بیروٹس
 نے پیا تھا۔ اگر لمیو نیڈ خالص ہوا
 تو شربت کا رنگ نہیں بدلتے گا
 اور اگر اس میں وہ زہر ہوا تو شربت
 کا رنگ سبز ہوا ہوگا۔ غور سے
 دیکھنا۔ ڈاکٹر نے اب چند قطرے

لبونیڈ کے شربت والے پیالے
میں والے شربت کا رنگ فوراً
نیلا سا ہو گیا۔ اور پھر ہوتے ہوتے
گہرا سبز ہو گیا۔ اب اس تجربہ نے
خوب یقین دلادیا کہ جو کچھ ڈاکٹر نے
کہا تھا وہ بالکل سچ ہے ڈاکٹر نے
کہا غریب بیروشن زہر سے مارا
گیا ہے۔ اور میں اس بات کی خدا
اور انسان دونوں کے آگے گواہی
دوں گا۔

ولفرٹ کے منہ سے کوئی بات
نہ نکلی حیران و پریشان رہ گیا۔ اس
کی آنکھیں دیوانہ کی طرح ہونٹیں
اور وہ بیہوش ہو کر ایک کرسی پر گر پڑا۔

انامی باب الزام

ولفرٹ موت کے کمرے میں سج
رخ دو سہری لاش کی طرح ہر چلاتا تھا
نہ ڈاکٹر اور نہ گئی اسے ہوش میں
لایا ہوش میں آتے ہی وہ حلائے ملنے
میرے گھر میں موت ہے۔

ڈاکٹر موت نہ کہو بلکہ جرم
کہو۔
ولفرٹ مسٹر آدرگٹی میں مبتلا
نہیں سکتا کہ اس وقت میرے
دل میں کیا گزر رہی ہے غم و اندوہ
کے دریا اُمڈ رہے ہیں۔ وحشت
کا طوفان بیاہور رہا ہے۔ یہ غریب
دل بُری بلا کا شکار بن رہا ہے۔
ڈاکٹر! (سجیدگی سے) ہاں۔ مگر
اب کام مگر نیک وقت ہے۔ میں
خیال کرتا ہوں کہ اب موقع ہے
کہ موت کے طوفان کو روکا جاوے
میرے ولیم بہت سے خوفناک
بہید جمع ہو گئے ہیں اور اب میں
نہ بادلہ صبر نہیں کر سکتا۔ جب
تک کہ جرموں کو اپنے گناہوں
کی سزا نہ ملے نہ دیکھ لوں
ولفرٹ! (اوداسی سے اپنے
گرد دیکھ کر) میرے گھر میں اب میرے
گھر میں! میرے گھر میں!
ڈاکٹر! مجسٹریٹ صاحب
مرد بنو۔ آپ قانون پیشہ آدمی
ہیں۔ سو آپ خود غرضیوں کو قانون
کی حدود پر قربان کرو۔ اور ہمیشہ کی
عزت حاصل کرو۔
ولفرٹ! بہت بہتر میں اب
ہی کروں گا۔ مگر کیا آپ کو کسی پریشانی

ڈاکٹرؑ مجھے ابھی کسی پریشک نہیں ہے۔ موت تمہارے دروازے کو کھولتی ہے۔ اندر داخل ہوتی ہے یہ اندر ہی داخل نہیں ہوتی۔ بلکہ بلکہ گمراہ بکرو پہرتی ہے اچھا میں اسکا کھوج نکالتا ہوں مگر میں پرانوں کے طریقے پر عمل کر کے بڑی غور سے راستہ کو دیکھتا ہوں۔ کیونکہ فحش آپکی عزت اور حرمت کا بڑا پاس ہے۔ اچھا!

ولفرٹؑ ڈاکٹر صاحب بولتے ہیں سنا ہوں!

ڈاکٹرؑ اچھا سنو آپکے خاندان میں یا یوں کہو کہ آپکے گھر میں ان شخصوں میں سے ایک ہے جس کی مثال ہر گزشتہ صدی میں ملتی ہے۔ رومی سلطنت کی تباہ کرنے والی کون تھیں۔ بدلت حالٹ اور فریڈی گاندل۔ یہ عورتیں خوبصورت اور حسین تھیں۔ انکی پیشانی پر بھی ویسا ہی معصومیت کا گل کھل رہا تھا۔ جیسا کہ آپ کے گھر والی مجرم کی پیشانی پر ہے۔ آپکا مجرم حسین بھی ہے۔ ظاہر معلوم بھی اسکو ہوتا ہے مگر اسکے باطن میں خوبصورت سانپ کے باطن کی طرح نہر قاتل بہا رہا ہے۔ وہ

ان خوبصورت جنگلی بوہوں کی طرح سے ہے جینکا پھل زہر ہوتا ہے اپنے سنا نہیں کہ ظاہر صورت میں کتنے دھوکا دینے والی ہوتی ہیں!

ولفرٹؑ نے ایک جینج ماری اس نے اپنے ہاتھ لے اور قاتل کی طرح ایک ملٹی لنگاہ سے دیکھا۔ مگر ڈاکٹرؑ نے اس کی ان باتوں کی طرف توجہ بھی نہ کی اور کہا شروع ہوا قانون کا ایک مقولہ ہے۔ دیکھو جرم مفید کس کے حق میں ہے!

ولفرٹؑ افسوس ہے۔ ڈاکٹر کتنی دفعہ اس مقولے نے انسانی عدول انصاف کو گمراہ کر دیا ہے میں نہیں جانتا کہ کیوں مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ جرم!

ڈاکٹرؑ تو پھر آپ تسلیم کر لیں کہ جرم موجود ہے۔

ولفرٹؑ ہاں مجھے بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جرم ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس جرم کا حل مجھے بھی کبھی نہ کہہی آئے گا!

ڈاکٹرؑ ادا آدمی بھی کیسا خود غرض ہے اس کو دوسروں کا خیال گزرتا نہیں فوراً اپنی پڑ جاتی ہے کیا ان شخصوں کا جن کی جانیں گئیں ہیں کچھ نقصان نہیں ہوا۔ کیا ایم ٹیوٹ

کا زبان نہیں ہوا۔
ولفرٹ "ایم نوٹیر کا کس طرح سے
 ڈاکٹر کیا آپ خیال کرتے ہیں
 کہ قاتل کی نظر اس مطلوب نوکر کی
 جان پر تھی نہیں نہیں۔ وہ بیچارہ
 تو ایک اور کے بدلے میں ہلاک
 ہو گیا ہے یہ اس لیہونیٹ کو
 نوٹیر کے لئے تیار کیا گیا تھا منطقی
 طور سے دیکھو تو نوٹیر نے اس
 بیارے اس نے تو اتفاق سے چکھ
 لیا۔ اور اگرچہ مرا تو بیروٹس ہے
 مگر ارادہ نوٹیر ہی کو مارنے کا کیا گیا
 تھا۔"
ولفرٹ "مگر پیا تو میرے باپ نے
 بھی ہے۔ وہ کیوں نہیں مرا۔"
 ڈاکٹر "میڈیم سنیت مران کی
 وفات کے بعد میں نے ایک شام آپکو
 باغ میں کہا تھا کہ نہیں کہ نوٹیر کو اس
 زہر کے کھانے کی عادت ہو گئی ہے
 اور جو مقدار کہ اور کو ہلاک کر دے گی
 اس کے حق میں دوائی کا کام کرے
 گی اس بات سے قاتل بھی ناواقف
 ہے کہ میں نوٹیر کو کوئی ایک سال
 سے یہی زہر دے رہا ہوں جس کو
 میں نے اس کے حق میں بڑا مفید دیکھا
 ہے۔ مگر قاتل اس بات سے بے خبر
 نہ تھا کہ یہ زہر قاتل ہے کیونکہ بیروٹس

کی موت نے اسے ثابت کر دیا ہے۔"
ولفرٹ "تاہم ملتے ہوئے ڈاکٹر
 صاحب رحم کرو رحم کرو۔"
 ڈاکٹر "اچھا مجرم کے نقش قدم پر
 چلو بیٹے پہل اس نے ایم ڈی سینٹ
 مران کو ہلاک کیا۔"
ولفرٹ "اچھا ڈاکٹر کیا کہتا ہے
 ڈاکٹر کیا میں اس پر حلف اٹھائے کو تیار
 ہوں رجائتا میں نے اس کی موت
 اور بیماری کے سنے وہ بالکل آن آتا
 کے مطابق میں جو میں نے اور حوٹوں
 میں مشاہدہ کئے ہیں۔ **ولفرٹ** نے
 چیخ ماری اور چیخ کر رہا، اچھا پہلے
 اس نے ایم سینٹ مران کو مارا
 پھر دوسری جائداد حاصل کرنے کے
 لئے میڈیم سنیت مران کو دوسرے
 جہان میں پہنچایا **ولفرٹ** نے اپنی
 پیشانی سے پسینہ پہنچایا ڈاکٹر غور
 سنو۔"
ولفرٹ "افسوس میں ایک
 لفظ بھی جلنے نہیں دیتا۔"
 ڈاکٹر "روسی ہی آواز میں ایم
 نے ایک دفعہ آپکے خاندان کے برخلاف
 وصیت کی تھی اور اس کا منشا تھا کہ
 اس کا مالی غریبوں کو ملے۔ اس وقت
 تو بچ رہا۔ کیونکہ اس کی وصیت بھٹی
 تھی اور اس سے کچھ حاصل ہونے کی

الزام ہرگز اس پر نہیں آ سکتا۔
 ڈاکٹر منصف صاحب۔ اب رحم کا
 وقت نہیں ہے جرم صریح ہے۔ ویلنٹین
 نے اپنے ہاتھوں سے وہ دوائی بند کی
 تھی۔ جو سینٹ مران کو بھیجی گئی تھی۔
 اور اپنے دیکھا کہ وہ مر گیا۔ ویلنٹین
 نے بیوولٹس کے ہاتھ سے وہ ایمونڈ
 لیا جو نوٹیر کے واسطے تیار کیا گیا تھا
 نوٹیر تو حکمت آئی سے بچ گیا۔ مگر
 جس نے پیادہ دیکھو کس حالت میں
 پڑا ہے۔ سو ویلنٹین ہی مجرم ہے
 وہی زہر دینے والی ہے۔ منصف
 صاحب میں اس پر الزام لگانا ہوں
 آپ اپنا فرض ادا کریں۔
 ڈاکٹر صاحب میں
 آپ کی بات کو جانتا ہوں میں زیادہ
 مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر خدا کے
 واسطے میری جان میری عزت کو
 بچاؤ۔
 ڈاکٹر۔ ولفرٹ صاحب بعض
 موقعے ایسے ہوتے ہیں جن میں کہ
 فضول منت سماجت کچھ کام نہیں
 آتی۔ اگر آپ کی لڑکی نے صرف ایک
 ہی جرم کیا ہوتا اور میں اُسے دوسرے
 کی تیاری کرتے دیکھا تو کہتا اُسے
 قہر کرو۔ اُسے سزا دو اُسے گرجے
 میں بھیج دو کہ وہ اپنی باقی عمر روتے

بد نہ تھی مگر جو بچی کہ اس نے پہلی
 سیت منوخ کر دی اور دوسری
 ری کرکائی تو اس در سے کہ کہیں
 بھی منوخ نہ ہو جاوے اس نے
 ش کام تمام کرنا چاہا۔ وصیت پر
 ہی گئی تھی نہ۔ دیکھو ذرا وقت نہیں
 بے دیا قاتل بڑا ہوشیار ہے۔
 ولفرٹ۔ ڈاکٹر صاحب
 رحم ارحم
 ڈاکٹر۔ اچھی رحم کا نام نہ لیں طیب
 دنیا میں ایک فرضی کام سپرد کیا
 ہے۔ اس فرض کے پورا کرنے
 واسطے وہ زندگی کے منبع سے
 شروع کرتا ہے اور قبر کی تاریکی
 برابر چلا جاتا ہے جب کوئی
 ہم صادر ہووے تو خدا اپنا منہ
 پر لیتا ہے اس وقت طیب ہی
 کام ہوتا ہے کہ مجرم کو سزا پہنچاؤ
 ولفرٹ۔ ڈاکٹر صاحب میری
 بی بی رحم فرما دیں میں آپ خرد
 رحم کریں۔
 ڈاکٹر۔ دیکھا آپ ہی نے پہلے
 اس کا نام لیا ہے آپ نے جو اس
 نے باپ ہیں۔
 ولفرٹ۔ ویلنٹین پر رحم کرو
 سنو یہ ناگھن ہے۔ ویلنٹین کا دل
 ایک پھول کی طرح پاک ہے یہ

پاس بیٹھی۔ پہر آپنی بی بی کے پاس
اور بعد شاید آپکے بیٹے پر اور آپکا
نمبر جو قلم ہے۔

ولفرٹ کا کلا بند ہو گیا۔ اور وہ

چلا یا۔ دیکھو مجھ پر رحم کرو۔ میری

مدد کرو۔ میری لڑکی مجرم نہیں ہے

اگر آپ ہمیں عدالت میں لیجاویں گے

تو میں صاف کہوں گا۔ کہ میری لڑکی

مجرم نہیں ہے میرے گھر میں کوئی

جرم نہیں ہوا۔ اچھا اگر میں مارا

جاؤں تو آپکا کیا نقصان۔ کیا آپ

میرے دوست ہیں۔ کیا آپ آدمی

ہیں۔ کیا آپ میں درد دل ہے نہیں

آپ ایک ڈاکٹر ہیں۔ اچھا میں آپکو

بتاتا ہوں۔ کہ میں اپنی لڑکی کو عدالت

میں لیجاؤں گا اور اسے جلا دے

حالت کروں گا۔ مگر اس سے میں پاگل

ضرور ہو جاؤں گا۔ میں اپنے دل کو

سینہ کو پھاڑ کر انگلیوں سے نکال

ڈالوں گا۔ اور اگر آپکو غلطی لگتی

ہے اور سچ میری لڑکی مجرم نہیں

ہے تو پہر ایک روز میری روح

آپکے سرخٹے آویگی۔ اور کہے گی

قاتل تو نے میری لڑکی کا خون کیا

ہے۔ دیکھو آؤ گئی اگر یہ ہو گیا تو اگرچہ

میں عیسا ئی ہوں مگر میں خود کشی

کروں گا۔

اور توبہ کرتے گزارے۔ اگر وہ دو گنا

کر لیتی تو میں کہتا۔ ولفرٹ صاحب

یہ ایک زہر ہے جس کی تاثیر سے

زہر و مینولے واقف نہیں ہے

اس کا کوئی تریاق نہیں ہے یہ فوراً

ہی کام تمام کر دیتا ہے۔ سو زہر دینے

والے کو بھی دید و اور اس کی روح

خدا کے حوالہ کرو۔ اور اس طرح اپنی

جان اور اپنی عزت کو بچاؤ۔ کیونکہ

وہ آپکی جان کا بھی ارادہ رکھتی ہے

بس میں یہ کہتا اگر اس نے صرف دو

ہی مارے ہوتے۔ مگر اس نے تین کی

جان لی ہے اس نے تین مرد دیکھے

ہیں۔ زہر دینے والی کو یہاں سے لیجاؤ

پہا نسی پر لٹکاؤ۔ آپ عزت کی بابت

کہتے ہیں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں کرو اور

مہیشہ کا نام لیجاؤ۔

ولفرٹ "نیچے گر پڑا اور بولا۔"

سنو میرا دل اتنا مضبوط نہیں ہے

جتنا کہ آپ کا ہے۔ اور شاید آپکا

بھی اتنا مضبوط نہ ہوتا اگر میری لڑکی

کے بجائے آپکی لڑکی پر یہ جرم گنا

سنو ڈاکٹر صاحب پہر ایک عورت کے

قتل پر مصیبت کا ہاتھ ہے۔ میں راضی

ہوں۔ اور موت کا انتظار کرتا ہوں

ڈاکٹر آپکی طرف موت آہستہ

آہستہ آئے گی پہلے آپکے باپ کے

ڈاکٹر نے سرفکر کی جیب میں ڈالا اور آخر کہا۔ اچھا میں انتظار کرونگا۔ ولفرٹ نے اس کی طرف دیکھا کہ گویا کہ اس کو اس کے الفاظ پر کچھ شک ہے مگر ڈاکٹر ہر سنجیدگی سے بولا مگر بشرط یہ ہے کہ اگر آپ کے گھر میں کوئی بیمار ہو۔ یا آپ خود بیمار ہوں تو براہ مہربانی مجھے نہ بلائیں۔ کیونکہ میں ہرگز نہیں آؤنگا میں آپ کے اس خطرناک بھید میں شامل ہونگا۔ مگر میں یہ نہیں روا کرہوگا کہ غم و غصہ میرے ضمیر پر اتنا بڑا جاوے جتنی کہ آپ کے گھر میں تباہی پڑنیوالی ہے۔

ولفرٹ ڈاکٹر صاحب آپ مجھ کو فراموش کر دیجئے۔

ڈاکٹر نے ہاں میں آپ کے ہمراہ اور زیادہ نہیں مانگتا اور پہانسی کے دامن ہی میں تھیرنا چاہتا ہوں۔ اچھا سلام۔

ولفرٹ ڈاکٹر صاحب میں آپ کی منت کرتا ہوں۔

ڈاکٹر نے ان تمام جراثیم اور حادثات آواز میں دیکھو وہ شریف والا ہوا ہے گھر کو کیر کے لئے دوزخ بنا دیا ہے بس سلام۔

ولفرٹ ڈاکٹر صاحب صرف وہاں سے چلا گیا۔ تمام گھر میں شور

ایک بات سنو آپ مجھے ایسی حالت میں چوڑھے میں جس کے ہر طرف وحشتیں اور مصیبتیں منڈلا رہی ہیں اتنی بات تو بتلا جاؤ۔ کہ اس غریب کو کس کی ناگہانی موت کی بابت رپورٹ کیا گیا تھا جاوے۔

ڈاکٹر اچھا ہو۔ یہ بھی بتا دیا ہوگا یہ کہہ رہا تھا اور ولفرٹ بھی اس کے پیچھے ہو گیا وحشت زدہ نوکر اور خادم اس راستہ میں کھڑے تھے جس سے کہ ڈاکٹر نے گزرنا تھا جب اس نے نوکر کو دیکھا تو وہ اتنی آواز میں کہ سارے سن سکیں بولا غریب میری سواری اور دوڑ دھوپ کرے گا بڑا عادی تھا۔ اب جو اسکو مددوں سے بیٹھنا ہی بیٹھنا پڑا تھا۔ اور بوڑھے نوٹیر کی جی کی کے پاس ہی وہ ہر وقت رہتا تھا تو اس سبب سے اس کی موت واقع ہو گئی ہے۔ اس کا خون بہت غلیظ ہو گیا تھا۔ وہ بڑا بھول گیا تھا اسکی گرد بہت چھوٹی تھی مرگی کا اسپر حملہ ہوا اور مجھے دیر میں اطلاع ہوئی کہ وہاں ہے۔

ڈاکٹر نے ان تمام جراثیم اور حادثات آواز میں دیکھو وہ شریف والا ہوا ہے گھر کو کیر کے لئے دوزخ بنا دیا ہے بس سلام۔

ولفرٹ ڈاکٹر صاحب صرف وہاں سے چلا گیا۔ تمام گھر میں شور

باب سی

نانا بائی کا کمرہ

جس روز کہ کوٹ ڈی مار سرف نے ڈینگرس کے اس سے مجوزہ شادی کا انکار کرنے کے سبب غم و غصہ سے لبریز ہو کر اس کے مکان کو چھوڑا۔ اسی روز مسٹر اینڈریا کیول گنتی اپنی موچپوں کو خوب تاد دیتے ہوئے اپنے بالوں کو سنوارے ہوئے اور سفید و ستا پہنے بنکر کے مکان کے صحن میں داخل ہوا ڈرائینگ روم میں وہ کوئی دس منٹ سے زیادہ نہ بیٹھا ہو گا جبکہ وہ ڈینگرس کو اٹھا کر ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا اور وہاں اس نے ان تمام تفکرات و تردوات کا ذکر کیا جو اسکے باپ کے چلے جانے کے بعد اسکے دل میں پیدا ہو گئے تھے اس نے ڈینگرس کے خاندان کے

غوغا برپا تھا اسی شام ولفرٹ کے سارے نوکر جنہوں نے کہ خوب صلاح و مشورہ کر لیا ہوا تھا میڈیم ولفرٹ کے پاس آئے اور بولے کہ ہم استعفا دینا چاہتے ہیں میڈیم ولفرٹ نے ان کی منت سماجت کرنے کے علاوہ ان کو زیادہ تنخواہ دینے کا وعدہ کیا اور بھی بہترے جن کئے مگر تاہم ہر ایک دلیل کا وہ بھی جواب دیکر ٹال دیتے تھے کہ صاحب اس گھر میں موت ہے ہم نہیں رہیں گے آخر وہ چلے گئے مگر جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ”ہمیں الیوٹک بالکوں اور خاص کر کے میڈیم ولینٹین کے چوڑے مکان پر افسوس ہے“ جب انہوں نے یہ کہا تو ولفرٹ نے ولینٹین کی طرف دیکھا وہ رو رہی تھی۔ یہ عجیب بات تھی کہ اس نے میڈیم ولینٹین کو تو روتے دیکھا۔ مگر جب اس نے میڈیم ولفرٹ کو دیکھا تو ایک تارک سہی مسکراہٹ اس کے ہونٹھو نہر آئی جیسے کہ طوفانی ایام میں دوبادلوں کے درمیان ایک ستارہ مبارک اور بد فال ستارہ چمکتا ہے۔

اپنے حال پر بڑی شفقت کو تسلیم کیا اور کہا کہ میری اس گھر میں ایسی ہی خاطر ہوتی ہے جیسے بیٹوں کی ہوا کرتی ہے اور سب سے بڑھ کر بچے ایسا بندہ مل گیا ہے جس پر کہ میں اپنی محبت لگاؤں۔ اور جسکو اپنا قبلہ اور سجدہ گاہ سمجھوں۔ لیکن میں نے اسکی باتوں کو بڑی گہری توجہ سے سنا۔ اس کو اس پہلی بات کے سننے کی کئی روز سے امید لگی ہوئی تھی۔ اور جب آخر اس کے کانوں پر یہ شے کا تو اس کی آنکھیں جھک گئیں مگر اس نے جوان آدمی کی خواہشات کو بغیر اعتراض نہ کیا اور بغیر پوچھ کی طرح سے اپنی تسلی کے نہ مانا۔ اور اس سے سوال کیا: آپ شادی کی فکر میں ہیں۔ یا آپ عمر بہت چھوٹی تو نہیں ہے۔

ایسٹر ریا۔ میرا تو خیال ہے کہ میری عمر کافی ہے اُمی میں امر کے بچے اکثر اسی عمر میں شادی کرتے ہیں اس ناپائیدار زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے ہمیں خوشی کو اٹھا لینا چاہیو جب وہ ہماری پہونچ میں ہو۔

ڈینگلرس۔ اچھا فرض کیا کہ اُمی درخواست جس میں ہماری عزت ہے اگر میری بیٹی اور بیوی

میں منظور کرانی جاوے۔ تو تمہیدی رسومات آپ کی طرف سے کون وا کریگا۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ آپ کے والد ماجد کی موجودگی کے بغیر کام ٹھیک نہیں ہوگا۔

ایسٹر ریا۔ جناب میرا باپ بڑا دور اندیش اور سوچنے والا آدمی ہے۔ صرف اس خیال پر کہ شاید میں فرانس میں اقامت پذیر ہو جاؤں وہ مجھ کو اخذات بھی دیں گے جو ثبات کرتے ہیں کہ میں اسکا بیٹا ہوں اور وعدہ کرتا ہے کہ جب ہی میں واپس کر لوں اس وقت سے ڈیڑھ لاکھ سالانہ وہ مجھ کو دیا کریگا۔ اور یہ رقم میرے باپ کی آمدنی سے چھام حقہ سے زیادہ نہیں ہے۔

ڈینگلرس۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنی بیٹی کو جینیئر میں پانچ لاکھ نقدوں۔ اور اس کے سوا میرا ہے کون۔ میری وارثہ بھی دہی ہو۔

ایسٹر ریا۔ اگر بیروٹس اور آپ کی بیٹی راضی ہیں تو سب کچھ بڑی جلدی ٹپٹ سکتا ہے۔ ہمیں ڈیڑھ لاکھ سالانہ مل جائیگا۔ اور ممکن ہے کہ میرا باپ بچے ساری ماہ دیدہ اگر ہم دس بیس لاکھ بھی مل گئے تو میں انہی آپ ہی کے پاس کھونگا

اور امید ہے کہ آپ اپنی عقل اور دانائی سے ان سے دس فیصدی نفع حاصل کرینگے۔
 ڈینیگلرس میں عموماً سارے تین فیصدی اور زیادہ سے زیادہ حیار فیصدی دیا کرتا ہوں مگر اپنے داماد کو میں پانچ فیصدی بھی خوشی سے دلگا اور نفع میں سے بھی آدھ آپکو دیا کرونگا۔
 کیبول سنٹی کا کمینہ بن اکثر اس شرافت کے پردہ سے جو اس نے پہنا ہوا تھا۔ ظاہر ہو جا کرتا تھا اور اتنی بڑی رقم کے آنے کی امید میں غمور ہو کر وہ بولا کہ آپ تو بڑے اچھے سر میں معاف فرماویں امید تو عجیب دوانہ کر دینے لگی ہے اور حصول پر میرا کیا حال ہوگا۔
 ڈینیگلرس۔ مگر اپنی دولت کا ایک حصہ دینے سے تو آپ کا باپ انکا بکر لگا۔
 اینڈریا کوٹا حصہ۔
 ڈینیگلرس جو آپ کو مال کی طرف سے آتا ہے۔
 اینڈریا۔ ہاں میری ماں لیو نوراکا رس ناسری کی طرف سے۔
 ڈینیگلرس۔ یہ کتنا ہوگا۔
 اینڈریا۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس بارے میں کبھی خیال تک نہیں کیا۔ مگر میں قیاساً کہتا ہوں کہ یہ بیس لاکھ سے کم نہ ہوگا۔
 ڈینیگلرس کو اس بات کے سننے سے اتنی خوشی ہوئی جتنی ایک بخیل کو اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس کا گم شدہ خزانہ اسے بھر مل جاوے۔
 اینڈریا۔ (داف) کیوں جناب کیا مجھے امید کرنی چاہیے۔
 ڈینیگلرس۔ اسی امید کیا بلا ہوتی ہے۔ آپ کام ہوا سمجھیں ہماری طرف سے عذر کوئی نہیں ہے ہاں آپ کی طرف سے کوئی موانع نہ انھیں۔
 اینڈریا۔ میں تو ان باتوں کے سننے سے باغ باغ ہو رہا ہوں۔
 ڈینیگلرس۔ مگر کیا وجہ ہے کہ آپ مرنی کوٹ آف مانٹی کر سٹوئے آپکے واسطے یہ درخواست نہ کی۔
 اینڈریا۔ دشمن منہ سنا ہوکر میں ابھی کوٹ کے پاس سے آیا ہوں وہ بڑا خوش باش آدمی ہے۔ مگر اس کے خیالات بالکل شرالے ہیں۔ وہ میری بڑی قدر کرتا ہے اور اسی نے مجھے یہ امید دلائی ہے کہ میرا باپ مجھے سر مالک دیدے گا۔ مگر وہ کہتا تھا کہ وہ اپنے اوپر ذمہ داری

نہیں لے سکا کسی کے واسطے
 درخواتیں کرتا پھرے۔ اور علاوہ
 انہیں اگر آپ وہ شانہ طور پر اس
 سے میری بابت کچھ دریافت کرنا
 چاہیں تو وہ بڑی خوشی سے جواب
 دیگا۔ مسکرا کر اچھا میں نے
 اتنی دیر آپ اسے بحیثیت مسر کے
 باتیں کی ہیں اب میں بحیثیت سب
 بکر کے آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔
 وٹیکلس (فقہ مارکر) بولے
 کیا کہنا ہے؟
 اینڈریا۔ میرا ارادہ تھا کہ کل
 آپ سے اپنے حساب میں چار ہزار
 روپیہ لوں۔ مگر کونٹ نے یہ دیکھ
 کر کہ چار ہزار میرے اخراجات
 کے لئے کافی نہوگا مجھے آپ کے نام
 میں ہزار کی ہندوی دی ہے یہ
 دیکھو اس کے دستخط موجود ہیں۔
 وٹیکلس نے ہندوی لیک جیب
 میں ڈالی اور کہا مجھے ایسی ہزار لا دو
 تو ادا کروں۔ کونٹ کی ہندوی پیش
 بڑی کھری ہوتی ہے۔ اچھا بتا دو
 کہ کل کس وقت آؤ گے۔ میرا خزانچی
 روپیہ تیار رکھو گا اور آتے ہی آپ کے
 حاکم کریگا۔
 اینڈریا۔ اچھا میں دس بجے آؤنگا
 مجھ بہت ضرورت ہے کیونکہ میں

نے کل دیہات کو جانا ہے۔
 وٹیکلس۔ بہت بہتر کیا آپ
 ابھی تک ہوٹل ڈی پرنس ہی
 میں رہتے ہیں؟
 اینڈریا۔ جی ہاں۔
 دوسری صبح اینڈریا نے وٹیکلس
 کے بنک سے رقم مقررہ وصول کی
 اور چلنے سے پیشتر دو سو روپیہ لگس
 پارونکے واسطے نوکر کے پاس برہنہ
 اور پھر وہ لئے اس خطرناک دشمن
 سے بچنے کے لئے نکل گیا اور شام
 کے وقت اندھیرے میں واپس آیا
 مگر چونکہ اس نے کٹاری سے قدم
 باہر رکھا نوکر نے اس کو ایک پارسل
 پکڑا یا اور کہا۔ جابلو وہ آدمی
 آیا تھا۔
 اینڈریا کو خوب یاد تھا کہ وہ آدمی
 کون ہے مگر یہ ظاہر کر کے کہ گویا
 اسے اس کی بابت کچھ معلوم نہیں
 ہے۔ اس نے پوچھا۔ کون آدمی؟
 نوکر۔ وہی جسکو حضور یہ قلیل تنخواہ
 دیا کرتے ہیں۔
 اینڈریا۔ او میرے باب کا پرانا
 نوکر۔ اچھا تو تم نے اسکو وہ روپیہ دیا
 جو اسکے واسطے رکھا تھا۔
 اینڈریا نے نوکروں کو ہدایت کر دی
 تھی کہ وہ اسے حضور کے لپکارا

کریں سو نو کرنے جواب دیا " ہاں
حضور کے تو دیا مگر وہ لیتا نہیں تھا
یہ سنتے ہی اینڈریا کا رنگ سرخ ہو گیا
مگر چونکہ تاریکی تھی اس واسطے اس
بات کو کسی نے نہ دیکھا اور اس نے
کہا " ہیں وہ روپیہ نہیں لیتا تھا "
نوکر " جی نہیں۔ ساتھ ہی وہ حضور
کو بلنا چاہتا ہے میں نے اسے ہتیرا
کہا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں
مگر وہ مٹا کہاں آخر بڑے جھگڑنے
کے بعد اس نے مانا مگر جلتے ہوئے
جھے یہ خط دیکھا جو ویسا ہی بند رکھا
ہے "

اینڈریا نے خط پکڑا اور لمب کی
روشنی سے اسے پڑھا۔ اس میں یہ حرف
لکھے تھے۔ تم جانتے ہو کہ میں کہاں
رہتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم
کل صبح نو بجے میرے پاس آؤ گے "
اینڈریا نے خوب غور سے دیکھا
کہ اس خط کو کسی نے کھولا تو نہیں
مگر اس طرف سے اس کا اطمینان
ہو گیا کیونکہ خط بالکل محفوظ تھا اور
اس پر جیسے بھی ویسی ہی چپیان
فٹیں جیسے کہ تاریکی لگائے ہوئی
ہوتی ہیں۔ خیر وہ یہ لفظ کہہ کر جلا گیا
بہت خوب و مرغیب آدمی وہ بھی
ایک عجیب الحقت آدمی ہے "

نو کرتے ان الفاظ پر غور کرنے
لگا۔ اور وہ نہیں سمجھتا تھا کہ آقا
کی زیادہ تعریف کرے یا غلام کی
اینڈریا۔ سائیں گاڑی سے
گھوڑے اتار کر میرے پاس آؤ "
یہ حکم دیکر اینڈریا اپنے کمرے میں
گیا اور جاتے ہی گیس پاروکا
خط جلا دیا۔ اتنے میں سائیں بھی
آگیا "

اینڈریا۔ پیر تمہارا قہر لبا کی میں
میرے برابر ہی ہو گا "
پیر حضور بھی حضور کے برابر لبا
سہنے کا فخر حاصل ہے "
اینڈریا " کل تم کو ایک نئی پوشاک
بنوا دی تھی وہ کہاں ہے "

پیر۔ جی میرے پاس ہے "
اینڈریا " آج شام میرا ایک غلبہ
لڑائی کے ساتھ اقرار ہے اور میں
نہیں چاہتا کہ مجھے کوئی بیچا نے سبھی
اپنی پوشاک کل تک عاریتہ دو
شاید مجھے سونا بھی کسی سسرانے میں
پڑے " پیر نے پوشاک لادی۔ پانچ
منٹ بعد اینڈریا نے وہ پوشاک
پہن لی۔ اور بوتلی سے نکل کر گاڑی
بان کو حکم دیا کہ اسے چویل روک
میں نے چلے۔ وہاں رات کاٹ کر دو
صبح وہ اس سسرانے سے نکلا اور

پیدل روئینی لوہاٹ کی طرف

روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر بائیں

طرف والے تیسرے مکان کے دروازے

کے آگے جا ٹھہرا۔ دربان حاضر نہ تھا

سو اس نے ادھر ادھر دیکھا تاکہ

کسی سے مالک مکان کا پتا پوچھے

دوسری طرف سے ایک میوہ فروش

نے پوچھا کہ کس کو دیکھتے ہو؟

اینڈریا۔ ایم سیلی شن کو جو کہ

ثانباتی ہے جس نے تمہارا کام چھوڑ

دیا ہے؟

میوہ فروش۔ "ثانباتی جس نے

اپنا پیشہ چھوڑ دیا ہے؟

اینڈریا۔ "ہاں"

میوہ فروش۔ "وہ اس احاطہ

کے پرے سرے پر بائیں جانب

تیسری منزل میں رہتا ہے اینڈریا

اندر گیا اور تیسری منزل پر چڑھ

کر اس نے گہنٹہ جو وہاں رکھا تھا

بجایا۔ فوراً گیس پاروٹے دروازہ

میں سے سر نکالا۔ اینڈریا کو دیکھتو

ہی اس نے دروازہ کھولا اور کہا۔

خوب آپ تو وقت کے بڑے پابند ہو

اینڈریا۔ "ایک کرسی پر بیٹھ کر"

خاستکو اور تمہاری پابندی کو غارت

کرے۔ تم تو میرے دشمن ہو

گیس پاروٹے۔ "آؤ میرے چہلے

آؤ غصے نہو" دیکھو وہ ہمارے

واسطے کھانا تیار پڑا ہے اور میں

تیار بھی وہی چیز کی ہے جس کے تم نے

شائق ہوئے اینڈریا نے جو آنکھ اٹھا

کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک

رکابی میں کچھ مقوم پڑا ہے جس کے

پاس چربی رکھی ہے ایک رکابی میں

کچھ سوکھی مچھلیاں رکھی ہیں۔ دوسرے

کمرے میں اس نے دیکھا کہ ایک خاصہ

صاف مینر رکھا ہے جس پر کہ دفتر

کی بوتلیں بند کی ہوئی رکھی ہیں اور

ساتھ ہی کچھ میوہ جات گو بھی کے پتھر

رکھے ہوئے ہیں۔"

گیس پاروٹے۔ "کیوں جی تم اس کھانا

کی بابت کیا کہتے ہو؟ دیکھو کہ کیا عمدہ

خوشبو ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے

کھانے دیکھا یا کرتا تھا کہ تم انکلیاں

چاٹتے چاٹتے تھک جاتے تھے؟"

اینڈریا۔ "بد مزاجی سے" بس یہی

کھانا کھانے کی غرض سے مجھے اتنی

تکلیف دی ہے الم تمہیں غارت

کرے؟"

گیس پاروٹے۔ "اگر کرے؟" کیوں کر

کھاتے ہوئے باتیں نہیں ہو سکتی

اور پھر تم ناشکر گزار آدمی۔ کیا تم

ایک پرانے دوست کو دیکھ کر خوش

نہیں ہوتے دیکھو میرے تو خوشی

کے مارے آٹھونکل رہے ہیں ۛ
 اینڈریا ۛ بس ریاکار خاموش
 رہو کیا تم مجھ کو محبت کرتے ہو ۛ
 گیس پارٹو ۛ میں کرتا ہوں
 اگر نہ کروں تو خراجے دوزخ میں
 ڈالے ۛ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک
 کمزوری ہے مگر مجھ پر یہ بڑی غالب
 ہے ۛ
 اینڈریا ۛ باوجود اسکے کہ تم مجھے
 محبت کرتے ہو تاہم تم نے اس وقت کو
 شرارت کرنے کے واسطے ہی بلا
 بھیجا ہے ۛ
 گیس پارٹو ۛ ارے سوچو تو اگر
 مجھے تجھ سے پیار نہ ہوتا تو ایسی
 کمبخت زندگی میں برداشت
 کر سکتا جو تمہارے سبب مجھے
 برداشت کرنی پڑتی ہے ذرا سوچو
 تو کہ تم نے سائیں کے کپڑے پہنے
 ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا
 ایک سائیں ہے ۛ میرا کوئی نوکر نہیں
 ہے حتیٰ کہ مجھے اپنا کھانا بھی آپ ہی
 تیار کرنا پڑتا ہے ۛ تم میرے کھانے
 کو نالینہ کرتے ہو اس کا سبب یہ
 ہے کہ تم ہوٹل ڈی پرنس میں
 کھانا کھاتے ہو ۛ میں بھی نوکر رکھ
 سکتا ہوں میں بھی گارڈی رکھ
 سکتا ہوں ۛ میں بھی جہاں چاہوں

کھانا کھا سکتا ہوں ۛ مگر میں یہ
 سب کچھ کیوں نہیں کرتا ۛ صرف
 اسی لئے کہ میرا چونا بیٹا ڈٹو
 نازاں نہ ہو جاوے ۛ مگر میں
 ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں ۛ
 یہ کہہ کر اس نے اینڈریا کی طرف
 پھر ایک ایسی نگاہ سے دیکھا
 کہ جس کا مطلب سمجھنا کچھ مشکل
 نہ تھا ۛ
 اینڈریا ۛ اچھا مانا کہ تم مجھے
 محبت کرتے ہو مگر اسکی کیا وجہ
 ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ کہانے
 کھلاتے ہو ۛ
 گیس پارٹو ۛ اسکا یہی سبب ہے
 کہ مجھ کو تمہارے دیکھنے کی خوشی
 حاصل ہو ۛ
 اینڈریا ۛ پہنے اپنے تمام معاملات
 کا جب فیصلہ کر لیا ہوا ہے کہ مجھے
 دیکھنے کا کیا فائدہ ۛ
 گیس پارٹو دیکھا جاویگا کہ فیصلہ
 ہوا ہے یا نہیں پہلے بیٹھو کھانا کھا
 لیں ۛ لو یہ تازہ کہیں جو میں نے تمہیں
 خوشی کرنے کے واسطے خریدا ہے ۛ
 خیر تم میری ان چار بالٹوں کی کر سکو
 کی طرف دیکھ رہے ہو ۛ ارے میں
 امیر نہیں ہوں اور نہ ہی یہ مکان
 ہوٹل ڈی پرنس ہے ۛ

ہے وہ میری شادی پر گیا تھا اور اگر اسے یہ بات یاد ہوئی تو وہ بھی غمے بلائیگا۔ اس وقت وہ اتنا مغرور نہ تھا کیونکہ وہ صرف ایک اونٹنے اور جبہ کا منشی تھا۔ یہی کئی بار اس کے ساتھ اور کوٹ مار سرف کے ساتھ کھانا کھا یا ہے تم دیکھتی ہو کہ میرے بھی کیسے بڑے بڑے تعلقات ہیں اور اگر میں ذرا بھی کوشش کروں تو میں بھی تمہارے سیلو بہ پہلو رہوں اچھا آداب کھانا کھائیں۔

یہ کہتے ہی اس نے کھانا کھانا شروع کر دیا وہ ہر ایک رکابی کی تعریف کرتا جاتا تھا۔ اور بن جیبا کے لگنا جاتا تھا۔

اینڈریا بھی اسی کی مانند شروع ہو گیا۔ اور اس نے ہجوم خوب پیٹ بہر کر کھا یا۔

گیس پارو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھ سے بڑے جاؤ گے۔ اینڈریا۔ دیکھو تو سہی۔ مجھ پر جو سخت لگی ہوئی ہے۔

گیس پارو اچھا تو حرامی اس نے کو لینڈ کرتے ہوئے اینڈریا میں تو اسے یہاں تک پسند کرتا ہوں کہ مجھے تعجب آتا ہے

اینڈریا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم قانع نہیں ہو تم چاہتے تھے کنیشن یافتہ تانہائی بن جاؤ سو وہ تمہیں میسٹر ہو گیا۔ اسپر بھی تم راضی نہیں ہو اچھا پولو مجھے کہنا کیا تھا گیس پارو۔ اچھا کیا پیش یافتہ تانہائی آؤ تو امیر ہوتے ہیں۔ انہیں مانہ ملتا ہے اور مجھے کیا ملتا ہے۔

اینڈریا۔ تمہیں بھی تو مانہ ملتا ہے۔

گیس پارو جی ہاں ملتا ہے۔ اینڈریا۔ نہیں ملتا۔ میں تمہیں دو سو ماہوار دیتا ہوں۔

گیس پارو۔ ابراو چڑھ کر اس طرح لینے سے خوشی کیا ہوتی ہے تم دیتے تو ہو مگر نہ دل کے ساتھ ہی دولت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اگر

تمہارا کام جاتا رہے تو پھر میرا کیا حال۔ اور ایک اور بات مجھے یاد آئی ہے۔ تم ڈینگرس کی بیٹی سے شادی کرنے لگے ہو۔ اینڈریا۔ کیا۔

گیس پارو۔ ڈینگرس کی نہ بلکہ بیرن ڈینگرس کی اور اب میں تمہیں بھی کوٹ بنی ڈٹو کھا کرونگا وہ میرا ایک پرانا دوست

کہ وہ شخص جو ایسا اچھا خاںساہ

ہو کیسے بہو کا مر سکتا ہے؟

گیس پارو۔ میری تمام خوشی اور

راحت کو صرف ایک خیال برباد

اور پائمال کر دیتا ہے؟

ایڈر یا۔ وہ کونسا خیال ہے؟

گیس پارو۔ یہ کہ میں کسی دوسرے

محتاج ہوں غیر کے ہاتھ کی طرف مجھے

دیکھنا پڑتا ہے؟

ایڈر یا۔ اچی ایسے خیالوں کو بالائے

طاق کھو میرے پاس دو کے واسطے

کافی ہوتا ہے؟

گیس پارو۔ خیر مگر سچ جانو کہ ہینہ

کا آخری روز گویا میرے لئے قیامت

ہوتا ہے۔ اور گہرا ہلٹ اور رنج سے

میرا کلیجا منہ کو آتا ہے؟

ایڈر یا۔ واہ تو پھر تم بڑے غیرت

مندبو؟

گیس پارو۔ میری غیرت تو یہاں

تک ہے کیا میں کل دوسور وپیہ لے

نہ سکتا تھا؟

ایڈر یا۔ ہاں مجھے معلوم ہے

تم نے میرے ساتھ ملاقات کرنے

کی خواہش ظاہر کی تھی مگر سچ بتاؤ

کہ کیا اس کا سبب رنج ہی تھا؟

گیس پارو۔ سچا اور خالص رنج

مگر میرے دل میں ایک اور خیال

بھی گذر تھا؟

ایڈر یا اس بات کو سن کر کلیجا اٹھا

وہ ہمیشہ گیس پارو کے خیالات

سے ڈر جا کر تاتا تھا؟

گیس پارو۔ تم دیکھتے ہو کہ مجھے

برابر ہینہ بہر انتظار کرنا پڑتا ہے

سچ پوچھو تو میرے لئے یہ بڑے عذاب

کا باعث ہے؟

ایڈر یا (غلفانہ انداز سے)

اچی انتظار کرنا کوئی برا ہوتا ہے

کیا زندگی انتظار ہی میں نہیں گزرتی

اچھا میرا حال دیکھو۔ کیا میں چین سے

رہتا ہوں کیا میں اس انتظار سے

برک ہوں؟

گیس پارو۔ اچی نہیں انتظار کرنے

میں تمہیں تجھ پر رنج نہیں ہوتا۔ بلکہ

خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ تمہیں دوسو

کی بجائے آٹھ ہزار دس ہزار یا شاید

بارہ ہزار کی امید ہوتی ہے ساتھ

ہی تمہیں تحفہ ستائیف بھی ملے رہتو

ہی جبکو تم اپنے غریب دوست گیس

پارو سے مخفی رکھتے ہو مگر گیس پارو

بھی ایسا حضرت ہے کہ ہر ایک بات

کو ناٹ جاتا ہے؟

ایڈر یا۔ کیا تم سلسلہ گزشتہ

اوقات کے قصے بہول گئے ہو۔

گیس پارو۔ تم ابھی تین برس

بچے ہو گریں بچاس سال کا ہو گیا
ہوں بھلا میں کبھی بھول سکتا ہوں
اچھا جانے دو۔ آؤ اپنے مطلب کی
باتیں کریں۔

اینڈریا اچھا
گئیں پارو۔ میں کہنے لگا تھا۔
کہ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو...
اینڈریا ہوں۔
گئیں پارو۔ تو میں سب کچھ
وہ دل کرتا۔

اینڈریا۔ وہ کیسے
گئیں پارو۔ اس طرح کہ میں میں
خریدنے کے پہلے چہ چہنے کی تنخواہ
پیشگی لے لیتا اور نوچکر ہو جاتا۔
اینڈریا۔ بیشک بات تو معقول
ہے۔

گئیں پارو۔ اچھا تو میری روٹی
کھاؤ اور میری نصیحت پر عمل کرو
امید ہے کہ تمہیں بہت فائدہ ہوگا
اینڈریا۔ مگر جو نصیحت تم مجھے
دیدیتے ہو اس پر خود ہی عمل کیوں
نہیں کرتے۔ تم چہ چہنے کی تنخواہ
مجھے ایک دم لیلو اور دو سلاز میں
جا کر آرام سے زندگی بسر کرو۔

گئیں پارو۔ واہ رے تم جاہل
ہو کہ میں بارہ سو روپیہ لے کر تمہارا
نیسا چھوڑ دوں اور باقی تم مرے

سے آؤ آؤ۔

اینڈریا۔ گئیں پارو تم کیسے حریف
اور طامع ہو تمہیں یا وہ نہیں ہے۔
کہ اس سے دو مہینہ پہلے تم بھوک
کے مارے مر رہے تھے۔

گئیں پارو نے اس بات کو سن کر
چیتے کی مانند دانت دکھائے اور قہقہہ
مار کر کہا تم نہیں جانتے کہ جتنی خوراک
زیادہ ہوتی ہی بھوک زیادہ ہو جاتی
ہے اچھا سوچو مجھے ایک تجویز جوچی
ہے۔

گئیں پارو کی تجویز نے اینڈریا کو اور
بھی وحشت زدہ کر دیا کیونکہ اسکی
تجاویز اسکے خیالات سے زیادہ
خطرناک ہو کر تکی تھیں۔ آخر اس
نے پوچھا۔ پو۔ کیا تجویز سوچی ہے
کوئی معقول تجویز کرنا۔

گئیں پارو۔ کیا تم مجھے کوئی ایسا
طریقہ بتا سکتے ہو کہ تمہاری کوڑی ہی
خرچ نہ ہو۔ اور مجھ کو پندرہ بیس
ہزار مل جائیں۔ نہیں مگر پندرہ بیس
ہزار سے کیا بن سکتا ہے۔ کم سے
کم تیس ہزار تو ہو۔ کیوں بھائی کوئی
ایسا طریقہ بتا سکتے ہو۔

اینڈریا۔ نہیں میں نہیں بتا سکتا
گئیں پارو۔ میں خیال کرتا ہوں
کہ تجھے میری بات کو نہیں سمجھا۔ میں

کہا ہے کہ تمہاری ایک کوڑی بھی خرچ نہ ہو۔ اور میرا کام بن جائے گا۔
 اینڈریا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا یہ مطلب ہے کہ میں کوئی ڈاکٹر بنوں اور گرفتار ہو کر یہیں قید ہو جاؤں۔
 گیس پارڈ۔ مجھے اس بات کا کوئی ڈر نہیں ہے میں اکیلے رہنے سے تنگ آگیا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اپنے پرانے ساتھیوں کو پہنچا دوں میں تمہاری مانند بے دل نہیں ہوں کہ انکو بالکل فراموش کر دوں۔
 اینڈریا۔ اس بات کو شکر کاٹ گیا اور اسکا رنگ زرد ہو گیا۔ اور بولا۔ بس گیس پارڈ ایسی بیوقوف باتوں کو چھوڑو۔
 گیس پارڈ۔ پارے بیٹی ڈو تم ڈرتے نہیں ہو مجھے نہیں ہزار حاصل کرنے کا کوئی طریقہ بتاؤ میں تم سے زیادہ مدد نہیں مانگتا کیونکہ باقی کام بچنے کی میں خود ترکیب نکال لوں گا۔
 اینڈریا۔ اچھا میں سوچتا ہوں جب کچھ سوچتی ہے تو بتلاؤں گا۔
 گیس پارڈ۔ اچھا فی الحال اتنا کرو کہ میرا وظیفہ یا نجی نوک بن جاؤں میرا ارادہ ہے کہ کچھ گھر بار خریدوں اینڈریا۔ اچھا چلو یا نجی نوک لیا کرنا

مگر بات بڑی مشکل ہو گئی ہے تم بہت بڑھتے جا رہے ہو۔
 گیس پارڈ۔ ابے چوڑ بھی تمہیں لانا تھا خزانے ملے ہونگے ہیں اور تمہارے۔۔۔۔۔
 اینڈریا گیس پارڈ کی اگلی بات کو مٹا کر گیا اور خوش ہو کر بولا۔ ہاں میرا لہری بٹا جہاں ہے۔
 گیس پارڈ۔ اچھا تو یہ جہاں رہی نہیں کیا ماہوار دیتا ہے۔
 اینڈریا۔ پانچ ہزار ماہوار۔
 گیس پارڈ۔ اتنے ہزار جتنے کہ تم چھو سینکڑے دیتے ہو۔ بیشک حرامی ہی ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ پہلا یہ بتاؤ کہ تم اتنی بڑی رقم سے کسے کیا ہو۔
 اینڈریا۔ اسکا خرچ کرنا کونسی بڑی بات ہے اور مجھے بھی تمہاری مانند سرمایہ بنانے کا شوق ہے۔
 گیس پارڈ۔ سرمایہ بنانیکا بیشک ہر ایک کو سرمایہ بنانیکا شوق ہوتا ہے مگر یہ سرمایہ تمہیں دینکا کون۔ وہی تمہارا بٹا ہزارہ۔
 اینڈریا۔ ہاں وہی۔ مگر ابھی مجھے بڑی دیر انتظار کرنا ہے۔
 گیس پارڈ۔ انتظار کس بات کا۔
 اینڈریا۔ اس کی موت کا۔

گیس پاروٹے وہ کیسے ؟

اینڈریا : کیونکہ اس نے اپنی
وصیت میں مجھے اپنی جائداد کے
بہت حصے کا وارث کر دیا ہے

گیس پاروٹے : کتنے کا ؟

اینڈریا : پانچ لاکھ کا ؟

گیس پاروٹے : او یہ تو بہت تھوڑا
ہے۔ یہ جوت ہے ؟

اینڈریا : نہ اتنا ہی ہے۔ مگر کیا
تم میرے دوست نہیں ہو ؟

گیس پاروٹے : کیوں نہیں میں تمہارا
حقیقی دوست ہوں ؟

اینڈریا : اچھا تو میں نے تم کو ایک
بڑی بات سنائی ہے ؟

گیس پاروٹے : بولو پھر ؟

اینڈریا : مگر یاد رکھو کہ بات
نیکے نہ ؟

گیس پاروٹے : کبھی نہ کھلے گی ؟

اینڈریا : (راہروہر دیکھ کر)
یہاں کوئی سنتا تو نہیں ؟

گیس پاروٹے : اے یہاں کون
ٹھیک سن سکتا ہے ؟

اینڈریا : سنو میں نے اپنے باپ
کا پتہ لگا دیا ہے ؟

گیس پاروٹے : اپنے حقیقی باپ ؟

اینڈریا : ہاں ؟

گیس پاروٹے : کیا قبول کنتی تمہارا

باپ نہیں ہے

اینڈریا : نہیں وہ تو دور ہو گیا
ہے میرا اصلی باپ مانٹی کر سٹوٹ

گیس پاروٹے : وہ کیا کہتا ہے ؟

اینڈریا : اے سچ جانو۔ وہ ظاہر
تو مجھے اپنا بیٹا نہیں کہتا۔ مگر میرا

ہزار اسی کے خزانے سے پہنچتے ہیں
اور اس نے کیوں کنتی کو میرا باپ

بننے کے لئے پچاس ہزار روپیہ دیئے
ہیں ؟

گیس پاروٹے : تمہارا باپ بننے کے
لئے پچاس ہزار روپے میں پچیس

ہزار پر شیرا باپ بننے کو تیار تھا۔
تالائق تم نے مجھے کیوں یاد نہ کیا ؟

اینڈریا : اے مجھ کو اس معاملے
کا علم ہی نہ تھا۔ ابھی میں قید ہی

میں تھا کہ اس نے یہ سب بندوبست
کر دیا تھا ؟

گیس پاروٹے : خوب۔ اور تمہی کہہ رہی
کہ اسکی وصیت سے تمہیں ؟

اینڈریا : مجھے پانچ لاکھ نقد مل جائیگا
گیس پاروٹے : کیا تمہیں اس بات

کا کامل یقین ہے ؟

اینڈریا : یقین کیا۔ میں نے
وہ وصیت نامہ اپنی آنکھ سے

دیکھا ہے اور اس میں میرا بیٹا ہونا
بھی تسلیم کیا ہوا ہے ؟

گیس پاروٹے : کیا قبول کنتی تمہارا

گکیس پاروٹے واہ رے نیک باب
واہ رے بہادر اور دیانت دار باب
اینڈریاٹے اب کہو کہ آیا میں تم سے
کوئی بات اٹھا رکھتا ہوں ؟
گکیس پاروٹے اب میں تمہیں بڑا
معتبر جانوں گا اچھا تو تمہارا یہ باب
بڑا دولت مند ہے ؟
اینڈریاٹے وہ اتنا دولت مند ہے کہ کسی
خود معلوم نہیں کہ اسکے پاس کتنی دولت
ہے ؟

گکیس پاروٹے کیا یہ ممکن ہے ؟
اینڈریاٹے خیر مجھے تو اس میں کسی
قسم کا شک نہیں کیونکہ میں ہمیشہ اس
کے مکان میں رہتا ہوں پانچ سات
روز ہوتے ہیں کہ ایک بنکر کا منشی
اس کے پاس پچاس ہزار روپیہ لایا تھا
اور کل ہی بنکر خود ایک لاکھ کی
اشرفیاں لیکر آیا تھا ؟

گکیس پاروٹے کو ان باتوں کے سننے
سے بڑی حیرانی ہوئی۔ اینڈریاٹے آواز
اُسے روپیہ کی چٹکار معلوم ہونے
لگی۔ اور خیال ہی میں روپیوں کے
انباروں کے انبار اسکے سامنے آجھڑے
ہوتے وہ خوشی کے مارے بیولانہ
سہا سہا اور آخر چلا یا اچھا تو تم اس کے
گھر میں کب جایا کرتے ہو ؟
اینڈریاٹے جب کبھی میری مرضی ہو

گکیس پاروٹے کچھ دیر سرنگون رہا
اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی عجیب
سوج رہا ہے پھر اچانک بوللاٹے
وہ مکان کیسا عظیم الشان ہوگا
تم کیا جانتے ہو کہ میرا اسے دیکھنے
کو کتنا دل چاہتا ہے ؟
اینڈریاٹے بیشک مکان شانہ منہ
گکیس پاروٹے اچھا وہ مکان چمپ
الی سلس میں ہے ؟

اینڈریاٹے ہاں نمبر ۳۰
گکیس پاروٹے نمبر ۳۰
اینڈریاٹے ہاں یہ ایک بڑا خوبصورت
مکان ہے۔ یہ بالکل الگ ہے اور
اسکے گرد ایک اعلیٰ اور ایک باغیچہ
گکیس پاروٹے خیر مگر میں باہر کا
حال کیا کروں میں تو اسکے اندر کو
دیکھا جاتا ہوں ؟

اینڈریاٹے کیا تم نے کبھی ٹیولینٹر
کو دیکھا ہے بس سمجھ لو کہ یہ اس سے
بہت بڑھ چڑھ کر ہے ؟
گکیس پاروٹے جب کوئٹ اپنی
تھیلیاں زمین پر رکھ تو ان کو لینے
کے لئے جگہ کی قیمت تو بجا ہی ہوگی ؟
اینڈریاٹے اجی اسکی تھیلیاں کھڑی
کا انتظار کرنا کیا معنی۔ روپیہ تو اس
گھر میں کب جایا کرتا ہے جیسے باغ
میں سیوجات ؟

گئیں پاروؔ اچھا تو پھر مجھے بھی
 اسی روز وہاں لے چلے
 اینڈریاؔ میں تمہیں کیسے لیجاؤ
 اور اگر لیجاؤں تو بہانہ کیا کروں
 گئیں پاروؔ یہ تو تم سچ کہتے ہو مگر
 تمہاری باتوں سے میرے ہنہ میں
 باقی بھر آیا ہے اور میں اب اسجگہ
 جانے بغیر رہ نہیں سکتا
 اینڈریاؔ اے جانے بھی دو
 اس سیوہوٹی کو سر سے نکال ڈالو
 گئیں پاروؔ میں سیوہوہ فرودش
 کے جیس میں جاؤنگا
 اینڈریاؔ تمہیں کوئی دروازہ کے
 اندر قدم نہ رکھنے دینگا
 گئیں پاروؔ اچھا تو پھر ہم خیال
 ہی میں اس کی سیر کر لیں گے
 اینڈریاؔ بس یہی بہتر تجویز ہے
 گئیں پاروؔ اچھا کم سے کم مجھے
 اسکا کچھ نقشہ تو بتاؤ
 اینڈریاؔ وہ کیسے
 لیس پاروؔ ارے یہ ہی کوئی
 بڑی بات ہے کیا یہ بڑا ہے یا
 چھوٹا
 اینڈریاؔ درمیانہ
 لیس پاروؔ اسکی ترتیب وغیرہ
 سطرچ ہے
 اینڈریاؔ اچھا قلم و دوات اور

کاغذ لاؤ میں تمہیں نقشہ بنا کر دکھاؤ
 گئیں پاروؔ نے جلدی سے ایک
 پرانی میز سے کاغذ اور قلم و دوات
 نکالی اور کہاؔ یہ سب موجود ہے
 میرے بچے اس پر تمام نقشہ کھینچ دو
 اینڈریاؔ نے مسکرا کر قلم و دوات اٹھا
 اور نقشہ بنانا شروع کیا اور بولاؔ مکان
 باغ اور احاطہ کے درمیان ہے یہہ
 دیکھو اس طرح سے یہہ کہتے ہو کہ
 اس نے مکان باغ اور احاطہ کا
 خاکہ بنایا
 گئیں پاروؔ دیواریں کتنی بلند ہیں
 اینڈریاؔ بس آٹھ دس فٹ سے
 زیادہ نہیں ہیں
 گئیں پاروؔ خیر انہیں مکان جانے
 والے نے کوتاہی کی ہے
 اینڈریاؔ احاطہ میں نارنگی کے
 درخت اور کئی قسم کے پھول ہیں
 گئیں پاروؔ طویلے کس طرف ہیں
 اینڈریاؔ دروازہ کے دو تو طرفوں
 ہیں اس طرح سے یہ کہہ کر اس نے
 دروازہ اور طویلوں کا خاکہ بنایا
 گئیں پاروؔ اچھا خلی منزل کا
 خاکہ بناؤ
 اینڈریاؔ خلی منزل میں ایک
 کھانیکا کمرہ ہے دو ملاقات کے
 ہیں ایک کھینے کا کمرہ ہے سیرٹیں

بڑے کمرے میں ہیں۔ اور ایک اور
 چھوٹی سیڑھی ہے جو چھلی طرف ہے۔
 گئیس پارٹ۔ اور کچن گئیس وغیرہ
 کوئی نہیں۔
 اینڈریا: "واہ یہ کیوں نہیں
 کھڑکیاں ایسی عظیم الشان اور اتنی
 بڑی بڑی ہیں کہ تمہارے قد کا آدمی
 ان میں سے کھلا کر سکتا ہے۔"
 گئیس پارٹ: "ان کچن کیوں کے
 ساتھ بھی سیڑھیاں ہیں کہ نہیں؟"
 اینڈریا: "براہ راست وہاں کیا
 نہیں؟"
 گئیس پارٹ: "اچھا تو لوگو کہاں
 سوتے ہیں؟"
 اینڈریا: "ان کے لئے ایک علیحدہ
 مکان ہے وہ مکان کے دائیں نب
 واقع ہے وہیں لکڑی کی سیڑھیاں
 لگی ہوتی ہیں۔ لوگوں کے مکان
 کے ہر ایک کمرے میں ایک ایک
 گھنٹہ لگا ہے جس کا رسی اصلی
 مکان تک پہنچی ہوئی ہے۔"
 گئیس پارٹ: "اچھا کوئی حفاظت
 وغیرہ کا سامان بھی ہے؟"
 اینڈریا: "پہلے ایک کتا ہوا
 کرتا تھا جس کی نورات کے وقت کھلا
 چھوڑ دیا کرتے تھے۔ مگر اب اسکو
 اس آئیل والے مکان میں لگے۔"
 ہیں جہاں تم گئے تھے۔"
 گئیس پارٹ: "اچھا"
 اینڈریا: "میں نے کل ہی کوٹ
 کو دکھا تھا کہ تم بڑے غافل آدمی ہو
 کہ لوگوں وغیرہ سب آئیل کو بیچاتے
 ہو اور گھر کھلا چھوڑ جاتے ہو۔"
 گئیس پارٹ: "پھر آگے؟"
 اینڈریا: "بھیر میں نے کہا کہ تم
 کبھی لوٹے جاؤ گے۔"
 گئیس پارٹ: "اس نے کیا جواب
 دیا؟"
 اینڈریا: "اس نے جواب دیا کہ
 اگر میں لوٹا جاؤں تو کیا پروا ہو؟"
 گئیس پارٹ: "اس کے پاس کوئی
 ایسا صندوق بھی ہے جس کے
 ساتھ چور کو پکڑے گا پنجرہ لگا ہوا؟"
 اینڈریا: "تمہیں کس طرح معلوم ہے
 گئیس پارٹ: "میں نے گزشتہ
 غامکش میں ایسے صندوق دیکھے۔"
 اینڈریا: "اس کے پاس ایک
 صندوق ہے جس میں وہ چابی لکھا
 کرتا ہے۔"
 گئیس پارٹ: "وہ ایسا غافل
 ہے تو اسے کوئی لوٹا نہیں؟"
 اینڈریا: "نہیں۔ اس کے نوکر
 بڑے وفادار ہیں۔"
 گئیس پارٹ: "اس صندوق

میں کچھ روپیہ بھی ہوگا۔

اینڈریا شاید ہو جو کیا معلوم؟

گلیس پارو اچھا وہ صندوق ہے

کہاں؟

اینڈریا دوسری منزل میں

گلیس پارو اچھا ہے اسکا بھی

نقشہ بنا کر دکھاؤ۔

اینڈریا نے قلم لی اور نقشہ

کھینچنا شروع کیا اور کہا: دیکھو

یہ ڈیوڑھی ہے۔ یہ ملاقات کا کمرہ

ہے یہ وائیں ڈاٹھ کتب خانہ اور

مطالعہ خانہ ہے۔ یہ بائیں جانب

خابگاہ اور پوشاک پہننے کا کمرہ

وہ صندوق اسی آخر الذکر کے

میں ہے۔

گلیس پارو: اس کمرے میں

کوئی کپڑا نہیں ہے؟

اینڈریا: دو کپڑیاں ہیں۔ ایک

یہ اور ایک یہ۔

گلیس پارو: مکان کے نقشہ کو

دیکھ کر سر دنگوں ہوا اور کچھ دیر

کے بعد بولا: کیا کونٹ اکثر آئیل کو

جاتا ہے؟

اینڈریا: ہفتہ میں دو تین بار

بس کل دن رات وہ وہیں لبرک لبرکا

گلیس پارو: تمہیں اس بات کا

پورا یقین ہے؟

اینڈریا: میری اس نے وہاں محنت

کی ہے۔

گلیس پارو: اچھا تو تم وہاں کھانا

کھاؤ گے بھلا جب تم وہاں کس کا

کھاتے ہو۔ تو سو یا بھی وہیں کرتے ہو؟

اینڈریا: یہ میری مرضی پر موقوف

ہے۔ وہ میرا اپنا گھر ہے۔

گلیس پارو نے بڑی توجہ سے اینڈریا

کی طرف دیکھا گو یا کہ وہ اسکے دل

کی حقیقت کو تاثرنا چاہتا ہے۔ مگر

اینڈریا نے اپنی جیب سے ایک

چرٹ نکالا۔ اور اسے جلا کر پینا

شروع کیا اور کہا کیوں نہیں وہ

پانچ سو روپیہ کب لوگے؟

گلیس پارو: اگر پاس ہوں تو

ابھی دیدو۔

اینڈریا نے اپنی جیب سے اشرفیاں

نکالیں اور اس کے آگے رکھیں۔

گلیس پارو: واہ رے یہ تو

سونا ہے۔

اینڈریا: کیوں تمہیں سونا پسند

نہیں ہے۔

گلیس پارو: کیوں پسند کیوں

نہیں۔ مگر میں اسے لے نہیں سکتا۔

اینڈریا: ارے انکو روپیہ سے

بدلا لینا۔ تم بھی تو بڑے بیوقوف

ہو۔

گیس پاروؔ خوب لیکن اگر کسی
نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ یہ سونا
کہاں سے آرایا ہے تو میں کیا
جواب دوں گا پس مجھے چاندی دو
اس کی مجھے کوئی گرفت نہیں کریگا
اینڈریاؔ آرے احمق کیا میرے
پاس پالنورویہ نقد رکھے ہیں۔
خیالی تو کرو اتنا تو چہرہ کون اپنے
پاس رکھ سکتا ہےؔ
گیس پاروؔ اچھا اپنے دربان
کے پاس رکھ چھوڑنا۔ میں جب
جاؤں گا اس سے لیلونگاؔ
اینڈریاؔ آجؔ
گیس پاروؔ نہیں کل۔ آج
مجھے فرصت نہیں۔
اینڈریاؔ اچھا کل جب میں
آئیل کو جاؤں گا تو رکھ جاؤں گاؔ
گیس پاروؔ اچھا تو پکا اقرار
ہوتاؔ
اینڈریاؔ یقین پکا۔ اچھا بھر
تو تم مجھے نہ ستاؤ گےؔ
گیس پاروؔ نہیںؔ
اس اثنا میں گیس پاروؔ کچھ اوس
سا ہو گیا تھا اینڈریاؔ نے اسٹیڈیا
دور کر نیکے لئے اپنی شناخت اور
زندہ دلی اور بھی زیادہ کر دی۔
گیس پاروؔ نے اس سے دیکھ کر کہا

اینڈریا تم کیسے خوش ہو۔ تم تو ایسے
معلوم ہوتے ہو کہ گویا تمکو جا بیدا
پر قبضہ ہو گیا ہےؔ
اینڈریاؔ ارے ایسی قسمت
کہاں کہ ابھی سے قبضہ ہو جاوے
مگر جب قسمت جاگی تو میں نہیں
تباؤں گا۔ میں پڑاؤں دو ستوں
کو بہلا یا نہیں کرتاؔ
گیس پاروؔ جی ہاں۔ تمہارا
حافظ بڑا قیر ہے۔ مگر میں تمہیں
ایک اور نصیحت دینا ہوںؔ
اینڈریاؔ عبدی بولوؔ
گیس پاروؔ یہ جو انگشتی تمہیں
پہنی ہے اسے چھوڑ جاؤ مجھے
ڈر لگتا ہے کہ یہ کہیں تمہیں مصیبت
میں نہ پھنساےؔ
اینڈریاؔ وہ کیسےؔ
گیس پاروؔ کیسے۔ اے اندھے
تمہیں ابھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ
بھیس تو بھٹنے لو کروں گا بدلا ہے
اور چار ہزار کی انگشتی تمہاری
انگلی میں ہے کوئی دیکھے گا تو کیا
کچھ گا۔ دیکھو سمجھو اپنی بیوقوفی سے
مجھے دور اپنے آپ کو کہیں بڑھ
کرناؔ
اینڈریاؔ قیاس تو تمہارا عجیب
ہےؔ

گیس پاروٹے مجھے بھی ہیروں کے
 کچھ علم ہے میرے پاس بھی
 ایک تھا
 اینڈریا نے بغیر چون چرا کے
 انگشتری اتار کر گیس پاروٹے کے
 حوالہ کر دی۔ اور کہا بیشک تمہارا
 خیر بچا ہے
 گیس پاروٹے نے انگشتری کو بڑی
 غور سے دیکھا تو کیا کہ وہ اسکا
 صرافوں کی طرح امتحان کر رہا ہے
 اور اسے دیکھ بہال کر کہا یہ
 ٹھیکہ تو کھوتا ہے
 اینڈریا یہ ہرگز نہیں اب تو
 ٹھیکہ کر رہے ہو
 گیس پاروٹے غصے سے مت ہوا۔
 امتحان کر لیتے ہیں یہ کہہ کر وہ
 اٹھا اور طاقی کی طرف جا کر
 شیشے کو اس سے جھینوا اور
 دیکھا کہ وہ کاٹتا ہے اور انگوٹھی
 کو اپنی انگلی میں ڈال کر بولا
 نہیں جیسی عجیب غلطی لگی تھی مگر
 بات یہ تھی کہ صراف لوگ ایسے
 ایسے جعلی ہیرے بنا لیتے ہیں کہ
 اب کسی صراف کی دوکان کو
 لوٹا گیا وقت ضائع کرنا ہوتا ہے
 اینڈریا نے اچھا اب چور رہنے
 بھی دو یا نہیں کہ ابھی کچھ اور کہنا

کیا یہ میرا کرنا بھی اتنا دلینا ہے
 بس اب براہ مہربانی جانے دو
 گیس پاروٹے تم بڑے خوش
 باتش دوست ہو۔ اب میں تمہیں
 زیادہ نہیں روکوں گا۔ اور اینڈریا
 میں اپنی حرص کو کم کروں گا
 اینڈریا نے مگر دیکھو سونے کے
 روپیہ بدلانے میں تو تمہیں بڑا
 ڈر تھا۔ کہیں اس ہیرے کے
 بچنے میں نہ پکڑے جانا۔
 گیس پاروٹے دردمت میں آئے
 بچوں گائیں
 اینڈریا دردمت میں، خیر آج نہیں
 توکل سہی
 گیس پاروٹے سنو خوش قسمت
 حرامی اب تم اپنے لڑکوں۔
 گھوڑوں۔ گائیکوں اور اپنی معشوقہ
 کے پاس جانے ہو
 اینڈریا نے ہاں
 گیس پاروٹے جس دن تم میڈیم
 یو جین سے شادی کرو گے تو
 امید ہے کہ جیسے بھی کوئی بیشیا
 تحفہ دو گے
 اینڈریا نے اسے میں تمہیں
 پہلے ہی سے کہہ دیا ہے کہ تمہیں ایک
 وہم ہے جو تمہارا سر میں سما
 گیا ہے

گیس پارڈ اچھا یو جین پاس کتنا
روپیہ ہوگا؟
اینڈریا: ارے میں جو کہتا ہوں
وس لا کہہ۔
گیس پارڈ: وس لا کہہ خیر اتنا
ہی سہی؟

اینڈریا: اچھا خدا تمہارا بھلا کرے
گیس پارڈ: رقیقہ مار کر سچ
ما تو میں تمہاری بہتری چاہتا ہوں
اچھا ٹھیکرو میں تمہیں راستہ دکھاؤ
اینڈریا: نہیں کوئی ضرورت
نہیں ہے؟

گیس پارڈ: ضرورت کیوں نہیں
میں نے کچھ پیش بندی کی ہوئی ہے
خجٹ کی ساخت کا ایک تالاب
جسٹین نے کچھ اور ترقی کی ہوئی ہے
پے رجب تم سرمایہ دار ہو جاؤ گے
تو تمہیں بھی ایک بنا دوں گا؟

اینڈریا: بہت خوب میں
ایک ہفتہ پہلے تمہیں اطلاع دوں گا
اب وہ دونو جدا ہوئے گیس
پارڈ سیڑھیوں کے سر پر کھڑا رہے
حتیٰ کہ اینڈریا مکان کے احاطہ
سے باہر نکل گیا۔ جب وہ گیس
پارڈ کی نظر سے غائب ہو گیا۔ تو
گیس پارڈ جلدی سے اپنے کمرے
کے اندر داخل ہو گیا۔ اور دروازہ

بند کرتے ہی اس نقشہ کا مطالعہ
کرنے لگا۔ جو اندریا نے اسے بنا کر
دیا تھا اور بولا: پیارے مینی ڈو
اب تمہاری میراث تمہیں ملے گی
ہی مل جاوے گی۔

اکبسی باب (نقب زنی)

جس دن کہ یہ گفتگو جو پہنے پچھلے
باب میں بیان کی ہے واقع ہوئی
اس سے دو سرے روز کوٹ
آف مانٹی کر سٹو آئیل کی طرف
روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ علی اور
کچھ اور خدمت گزار تھے اور اس
نے اپنے ساتھ چند گھوڑے بھی
لیئے جنکی خونی آزمائے کی اسکو
بڑی خواہش تھی۔ کوٹ کو اس سے
ایک روز پیشتر اس سفر کا خیال
نکلا بھی نہ تھا۔ مگر اب جو ہر شے
مار مار کر اس سے واپس آیا۔ اور
زمین اور شے دجہا زو وغیرہ
کے خریدنے کی خبر لایا۔ تو کوٹ
کو اس کی تحریک پیدا ہوئی۔

بٹر و شیو نے کونٹ کو اگر سنایا
 کہ زمین وغیرہ تیار ہے اور کشتی
 جو کہ ایک ہفتہ سے بندر میں پہنچی
 ہے بعد اپنے چھ چیلانیوالوں کے
 تیار کھڑی ہے اور پھر سمندر میں
 روانہ ہونے کو مستعد ہے واکونٹ
 نے بٹر و شیو کی خوش اور مسند
 کی تعریف کر کے کہا کہ اب فی الفور
 روانگی کی تیاریاں میں مصروف ہو
 جاؤ کہ شاید اب فرانس میں ہمارا
 ایک ماہ سے زیادہ قیام نہ ہوگا
 اب میری ہدایتیں سن لو۔ میں چاہتا
 ہوں کہ پیرس سے سٹریٹ یاٹ تک
 ایک رات میں جاؤں اس غرض
 کے لئے آٹھ تازہ گھوڑے سڑک
 پر تیار چاہئیں جو کہ دس گھنٹوں میں
 اسی میل کا فیصلہ طے کر سکیں
 بٹر و شیو حضور نے پہلے
 بھی یہ خواہش ظاہر فرمائی تھی
 اور مطلوبہ گھوڑے بالکل تیار
 ہیں میں نے ان کو خریدا ہوا ہے
 اور خود انہیں مناسب موقعوں
 پر لینے ایسے گاؤں میں جہاں
 کوئی نہیں ٹھہرے تاکہ اگر دیا ہوا ہے
 کونٹ بہت خوب رہیں
 اس جگہ کوئی ایک دو روز ہونگا۔
 سوائے واسطے بھی انتظام کرو
 بٹر و شیو۔ ضروری احکام دینے
 کے لئے باہر نکلنے ہی کو تھا۔ کہ بیپ
 لٹن دروازہ کھول کر اندر آیا اس
 کے پاس ایک چاندی کی طشتری
 تھی جس میں ایک خط پڑا تھا کہ
 کونٹ نے جو بیپ لٹن کے
 منہ اور کپڑوں پر گرد و غبار پڑا دیکھا
 تو اس نے پوچھا کہ بیپ لٹن تم
 کیوں آئے ہو۔ میرا خیال ہے کہ
 میں نے تمہیں نہیں بلایا
 بیپ لٹن جواب دینے کے
 بغیر آگے بڑھا اور خط پیش کر کے
 ڈالا حضور نے خط بڑا ضروری اور
 تاکید کا ہے۔ کونٹ نے خط لیکر
 کھولا اور پڑھنا شروع کیا اس کا
 مضمون مفصلہ ذیل تھا
 کونٹ آف مانٹی کر سٹو کو اطلاع
 دیجاتی ہے کہ آج اسکے چیمپلی
 میں والے مکان میں ایک شخص
 اس نیت سے داخل ہوگا کہ کچھ
 کاغذات جو پوشاک پہننے کے
 کمرے میں صندوق میں رکھے ہیں
 چرا کر لیجائے۔ کونٹ خود ایک بڑا
 حراچی آدمی ہے اس لئے شاید پولیس
 کی کوئی ضرورت نہ ہوگی اور امید ہے
 کہ کونٹ پولیس کو نہ منگائے گا
 کیونکہ پولیس کی مداخلت سے اس

بٹر و شیو نے کونٹ کو اگر سنایا
 کہ زمین وغیرہ تیار ہے اور کشتی
 جو کہ ایک ہفتہ سے بندر میں پہنچی
 ہے بعد اپنے چھ چیلانیوالوں کے
 تیار کھڑی ہے اور پھر سمندر میں
 روانہ ہونے کو مستعد ہے واکونٹ
 نے بٹر و شیو کی خوش اور مسند
 کی تعریف کر کے کہا کہ اب فی الفور
 روانگی کی تیاریاں میں مصروف ہو
 جاؤ کہ شاید اب فرانس میں ہمارا
 ایک ماہ سے زیادہ قیام نہ ہوگا
 اب میری ہدایتیں سن لو۔ میں چاہتا
 ہوں کہ پیرس سے سٹریٹ یاٹ تک
 ایک رات میں جاؤں اس غرض
 کے لئے آٹھ تازہ گھوڑے سڑک
 پر تیار چاہئیں جو کہ دس گھنٹوں میں
 اسی میل کا فیصلہ طے کر سکیں
 بٹر و شیو حضور نے پہلے
 بھی یہ خواہش ظاہر فرمائی تھی
 اور مطلوبہ گھوڑے بالکل تیار
 ہیں میں نے ان کو خریدا ہوا ہے
 اور خود انہیں مناسب موقعوں
 پر لینے ایسے گاؤں میں جہاں
 کوئی نہیں ٹھہرے تاکہ اگر دیا ہوا ہے
 کونٹ بہت خوب رہیں
 اس جگہ کوئی ایک دو روز ہونگا۔
 سوائے واسطے بھی انتظام کرو

خط لکھنے والے کیلئے سخت ضرر کا
اندیشہ ہے کونٹ پوشاک والے
کمرہ میں چپنے سے یا خوبگاہ کی ایک
کھڑکی میں سے اپنی جہاد کی محافظت
کر سکتا ہے اور اگر وہ اپنے نوکروں
وغیرہ سے مدد لے تو اس حرامی کے
ساتھ مقابلہ کرنے کی بھی اسے کوئی
ضرورت نہیں پڑتی جو اتفاقاً اس
لکھنے والے پر ظاہر ہوا ہے اس دفعہ
تو اطلاع دیدی گئی ہے لیکن اگر
اسکی ابکی کوشش ناکام گئی اور اس
نے پھر کوشش کے تو شاید ایسا
اطلاع دینے کا موقع نہ ملے۔ سو
پوشا رہو۔

کونٹ کے ولیمیں پہلا خیال جو
اس رقعے کے پڑھنے پر گزرا یہ تھا
کہ یہ ایک جعل ہے اور وہو کا ہے
جسکی غرض یہ ہے کہ مجھے ایک چہرے
سے خطرے سے ہٹا کر ایک بڑے
خطرے میں گرائے وہ تیار تھا کہ
پولیس کے کمشنر کے پاس خط روانہ
کر دے اور اس نصیحت کی کچھ پرواہ
نہ کرے جو اسکے گناہ دوست نے
لکھی تھی۔ کہ اچانک اس کے ولیمیں
یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید رات کو حملہ
کر دے! میرا کوئی ذاتی دشمن ہو
جسکو میں ہی شناخت کر سکوں۔

ہم جانتے ہیں کہ کونٹ کا دل کیسا
مضبوط تھا وہ کسی بات کو ناممکن
سمجھا ہی نہ کرتا تھا اور اسکے ولیمیں
وہ حیات اور بہادری تھی۔ جو بڑے
آدمی کا خاصہ ہوتی ہے۔ آخر سوچ
کر وہ بولا کہ وہ میرے کاغذ نہیں
چاہتے وہ جو میری جان چاہتے
ہیں وہ چور نہیں ہیں بلکہ قاتل ہیں
مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں پولیس
کو اپنے بچ کے معاملات میں دخل
دینے کی اجازت دوں۔ ایسے معاملہ
کے لئے میں خود کافی ہوں (بیپ
لشٹن کو پھر بلا کر) بیپس کو جاؤ۔
اور اسجگہ جتنے نوکر ہیں ان سب کو
جمع کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا
تمام گہرا نہ آئیل میں آ جاؤے۔
بیپ لشٹن: تو حضور اس جگہ
کو کجا بھی نہ رہے۔
کونٹ صرف دربان۔
بیپ لشٹن: حضور کو یا وہو کا۔
کہ دربان کا مکان اصل مکان سے
بہت دور ہے۔
کونٹ پھر کیا۔
بیپ لشٹن: ممکن ہے کہ گھر
لوٹا جاؤے اور دربان کے کان میں
آواز تک نہ جائے۔
کونٹ: کونٹ گھر کیسے لوٹا جاؤے۔

بیب لٹن۔ چوروں سے۔
 ونٹ۔ بیب لٹن تم باگل ہو
 مریشک لوٹا جاوے مگر میں فزنی
 ہیں مانگتا۔
 بیب لٹن۔ تسلیم۔
 ونٹ۔ میری بات سمجھ لی
 ہے۔ اپنے تمام ساتھیوں کو یہاں
 سے لے آؤ۔ کسی چیز میں تغیر
 تبدیل مت کرو۔ صرف بچا فرش
 اکٹریاں بند کر آؤ۔
 بیب لٹن۔ حضور اور دوسری
 نزل کی اکٹریاں۔
 ونٹ۔ تم جانے ہو کہ وہ کبھی
 بند نہیں کیجا میں بس جاؤ۔
 ونٹ کے ساتھ کھانا کھاتے
 قت سوائے علی کے اور کوئی نہ تھا
 بنی معمولی الطیمان اور ٹھنڈے
 ل کے ساتھ کھانا کھا اس نے
 لی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ
 یا۔ اور پہلو والے دروازہ سے نکل
 روانہ ہوا۔
 بب وہ بوس ڈی بولون کے
 ریب پہونچا تو اس نے پیرس کا
 خ کیا۔ اور شام سے پیٹے پیٹے
 پنجمپ الی سلس والے
 مکان کے آگے آموچہ ہوا۔
 مکان میں تمام تاریکی تھی صرف

دربان کے مکان میں ایک مہیا سا
 چراغ جل رہا تھا۔ اور وہ اصل
 مکان سے کوئی چالیس قدم دور تھا
 مانی کرسٹو نے ایک درخت کے
 ساتھ لگ کر اپنی تیر اور نہ دھوکا
 کھانے والی آنکھ کے ساتھ دوسرے
 راستے کی تلاش کی اور گزرنے والوں
 کو دیکھا بہالا۔ اور ادھر ادھر نظر
 دوڑائی تاکہ معلوم کرے کہ کوئی
 جیپا تو نہیں۔ اس طرح اس منٹ
 گزر گئے اور اسکو یقین ہو گیا کہ
 اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔
 اب وہ جلدی سے علی کے ہمراہ
 پہلو والے دروازہ کی طرف گیا۔ اور
 جلدی سے داخل ہو کر نوکروں الی
 سیرھی کے راستے جسکی چابی اس
 کے پاس تھی اپنی خوابگاہ میں داخل
 ہوا۔ اس طرح نہ تو کوئی پردہ وغیرہ
 اٹھا اور نہ ہی دربان کو خبر ہوئی جو
 یہ سب سمجھا ہوا تھا کہ مکان بالکل
 خالی ہے۔
 خوابگاہ میں پہونچکر اس نے علی کو ٹھہر
 کا اشارہ کیا۔ پھر وہ پوشاک بدلنے
 والے کمرے میں گیا اور اسکا اس نے
 امتحان کیا اور دیکھا کہ کوئی چیز
 نہیں ہلی۔ صندوق اپنی جگہ پڑا ہے
 اور چابی بھی اپنے موقع پر پڑی ہے

اس نے صندوق کو دوسرا تالا لگا دیا اور چابی لے کر پھر خواب گاہ میں آگیا علی نے اس اثنا میں ضروری اشیاء لینے ایک چوٹی سی صندوق اور ایک دو تالیان پینچے جس کا خوب نشانہ لگ سکے ہم پہنچا رکھے تھے ان ہتھیاروں کو پاس رکھ کر گویا کونٹ کے ہاتھ میں پانچ آدمیوں کی جان آگئی اب سائرس نے فوج گئے۔ کونٹ اور علی دونوں نے کچھ روٹی کھائی اور تھوڑا شراب پیائے کونٹ نے ایک طاق کہو لا جس کے ذریعہ سے وہ پاس کے کمرے میں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے اوزار اسکے پاس تھے اور علی اس کے نزدیک ایک چوٹی سی عربی کلہاڑی لے کر کھڑا تھا جس کی صورت کہ جہادوں کے ایام سے نہیں بدلی تھی۔ خواب گاہ کی ایک طاق میں سے کونٹ کی نظر لگی میں بھی جاسکتی تھی اس طرح دو گھنٹہ گزر گئے۔ اندر میرا بڑا سخت تھا مگر تاہم کونٹ اور علی دونوں درختوں کی ذرا سی حرکت کو بھی دیکھ سکتے تھے دربان کی کوٹھڑی والی روشنی مدت سے گل ہو گئی ہوئی تھی۔ قیاس یہ تھا کہ اگر کوئی حملہ ہوا تو یہ طاق میں سے نہوگا۔ بلکہ پہلی منزل کی سیڑھیوں

سے ہوگا اور کونٹ کے خیال میں حملہ آور روپیہ نہیں چاہتا تھا بلکہ اس کی جان چاہتا تھا۔ اس حملہ یہ بھی قیاس تھا کہ حملہ اس کی خواب پر ہوگا۔ اتنے میں شفا خانہ کی گھڑی کے میں سو بارہ بجے اور ابھی گھڑی کے بجنے کی آواز ختم نہ ہوئی تھی کہ کونٹ نے پوشاک والے کمرے میں کچھ خفیف سی آواز سنی۔ یہ آواز تین چار بار ہوئی اور کونٹ نے سمجھ لیا۔ کہ وقت آگیا ہے ایک کا ریکر اور مشاق ہاتھ پیرے کے ساتھ گھڑی کا شیشہ کاٹ رہا تھا۔ مانتی کر سٹو کا دل زیادہ تیزی سے وہڑکنے لگا۔ اور اس نے علی کو اشارہ کیا کہ خطرہ قریب ہے۔ علی اپنے آفاکے زیادہ قریب آگیا۔ کونٹ کو یہ فکر تھی کہ معلوم کرے کہ دشمن کیا کرتے ہیں تاکہ کی طرف جس کا شیشہ کاٹا جا رہا تھا۔ اپنی آنکھ لگائی اور اسے ایک ہاتھ تاریکی میں دیکھا دیا۔ تھوڑی دیر میں شیشہ کٹ کر الگ ہو گیا۔ اور ایک بازو اندر آیا تاکہ طاق کی زنجیر کو معلوم کرے۔ ایک منٹ میں طاق کے کوار کھل گئے اور ایک آدمی داخل ہوا۔ وہ بالکل تنہا تھا۔

کوٹؑ واہ رے حرامی۔ تو تو
 اکیلا ہی ہے۔ علی نے اس کے کندھے
 پر ہاتھ رکھا اور جب اس نے اپنا
 سر پھرا تو علی نے گلی کی طرف اشارہ کیا
 کوٹؑ خوب دوپہیں۔ ایک کام
 لگتا ہے اور دوسرا لگائی کرتا ہے
 اس نے اب علی کو ہدایت کی کہ گلی
 والے آدمی کی طرف نظر رکھے اور
 خود اس اندر واکے آدمی کی طرف
 متوجہ ہوا۔ یہ آدمی سارے کمرے
 میں بازو پھیلائے پھر رہا تھا۔ گویا
 کہ وہ سب حال معلوم کرنا چاہتا
 ہے۔ آخر جب اس نے سب حال
 معلوم کر لیا۔ تو اس نے دونوں دروازہ
 کو بلٹیں چڑھا کر بند کر دیا۔

جب وہ خواب گاہ کے دروازہ
 کے قریب آیا کوٹؑ نے خیال کیا
 کہ وہ اندر آئے کوپے اس خیال
 سے اس نے اپنا ساقول اٹھایا
 مگر چہرے اندر آنے کی بجائے
 صرف بلی چڑھانے کی کوشش کی
 کوٹؑ نے بلی وغیرہ پہلے سے بھادی
 تھی سو چہرے اس کی کچھ پرواہ نہ کی
 اور اس شخص کی ماذ جو اپنے گھر
 میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اپنے کام
 میں مشغول ہوا۔ سب سے پہلے
 اس نے اپنے جیب سے کوئی چیز

نکالی جسکو کوٹؑ نہ دیکھ سکا اس نے
 اسے ایک سٹول پر رکھا اور اس کے
 کیطرف گیا جہاں اس نے چابی
 کی امید کی ہوئی تھی۔ چابی اسے
 وہاں نہ ملی کیونکہ وہ کوٹؑ نے پہلے
 ہی سے اٹھالی ہوئی تھی۔ مگر چور ایک
 دو دوہیں اور عاقبت اندیش آدمی
 تھا۔ اور ہر ایک طرح سے تیار ہو کر
 آیا ہوا تھا۔ کوٹؑ نے جلدی چامیوں
 کے کھڑکنے کی آواز سنی۔ اب کوٹؑ
 کو یوں یقین ہو گیا کہ وہ صرف ایک
 چور ہے اور وہ نما امید کی کے لہجہ
 میں بولاؑ واہ یہ تو صرف ایک
 چور ہے۔

چور کے پاس چابیں بہت
 سی تھیں اور اسے بھٹیک چابی نہ
 ملتی تھی۔ سو وہ اس چیز کی طرف گیا
 جو اس نے سٹول پر رکھی تھی۔ اور
 فوراً ایک دہمی زرد روشنی ظاہر ہوئی
 جو اتنی تیز تھی کہ اشیاء صاف نظر
 آسکیں جب یہ روشنی چور کے
 چہرہ اور ہاتھوں پر پڑی کوٹؑ
 چونک پڑا اور پیچھے ہٹ کر چلا آیا
 او ہدیہ تو۔۔۔۔۔ علی نے اپنی
 کھانڑی اٹھائی۔

کوٹؑ کی ہمت اور اپنی کھانڑی
 نیچے رکھ کر وہیں کسی ہتھیار کی ضرورت

نہیں ہے پھر اس نے کہا لفاظ
 آہستہ آواز میں کہے۔ کیونکہ
 کونٹ کی پہلی بات نے گو کہ وہ
 آہستہ تھی چور کو چونکا کر دیا تھا
 اور وہ بت گئی مانند اپنی جگہ پر بے
 حس کھڑا تھا یہ ایک حکم تھا جو کونٹ
 نے علی کو دیا تھا۔ کیونکہ علی چپکے
 چپکے گیا اور فوراً ایک سیاہ پوشاک
 اور ایک سہ گوشہ ٹوپی لے آیا۔
 کونٹ نے اپنا بڑا کونٹ اور اپنی
 واسکٹ وغیرہ اتار دی اور ایک
 لوہے کی چوٹی سی کرتی مین لی اور
 اب وہ بالکل ایک ابی بن گیا
 اور کونٹ اپنا بھیس بدل دیا تھا
 اور اوپر جو بھیر تالا کھولنے میں
 مشغول ہو گیا تھا۔ اور قریب تھا
 کہ تالا کھل جاوے کہ کونٹ نے
 کہا: واہ خوب۔ ابھی تمہارا چند
 منٹ کا کام اور باقی ہے پھر
 وہ کھڑکی کی طرف گیا اور اس نے
 دیکھا کہ وہ آدمی جو پہلے گلی میں
 بیٹھا ہوا تھا۔ اب ٹھل رہا ہے
 اور اس کا دھیان کونٹ کی پوشاک
 پہننے والے کمرے ہی کی طرف لگا
 ہوا ہے اچانک کونٹ نے اپنی
 پیشانی پر ایک انگلی ماری اور
 وہ مسکرایا رتب علی نے تردید

آکر اس کے کان میں کہا: دیکھو
 اسی جگہ خفی رہو۔ اور خواہے
 کتنا ہی شور کیوں نہ ہو میرے
 بلائے بغیر نہ ہی اپنے تئیں ظاہر
 کرو اور نہ ہی میرے پاس آؤ
 علی نے تسلیم کی کونٹ نے پھر
 ایک الماری سے ایک موم بتی
 لٹکالی اور اسے روشن کیا۔ اور
 پھر دیکھ کر کہ چور تالا کھولنے میں
 بڑا مشغول ہے اس نے دروازہ
 کھولا مگر اس نے یہ احتیاط
 کر لی کہ روشنی اس کے چہرے کے
 اوپر نہ پڑے دروازہ ایسا چپکے
 کھولا کہ چور نے کوئی آواز نہ
 سنی مگر وہ سخت ہی حیران ہوا
 جبکہ اس نے دیکھا کہ کمرہ اچانک
 ہی روشن ہو گیا ہے۔ وہ پیچھے ہٹا
 کونٹ: آہ! ستر گیس پاؤڈر
 سلام۔ ایسے وقت میں اس
 جگہ کیا کر رہے ہو؟
 گیس پاؤڈر چلا یا؟ او ابی لبونی
 اور اس بات کو نہ سمجھ کر کہ جب
 اس نے تمام دروازہ بند کر دیئے
 تھے تو یہ ابی کہاں سے نکل آیا
 اس کے ہاتھ سے چابیاں گر گئیں
 اور وہ بت کی طرح بے حس
 و حرکت کھڑا رہ گیا۔ کونٹ گیس پاؤڈر

اور طاقی کے درمیان کھڑا ہو گیا
 تاکہ وہ طاقی کے راستہ لھاگ
 نہ نکلے پھر گئیں پارو چلا آیا۔ ابلی
 بوٹی۔ اور اس کی آنکھیں کونٹ
 کے چہرہ کی طرف گز گئیں۔
 کونٹ ہاں میں ابلی بوٹی ہی ہوتا
 اور میں بجا خوش ہوں کہ تم مجھے
 شناخت کرتے ہو معلوم ہوتا
 ہے کہ تمہارا حافظہ اچھا ہے کیونکہ
 دس سال سے ہماری ملاقات نہیں
 ہوئی۔ ابلی کی اس تمسخر اور طنز آمیز
 حوالت سے گئیں پارو لڑکھڑکیا اسکی
 آنکھیں ہٹ گئیں اور وہ منہ میں
 بولا۔ ابلی صاحب ابلی صاحب
 خبلی ابلی۔ اچھا تو تم کونٹ
 آف مانٹی کر سکو کو لوٹنے آئے ہو۔
 گئیں پارو کھڑکی کا ارادہ کرتے
 ہوئے ابلی صاحب میں نہیں جاتا
 یقین کرو۔ لو میں قسم کھاتا ہوں۔
 کونٹ۔ ایک شیشہ کٹا ہوا
 ہے۔ ایک لائٹین بھی تمہارے
 پاس ہے۔ جعلی جلیاں بھی ہیں
 صندوق کا تالا ٹوٹنے کے قریب
 ہے۔ بس بات صاف اور عیاں
 ہے۔
 گئیں پارو کمان باتوں سے
 دم نکل رہا تھا۔ وہ کوئی گوشہ

تلاش کر رہا تھا جہاں چھپ جاؤ
 کہ پیر کونٹ بولا۔ آؤ آؤ معلوم
 ہو گیا کہ اب بھی تم قاتل ہی ہو۔
 گئیں پارو۔ ابلی صاحب آہ
 سب کچھ جانتے ہیں اور آہیکو معا
 ہے کہ میجسٹریٹ کے سامنے کارگو
 قتل کی ترکیب ثابت ہوئی تھی
 اور مجھے تو صرف جہاز و نیپر کام
 کرنے کی سزا ملی تھی۔
 کونٹ۔ اچھا تو کیا تمہاری
 مدت سزا ختم ہو گئی ہے۔
 گئیں پارو۔ ابلی صاحب
 مجھے کسی شخص نے رہ کر دیا تھا
 کونٹ۔ واہ اس شخص نے
 نبی آدم کے ساتھ بڑی نیکی کی ہے
 گئیں پارو۔ افسوس میں نے
 اقرار کیا تھا۔
 کونٹ۔ اور تم اس اقرار کو توڑ
 رہے ہو۔
 گئیں پارو۔ افسوس ہے کہ
 توڑ رہا ہوں۔
 کونٹ۔ بس اب تم اپنے یاد آثر
 کو پیروں جاؤ گے۔
 گئیں پارو ابلی صاحب میں
 مجبور کیا گیا تھا۔
 کونٹ۔ ہاں ہر ایک مجرم بھی
 کہتا ہے۔

گیس پارو بھوک اور افلاس	آکر، ابی صاحب آپ تو میرے
نے مجھ پر سنا یا تھا	نجات دیندہ ہیں
کوٹھ میں جی ہاں غریب لوگ	کوٹھ میں اچھا قید سے تھیں کس
مفلس مانگ لیتے ہیں یا کسی نانائی	نے چیرا یا۔
کی دوکان سے روٹی چرا لیتے ہیں	گیس پارو ایک انگریز نے
نکاح ایک آباد گھر میں آکر صندوق	کوٹھ میں اس کا نام کیا تھا
توڑنا کیا یہ مفلسی ہے اور جب	گیس پارو۔ لارڈ ولورڈ
اس مقتول سوداگر نے تھیلی اس	کوٹھ میں اسے جانتا ہوں ساگر
پیرے کے لئے جو بیٹے تھیں یا	تھاری بات جھوٹ ہوئی تو یاد
تھا بیٹا لیس ہزار دیا اور تمہیں	رکھنا
اسے قتل کیا تو کیا یہ بھی مفلسی	گیس پارو ابی صاحب میں
ہی کا سبب تھا	آپ کو سچ نہ لگتا
گیس پارو ابی صاحب	کوٹھ میں کیا اس انگریز کی بھی
فرمائیے آپ نے ایک دفعہ میری	تیر عنایت ہے
جان بچائی ہے۔ اب دوبارہ	گیس پارو مجھے تو اسکی عنایت
بچائے	نہیں ہے مگر ایک جان کاریکن
کوٹھ خیر دیکھا جاویگا	پر ہے جو میرا ساتھی تھا
گیس پارو ابی صاحب آپ	کوٹھ میں اس جان کا کیا نام
اکیلے ہیں یا کہ آپ کے ساتھ	تھا
سیاہی بھی ہیں جو چھوڑ دینے	گیس پارو بنی ڈوٹو
کو تیار ہیں	کوٹھ میں کیا یہ اس کا اصلی نام
کوٹھ میں بالکل تنہا	ہے
ہوں۔ میں پھر تیر رحم کرتا	گیس پارو اس کا کوئی اور نام
ہوں اور تمہیں جانے دیتا ہوں	بھی ہے۔
مگر شرط یہ ہے کہ تم سب کچھ مجھ	کوٹھ میں چاہا تو وہ بھی تمہارے
صاف بتا دو	ساتھ بیاباگ آیا ہوا ہے
گیس پارو۔ کوٹھ کے نزدیک	گیس پارو جی ہاں

لے "کس طرف تھے میں" اور افعال شنیعہ میں تمہارا شریک
 پارو "ہم سینٹ میڈی" کہیں پارو نہیں ہے
 ڈون کے نزدیک جہاں تک مگر رہے تھے۔ دوہرے
 یکہ باقی جرم سوز ہے تھے۔ سے آئے ہو تم کس چیز پر گزارہ
 کرتے ہو۔
 گیس پارو "جو بچتا ہے اسپر گزارہ کرتا ہوں"
 کوٹ "نہیں تم جھوٹ بولتے ہو" اس دفعہ کوٹ اس زور سے
 بولا۔ کہ گیس پارو کا نپ گیا اور اسکے منہ کی طرف حیرانی اور
 وحشت سے دیکھنے لگا۔ پھر کوٹ بولا کہ تم اس رقم پر گزارہ کرتے ہو
 جو بیٹی ڈوٹو کو دیتا ہے۔ گیس پارو "جی ہاں۔ وہ بڑے
 ایک امیر کا بیٹا بن گیا ہے" کوٹ "وہ ایک بڑے امیر
 کا بیٹا کیسے بن سکتا ہے۔ گیس پارو "ایک بناوٹی بیٹی
 حقیقی بیٹا نہیں۔ کوٹ "اس بڑے امیر
 کا نام کیا ہے" گیس پارو "کوٹ آف مانی
 کرسٹو۔ وہی جس کے مکان میں ہم اسوقت کھڑے ہیں"
 کوٹ "دیران ہو کر بیٹی ڈوٹو

<p>کوٹ آف مانی کرسٹو کا بیٹا گیس پارو، میرا تو ایسا ہی خیال ہے۔ کیونکہ اس نے اس کا جعلی باب بنادیا ہے اور اس کو پانچ ہزار ماٹ دیتا ہے اور اس نے اپنی وصیت میں اس کے حق میں پانچ لاکھ لکھ رہا ہے۔ کوٹ - اُن اُن میں سمجھ گیا ہوں اچھا بیٹی تو نے اب اپنا کیا نام لکھا ہوا ہے گیس پارو - اینڈریا کیول کٹی کوٹ - چھ تو وہ وہی جوان ہے جسکو کہ میرے دوست کوٹ آف مانی کرسٹو نے اپنے گھر میں اعلیٰ کیا ہے اور جو کہ اب ڈینگر س کی بیٹی یوجین سے شادی کرنا لایا گیس پارو - جی ہاں وہی ہے کوٹ - اوہ کمبخت حالانکہ تم اسکی زندگی کے حالات جانتے ہو۔ لیکن پھر بھی ان باتوں کو ہونے دیتو ہو گیس پارو - میں اپنے ساتھی اور دوست کا سردارہ کیوں نہیں کوٹ - بہتر تم ڈینگر س کو خیر کرو میں خود اسے جا کر سب حالات کی اطلاع کروں گا گیس پارو - ابی صاحبہ لیا ہرگز نہ کریں</p>	<p>کوٹ - کیوں نہ کروں گیس پارو - کیونکہ اس سے ہم دونوں برباد اور تباہ ہو جاویں گے کوٹ - اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ تمہارے جیسے حرامزادوں کے بچے کی خاطر میں تمہارے جرائم چھپانے والا اور انکا مدد کرتے والا بن جاؤں گا گیس پارو - زیادہ نزدیک ہو کر ابی صاحبہ کوٹ - میں تو سب پردہ فاش کر دوں گا گیس پارو - کس کے پاس کوٹ - ڈینگر س کے پاس اس پر گیس پارو نے اپنے کوٹ کے پیچھے سے ایک کھلا ہوا تیز چاقو نکالا اور کوٹ کے سینہ میں ایک ضرب لگا کر چلا یا خدا کے لئے ابی صاحبہ ایسا نہ کرنا کوئی بعید فاش نہ کرنا مگر وہ سخت متحیر ہوا۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ چاقو بجائے اسکے سینہ کو چیر کر پیٹھ کی طرف سے نکل جا کر کندھ پر گر بیٹھے پھر گیا ہے اسی وقت کوٹ نے اسکی کھائی پکڑ لی اور اسے اس زور سے دبا یا کہ چاقو اس کی بے حس انگلیوں سے گر پڑا</p>
--	---

اور اس کے منہ سے بے اختیار ایک
میخ نکلی۔ مگر کونٹ نے اس کی آہ
وزاری کیلئے کچھ توجہ نہ کی اور
اسکی سلامتی کو بھی مروت نہ دیا جسے کہ
اسکی کہنی کی ہڈی اکھڑ گئی اور وہ
پت زمین پر گر پڑا۔ کونٹ نے تب
اپنا پاؤں اس کے سر پر رکھا اور کہا
جو لو حرامی اب کیا ہے کہو تو تمہارا
سر توڑ دوں گا۔

گیس پارو۔ اہلی صاحبہ ہم
رحم رکھئے خدا رحم کرو۔
کونٹ نے اپنا پاؤں اس کے
سر پر سے ہٹایا اور کہا۔ اٹھو۔
گیس پارو۔ اٹھا اور کانٹے ہوئے
پولہ اہلی صاحبہ آپ کے ہاتھ میں
کہ شکر ہے میں خدا کی قسم کتنی قوت
ہے۔

کونٹ۔ خاموش حرامی خدا نے
مجھے قوت دی تاکہ تیرے جیسے
دروندوں کو مغلوب کروں میں
اس کے نام پر سب کچھ کرتا ہوں
اور اب جو میں تجھے چپوڑتا ہوں
یہ بھی اٹھی کا کام ہے اچھا یہ کاغذ
اور قلم دوات لو اور جو کچھ میں لکھو
ہوں لکھو۔

گیس پارو۔ اہلی صاحبہ میں
لکھنا نہیں جانتا۔

کونٹ۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔
یہ قلم لو اور لکھو۔

گیس پارو نے کونٹ کی زبردستی
طاقت سے بیت زدہ ہو کر قلم پکڑی
اور کہنے کے لئے بیٹھا کونٹ نے
اسکو مفصلہ ذیل عبارت لکھوائی
جناب عالی۔

وہ شخص جسکو کہ آپ نے اپنے
مکان میں داخل کیا ہے اور جس کے
ساتھ کہ آپ اپنی بیٹی کی شادی
کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں ایک
سرکاری مجرم ہے جو میرے ساتھ
ٹوٹوں کے قید خانہ سے بھاگ
کر نکلا ہوا ہے اس کا نمبر ۵۵ ہے
اور میرا ۵۸ اس کا نام قید خانہ میں
بنی ٹوٹھا مگر اپنے اصلی نام سے
وہ بے خبر ہے کیونکہ اسکو اپنے
والدین کا کچھ پتا نہیں۔

کونٹ۔ اس پر اپنے دستخط کرو۔
گیس پارو مگر کیا آپ مجھے برباد
کرنا چاہتے ہیں۔

کونٹ۔ حرامی اگر میں تجھ پر یا تو
کرنا چاہتا تو تجھ ابھی پولیس کے حوالہ
نہ کر دیتا۔ علاوہ اس کے اگر میرا خط
ڈیپوٹس کو پہنچ گیا تو غالباً تم
بچ جاؤ گے اچھا اس پر اپنے دستخط کرو
گیس پارو نے اس پر دستخط کر دیئے

کوٹھ " تیا کھو۔ روٹی چاسی
 انہیں۔ مسٹر ڈیکر بس بنگر کوٹھے "

گیس پاروٹے تیا کھو۔ کوٹھ نے
 رقعہ لیا اور کہا۔ بس اب تم جاؤ یہ
 کافی ہے "

گیس پاروٹے راستہ جاؤں
 کوٹھ " جس راستہ آئے
 تھے "

گیس پاروٹے کھڑکی کے راستہ
 کوٹھ " ہاں اسیں سے اندر تو
 خوب آگئے تھے "

گیس پاروٹے " ابی صاحب۔ آپ نے
 کچھ میرے برخلاف ارادہ رکھتے
 ہیں

کوٹھ " احمق تیرے برخلاف
 کیا ارادہ کرتا ہے "

گیس پاروٹے " پھر مجھے دروازہ
 کیوں نہیں جانے دیتے "

کوٹھ " ارے دربان کو بیدار
 کر نیکا کیا فائدہ ہوگا "

گیس پاروٹے " آپ چاہتے ہیں
 کہ میں مر جاؤں -

کوٹھ " میں مہی چاہتا ہوں
 جو خدا چاہتا ہے "

گیس پاروٹے۔ اچھا آپ قسم کھائیں
 کہ مجھے چاہتے ہوئے آپ مجھ کو ماریں
 گے "

کوٹھ " بڑول احمق "

گیس پاروٹے " آپ میری نسبت
 کیا ارادہ کہتے ہیں "

کوٹھ " اے میں کیا کر سکتا
 ہوں۔ میں نے بہتیرا کوشش
 کی کہ تم ایک آسودہ آدمی بن جاؤ
 مگر تم پھر بھی قاتل نکلے "

گیس پاروٹے اچھا ایک بار اور
 آزماؤ "

کوٹھ " اچھا میں آزماؤں گا
 گیس پاروٹے۔ آپ جانتے ہیں
 کہ میں معتبر آدمی ہوں "

کوٹھ " اچھا کھر تو سلامتی سے
 پہنچ لو "

گیس پاروٹے " مجھے سوا آپ کے اور
 خطرہ کس کا ہے -

کوٹھ " اگر تم اپنے مکان پر
 سلامتی سے پہنچ جاؤ۔ تو
 سیرس سے نہیں بلکہ فرانس سے
 نکل جاؤ۔ اس شرط پر جہاں کہیں
 کہ تم ہو گے۔ میں تمہیں کچھ روپیہ
 و طیفہ کے طور پر دیتا ہوں گا
 اور اگر تم اپنے وطن نیا لاش کر بیٹھے
 کہ خدا نے تمہارے گناہ بخش دیے
 ہیں اور پھر میں بھی تمہیں معاف
 کر دوں گا "

گیس پاروٹے " ابی صاحب آپ

مجھے وحشت سے مارنا چاہتے ہیں کوٹ بں اب دفعہ ہو جاؤ گئیں پارڈ کو اب تک کوٹ کے اقرار کا اعتبار نہ آتا تھا۔ مگر تاہم اس نے اپنی ٹانگیں کپڑ کی میں سے لٹکائیں اور پاؤں سیڑھی پر رکھے کوٹ نے بہر اسے تاکید سے کہا کہ اب نیچے اتر جاؤ۔ یہ سمجھ کر کہ اب اسے بخشی قسم کا خطرہ نہیں ہے گئیں پارڈ نے نیچے اترنا شروع کیا تب کوٹ چراغ کپڑ کی کے پاس لایا تاکہ چیمپ الی سلس میں یہ سنبو نظر آ جاوے کہ ایک شخص کپڑ کی میں سے اتر رہا ہے جبکہ ایک دوسرے نے چراغ پکڑا ہوا ہے گئیں پارڈ نے یہ دیکھ کر چراغ کو پونک مار کے گل کر دیا اور کہا۔ امی صاحب کیا کرتے ہیں اگر کوئی پیرہ دار گزرے تو پیرہ سنا ہو پیرہ وہ نیچے اترتا اور اس نے اس وقت تک اپنے تئیں محفوظ نہ خیال کیا جب تک کہ اس کے پاؤں زمین پر نہ لگ گئے۔ کوٹ اب اپنی خواہگاہ کی طرف واپس آیا اور اس نے کپڑ کی میں سے گلی کی طرف نظر کر کے دیکھا کہ گئیں پارڈ نے

باغ کی دیوار کے ساتھ اپنی سیڑھی اس جگہ نہیں لگائی جہاں سے کہ وہ پہلے اندر داخل ہوا تھا بلکہ ایک اور جگہ لگائی ہے۔ پھر کوٹ نے دیکھا کہ وہ آدمی جو کہ گلی میں انتظار کر رہا تھا اسی طرف دوڑا ہے جدھر کہ گئیں پارڈ گیا اور اس نے اپنے آپ کو دیوار کے اس حصہ کے پاس مخفی کھڑا کر دیا ہے جہاں اس کو گئیں پارڈ کے اترنے کی امید ہے۔ گئیں پارڈ آہستہ سے سیڑھی پر چڑھا اور پہلے اس نے دیوار کے اوپر سے دیکھا کہ گلی میں کوئی غیر نہیں لگی میں نہ کوئی آدمی نظر آتا تھا۔ اور نہ کوئی آواز سناؤ دیتی تھی شفا خانہ کی کپڑ کی سے ایک بجنے کی آواز آئی گئیں پارڈ دیوار کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی سیڑھی اوپر اٹھا کر پیرہ باہر کی طرف لگائی اور اترنا شروع کیا مگر ابھی اس کے پاؤں زمین پر چھوئے بھی نہ تھے کہ ایک آدمی کمپیں سے نکلا اور پیشتر اس کے کہ وہ کوئی بچاؤ کرے اسکی پیٹھ میں ایک ایسی ضرب لگا کہ اس کے ہاتھ سے سیڑھی چھوٹ گئی جلد یا بدعا بدوٹا۔

باب بیاسی

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

گیس پارو بار بار پکارتا تھا۔ اپنی صاحبہ مدد کرو مدد کرو۔

کوٹ کیا ہوا ہے۔

گیس پارو۔ مدد میں مارا گیا ہوں۔

کوٹ۔ ارے ہم آہونچے ہیں حوصلہ کرو۔

گیس پارو۔ افسوس آپ بیوی بچے تو ہیں۔ مگر دیر کر کے اب کام تمام ہے

دیکھو زخم کیسے ہیں دیکھو خون کتنا بہا ہے یہ کھکھروہ بیہوش ہو گیا علی

اور کوٹ اسے ایک کمرہ میں اودھا کر لے گیا۔ علی نے کوٹ کے حکم سے

اس کے خوفناک زخموں کو دیکھا بہا اور کوٹ بولا میرے اللہ بعض اوقات

تیری سزا میں تاخیر ہو جاتی ہے مگر یہ اس لئے ہوتا ہے کہ تیرا

انتظام زیادہ سخت اور خوفناک ہووے (علی سے) علی ایم ڈی

ولفرٹ صاحب مضمضہ کوٹریک سینٹ ہو رہی ہیں رہتا ہے

ایک دوسری ضرب اسکے پہلو میں پڑی اور وہ پکارا میں مارا گیا کوئی

مدد کرو۔ پہر جب کہ وہ زمین کے اوپر پڑا تو پ رہا تھا اس کے دشمن

نے اسے بالوں سے پکڑ کر اور اٹھایا اور ایک تیسری ضرب اس کے سینہ

میں لگائی اس وقت اس نے پھر لپکا اس کی کوشش کی مگر اس کے منہ سے

صرف ایک جھنجھکی اور وہ چپے گیا قاتل نے دیکھ کر کہا بسکا چلا نا بند

ہو گیا ہے اسکو بالوں سے پکڑ کر اور اسکا سر اٹھا کر دیکھا کہ اسکی آنکھیں

بند ہو گئی ہیں اور اس کی صورت بگڑ گئی ہے۔ تب خیال کرنے کے کہ وہ مرجھا

ہے۔ قاتل نے اسے چھوڑا اور زخم پڑا ہو گیا گیس پارو نے دیکھ کر کہ قاتل

چلا گیا ہے اپنے آپ کو اپنی کمبلی پر اٹھایا اور بڑا زور لگا کر آہستہ سے

بولا۔ ابی صاحب مدد کرو میں مارا گیا یہ دردناک آواز تاریکی کو چراتے ہوئے

کوٹ کی خوابگاہ میں پہونچی۔ فوراً باغ کا دروازہ کھلا اور علی اور اسکا آقا

اسی جگہ آ موجود ہوئے۔

ڈاکٹر نے دوا اور بان کو جگا کر اسے
ڈاکٹر کے پاس بھی بھیجتے جانا علی
حکم کے مطابق چلا گیا۔ اور کوئٹہ
میں گیس پاروہ کو لے کر رہ گئے
نہیں۔ پاروہ کو ابھی تک ہوش نہیں
آئی۔ اس کی سخت آدھی نے
پھر اپنی آنکھیں کھولیں کوئٹہ نے
اس کی طرف دروازہ درجہ بہری
لگا سے دیکھا اور حق میں دعا کی
گیس پاروہ نے کہا ابی صاحب
ڈاکٹر کو بلاؤ، ڈاکٹر۔
جعلی ابی۔ میں نے ڈاکٹر کے
پاس آدھی بیچ دیا ہے۔

گیس پاروہ میں جانتا ہوں کہ
ڈاکٹر میری جان نہیں پاسکتا۔
مگر بڑا اتنا تو ہو جاوے کہ میں اپنے
اظہار لکھا ہوں۔
کوئٹہ کس کے برخلاف
گیس پاروہ۔ اپنے قاتل کے برخلاف
کوئٹہ یہاں اسکو شناخت کرتے
ہو۔

گیس پاروہ۔ کیوں نہیں میرا
قاتل وہی مینی ڈو تو ہے۔
کوئٹہ۔ اچھا وہی تمہارا ساتھی
جان کارسکین۔

گیس پاروہ۔ جی ہاں۔ اس نے
مجھے پہلے اس گہر کا نقشہ بنا کر دیا

شاید اس میں اسکی یہ غرض تھی
کہ میں کوئٹہ کو مار ڈالوں اور
اس کو اسکی وراثت مل جاوے
یا کوئٹہ مجھے مار ڈالے اور مجھے
سے اس کا پیچھا چھوٹے جب اس
نے دیکھا کہ ان دونوں باتوں سے
کوئی بھی یوپی نہیں ہوتی تو اس نے
راہ میں گھات لگا کر میرا کام
تام کر دیا۔

کوئٹہ۔ میں نے مجسٹریٹ کے
پاس بھی آدھی بھیج دیا ہے۔
گیس پاروہ وہ وقت پر نہیں آئے
تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا وقت
قرب ہے۔

کوئٹہ۔ صبر کرو یہ لکھ رہا ایک
کمرے میں گیا۔ اور پانچ منٹ
میں ایک شیشی لے آیا گیس پاروہ
کی آنکھیں اسی کے پیچھے تھیں اور
جب اس نے اس کو دروازہ سے
نکلنے دیکھا تو وہ پکارا ابی صاحب

جلدی آئیے مجھے پر غشی ہو چلی
ہے۔ جلدی کوئٹہ نے ترویک
اکر اس کے ہونٹ پر تین چار قطرے
ڈالے جس سے گیس پاروہ نے ایک
لمبا دم لیا اور پکارا۔ اوہو یہ تو
آب حیات ہے کچھ اور ڈالئے۔
کوئٹہ۔ اگر دو قطرے اور ڈالوں

تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

گیس پارو۔ اچی کسی کو بلا لیجئے۔
تاکہ میں اس حرامی کا پتہ وغیرہ بتا
دوں۔

کوٹ۔ لاٹچے اپنے اظہار اور
وصیت لکھاؤ تم نے اوپر دستخط

کر دینا۔ اس بات سے اسکی آنکھیں
جھک گئیں۔ اور وہ چلا یا مان مان
یہ تھیک ہے۔

کوٹ نے اس کے لکھانے کے
مطابق تحریر کرنا شروع کیا مجھے ایک
کار سینک نے جس کا نام بیٹی ڈو
ہے اور جو کہ ٹوٹون کے قید خانہ میں
میرا شریک حال تھا اور جس کا
نمبر ۹۹ تھا قتل کیا ہے۔

کوٹ نے پھر جلدی سے قلم
اسکی طرف کی اور اسنے اپنی ساری
رہی سہی قوت جمع کر کے دستخط
کئے اور یہ کہتے ہوئے پیچھے گر پڑا

ابا صاحب باقی سب آپ زبانی
بیان فرماویں گے۔ اس نے اپنا
نام اینڈریا کیول کنٹی رکھا ہوا
ہے۔ اور وہ ہونٹل دی پرس میں
رہتا ہے۔ او میں مر رہا یہ کہہ کر وہ

پیر مہوش ہو گیا کوٹ پیر شیشی
اس کے ناک سے آگے کی اور اسکی
پوسے آسے ہوش آیا اس کی

آنکھیں کھلیں اس کے بدلہ بیٹو کی

خواہش ابھی تک اس کے دل میں
باقی تھی۔ اور آنکھیں کھولتے ہی

وہ بولا ابی صاحب امید ہے
کہ آپ سب کچھ بتا دیں گے۔
جو بیٹے کہا ہے۔

کوٹ۔ وہ بھی بتاؤں گا۔ اور
جھک گئیں۔ اور وہ چلا یا مان مان
یہ تھیک ہے۔

کوٹ میں یہ بھی کہوں گا۔ کہ
اس نے تمہیں گہر کا نقشہ بنا کر دیا
اس امید سے کہ کوٹ تمہیں ار
ڈالے گا میں یہ بھی کہوں گا۔ کہ اس
نے کوٹ کو ایک رقعہ کے ذریعہ
سے تمہارے ارادے کی اطلاع

کر دی تھی۔ اور چونکہ کوٹ یہاں
نہ تھا۔ میں نے وہ رقعہ پڑھا اور
اس جگہ تمہارے انتظار میں

بیٹھا رہا
گیس پارو۔ جب آپ یہ کہیں
گے تو اسکو سزائے قتل دی جائیگی
کہ نہیں اگر آپ اس بات کا اقرار
کر لیں تو میں بڑی خوشی کے ساتھ
جان دوں۔

کوٹ میں یہ بھی کہوں گا کہ وہ
تمہارے پیچھے پیچھے آیا اور تمہارے
انتظار میں لگا رہا۔ اور جبکہ اس نے

سب پر مہربان ہے جیسا کہ وہ تہہ
رہا ہے۔ وہ پہلے باپ ہوتا ہے
اور پھر منصف اور مجسٹریٹ ہوتا

ہے۔
گلیس پارو۔ اچھا تو آپکا خدا
پر ایمان ہے۔

کوٹ۔ اگر میں ایسا بد قسمت
ہوتا کہ ایک خدا پر ایمان نہ رکھتا
تو اب تمہیں دیکھ کر ضرور ایمان
لے آتا۔

گلیس پارو نے اپنے ہاتھ آسمان
کی طرف اٹھائے۔

کوٹ۔ دیکھو ایمان لاؤ اور
یقین کرو۔ سنو جس خدا پر کہ تم اب

موت کے وقت ایمان لاسے
ارکا رکرتے ہو۔ اس نے تمہارا
واسطے یہ کچھ کیا تھا۔ اس نے
تمہیں صحت دی طاقت دی تمہیں
روٹو گارو یا دوست بھی دیئے

الغرض سب سامان میٹھے جن
کہ ایک نیک آدمی آسودہ زندگی
لیسر کر سکتا ہے مگر بجائے اسکے
کہ تم ان نعمتوں کی قدر کرو اور
ان کا شکریہ ادا کرو تم نے یہ کیا۔

کیا کہ بیکاری اور شراب نوشی میں
پڑ گئے اور شراب کے نشے میں
اپنے آپ کو اور اپنے دوست کو

تمہیں دیوار سے اترتے ہوئے
دیکھا تو وہ گہات لگا کر چھپ
رہا تھا۔

گلیس پارو آپ نے یہ سب کچھ
دیکھا تھا۔

کوٹ۔ کیا تمہیں میرے یہ لفظ
پہل گئے ہیں کہ اگر تم سلامتی سے
گھر پہنچ جاؤ۔ تو سمجھو خدا نے
بھی تمہیں معاف کیا، اور میں نے
بھی نہ

گلیس پارو۔ افسوس آپ کو معلوم
تھا کہ میں مارا جاؤنگا۔ اور پھر
آپ نے مجھے اسکاہ ڈکھا۔

کوٹ۔ میں دیکھتا تھا کہ خدا
کا انتظام مینی ڈلو کے ہاتھ میں
دیا گیا ہے۔ اور اگر میں اسے روکتا
تو گویا خدا کی تقدیر کا مقابلہ کرتا
یا درکھو کہ میں اسے کتنا عظیم
جانتا ہوں۔

گلیس پارو۔ خدا کیا اور خدا کا
انتظام اور انصاف کیا ایسی باتیں
چھوڑو اگر یہ صحیح ہوتا تو بہتوں کو
سزا ملتی جو اس وقت کھلے پھر
رہے ہیں۔

کوٹ۔ ایک ایسی آواز میں
میں سے کہ گلیس پارو کانپ گیا
صبر صبر کرو۔ علاوہ انہیں خدا

برباد کر دیا۔

گلیں پار و اچھی میری بد کریں۔ مچو

سرجن کی ضرورت ہے۔ نہ دھڑکی

میرے زخم جھلک نہیں ہیں اور

اگر ڈاکٹر وقت پر پہنچے تو شاید

وہ میری جان بچا سکے۔

کوٹھ - تمہارے زخم ایسے جھلک

ہیں کہ اگر میں وہ قطرے تمہارے

منہ میں نہ ڈالتا۔ تو اب تک تمہارا خاتمہ

ہو چکتا۔ سوسنا اور غور کرو۔

گلیں پار و سافوس آپ بھی عجیب

واعظ ہیں مرنے والے کو تسلی دینے

کی بجائے آپ اس کو مایوس کر دیتے

ہیں۔

کوٹھ سب وجہ تم نے اپنے

دوست کو دھوکا دیا اور برباد کیا

تو خدا نے تم کو سزا نہ دی بلکہ تم

کو آگاہ کر دیا۔ تم پر افلاس طاری

ہو گیا تم غربت سے روٹی کھا سکتے تھو

مگر اب تم نے مفلسی کے بہانہ سے

گناہ اور جرائم کرنے شروع کر دیئے

پھر خدا نے تمہارے حق میں ایک

معجزہ کرایا یعنی میری قدمبوسی میں

رہے۔ بہت سا روپیہ دیا جتنا کہ

تمہارے پاس پہلے کبھی نہ تھا۔ مگر

تم اسیر قانع نہ ہوئے اور تم نے

اسے دشمن کرنا چاہا اور وہ کس طرح

سے قتل سے تم اس قتل میں کام آیا۔

ہو سکے مگر پھر خدا کے انصاف نے

تمہیں آکھڑا اور تمہارے پاس سو

یہ چین گیا۔

گلیں پار و اچھی میری تو مرضی

نہیں تھی کہ جاہری کو مادوں یہ

تو میری بی بی کا رکنی کی شرارت

تھی۔

گلیں پار و خیر خدا نے پہر بھی تمہارے

رحم کیا۔ اور تمہاری جان بچ گئی

گلیں پار و۔ واہ یہ کیا رحم ہے

زندگی بہر کے واسطے میں قید ہو گیا

اور یہ آپ کے خیال میں رحم

ہے نا

کوٹھ ظالم کمبخت اس وقت

تم نے اسے رحم ہی سمجھا تھا خیر

ایک انگریز آیا جس نے دو قیدی

آزاد کرانے کی منت مانی ہوئی

تھی۔ اس نے تم کو اور تمہارے

ساتھی کو آزاد کرایا۔ پھر تم کو خدا

نے روپیہ اور آرام دیا اور چاہئے

تھا۔ کہ تم اور لوگوں کی مانند

زندگی بسر کرتے مگر کمبخت تم نے

پھر خدا کو تیسری بار آزمایا اور

بغیر عذر اور وجہ کے ایک تیسرا

جرم کیا سو خدا تنگ آ گیا اور

اس نے اب تمہیں آخری سزا دی

ہے۔
 گیس پارو پانی دو۔ میں جگیا
 ہوں۔ مجھ سخت پیاس لگی ہے۔
 لونٹ نے اس کو پانی کا ایک
 ٹکاس دیا۔

گیس پارو۔ اچھا تو وہ حراجی
 ڈنڈ بچ جائے گا۔

لونٹ۔ ارگو میں جو کہتا ہوں
 لہجہ سزا سے ہرگز نہیں بچے گا
 اسکو بھی ضرور سزا ملے گی۔

گیس پارو۔ تو پھر تم بھی سزا سے
 بچ نہیں سکتو کیونکہ تم نے بحیثیت
 اہلی اپنا فرض ادا نہیں کیا یعنی
 مجھے باوجود اپنے علم کے تم نے
 قتل ہونے سے نہیں بچایا۔

لونٹ (اس طرح سے مسکرا کر)
 لہجے آدھی کی رگوں میں خون

جم گیا، میں تمہیں بچاتا حالانکہ
 تم نے ابھی میرے سینے پر اپنا جا تو
 چلا یا تھا۔ ہاں اگر میں تمہیں کوتاہی
 اور اپنے گناہوں پر نادم اور عاجز

دیکھتا تو میں ضرور مارا جلتے سے
 بچاتا۔ مگر میں نے تجھے مغرور خون
 کا پیاسا پایا اور میں نے تمہیں
 خدا کے ملائکہ کے ہاتھ میں دیدیا
 گیس پارو (زور سے) میرا تو
 اعتقاد نہیں کہ کوئی خدا وغیرہ ہے

یہ سب باتیں تمہارے فریب ہیں
 کونٹ۔ ارے خاموش ہو اس
 طرح تمہارا خون جلدی نکل جائیگا
 کیا تم اب بھی خدا پر ایمان نہیں
 لاتے حالانکہ تمہارے گناہوں کی
 سزا میں اس نے تمہیں ہلاک کیا
 ہے اور کیا تم اس پر ایمان نہ لاتے
 جواب بھی معاف کر دینے کے لئے
 صرف ایک چھوٹی سی دعا ایک
 آنسو اور ایک توبہ کا کلمہ جا ہوتا ہے
 خدا میں یہ قدرت تھی کہ وہ قاتل
 کے خنجر کو اس طرح چلوانا کہ تم ایک
 منٹ میں ہلاک ہو جلتے مگر کمبخت
 اس نے تمہیں پہر اتنی جہالت دی
 ہے اور اس سے اسکی یہی غرض ہے
 کہ تم توبہ کرو کمبخت ذرا غور کرو اور
 توبہ کی طرف آؤ۔

گیس پارو۔ میں کوئی توبہ نہ کروں
 نہ کوئی خدا ہے نہ پروردگار ہے یہ
 سب اتفاق کا کارخانہ ہے۔
 کونٹ۔ ارے خدا ضرور ہے پروردگار
 ضرور ہے۔ اور اسکا ایک عجیب و غریب
 خود تمہاری یہ حالت ہے کہ بے بس
 رہے ہو اور اب یہی اسکا انکار کر
 رہے ہو حالانکہ میں جو اس پر ایمان کہتا
 ہوں۔ دولت مند ہوں آسودہ ہو
 اور صحیح و سلامت ہوں اور کوشش

کر رہا ہوں کہ کسی طرح تمہیں بھی
اسکے مومنوں میں داخل کروں۔
گیس پارٹو راہی مرقی آنکھیں
کوٹ کے چہرہ کی طرف لگا کر ہر
تم ہو کون

کوٹ ڈچراغ اپنے چہرے کے
نزدیک کر کے دیکھو میرے چہرے
کی طرف غور سے دیکھو۔
گیس پارٹو۔ او آپ ابی لبونی
ہیں

کوٹ نے پیر پارٹیوں والی ٹوپی
اوتاری جس نے اس کے چہرہ کو
چھپا یا ہوا تھا۔ اور اپنے سیاہ بال
لنگے جس سے اس کے چہرہ کی
خوب صورتی و گنتی معلوم دیتی تھی
گیس پارٹو۔ دستگیر ہو کر اور اگر
آپ کے وہ سیاہ بال نہ ہوتے تو
میں جانتا کہ آپ لارڈ ولور ہیں۔
کوٹ میں نہ ہی ابی لبونی
لھون۔ اور نہ لارڈ ولور ہوں۔

درا غور سے دیکھو کیا تم مجھے پہچانتے
نہیں ہو۔ اس بات کو واقع ہوئے
بہت دن گذر گئے۔ اور اس کی بابت
کوٹ نے ہر ایک آدمی کو بتا
دیا تھا۔ کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا ہے
جیکہ وہ اٹل میں تھا۔ اور اس نے
اس کا حال صرف ابی لبونی ہی کی

زبان سے سنا ہے جس نے وہ رات
اتفاق سے اس کے مکان میں گزرا
تھی۔ بشر و شیو کارنگ زرد ہوتا
جاتا تھا۔ جبکہ اسکے آگے بنی ڈٹو
کا ذکر کیا جاتا تھا۔ مگر کوئی اس بات
کو دیکھتا نہ تھا و لفرٹ کے ذمہ یہ
بات تھی کہ وہ جرم ثابت کرے سو
وہ اپنی معمولی سرگرمی کے ساتھ
مقدمہ کی تحقیقات میں مشغول
تھا۔ مگر تین ہفتہ گزر گئے تھے۔ اور
بڑی سے بڑی تحقیقات کی گئی جو
بالکل ناکام رہی لقب زنی اور
چور کا اپنے ساتھی سے قتل کیا
جانا۔ میڈیم یوجین اور اینڈریا کیول
کنٹی کی موعود شا دی کی خوشی میں
بالکل بہل گیا۔ امید کی جاتی تھی کہ
شا دی جلدی واقعہ ہو گی کیونکہ
ڈٹیکٹس نے منگنی دیدی تھی ڈٹیکٹس
نے مسٹر کیول کنٹی اینڈریا کے باپ
کو یہی خط بھیج دیا تھا۔ جس میں اسکے
فرضی بیٹے کی شا دی کا ذکر تھا۔
مگر کیول کنٹی نے بڑے افسوس سے
اپنی غیر حاضری کی معذرت لکھی تھی
اور شا دی پر اپنے پیارے بیٹے
کو دیرہ لاکھ روپیہ پیشگی دینے کا
کا وعدہ کیا تھا۔ اینڈریا نے
یہ وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ یہ روپیہ

اے سر کے ہنگ میں رکھو
بچے آدمیوں نے اس کو لیے
بے سے منع کرو یا تھا۔ اس بنا
یو ٹیکر کے اس وفد بہت سے
نشان اٹھائے تھے۔ اور اسکو
ن خاصہ نہ اٹھانا پڑے۔ مگر
بڈریا نے ڈینگر پر اپنا رٹا
مستبار جتایا تھا۔ بیرٹن ڈینگر
بڈریا پر مقتون ہوا تھا۔ مگر
شیم یو جین اسے نہیں جانتی
جو کھانکوش دی سے قطعاً
پوری تھی اس لئے وہ البرٹ سے
لاصی کرانے کے لئے اینڈریک
شق کو برداشت کرتی تھی مگر
ب اینڈریا اپنا زیادہ عشق
ناتا تھا تو وہ اپنی پوری نادانسی
بہر کرتی تھی بیرٹن بھکا اس بات
دیکھ رہا تھا۔ مگر اس بہانے
کے کہ وہ ابھی نا تجربہ کار لڑکی ہے
بہر پرواہ نہ کرتا تھا۔ وہ جہلت
بیو جیمپ نے مانگی تھی اب
ریت الاختتام تھی البرٹ نے
نٹ کی اس نصیحت پر عمل کیا
ما۔ کہ معاملہ کو خود بخود ہی ہو جانے
بنا چاہئے۔ اس لئے کسی نے
ہی جرنل ماسٹرف کی نسبت کوئی
ت نہ کی تھی اور کسی نے بھی یہ

نہ کیا کہ جس افسر نے جینا کا قلعہ
بے ایانی سے سچ دیا تھا۔ وہ جرنل
ماسٹرف ہی تھا۔ تاہم البرٹ
سمجھتا تھا کہ اسکی ہنگ سو گئی ہے
علاوہ ازیں جس طریقہ میں کہ بیو جیمپ
نے اس کے ساتھ بات چیت کی
تھی اسکا بھی اسکے دلیر داغ تھا
اسلئے وہ ڈول دووا دمبونگی
لڑائی کے خیالات میں مستغرق
رہتا تھا۔ اور اسکا سبب اس نے
اپنے معاونوں پر بھی ظاہر نہ کیا تھا
بیو جیمپ اسدن سے جس دن اس
نے البرٹ کے ساتھ سخت کلامی
کی دیکھا نہیں گیا تھا۔ اور اگر البرٹ
اسکی بات کسی سے کچھ پوچھتا تھا
تو اسکو یہی جواب ملتا تھا کہ وہ نہیں
بہر سفر میں گیا ہوا ہے مگر یہ کوئی
نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ گیا کہاں ہے
ایک صبح البرٹ کو اسکے نقیب
نے بیدار کیا اور کہا کہ بیو جیمپ
آیا ہے البرٹ نے نقیب کو حکم
دیا کہ بیو جیمپ کو حقہ پینے والے
چھوٹے کمرہ میں لے جاوے اور
وٹائی بیٹھائے جبکہ اس نے خود
بھی کپڑے پہنے اور نیچے گیا بیو جیمپ
اگے کمرے میں نہیں رہا تھا جب اسنو
البرٹ کو دیکھا تو وہ ٹھہر گیا۔

البرٹ خوب بات ہے بجائے اس کے کہ میں تمہارے گہر جاؤں تم میرے گہر آگئے ہو۔ بتاؤ کہ آیا میں تم سے مصافحہ کروں اور یہ کہوں بیوجیمپ اقرار کرو کہ تم نے میری ہتک کی اور میں اب تمہارا دوست رہوں یا میں صرف ہیرڈول لڑنے کی تجویز کروں

بیوجیمپ۔ اچھا آؤ پہلے بیٹھیں اور بات کریں۔
البرٹ۔ بیٹھیں گے پچھے پہلے میرا جواب دو۔

بیوجیمپ البرٹ یہ ایسے سوال ہیں جن کا جواب دینا مشکل ہے۔ البرٹ لو میں آحسان کرتا ہوں اور ہیرڈو جیتتا ہوں کہ آیا تم تحریر کو دالیں گے یا نہیں۔

بیوجیمپ البرٹ ایسے اہم سوالوں کا جن میں تم ایک بڑے عظیم انسان آدمی کی زندگی کٹی ہوئی ہو۔ ہاں یا نہ سے جواب دینا ذرا مشکل کام ہے۔

البرٹ۔ تو نہر کیا کیا جاوے؟
بیوجیمپ۔ جو کچھ مینے کیا ہے دیکھو میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ وقت ترو یہ اور طاقت اگر ایک خاندان کی عزت کے مقابل میں

دیکھے جاویں تو کچھ بھی چیز نہیں ہیں سو محکشات پر اعتبار نہیں کرتا جانتے ایک دوست کے ساتھ رہنا اچھا ہوئی ہے سوائے لئے اگر وہ تعلقات تلاش کئے جاویں تو بہتر ہو اگر میں اپنے ایک دوست پر گولی چلا دوں جس کے ساتھ میرا تین سال سے تعارف ہے تو مجھے کم سے کم یہ تو جانتا جا رہے ہیں کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں اگر میں ایک آشنا کے ساتھ لڑنے لگوں تو کم سے کم اتنا تو جانتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو کہ میں جو کچھ اور قصور وار تو نہیں ہوں۔

البرٹ اچھا تو ہیران سب باتوں سے مطلب تمہارا کیا ہے۔

بیوجیمپ مطلب یہ ہے کہ میں ابھی جنین سے دالیں آیا ہوں
البرٹ۔ جنین سے۔

بیوجیمپ۔ ہاں۔
البرٹ۔ بالکل ناممکن۔

بیوجیمپ۔ دیکھو میرا پروانہ لایا ہے
جنین اسے سلطان اور ہیرڈول

سے ویلن اور ویلن سے
ٹریٹ اور ٹریٹ سے جنین

البرٹ نے پروانہ کی طرف
دیکھا اور ہیر اپنی آنکھیں حیرانی

وچپ کی طرف لگا کر کہا۔ تم جینا کر
 دے ہو۔

موجہ ۱۱ البرٹ اگر تم کوئی اجنبی
بیگم کوئی معمولی آدمی ہوتے یا اس

ملک و ملک کی مانند ہوتے جس سے میرے
خود ہو گئے اور جس سے میں نے

وار کے ذریعہ سے خلاصی کہ پائی تو
میں یہ تکلیف نہ اٹھاتا مگر یہ ہتھی

ہے ایک ہفتہ میرا جاتے خرچ ہوا اور

یہ ہفتہ آتے چار روز میں گواہین
میں رہا اور اٹھائیس گھنٹہ وہاں ٹھہرا

سب ملکہ پورے تین ہفتے بنتے
یہ گزشتہ رات میں چھوٹا ہونچا

اور اب میں اس جگہ ہوں۔
 لکھتے کہتا ہوں کہ یہ ہے مجھے مل

یہ جو محبہ کیوں کہ دراصل

میں نے کہا کہ تم کیوں کہتے ہو۔
 ہو چھپ۔ میں دیر تاہوں۔

لیکھت نہم اس بات کا اصرار ہے
تو دے ہو کہ تمہارے کارسپان

ابن ابی حاتم نے کہا ہے۔ مان کیوں نہیں جاتے

مرتبہ جہان جاوید کو حوصلہ دے
 دینی ہو

یہ ہے کہ اگرچہ اس میں ایک ہی چیز ہے۔

برخلاف اسکے البرٹ کارنگ
مردے کی طرح زرد ہو گیا اس

نے بولنے کی کوشش کی مگر الفاظ اس کے مُنہ ہی میں رہ گئے۔

ہو جب "میرے پیارے
میں بڑی خوشی سے معذرت کرتا مگر

افسوس.....
البرٹ : مگر افسوس کیا؟

پہلو میں آکر بیٹھ کر یہ سچی اور واقعہ پر مبنی تھی۔

البرت ہے ہیں۔ وہ فراسیبی فسر
ہو چمب ہے اُن ہے

البرکۃ فرند
سوجھت ہاں
اے دوست

اس شخص کو پکڑا دیا جس کا وہ نوکرتا

ہو گیا میرے دوست مجھے
معاف فرما وہ آدمی تمہارا باپ تھا

البرٹ برے غضب سے بیوچیمپ
کی طرف بڑا مگر بیوچیمپ نے ایک ششفا

دیکھو اس کا ثبوت میرے پاس

موجود ہے۔
البرٹ نے اسکے ہاتھ سے کاغذ
لیکھ کر اس پر "جارج" لکھا

لیکھ پھولا اس میں چار جبینا کے
بڑے مشہور و معروف اشخاص
کے ساتھ تھے جس سے ثابت ہوتا

کی سہادت بھی کہیں سے ثابت ہوگا

تھا کہ کرنل فرینڈ مان ڈیگو نے جو علی پاشا کا نوکر تھا جینا کا قلعہ میں لاکھ کے بدلے دے ڈالا تھا۔ مہرین بالکل ٹھیک اور واقعی تھیں۔ البرٹ نے حکم لکھ کر آگیا اور ایک کرسی پر گر بیٹھا۔ اب اسے ذرا بھی شک نہ کیا۔ کچھ خانہ دانی نام پوریکا پورا لکھا ہوا تھا۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد البرٹ زار زار رویا بیو چپ جو کہ ایک مشفقانہ نگاہ سے اسکو دیکھتا رہا تھا۔ اس کی قریب آیا اور بولا البرٹ اب تجھے میری بات سمجھ لی ہے میں چاہتا تھا کہ خود ہی سارے واقعات اور معاملات کی چھان بین کروں اور اگر وہ تحریر چھوٹ نکلے تو سچے دل سے معذرت کروں مگر اس کے برخلاف واقعات صاف صاف ثابت کر رہے ہیں کہ جنرل مارسرف جس کو علی پاشا گورنر جنرل بنایا ہوا تھا وہ...

فرینڈ مانڈ گو تمہارے باپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ میرے لئے اس کے بغیر اور کوئی چارہ نہ تھا۔

البرٹ ابھی تک کرسی پر بیٹھا تھا اور اپنے منہ کو ہاتھوں سے ڈپکے ہوئے رو رہا تھا۔ کہ بیو چپ نے یوں...

کیا البرٹ میں پیرس میں سب قحاح کو معلوم کر کے جلدی سے بٹھارے پاس آیا تاکہ تمہیں تسلی دوں کہ باپ کے گناہ اور جرائم بیٹے پر عاید نہیں ہوں گے اور درحقیقت اس انقلاب کے زمانہ میں کوئی بھی ایسا نہ ہو گا کہ جس کے جسم پر کوئی نہ کوئی بے تمیزی کا وہبہ ہو۔ خواہ وہ جنرل ہو۔ خواہ دوبر خواہ

کوئی تاجر۔ اب دیکھو میرے پاس یہ ثبوت ہیں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے پاس سے اس بات کی ہوا تک بھی باہر نہ نکلے گی اگر آپ چاہیں تو میں ان شہادتوں کو ابھی تیار اور فٹا کر دوں۔ اور پھر یہ بھید میرے اور تمہارے ہی درمیان رہے آپ اندر کسی تیسرے کان میں ان کی آواز تک نہ پہنچے۔ بولو البرٹ کیا تم یہ بات چاہتے ہو؟

البرٹ بیو چپ کی گون سے جھپٹ گیا اور لپکا را۔ واہ شریفی آدمی ہے۔ بیو چپ البرٹ کی طرف کاغذ کر کے آیا تو

البرٹ علی کاغذ جلدی سے لئے اور انہیں پھاڑ کر اس دہرائے مارے کہ

کہیں ان کا نشان رہ نہ جاوے۔ یہیں چراغ پر جلایا۔ جو کہ تاکو بیٹھ گیا۔

یو چمپ شاپ سار معاملہ کو لیے
ہول جاؤ گویا کہ یہ ایک خوفناک
باب تھا۔

البرٹ : "اے ہاں وہ پہلی ہی
پہلی دوستی ہے جس کا ہم میں تیار
ہے۔ درمیان دوستی چار ہی اولاد

وہ پہلی اولاد کے درمیان پہلی بار ہی
رہا کہ میں بیشہ اس کے لیے درکون
کرتا ہوں۔ صرف میری بہن اور

وہ تھیں جو بچاؤ واسطہ ہیں بلکہ
میری جان کے بھی بچاؤ واسطہ ہیں
میرے لکے اگر یہ بات ظاہر بھی ہو جاتی

تو سوچیں یہی ہر رات اپنے آپ کو
پاک کر ڈالتا۔ اور میری پیاری ماں
وہ وہ بھی جس صدمہ سے مر جاتی تھی

یو چمپ : "پیارے البرٹ :
تو البرٹ خود اپنی بھراؤ اس ہو گیا
اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کوئی

اور کوہ دینے والا خیال آیا ہے۔
یو چمپ : "میرے پیارے دوست
بہن کو کس بات کا خیال ہے؟

البرٹ : "انوس ایراول شکستہ
ہو گیا ہے۔ سنو یو چمپ یہی ایک
باب ہے۔ لوٹ اور عزت والا

ہم بھی کو مختار کرتا ہے۔ اور یو چمپ
میں تو اس بات سے مر رہا ہوں
کہ میں اب اپنے باپ کے پاس

کیسے جاؤنگا میں اس سے بے فکر
دل کے ساتھ ہوں گا میں اس کے ہاتھ
میں ہاتھ کس طرح دوں گا۔ ہاتھ

میں بھی بڑا ہی بد قسمت آدمی ہوں
راستی امان کی تصویر کی طرف دیکھ کر
میں نے میری پیاری ماں اگر تم کو یہ بتا

ہوتا تو تم کو کیسی تکلیف ہوتی تھی
یو چمپ : "البرٹ : "اور جو صلہ کرو
مردنور کوئی فکر نہیں تھی

البرٹ : "مگر تمہاری اخبار میں وہ
بیشہ تحریر کس نے بھیجی۔ معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی نہایت دشمن ہے جس نے

یہ کل بھلا دیا ہے۔
یو چمپ : "البرٹ : اپنے غم کی
پرورش کرتا ہے۔ اپنے سینہ میں اپنے

غضب کو ایسے چھپا کر رکھ جیسے کہ بادل
اپنے اندر رعد و برق کو غفی رکھتا ہے
جاؤ میرے دوست اپنی طاقت کسی

آئندہ کام کے واسطے جمع رکھو۔
البرٹ : "روشت زدہ ہو کر تم خیال
کرتے ہو کہ ابھی کچھ اور بھی رہتا ہے

یو چمپ : "میں تو کسی بات کا خیال
نہیں کرتا مگر اتنا کہتا ہوں کہ سب باتیں
محکم ہیں۔ ہاں۔"

البرٹ : "یو چمپ : کو لین و پیش
کرتے دیکھ کر میں کیا بڑ
یو چمپ : "کیا تم میڈیم یو میں سے

شادی کر دے گا
البرٹ تم مجھ پر یہ سوال کیوں کرتے ہو؟
 بیو چیمپ اس سوال کا ان باتوں کے ساتھ بڑا تعلق ہے تمہیں معلوم ہو جاوے گا
البرٹ رخصتہ میں آکر تم کیا تم خیال کرتے ہو کہ مسٹر ڈینگلس؟
 بیو چیمپ میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ تمہارے رشتہ کی کیا صورت ہے
 چربیانی کر کے میرے الفاظ کی آپ ہی تفسیر کریں۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ ان کی کوئی الٹی تفسیر کیجاوے گا
البرٹ اچھا تو پھر رشتہ قطع ہو گیا ہے؟
 بیو چیمپ اچھا بہت خوب
 دیکھو دیکھو کہ **البرٹ** پہرہ اس ہونے لگا ہے، **البرٹ** آؤ ذرا باہر چلیں میں خیال کرتا ہوں کہ اس وقت کی سیر تمہیں بڑا فائدہ دیگی۔ پہرہ اگر تمہیں کہا نا کہا نا اور میں اپنے کام دہندے میں لگ جاؤں گا؟
البرٹ بہتر ہے میں بھی خیال کرتا ہوں کہ سیر محو فائدہ دے گی۔ یہ فیصلہ کر کے وہ دونوں باہر نکلے اور پہرتے پہرتے جب لا میڈ لین میں پہنچے تو **البرٹ** نے کہا۔ بیو چیمپ ہم تو باہر جا نکلے

ہوئے ہیں۔ آؤ ذرا کوٹ آفائی کر سٹو کے مان سے بھی ہوتے چلیں۔ وہ آدمی کی روح کو خوشی کر دیتا ہے کیوں کہ وہ کہی سوال نہیں کرتا اور میری رائے میں وہی لوگ سب سے اچھے تسلی دینے والے ہوتے ہیں۔ جو سوال نہیں کرتے؟
 بیو چیمپ بہت خوشی سے آؤ چلیں؟

باب چوہری

سفا

مانی کر سٹو نے ان دونوں جوانوں کو اکٹھے دیکھ کر ایک خوشی کا نعرہ بلند کیا۔ اور کہا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے درمیان سب جگہ سے فیصلہ ہو گئے ہیں اور باہم نا چاقی دور ہو گئی ہے؟
 بیو چیمپ ناں۔ وہ بیوہ فحاشی دور ہو گئی ہیں۔ اور اگر وہ پھر دوبارہ تازہ ہوئیں تو سب سے پہلے جو انکا مقابلہ کرے گا وہ میں ہوں گا اچھا ان کا تذکرہ ہی جانتے ہو؟

کونٹ : البرٹ آپ کو بتا دیگا کہ میں نے اسکو یہی صلاح دی تھی دیکھو میرے گلو ایک بڑا مکروہ کام پٹا ہوا ہے
البرٹ : کیا کام ہے۔ آپ کا غذائے غیرہ درست کر رہے ہیں
کونٹ : الہ کا شکر ہے کہ میرے کاغذات پورے طور سے مرتب ہیں یہ مسٹر کیول کنٹی کے کاغذات ہیں

یو جیمپ : مسٹر کیول کنٹی کے البرٹ : ہاں۔ آپ نہیں جانتے کہ وہ ایک جوان آدمی ہے جس کو نوٹ نے پیرس کی سوسائٹی میں داخل کیا ہے

کونٹ : آپ کو دہوکا نہ لگے میں کسی کو داخل نہیں کرتا۔ خواہے مسٹر کیول کنٹی کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

البرٹ (مسکاکر) : اور یہ وہی کیول نٹی صاحب ہیں جو کہ میری بجائے میڈیم یوجین سے شادی کر لیا ہے

یو جیمپ : ہیں کیول کنٹی کی شادی یوجین سے ہوئی ہے
کونٹ : اچھا اس شہر میں رہتی ہیں اسوس ہے کہ آپ ایک اخبار نویس ہیں اور آپ کو ایسی باتوں کی خبر

نہیں جو پیرس کے بچے بچے کے منہ پر ہیں

یو جیمپ : اچھا کونٹ صاحب نے یہ رشتہ قائم کیا ہوگا

کونٹ : میں یو جیمپ صاحب ایسی افواہیں نہ اڑائیے۔ میں ایسے رشتہ کراؤں۔ نہیں آپ مجھے جانتے نہیں برخلاف اس کے میں تو اسکان بہر کو شش کی ہے کہ کسی طرح سے یہ رشتہ نہ ہووے۔

یو جیمپ : اوہو۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ نے البرٹ کی خاطر یہ کوشش کی ہوگی

البرٹ : میری خاطر۔ ہرگز نہیں کونٹ صاحب اس بات کی گواہی دیجئے

کہ میں ان سے ہمیشہ یہ منٹ کیا کرتا تھا کہ کسی طرح اس رشتہ کو توڑ دوں سوالہ کا شکر ہے کہ یہ قصہ ختم ہوا ہے کونٹ صاحب اب یہ بہانہ کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ جہر بانی میرے

حال پر نہیں کی مگر میں متیقن ہوں کہ یہ سب انہیں کا احسان ہے

کونٹ : سنو میرا اس معاملے میں بہت کم تعلق ہے میں تو مسٹر کے بھی مخالف ہوں اور واماؤ کے بھی مگر بات یہ ہے کہ میڈیم یوجین ہی کو شادی سے کچھ متنفر ہے۔ میں

بھی کبھی کبھی اس کے مطلب کی
کہہ دیا کرتا تھا اور اسی سے وہ چہرے
کچھ محبت بھی رکھتی ہے
البرٹ ۛ اور آپ کے خیال میں
شادی قریب ہے ۛ
کوٹھ ۛ ہاں باوجود میرے سمجھنے
کے وقت قریب آگیا ہے میں اسے
کو نہیں جانتا۔ کھا جاتا ہے کہ وہ اچھے
خاندان سے ہے اور دو لہند بھی ہے
مگر میں ایسی بے ٹھکانا خواہو نہیں ہوسکتا
نہیں کیا کرتا میں نے مشر ڈینگرس کو
بہتیرا سمجھا یا مگر وہ تو اسپر کچھ فریقہ ہو
گیا ہے مجھے ایک کا حال معلوم ہوا
ہے جو ذرا قابل غور ہے اور وہ یہ ہے
کہ اس جوان آدمی کو یا تو اسکی دایہ نے
تبدیل کر دیا یا آدم خوروں نے چالیا
تھا اور یا اسکو اسکے اتالیق نے کہیں
گنوا چھوڑا تھا ان تینوں میں سے ایک
بات ضروری ہے اور اس بات کا تو
مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے باپ سے
قریب دس برس کے جدا رہا ہے
ان دس سالوں میں وہ کیا کرتا
رہا ہے۔ یہ صرف خدا ہی کو معلوم
ہے۔ خیر اسے جانے دو۔ انہوں نے
میرے ذمہ یہ ڈالا تھا کہ میں سب کچھ
کتنی سے کاغذات مگواؤں اور یہ
کاغذات آپیونچے ہیں۔ میں انہیں بھیجتا

ہوں۔ مگر اس معاملے سے زیادہ تعلق
نہیں رکھوں گا ۛ
البرٹ ۛ اور میڈیم آرمیلہ اپنی
نسبت کیا کہتی ہوگی کہ آپ اس
کا شاگرد اس سے چہین لیا ہے ۛ
کوٹھ ۛ مجھے معلوم نہیں مگر
میرا خیال ہے کہ وہ اعلیٰ کو جانچا لی
ہے۔ میڈیم ڈینگرس نے مجھ کو کہا تھا
کہ کوئی سفارشی خط لکھ دوں اور میں
نے اسے تھائیڈ کے مالک کے نام
ایک خط دیدیا ہے۔ مگر میاں البرٹ
یہ تو بتاؤ کہ تم کیوں سست نظر آتے
ہو۔ کیا میڈیم یوجین سے سچے سچ تمہارے
محبت ہے ۛ
البرٹ ۛ مجھے تو اس کا کچھ پتا
نہیں لگتا۔ یوجین کچھ تصویر ونگی
طرف دیکھو لگ گیا ۛ
کوٹھ ۛ مگر تم اپنی معمولی خوش باشی
کی حالت میں نہیں ۛ
البرٹ ۛ مجھے بڑا سخت سر درد
ہے ۛ
کوٹھ ۛ وائی کوٹھ صاحب
میں آپ کے لئے ایک شافی دوا
تجویز کرتا ہوں ۛ
البرٹ ۛ وہ کیا ہے ۛ
کوٹھ ۛ اب دوا کی تبدیلی ۛ
البرٹ ۛ بہت خوب ۛ

کوٹھ - میری بھی طبیعت کچھ
 تنگ بڑی ہوئی ہے سو میری
 صلاح ہے کہ دونو اکٹھے چلیں گے
 کوٹھ صاحب آب تنگ
 بننے نہ ہوتے ہیں۔ اور تنگ آپ
 کس بات سے ہیں گے
 کوٹھ - آپکو معلوم نہیں ہے کہ
 اس روز چوری کا کیا معاملہ ہوا تھا
 میو جمب گے اتنا سنا ہے کہ کوئی
 چور قتل کیا گیا تھا مگر یہ کیس پارڈ
 کون ہے گے
 کوٹھ گے وہ کوئی دیہاتی ہے
 مشریم ڈی ولفرٹ نے اسکی بابت
 مارسیز میں سنا تھا اور مشریم
 بھی اسکا واقف ہے۔ اسلئے وہ اس
 معاملے میں بڑی سرگرمی سے کام
 کر رہے ہیں۔ افسر پولیس بھی اس
 میں بڑی دلچسپی ظاہر کر رہا ہے اور
 اس دلچسپی کی وجہ ہے کہ اس
 نے میرے پاس میرس کے تمام
 راہزن پیچھے ہیں کہ شاید ان میں
 سے کوئی گیس یا روکا قاتل ہو اگر
 نین ہمدیہ تک بھی حال رہا تو پریس کے
 ہر ایک راہزن اور چور کو میرے
 مکان کا نقشہ لوگ زبان ہو جاوے گا
 سو میں چاہتا ہوں کہ ان قصوں کو
 چوڑوں اور کسی ایسی جگہ چلا جائے

جہاں کرایسی باتوں کی آواز تک نہ
 آوے۔ اور البرٹ صاحب اگر
 آپ بھی میرے ہمراہ چلیں تو کچھ
 بڑی خوشی ہو گے
 البرٹ گے بڑی خوشی سے گے
 کوٹھ اچھا یہ ہوا فیصلہ گے
 البرٹ ہاں۔ مگر چلیں گے کہاں گے
 کوٹھ گے بس ایک ایسی جگہ جہاں تک
 ہوا مصفا ہے جہاں تک ہر ایک آواز دل
 کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ اور جہاں تک انسان
 کی روح خواہے کیسی ہی متبرک کیوں
 نہ ہو عاجز ہوتی ہے میں اس عاجز
 کو بڑا پسند کرتا ہوں میں جو کہ تمام
 مارسیز میں دنیا کا ایک مالک ہوں گے
 البرٹ گے مگر آپ جاتے کدہ ہیں
 کچھ تیرے بھی تو ہو گے
 کوٹھ گے البرٹ صاحب سمندر
 کی طرف آپ جانتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں
 ہوں۔ ابھی میں جگہ نہیں ہی تھا کہ سمندر
 کی چھاتی سیر اگہوارہ تھا اور آسمان کا
 دامن میری چادر تھی۔ میں سمندر کو
 اپنی مشوقہ جانتا ہوں اور اگر اسے
 کچھ مدت نہ دیکھوں تو اس ہو
 جاتا ہوں گے
 البرٹ - اچھا چلو یہ چلیں گے
 کوٹھ گے سمندر کو گے
 البرٹ ہاں گے

کوئٹہ اچھا تو آپ میری تجویز کو قبول کرتے ہو۔
البرٹ "ہاں"
کوئٹہ "اچھا البرٹ صاحب آج شام میرے صحن میں ایک گاڑی کھڑی ہوگی جس کے آگے چار گھوڑے ہونگے یہ بالکل ایک کمرہ کی طرح ہے اور اس میں چار آدمی سو سکتے ہیں مسٹر بیوچمپ کیا آپ یہی چارے ہمراہ چلیں گے؟
بیوچمپ "جہاں بانی نوازش میں ابھی سمندر ہی سے واپس آیا ہوں کوئٹہ" ہیں آپ سمندر سے کیسے آئے ہیں
بیوچمپ "میں ذرا کچھ سیر کرنے کے واسطے گیا تھا"
البرٹ "او کیا بات ہے چلو ہمارے ساتھ چلو"
بیوچمپ "پیارے البرٹ جانتے ہو کہ میں اسی وقت انکار کرتا ہوں جبکہ بات نامتی نامکن ہوتی ہے علاوہ ازیں یہ بھی ضرور ہے کہ پیرس میں رہوں تاکہ اخبار کی طرف توجہ رکھوں"
البرٹ "ہاں بیشک آپ سچ لیتے ہیں ضرور توجہ کرو اور اس دشمن و معلوم کردہ جس نے یہ راز افشا کیا کہ
البرٹ اور بیوچمپ اب جدا ہوئے ان کے آخری مصافحہ نے ظاہر کر دیا جو کہ ان کی زبانیں ایک ستیر کی آدھی کے پاس بیان نہ کر سکیں۔
کوئٹہ جب بیوچمپ چلا گیا تو کوئٹہ بولا بیوچمپ بھی تو ایک مزیدار آدمی ہے کیوں نہ البرٹ؟
البرٹ "ہاں اور وہ ایک مخلص دوست بھی ہے مجھے اس سے بڑی محبت ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ آپ جاتے کدیر ہیں۔
کوئٹہ "نارمنڈی میں البرٹ" بہت خوب کیا ہم وہاں تنہا ہوں گے اور کوئی ہم صحبت ہمارے ساتھ نہ ہوگی"
کوئٹہ "بس ہمارے ساتھی سواری کے گھوڑے شکاری کتے اور ٹھیلیاں پکڑنے والی کشتیاں ہونگی"
البرٹ "بس میری مرضی کے مطابق ہے میں جاتا ہوں اور اپنی ماں کو خبر کراتا ہوں ابھی واپس آؤنگا
کوئٹہ "مگر کیا آپ کو نارمنڈی جانیکی اجازت دیا دینگے۔
البرٹ "میں جہاں چاہوں جاسکتا ہوں۔"

کوٹھ کے ہاں میں جاتا ہوں
کہ آپ اکیلے جا سکتے ہیں چنانچہ
میں نے آپکو اٹھی میں دیکھا تھا
مگر کوٹھ آف مانی ٹرسٹو کے
ساتھ جانا ۔۔۔

البرٹ : کوٹھ صاحب آپ
مہول گئے ہیں کہ میں آپ کو بتلایا
تھا کہ میری ماں آپکی نسبت بڑا
نیک خیال رکھتی ہے ۔

کوٹھ : فرانسیس اول نے
کہا ہے کہ عورت متون المزاج
ہوتی ہے اور شکیسر نے کہا ہے
کہ عورت سمندر کی لہر جیسا ہوتا ہے

ہے ۔ ان دو نو بڑے آدمیوں کی
باتیں جھوٹ نہیں ہو سکتیں ۔
البرٹ : میری ماں اس قسم کی
تجربہ نہیں ہے وہ اپنی رائے

بڑی سوج بچار کے بعد قائم کرتی
ہے اور پھر اسے سمجھی تبدیل نہیں
کرتی ۔

کوٹھ : آہ مگر کس ہاں سچ ہوگا
اور کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ
میں میرے کچھ دیکھی ہوں ۔

البرٹ : میں پھر کہتا ہوں
کہ آپ نے میری ماں کے دلیوں
وہ دلیوں پر مار دی ہے کہ جب

میرے ساتھ ہوتی ہے تو سوائے
آپ کے کسی اور کا ذکر کرتی بھی
نہیں ۔
کوٹھ : اور کیا وہ آپ کو مجھ
سے متنفر کرتی ہے ۔

البرٹ : برخلاف اس کے
وہ ہمیشہ مجھے آپکی دوستی پیدا
کرنے کی تاکید کرتی ہے اور ہمیشہ
آپکی تعریف کرتی ہے ۔

کوٹھ : آہ مگر کس ہاں ۔
البرٹ : سو آپ دیکھتے ہیں
کہ بڑے عجوبہ روکنے کے وہ بلکہ
مجھے زیادہ تاکید کریں گی ۔

کوٹھ : اچھا پھر پانچ بجے
تک رخصت ہم بارہ بجے یا ایک
بجے پہنچ جائیں گے ۔

البرٹ : بڑی پاٹ میں ۔
کوٹھ : پاٹ کی پاٹ میں یا
اس کے کہیں قریب ۔

البرٹ : مگر کیا ہم سات آٹھ
سو میل سات گھنٹے میں طے کر سکیں
کوٹھ : آسانی سے ۔

البرٹ : آپ تو معجزے کرتے
ہیں ۔ تم تھوڑی دیر میں نہ صرف
ریل سے بھی بڑھ جاؤ گے بلکہ تار
سے بھی ۔

کوٹھ : البرٹ صاحب مجھے

انتظار میں نہ رکھنا کیونکہ سفر ضرور اٹھنا ہے۔

البرٹ اس کا خیال مت کرو۔ میں نے تہوڑی تیاری کرنی ہے۔ کونٹ مسکرایا اور چند لحظہ تک گھڑی فکر میں مستغرق رہا پھر نے منہ پر ہاتھ پھیر کر گویا کہ وہ اپنی منہ دور کرنا چاہتا ہے۔ اس نے دو دفعہ گھنٹہ بجا یا گھنٹہ کی آواز سنتے ہی شہر و شیعہ آگیا۔

کونٹ بشہر و شیعہ میرا ارادہ ہے کہ کل کی بجائے آج شام نارمنڈ کو جاؤں۔ پانچ بجے تک تمہارے پاس کافی وقت ہے۔ سو آدمی بھیج کر پہلی منزل پر سائیکلوں کو آگاہ کرو۔ البرٹ بھی میرے ساتھ جا بیگا۔

بشہر و شیعہ نے فوراً حکم کے مطابق پان تاسی کی طرف ایک قاصد بھیج کر اس بات کے اطلاع دینے کے لئے کہ اس دن چھ بجے کونٹ کی گاڑی پہنچی گی وہاں سے پھر سڑکی منزل کی طرف آدمی بھیجا گیا اور پھر اس سے تیسری منزل کی طرف۔ اور چھ گھنٹہ میں تمام گھوڑے تیار اور مستعد ہو گئے۔ روانہ کیے۔ پھر کونٹ میڈی

کے کمرہ میں گیا۔ اور اس کو اپنے ارادہ سے مطلع کر کے تمام کاروبار اس کے سپرد کیا۔ البرٹ اپنے اقرار کے مطابق آیا۔ البرٹ کو پہلے کوئی خیال نہ تھا کہ گاڑی چلے گی سو اب گاڑی کو اپنی تیز رفتاری کا سامنا ہے دیکھ کر وہ بڑا مستعجب اور حیران ہوا۔ کونٹ نے اپنا سپر گاڑی کی طاق میں سے نکالا اور علی کو سیٹی بجا کر اشارہ کیا۔ گاڑی فوراً اڑی۔ ہر ایک کی نگاہ فوراً اس اڑتے ہوئے شہاب پر لگ گئی علی نے باگ مضبوط پکڑ لی اور گھوڑوں کے عیال ہوا۔ میں لہراتے ہوئے عجیب بہار دکھانے لگے۔

البرٹ۔ لوجی عین آج تک بھی تیز سفر کرنے کی خوشی نہیں دیکھی تھی۔ پہلا یہ تو بتاؤ کہ آپ ایسے تیز گھوڑے کہاں سے لیتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرانس اور تاکید سے بھگا گئے ہیں۔ کونٹ ایک خیال ٹھیک ہے۔ چھ سال ہوئے کہ میں نے ایک گھوڑا خریدی تھی۔ تیز رفتاری کے

واسطے مشہور تھا۔ جو بتیں گھڑی
 ہم آج استعمال کریں گے وہ اسی
 گھوڑے کی اولاد ہیں۔ وہ سارے
 کے سارے سیاہ ہیں صرف ہر ایک
 کے پیشانی پر ایک ایک سفید تارا
 ہے۔
 البرٹ: نہایت خوب نگر آپ
 اتنے گھوڑوں کو کرتے کیا ہیں؟
 کوٹ: آپ دیکھتے ہیں کہ میں
 ان سے سفر کرتا ہوں؟
 البرٹ: آپ ہمیشہ تو سفر نہیں
 کرتے؟
 کوٹ: جب مجھے انکی ضرورت
 نہیں ہوتی تو بشر و شیواں کو فروخت
 کر دیتا ہے اور اسکو اس فروخت
 سے تیس چالیس ہزار کی بچت ہو
 جاتی ہے؟
 البرٹ: لیکن یورپ میں
 تو کوئی ایسا دولت مند بادشاہ
 نہیں جہاں کو خریدے؟
 کوٹ: اگر یورپ میں کوئی
 خریدار نہیں ملے گا تو وہ انہیں
 ایشیا کے کسی وزیر کے پاس فروخت
 کر دیگا جو اپنے خزانہ انکو خریدنے
 کے لئے خالی کر دیگا۔ اور پھر ان کو
 چایک استعمال کر کے بہر یورپ کرے گا
 البرٹ: کوٹ صاحب کیا میں
 آپ کو ایک بات بتاؤں
 کوٹ: ہاں پتھر؟
 البرٹ: بات یہ ہے کہ آپ
 سے دوسرے درجہ سے یورپ
 میں بشر و شیواں سے زیادہ
 امیر اور دولت مند ہو گا؟
 کوٹ: البرٹ صاحب آپکو
 غلطی لگتی ہے۔ میرا خیال ہے
 کہ اس کے پاس ایک یا دو بھی نہیں
 ہے؟
 البرٹ: یہ تو عجیب بات ہی
 میں تو اس کو نہیں مان سکتا؟
 کوٹ: میں آپکو عجیب باتیں
 نہیں بتاتا اچھا بتاؤ کہ لوکر اپنے
 آقا کی چوری کیوں کرتا ہے؟
 البرٹ: بس اسی لئے کہ اس
 کی فطرت میں چوری کرنا ہے
 وہ چوری کرنے کی خاطر چوری
 کرتا ہے؟
 کوٹ: اس میں بھی آپکو غلطی
 لگتی ہے۔ لوکر اس لئے چوری کرتا
 ہے کہ اس کی عورت اور بچے ہوتے
 ہیں اور اس کے ساتھ اپنی خواہش
 بھی لگی ہوتی ہیں ساتھ ہی اسکے
 اسکو لوکر کی یہ قائم رہنے کا یقین
 نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ
 آئندہ کے لئے ذخیرہ جمع کرے۔

میرے نوکر بٹر وشیو کا بیہ حال ہے کہ وہ اس دنیا میں بالکل تنہا ہے۔ وہ میرا رویہ جیسے چاہے استعمال کرے اس کو کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور اس کو یقین ہے کہ اس کی نوکر کی کبھی نہ جائیگی۔
البرٹ - یہ کیوں؟

کونٹ - کیونکہ مجھ اس سے بہتر نہیں مل سکتا۔

البرٹ - غالباًت سے ہمیشہ دھوکا سوا کرتا ہے۔

کونٹ - مگر میں تو یقیناًت پر چلتا ہوں۔ ایک ایسا نوکر ہے جس پر مجھے کل اختیار ہے یہاں تک کہ موت حیات کا ہے۔

البرٹ - کیا آپ کو بٹر وشیو پر یہ اختیار بھی حاصل ہے؟

کونٹ - ہاں۔

بعض ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو کہ گفتگو کا دروازہ ایسے بند کر دیتے ہیں جیسے کہ نوپے کے کواڑ۔ بس ایسی ہی کونٹ کی۔

ہاں! تھی سفر بڑی جلدی سے طے ہو گیا اور تین گھنٹوں نے سات سو میل کا فاصلہ آٹھ گھنٹہ میں طے کیا۔ آدھی رات کے وقت وہ ایک خوب صورت مرغزار

کے دروازہ پر پہنچے دربان وہاں موجود تھا اس کو کونٹ کے آنے کی اطلاع پہنچ گئی ہوئی تھی۔ صبح کے دھان کی بجائے البرٹ انوکھے میں پہنچا یا گیا جہاں تک حمام اور کہا نا تیار تھا وہ نوکر جو گاڑی کے پیچھے بیٹھ کر آیا تھا۔ اس کی خدمت میں موجود تھا۔ بیپ لسن جو گاڑی میں سامنے بیٹھ کر آیا تھا کونٹ کی خدمت میں رہا۔

البرٹ نے غسل کر کے کھانا کھا اور بستر پر آرام کے لئے گیا۔ تمام رات وہ آرام سے سو رہا اور صبح سمندر کے پانیوں کی آواز اسے لوری دیتی رہی خواب سے بیدار ہو کر وہ کھاڑی کی طرف گیا۔

جس کے سامنے کی طرف سمندر تھا اور جس کے پیچھے ایک مرغزار تھا اور اس کے پیچھے ایک چوٹا سا جنگل تھا ایک چوٹی سی ضلع میں ایک کشتی بڑی تھی جس کے بادبانوں پر مائیں کر سٹو کے جنگل اسلحہ کے نشان تھے اس کشتی کے گرنارگو آس پاس کے ماہی گیروں کی کشتیاں بڑی تھیں۔ آس پاس میں تمام عیش و عشرت کے سامان جمع تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ کونٹ فرج

فلان زمین - بوجپ کی طرف سے

البرٹ " کیا تمہیں اس نے بھیجا ہے "

نوکر " جناب اس نے بلوا کر سفر کے واسطے خرچ دیا اور ایک گھوڑا منگوا دیا اور مجھ سے اقرار لے لیا کہ راستہ میں بالکل قیام کروں۔ اس جگہ میں پندرہ ساعت میں پہنچا ہوں۔ البرٹ نے خط کھولا۔ پہلی سطر پڑھنے پر اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور اس نے اخبار پڑھ لیا۔ مگر اس کی آنکھیں دھندلی ہو گئیں اس کی مانگیں لڑکھائیں گئیں اور وہ ضرور گر بیٹا اگر فلاں زمین اسے شنبہاں نہ لیتا "

کونٹ (آہستہ آواز میں) غریب جوان یہ پیر راست نکلا کہ باب کا گناہ تین چار پشتوں تک برابر اثر رکھتا ہے اتنے میں البرٹ کو ہوش آ گیا۔ اس نے اخبار پڑھ کر اپنے بال بچے بچیکے اور نوکر کو کہا " کیا تمہارا گھوڑا فوراً واپس لے لیتا رہے "

نوکر " یہ تو ایک غریب کرایہ کا لکڑا گھوڑا ہے "

اور آسودگی کا دیتا ہے کہ جہاں جاتا ہے۔ عیش کے سامان اسکے پاس باقراط ہوتے ہیں۔ ڈیوٹی میں دو ہندو قیں بڑی تھیں اور ان کے پاس شکار کھیلنے کا سامان تھا نچلے فرش میں چھلی پکڑنے کے سب سامان موجود تھے جانگریزوں کی عقل اور ایجادی قوت نے وضع کئے ہیں وہ تمام دن انہوں نے شکار کھیلنے میں بسر کیا اور بہت سے جانور اور چھلیاں ماریں۔ پھر انہوں نے مکان کے برآمدہ میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور کتب خانہ میں بیٹھ کر چارلی - تیسرے روز کی شام کو البرٹ شکار سے تھکا ماندہ ایک آرام چوکی میں لیٹا ہوا تھا جبکہ اس نے پوری رفتار سے ایک گھوڑے کے دوڑنے کی آواز سنی اور سر اٹھا کر اوپر دیکھا وہ سوار اسکا اپنا ہی نوکر ہے جبکو کہ وہ خود کونٹ کو تکلیف نہ دینے کی غرض سے اپنے ساتھ نہیں لایا تھا وہ فوراً اٹھ کر کھڑکی کے قریب پہنچا تو نوکر نے اپنی جیب سے ایک لفافہ لگا لگا جبین کہ ایک خط اور ایک اخبار تھی "

البرٹ " یہ کس کی طرف سے ہے "

البرٹ۔ جب تم آئے تو گھر کس حالت میں تھا؟

لوکر۔ بالکل امن تھا۔ مگر جب میں بیوچپ کے گھر سے واپس آیا تو میں نے آپنی والدہ کو روئے ہوئے پایا اس نے مجھ سے آپنی بابت پوچھا میں نے اسے بیوچپ کا پیغام کہہ سنایا۔ اس نے پہلے تو مجھے آپکے پاس آئیے منع کیا۔ لیکن آخر میں کہا جاؤ اور اسے لے آؤ۔

البرٹ۔ لاں میں واپس جاتا ہوں اور ہلاکت ہو اس سخت کے لئے ... مگر پہلے مجھے ...

وہ اب کونٹ کے پاس واپس گیا مگر اسکی حالت بالکل متغیر تھی وہ معمول کی طرح گیا تھا مگر جب وہ آیا تو اسکی آواز کیکیا رہی تھی اسکی آنکھ دھمکی دے رہے تھی۔ اور اسکی ٹانگیں کانپ رہی تھیں جب وہ کونٹ کے پاس پہنچا تو بولا "کونٹ صاحب میں آپکی جان نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں یہاں چند روز اور رہتا مگر ایک مجبوری آپڑی ہے اور مجھے ضرور پیرس جانا پڑے گا۔"

کونٹ۔ کیا ہوا ہے۔ خیر تو ہے؟

البرٹ۔ ایک بڑی مصیبت آئی ہے آپ جیسی پوچھیں کچھ نہ۔ بس مجھے ایک گھوڑا دیں۔

کونٹ۔ میرے اصطبل سب آپکے سامنے حاضر ہیں مگر اتنی دور سوا جہان سے تو آپ ہلاک ہو جاویں گے بہتر ہو کہ کوئی چھوٹی سی لیلیں۔

البرٹ۔ اس طرح سے دیر لگ جائیگی اور ساتھ ہی جس تہکان سے آپ اندیشہ کرتے ہیں اسکی مجھے ضرورت ہے یہ میرے حق میں مفید ہوگا۔ یہم کہہ کر البرٹ لڑکھڑایا اور ایک کرسی پر گر پڑا۔ کونٹ نے اس بات کو نہ دیکھا

کیونکہ وہ کہہ چکی میں سے علی کو بلارڈ تھا۔ اور گھوڑے کی واسطے آوازیں دے رہا تھا گھوڑا فوراً حاضر ہوا اور البرٹ کونٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس پر سوار ہوا۔ اور پھر نوکر سے بولا فلارن ٹین تم جلدی واپس چلو پھر کونٹ سے فحش کیا اور گھوڑا لینے کے لئے کسی خاص بات کی ضرورت ہوگی۔

کونٹ۔ بس ایک سے اتر بیٹھا اور دوسرا تیار ہوگا۔

البرٹ۔ آپ میری روانگی کو عجیب نگاہ سے دیکھتے ہوں گے اور اسے بیوقوفی خیال کرتے ہونگے مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ اخبار کی ایک تحریر کیا غقب چڑھا سکتی ہے۔ اچھا یہم پڑھ لو اور مگر جب میں

باب چاسی

مقدمہ اور اظہار

تین بچے منج کے البرٹ بیوچمپ کے
دروازہ پر پہنچا بیوچمپ کا نوکر گئے
اپنے آقا کے نشست گاہ میں بیگیا
اتنے میں بیوچمپ بھی آگیا
البرٹ "لوہائی میں آگیا ہوں"
بیوچمپ "میرے غریب دوست
میں تمہارے اختیار میں ہی تھا"
البرٹ "مجھے اس بات کے کہنے کی
تو شاید کوئی ضرورت نہیں ہے کہ
یہ بھید پہر آپ کی طرف سے نہیں نکلا
بلکہ آپ کا بچہ بلا بھیجنا میرے ساتھ
آپ کی محبت کا اور زیادہ ثبوت ہے"
پس وقت ضائع کرنے کے بغیر مجھے
تبدل دیکھ کر آپ کو معلوم ہے کہ یہ
خطرناک حملہ کس کی طرف سے ہوا
ہے"

بیوچمپ "میرا خیال ہے کہ مجھے
کچھ بتلے"
البرٹ "مگر پہلے مجھے اس فیوس

علا جلدی تو تب پڑھتا تاکہ آپ میرے
عقصد کے شاہد نہ ہوں کوئٹے
اخباری اور البرٹ نے گھوڑے
کو ایڑی لگائی اور تیر کی مانند اڑا
کوئٹے نے رحم پوری نگاہ سے اس
کی طرف دیکھا اور حجب وہ بالکل
نظر سے چھپ گیا تو اخبار میں سے
مفصلہ ذیل پڑھنا شروع کیا
وہ فرانسیسی افسر جو کہ علی پاشا کا
نوکر تھا اور جس کا کہ اخبار اصرارشل
میں تین ہفتہ ہوئے ذکر ہوا تھا جنینا
ترکوں کے پاس بھیجے وقت اپنے آپ
کو فخر مند کہتا تھا۔ مگر اس وقت سے
اس نے اپنے اصلی نام کے ساتھ
ایک امارت کا لقب لگایا ہے۔
اب وہ اپنے آپکو کوئٹ ڈی ماس
سرف کہتا ہے اور فرائس کے
امرا میں گنا جاتا ہے۔
اس طرح وہ وحشت ناک راز
جس کو کہ بیوچمپ نے بالکل چھپا
دیا تھا پہر ایک بہوت کی مانند ایک
اور اخبار میں ظاہر ہوا۔ اور پھر
اس نے جان البرٹ کو مصیبت
کا نشانہ بنایا

ناک کاروائی کا سارا حال بتاؤ۔

بھوجپ : سنو۔ وہ روز گزرے

ہیں کہ یہ آرٹیکل ایک دوسرے

اخبار میں ظاہر ہوا۔ زیادہ خطرے

کی بات یہ تھی کہ وہ اخبار سرکاری

اخبار سمجھا جاتا ہے میں اس وقت

کھانا کھا رہا تھا۔ جبکہ میں نے وہ

آرٹیکل پڑھا۔ میں نے فوراً گاڑی

منگوائی اور اس اخبار نویس کے

دفتر کو روانہ ہوا اگرچہ اس کے

ملکی خیالات سے بالکل اتفاق نہیں

ہے۔ تاہم وہ میرا بڑا ایک دوست ہے

وہ اس وقت اسی اخبار میں ایک

آرٹیکل پڑھا تھا جو اس نے خود

لکھا تھا۔ میں نے جانتے ہی کہا میرے

دوست اخبار آپ کے ہاتھ میں ہے

سو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں

اسے آنے کی وجہ بتاؤں۔

اؤٹیسٹر : کیوں میرے پرچے سے

آپ کی کیا مراد وابستہ ہے۔

میں : بس میں اسی آرٹیکل کے

متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں جس میں

کوئٹہ مارسرف کا تذکرہ ہے۔

اؤٹیسٹر : ہاں دیکھو کیا یہ عجیب معاملہ

نہیں ہے۔

میں : ایسا عجیب کہ مجھے ڈر ہے

کہ آپ کہیں ہتک عزت کے الزام

میں گرفتار نہ ہو جاویں۔

اؤٹیسٹر : ہرگز نہیں بھکواس آرٹیکل

کے ساتھ تمام ضروری شواہد بھی

لگتی ہیں اور کوئٹہ مارسرف کی

طاقت نہیں کہ اس الزام کا

جواب دے سکے علاوہ ازیں

ایسے دیوثوں کے پردہ خاش کرنا

جو کہ اس عزت کے ناقابل ہیں

جو ایکی ان کے ملک نے کی ہے

ایک کھجڑیت کرنا ہے۔

میں : رنجیر ہو کر : اچھا آپ کو

ایسی بھی اطلاع کس نے دی ہے

میرے پرچہ میں یہ سب سے پہلے

شائع ہوئی تھی۔ مگر مجھے تو ثبوت

نہ ملنے کے سبب سے اسے واپس

لینا پڑا تھا۔

اؤٹیسٹر : بس کل ایک شخص

جنینا سے آیا اور اسی نے ہمیں

یہ خبر مع تمام ثبوتوں کے دی۔

مجھ کو اب سوائے بسنے کے کوئی

چارہ نہ رہا اور میں واپس آیا وہ اسی

رونجیر کیٹی میں بڑی کھلی

رہ گئی ہر ایک ممبر وقت مقرر کے

پہنچے حاضر ہو گئے۔ اور ہر ایک اس

اداس کر دینے والے واقعہ کی نسبت

باتیں کر رہا تھا۔ کوئی تو اخبار میں

وہ آرٹیکل پڑھا تھا۔ اور کوئی

اس واقعہ پر اور عاشقہ چڑھ کر
 تھا۔ آپ کا باپ اپنے ہم نشینوں
 میں بڑا ہر دل عزیز نہ تھا۔ دوسرے
 نوخیزوں کی طرح وہ بڑا متکبر اور
 مغرور تھا خاندانی امیر اسپر ہنسا
 کرتے تھے اور سچے عزت دار اس
 سے تنفر کیا کرتے تھے اور تمام موقع
 ہی کی تلاش میں تھے کہ جب کبھی
 خدا کا غضب اسپر بہر کے تو وہ
 بھی اسکے ساتھ بدالیں مگر کونٹ
 ڈی مار سرف کو ابھی تک اس موقع کی
 بالکل خبر نہ تھی۔ اس نے وہ اخبار
 شہی بھی نہ تھی جس میں وہ آرٹیکل نکلا
 تھا۔ اور صبح اس نے خط لکھنے
 اور ایک گھوڑا آنے میں صرف
 کی تھی وہ چیمبر میں اپنے معمولی وقت
 پر پہنچا اسکی نگاہ متکبرانہ تھی اور
 اس کا انداز گستاخانہ تھا وہ گھوڑی
 سے اتار اور کسی کی طرف توجہ کرنے
 کے بغیر اندر داخل ہوا کام شروع
 ہو گیا ہوا تھا اور ہر ایک نے اپنے
 اپنے ہاتھ میں وہی اخبار پکڑا ہوا
 تھا مگر کسی کی یہ جرات نہ تھی تھی
 کہ اپنے اوپر الزام لگانے کی جلدی
 لے۔ آخر کار ایک مہر جو کہ مار سرف
 کا لپکا دشمن تھا بڑی سنجیدگی کے
 ساتھ مہر برچہ ڈاٹاب سیکو معلوم

ہو گیا کہ حملہ کا وقت آ پہنچا ہے۔
 تمام خاموش ہو گئے اور سب کی توجہ
 اس کی طرف لگ گئی مار سرف کو
 معلوم نہ تھا کہ اس توجہ کا باعث
 کیا ہے حالانکہ پہلے اس مہر کی بھرپور
 تقریر کوئی جان اٹھا کر سنانہ کرتا
 تھا لکچر کے تمہید کی طرف کونٹ
 لکچر توجہ نہ کی مگر جب جنینا اور کرنل
 رشید کے نام اس کے کانوں پر پڑے
 تو اس کا رنگ تھق ہو گیا اور ہر ایک
 کی آنکھ اسپر لگ گئی اخلاقی رنجوں
 میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ
 چپ توجہ دیتے ہیں مگر بند کبھی نہیں
 ہمتے انکی درد ہمیشہ تازہ ہوتی ہے
 اور خدا سا چہونے پر وہ پیر کھل جاتے
 ہیں۔
 جب لکچر کرنے آرٹیکل پڑھ کر ختم
 کیا تو اس نے اپنی شروع شروع
 کی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس
 چیمبر اور اس کے ایک معزز ممبر کی
 عزت بچاؤں اور ان خبروں کو
 جسے کہ ایک امیر کی عزت پر حملہ
 ہوتا ہے بند کروں میسٹر اس کے
 کہ وہ پیرل جاویں سب سے آخر
 اس نے کہا کہ ایک پوری تحقیق
 ہونی چاہیے اور ہر ایک قسم کی
 شہادتوں کا امتحان کرنا چاہیے۔

مارسرف اس ناگہانی آفت سے ایسا مغلوب ہو گیا کہ اس کے منہ سے لفظ نہ نکل سکتا تھا اس نے منہ ہوا ہو کر اپنے ارد گرد دیکھا اس حیرانی نے جو کہ معصومیت اور گناہ دونوں سے پیدا ہو سکتی ہے۔ بعضوں کو اس کی حالت میں کر لیا۔ کیونکہ جو لوگ سچے فیاض ہوتے ہیں وہ دشمنی سے رحم اور معافی کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں پرنسڈنٹ نے ووٹ لیا اور فیصلہ ہوا کہ تحقیقات کیجئے کوئٹ سے پوچھا گیا کہ اسکو اپنا بچاؤ تیار کرنے کے لئے کتنا وقت درکار ہے۔

کوئٹ مارسرف میرے صاحبان اپنی بریت ثابت کرنے کے لئے مجھے وقت کی کوئی ضرورت نہیں میں اپنی معصومیت اپنے خون کے آخری قطرات کے ساتھ کرونگا اور فوراً ہی اپنے صاحبوں کو ثابت کر کے دکھا دوں گا کہ میں اگر آپ صاحبوں سے عزت اور شرافت میں زیادہ نہیں ہوں تو کم بھی نہیں ہوں ان باتوں نے بہتوں کے دل کو اسکی طرف مائل کر لیا کوئٹ مارسرف "لو میں تھا"

کہ تحقیقات فوراً شروع ہو جاوے اور میں تمام ضروری اطلاق بہم پہنچاؤں گا پرنسڈنٹ "آپ کون دن مقرر کرتے ہیں" مارسرف "بس میں آج ہی تیار ہوں" پرنسڈنٹ "کیا آپ صاحبان اس بات سے متفق ہیں کہ کام آج ہی شروع کیا جاوے" سب نے جواب دیا کہ ہاں بارہ نمبروں کی ایک کمیٹی منتخب کی گئی تاکہ کوئٹ مارسرف کے بیٹوں کا امتحان کرے فیصلہ ہوا کہ امتحان اس شام آٹھ بجے شروع ہووے تو دوسرے روز پھر اسی وقت کام شروع کیا جاوے" مارسرف نے جلنے کے واسطے اجازت مانگی اس نے تمام تحریرات جمع کئے تھے جو کہ وہ اس طوفان کے برخلاف جمع کر رہا تھا جبکو اس نے پہلے ہی تیار کیا تھا

المرٹ کے دل میں اس بیان کو سنگ بھی امید داخل ہو جاتی تھی اور کبھی دڑ اور کبھی شرم کیونکہ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کے باپ کا جرم ثابت ہے اس نے آخر ہوجھ

سکورو کتے دیکھ کر کہا۔ اچھا بھوکہ کیا
 ہو چمب۔ "آپ چمپر آئیں فلاں
 سٹیم ڈالو میں کیا آپ سب کچھ
 جانا چاہتے ہیں؟"
 البرٹ۔ "سب کچھ اور آپ ہی
 کل زمان سے"

میرزا محمد علی خان صاحب
 کو تیار کروانے کے لئے
 میرزا محمد علی خان صاحب
 کو تیار کروانے کے لئے
 میرزا محمد علی خان صاحب
 کو تیار کروانے کے لئے

موجودہ شام ہو گئی پیرس
میں شور مچا رہا تھا بہت کہتے تھے کہ
مارسرف کا صرف حاضری ہونا
کافی ہے اور سب اعتراض اور الزام
دور ہو جاوے گئے کوئی کہتا تھا کہ وہ
حاضری نہ ہو گا۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ
برسر کو چلا گیا ہے۔ میں نے کبھی
کے ایک ممبر کی سنت کی کہ مجھے
چیمبر کے کسی برآمدہ میں جگہ
لیدے اسی نے مجھے سات

بچے بلوایا اور دوسرے ممبروں
کے آنے سے پہلے پہلے اس نے
ایک دریاں کے ذریعہ سے مجھ ایک
نشست میں بٹھا دیا میں ایک
سنتوں کے ادب میں مختصر تھا اور

اس تمام وحشت ناک نظارے کو جو واقع ہو نیوالا تھا پوری طرح دیکھ سکتا تھا آئندہ بچے سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور سب سے آخر میں ایم ڈی ماس سرف آیا اسکے ہاتھ میں کچھ کاغذات لپیٹے تھے اسکا چہرہ بالکل سنجیدہ اور اسکا قدم مضبوط تھا۔ اور اسکا لباس پرانے جنگی فیشن کا تھا اسکی حاضری اور وجاہت نے اپنی تاثیر پیدا کی۔ کمیٹی کے اکثر ممبران آزا و خیال کے آدمی تھے اور انہیں سے بہت سے اسکے ساتھ مصاحفہ کر سیکو آگئے آئے۔ اسوقت ایک دربان پرزینڈنٹ کے نام کا ایک رقعہ لایا۔ اس نے رقعہ کو دلا اور مار سرف کو کہا "کونٹ صاحب آپ کو بولنے کی اجازت ہے کونٹ نے آپکے نہایت ہی فصیح و بلیغ سیلج میں اپنا بجا و کرنا شروع کیا اس نے ایسے کاغذات پیش کئے جسے ثابت ہوتا تھا کہ علی پاشا کو اپنے آخری قدم تک سپر یورالورا اعتماد تھا اور اس نے اس کو شہنشاہ روم کے ساتھ ہر ایک شرط پر صلح کرنے کے پورے اختیار دے رکھے تھے اس نے وہ انگشتی دکھلائی جس

کہ علی پاشا اپنے فرما بجات پر جہر لگایا کرتا تھا اور جو اس نے اسکو اس غرض سے دی تھی کہ وہ اسے رکھ کر جب چاہے محل میں دخل پاسکے پھر آخر مار سرف نے بڑے زور سے کہا کہ مجھتی یہ ہوئی کہ صاف نہ ہو سکی اور جب میں انجو مری کو بزور بازو دود دینے کے لئے آیا تو میری دلی رنج سے سنا کہ وہ مرجھا ہے مگر اسکا اعتماد مجھ پر اسقدر تھا کہ اپنا بستر مرگ پر اس نے اپنی عورت اور اپنی بی بی میری حفاظت میں دی۔

البرٹ نے جب یہ الفاظ سنے تو وہ چونک پڑا کیونکہ کھیلڈی کا واقع اسے فی الفور یاد آ گیا۔ اور اسکے دل میں فوراً وہ انگشت تری اور وہ طریقہ جنہیں کہ وہ غلام بنا کر فروخت کی گئی تھی آ گیا۔ اور اس نے متفکر ہو کر پوچھا کہ کونٹ مار سرف کی اس تقریر نے کیا اثر پیدا کیا۔

بہو چمپ نے میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے مجھ پر بڑا اثر کیا اور کمیٹی کے اکثر ممبران پر بھی ضرور کیا ہوگا۔

پرنسپلٹ نے وہ خط جو اسکو دیا گیا تھا پہلے تو کچھ بے اعتنائی سے کہہ دیا مگر چونکہ اس نے پہلی سطر یہی اسکی آنکھیں کھل گئیں اس لئے اس

خط کو کئی بار پڑھا اور پھر اپنی آنکھیں مار سرف کی طرف لگا کر کہا کہ کونٹ صاحب آپ کہتے ہیں کہ علی پاشا نے اپنے آخری وقت میں عورت اور اپنی لڑکی آپکے حوالہ کی۔

مار سرف نے جی اے مگر اس پر قسمی نے میرا خیال نہ جوڑا جب میں واپس آیا تو میں نے معلوم کیا کہ اسکی عورت اور اسکی لڑکی کہیں غائب ہیں۔

پرنسپلٹ نے کیا آپ انکو جانتے تھے۔

مار سرف نے پاشا کے مجھ پر کامل اعتماد نے مجھے ان کے حرم میں بھی دخل دیدیا ہوا تھا۔ اور میں نے ان کو تقریباً بیس دفعہ دیکھا تھا۔

پرنسپلٹ نے کیا آپکو کچھ معلوم ہے کہ انکا کیا حال ہے۔

مار سرف نے میں نے سنا تھا کہ وہ اپنے بچے یا شاید اپنی افلاس کا شکا ہو گئی تھیں۔ میں امیر نہ تھا میری زندگی دائمی خطرے میں تھی میں انکو تلاش نہ کر سکا۔

پرنسپلٹ نے دیوڑی چڑھا کر جواب اپنے سن لیا ہے کہ مار سرف صاحب اپنے آپ کو کون دلائل سے بری ثابت کرتے ہیں کونٹ صاحب کی اس بیان کے کوئی شاہد بھی

پیش کر سکتے ہیں۔

مارسرف: "افسوس ہے کہ میں کوئی شاہدِ ناطق پیش نہیں کر سکتا کیونکہ علی پاشا کے تمام ہمراہی یا تو مر گئے ہیں اور یا منتشر ہو گئے ہیں میرے پاس صرف علی پاشا کے خطوط ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں۔ یہ اسکی انگشت تری ہو جو اس کے اعتماد کا ثبوت ہے اور سب سے بڑھ کر جہدوت میرے حق میں ہے وہ یہ کہ کسی گمنام شخص نے مجھ پر حملہ کیا ہے اور اب وہ مجھ کو ملزم ثابت کرنے کے لئے عدالت میں حاضر نہیں ہوا۔ اس تقریر کو سن کر سب کے چہرے سے شامائش نکلی اور البرٹ اگر ایک واقع اور رونما نہ ہوتا تو آپ کے باپ نے مقدمہ جیت لیا ہوتا۔ اب صرف دوٹ ہی لینے باقی رہ گئے تھے۔ کہ پریزیڈنٹ بولا: "صاحبان اور آپ کونٹ صاحب میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ خفا نہوں گے اگر آپ ایک شخص کی شہادت سن لیں جو کہ اپنے تئیں ایک چشمہ دید گواہ کہتا ہے اور اس وقت حاضر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کونٹ صاحب کی پوری بریت ظاہر کرنے کے لئے

آیا ہے اگر آپ صاحبان کی مرضی ہو تو میں اس خط کو پڑھوں اور گواہی دوں ورنہ اسے داخل دفتر کروں۔ اس بات کو سن کر کونٹ صاحب رنگ اڑ گیا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ خط پڑھا جاوے۔ پریزیڈنٹ نے پھر پڑھنا شروع کیا۔ مسٹر پریزیڈنٹ اس بات کی بابت کہ لفٹننٹ جنرل کونٹ مارسرف نے پیرس اور مقدونیہ میں کس قسم کے برتاؤ کئے ہیں بڑے بڑے ضروری حالات بتا سکتا ہوں پریزیڈنٹ یہاں پھیر گیا۔ کونٹ زرو ہو گیا مگر باقی جمہوران بولے چلو آگے پڑھو۔ پریزیڈنٹ: (دقیقہ خط میں علی پاشا کی وفات کے وقت اس جگہ موجود تھا۔ میں اس کے آخری ہوں میں بھی وہیں تھا۔ میں اسکی عورت ماسی لیکری پر کیا گزری۔ اور اسکی بیٹی ہیڈی پر کیا نبی۔ میں حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کمیٹی میری گفتگو سننے کا مجھ پر اعزاز بخشو گی جب یہ خط آپ کو دیا جاوے تو میں اس وقت ڈیوڑھی میں ہونگا۔"

کونٹ مارسرف: "یہ گواہ بالکل کہو کہ یہ دشمن کون ہے۔ کونٹ نے

یہ کہا مگر اسکی آواز متغیر ہو گئی تھی
پریزیڈنٹ ۛ ۛ ۛ دیکھو جی ابھی بتا
لگ جاوے گا کیا ممبران اس گواہ کو
سننے پر راضی ہیں ۛ

ممبران ۛ ۛ ۛ ہاں ضرور سننا چاہئے
دوران کو بلا یا گیا۔

پریزیڈنٹ ۛ ۛ کیا کوئی ڈیوری میں
ہے ۛ

دوران ۛ ۛ جی ہاں ایک عورت ہے
جسکے ہمراہ ایک لڑکے ہے۔

ہر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھنا
شروع کیا ۛ

پریزیڈنٹ ۛ ۛ اچھا اس عورت
کو لے آؤ ۛ

پانچ منٹ بعد دوران داخل ہوا
اسکے پیچھا ایک عورت تھی جس نے
ایک برقعہ اوڑھا ہوا تھا اسکی وضع
اور طرز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ
کسی اچھے طبقہ کی عورت ہے۔

پریزیڈنٹ نے اچھے برقعہ اٹھانے
کے لئے کہا۔ جب اس نے برقعہ
اٹھایا تو نیچے سے ایک عورت نکلی
جو کہ یونانی لباس پہنے ہوئے تھی
اوبرے کمال درجہ کی خوبصورت
تھی ۛ

البرٹ ۛ ۛ اوہو۔ وہ بیڈی تھی
بیو چیمپ ۛ ۛ یہ بہت کس نے

بتایا ہے۔

البرٹ۔ افسوس ہے کہ

میں اسے قیاس ہی سے جان
گیا ہوں۔ مگر چلو تم دیکھتے ہو
کہ میں مضبوط ہوں۔ اور اصل

بھید کا کھلنا سن سکتا ہوں۔
ہو چیمپ۔ ایم ڈی مارسرف

نے اس عورت کی طرف حیرانی
اور وحشت سے دیکھا پس اس

کے منہ سے گویا اسیر فتویٰ لگ
جانا تھا۔ کمیٹی کے سارے ممبر

اسیں کچھ ایسے محو ہوئے کہ کوئی
انہیں بالکل بھول گیا پریزیڈنٹ

خود اسکے واسطے کرسی رکھنے کے
لئے بڑھا۔ مگر اس نے کرسی پر

بیٹھنے سے انکار کیا۔ کوئی کا
یہ حال تھا کہ اسکی ٹھانگیں اسے

سہار نہ سکتی تھیں۔ اور وہ کرسی
پر گر پڑا۔

پریزیڈنٹ۔ بیگم صاحبہ آپ
کا ڈعوئے ہے۔ کہ آپ جینا کے

سارے واقعات کی حشمت بد
گواہ ہیں اور آپ ہیں ان واقعات

کی بابت پوری پوری اطلاع دے
سکتی ہیں۔

عورت۔ جی ہاں۔ میں حشمت بد
گواہ ہوں اور سب کچھ بتا سکتی

پریزڈنٹ۔ مگر میں اتنا کہو
میں نہیں رہ سکتا کہ آپ اس وقت
بیت ہی چوٹی عمر کی ہونگی۔
عورت۔ جی ہاں میں اس وقت
چار سال کی ہتی مگر چونکہ ان
سب واقعات کا میری جان
سے تعلق تھا اسلئے ان میں
سے کوئی بھی عجب نہیں بولا۔
پریزڈنٹ۔ آپ کا ان معاملات
سے کونسا اتنا تعلق ہے۔ اور
آپ کون ہیں کہ ان معاملات
نے آپ کے تعلق پر اتنا گہرا
اثر کیا۔
عورت۔ جس علی پاشا اور اس
کا بیوی والسی لیک کی بیٹی بیٹی
ہوں اس بات کے کہنے پر اس
جوان عودت کے رخساروں کی سرخی
اسکی آنکھوں کی چمک اور اسکے
بیان کی طرز نے حاضرین پر ایک
عجیب اثر پیدا کیا۔ کونٹ کا تو
یہ حال ہو گیا کہ گویا اسپر بلی گری
ہے یا اس کے سر پر کوئی پہاڑ
آپٹ ہے۔
پریزڈنٹ بڑے ادب سے
میں آپ سے ایک سوال کرتا
ہوں اور امید ہے۔ یہ آخری
ہوگا۔ آپ براہ ہر بانی تباہ

کہ آپ اپنے بیان کی شہادت دے
سکتی ہیں۔
مہمڈ جی۔ جی کیوں نہیں اپنی
برقعہ کے نیچے سے ایک بڑا خوشبو
کا غدکا نکالتے دیکھو میری
پیدائش کا رجسٹر ہے کیونکہ میرا
باپ نے میری ماں کو اجازت
دیدہ تھی کہ میری تربیت عیال
مذہب ہی میں ہو اور سب سے
آخر یہ رجسٹر ہے جس میں کہ یہ
درج ہے کہ حرافی خراسانی نے
جمہو اور میری ماں کو کس طرح
آرینا کے ایک بردہ فروش ابلیز
ہاتھ فروخت کیا کیونکہ میرے
باپ کی بربادی کے بعد اس نے
عورت اور بیٹی کو گویا اپنی جائداد
سمجھ لیا تھا ان باتوں کو سنکر
کونٹ کی آنکھوں میں خون اتر
آیا۔ اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا
۔ سہیڈی نے کاغذات کو ننگے ہاتھ
میں دینے ان میں سے بعض عربی
اور ترکی زبان میں تھے جنہیں
ترجما ہی موجود تھا۔ اور اس
نے پڑھ کر سنا نا شروع کیا۔
”میں اُلکیر“ کہ ایک بردہ فروش
ہوں اور سلطان کے حرم کے
واسطے کنسیر گیں خریدنے کا

ٹھیکہ دار ہوں سلطان کی طرف سے ایک فرانسیسی امیر کوٹ آف مانٹی گرسو کو ایک بہرے کی رسید لکھ دیتا ہوں جس کی قیمت آٹھ لاکھ ہے اور جو کہ ایک عیسائی گیارہ برس کی لڑکی مسی ہیڈی کی قیمت ہے جو کہ علی یا شا آف جنینا کی بیٹی ہے اور جو کہ اپنی ماں کے ہمراہ سات برس گزرے میرے پاس ایک فرانسیسی کرنل فرنڈ ماندنگو سے فروخت کی گئی تھی میں نے یہ لڑکی سلطان کے حکم کے مطابق چار لاکھ کو خریدی تھی

المغرب

الکلبیہ مقام سلطنتیہ کتبہ امیر المقدس الکلبیہ کی جو کہ ساتھ سلطان کی جہ بھی ثبت تھی اس جہٹ کے بڑھنے کے بعد ایک خوفناک خاموشی چیمبر میں طاری ہوئی کوٹ میں سکت تو بالکل نہ رہی تھی مگر وہ خون بھری آنکھوں کے ساتھ ہیڈی کی طرف دیکھ رہا تھا

پرنس پرنس بیگم صاحبہ کیا اس بیان کی کوٹ آف مانٹی گرسو سے بھی تصدیق کر لی جاوے جو کہ شاید اب پیرس ہی میں ہوگا

ہیڈی جناب کوٹ آف مانٹی گرسو جو کہ میرا دوسرا باپ ہے تین روز سے مار ہیڈی کو گیا ہوا ہے پرنس پرنس تو پھر آچکے اس کام کے کرنے کی کس نے صلاح دی جس کے واسطے عدالت آجی ایسی احسان مند ہے اور جو آپ کے واسطے ایک فطرتی بات تھی ہیڈی بات یہ ہے کہ مجھے اس کام کی جرات اپنے باپ کی عزت اور اپنی معصیت سے پیدا ہوئی ہے اگرچہ میں عیسائی ہوں لیکن میرا دل ہمیشہ چاہتا تھا کہ اپنے عظیم الشان باپ کی تباہی کا بدلہ لوں اور جیسے کہ میں نے فرانس میں داخل ہوئی ہوں یہ معلوم کر کے کہ میرے باپ کا برباد کنندہ پیرس میں رہتا ہے میں ہمیشہ اسکی گھات میں رہی ہوں گو کہ میں کیسی اور تنہا رہتی ہوں کیونکہ میں تنہائی کو پسند کرتی ہوں لیکن میں دنیا و ماغیبا سے بے خبر نہیں ہوں میں ہمیشہ اخباروں کا مطالعہ کرتی رہتی ہوں آج میں نے اخبار میں پڑا کہ چیمبر میں ایسا ایسا معاملہ ہو رہا ہے جس میں نے آپ کی طرف دھکا دیا

لکھنے کی حیات کی ۱۱
 پرنسڈنٹ ۱۱ اچھا تو پھر کوٹ
 آف آئی کرسٹو کو آپنی اس کاروائی
 کا کوئی علم نہیں ہے۔
 ہیڈ کی ۱۱ اس کو کچھ بھی خبر نہیں
 ہے۔ بلکہ مجھ اس بات کا وہ ہے کہ
 جب وہ سنے گا تو وہ ناخوش ہوگا
 مگر یہ میرے لئے ایک فخر اور خوشی
 کا دن ہے کہ مجھے آج اپنے باپ
 کا عوض لینے کا موقع ملا ہے
 کوٹ سنہ اس تام وقت میں
 ایک لفظ بھی نہ بولا تھا اس کے
 تمام ساتھی سپر رجم ہری لگا ہ سے
 دیکھ رہے تھے سادر اسکی شکستہ
 امید و نیرافوس کر رہے تھے۔ اسکی
 تابہی اس کے چہرہ پر ظاہر ہو رہی
 تھی کہ پرنسڈنٹ نے اس سے پوچھا
 کیا آپ اس لیڈی کو شناخت
 کرتے ہیں کہ وہ علی پاشا کی بیٹی
 ہے ۱۱
 کوٹ ۱۱ رائٹنے کی کوشش کرتے
 ہوئے، نہیں یہ ایک شرارت
 ہے جو میرے دشمنوں نے کھڑی
 کر دی ہے۔ ہیڈ کی جو دروازہ کی
 طرف دیکھ رہی تھی گویا کہ وہ کسی
 کا انتظار کر رہی تھی مجھے مڑی اور
 کوٹ کی طرف دیکھ کر اس نے

ایک چٹ ماری اور وہ بولی تم مجھے
 نہیں جانتے خوش نصیبی سے میں
 تمہیں پہچانتی ہوں تم ہی فرینڈ
 مائنڈ یگو وہ فرانس بیسی فسر
 ہو جو میرے شریف باپ کی فوج
 کے جنرل تھے۔ تم ہی ہو جس نے
 کہ جنینا کا قلعہ دشمن کے حوالہ
 کر دیا۔ تم ہی ہو جس کو کہ میرے
 باپ نے مصالحت کرنے کے
 باب میں پورے اختیار دیئے
 تھے اور جس نے کہ ایک جعلی پروانہ
 جس کے رو سے کہ میرے باپ کو
 پوری معافی دی گئی تھی۔ دیکھا یا
 تھا۔ تم ہی ہو جس نے کہ اس جعلی
 پروانہ کی بدولت میرے باپ
 کی جہر حاصل کی اور اس جہر کے
 ذریعہ سے سلیم بارو کے نگاہبان
 پر قابو پایا۔ تم ہی ہو جس نے سلیم
 کو زخمی کیا۔ تم ہی ہو جس نے مجھ کو
 اور میری ماں کو الکیا پور کے پاس
 فروخت کیا قاتل قاتل ابھی تک
 تیری پیشانی پر تیرے آقا کے خون
 کے نشان ظاہر ہیں۔ سب صبحان
 دیکھیں اور غور کریں۔ یہ الفاظ
 ایسے جوش اور لہجہ میں ہیڈ کی کے
 منہ سے نکلے کہ سب کی آنکھیں بے
 اختیار کوٹ کے چہرہ پر لگ گئیں

نے زخمی ہاتھ کا نام لیا تو کوئی
نے اپنے ہاتھ کو اپنے گوت کے
مٹھے چھپایا اور وہ مایوسی اور
رج کے بوجھ سے اب ایک کرسی
پر گر پڑا۔ اس تمام نظارہ نے سارا
حاضرین کی رائے بدل دی۔

سپر ریڈنٹ۔ کوٹ صاحب
 بیدل نہو جلیے جواب دیجئے۔ یہ
 عدالت بالاضاف ہے اور ریات
 ہرگز نہ ہوگی کہ آپ کے دشمن آپکو
 یونہیں پاؤں کے نیچے روندیں۔ بلکہ
 آپ کو اپنی بریت ثابت کرے گا
 پورا موقع دیا جاوے گا۔
 اگر آپ چاہیں تو اور تحقیقات
 کیجاوے اور دو معتبر ممبر جنیبا کو
 بھیجے جاویں۔ بولے۔
 مار سرف نے کوئی جواب نہ دیا
 تب سب ممبروں نے ایک دوسرے
 سمیٹ کر وحشت پھری لگا ہوں
 سے دیکھنا شروع کیا وہ جانتے
 تھے کہ کوٹ ایک زبردست طبع
 کا آدمی ہے اس لئے سب نے
 یہ نتیجہ لگا لاکہ ضرب بڑی سخت

لگی تھی تو وہ جواب دینے سے ہنگامہ
 ہے۔ پھر پرنسپلٹ بولا اچھا
 ہوئے آئیے اپنے دل میں کچھ فیصلہ
 کیا ہے۔

کوٹھ (آہستہ سے) میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

میرنریڈ کوٹھ: اچھا تو علی پاشا کی بیٹی نے میرے بولے کیا ہے۔ وہ اس وحشت ناک واقعہ کی شہید شاہد ہے جس کا آپ انکار نہیں کر سکتے کیا آپ نے سچ و جرم کیا ہے جس کا آپ پر بڑا الزام لگایا گیا ہے کوٹھ نے اپنے گرو ایک ایسی نگاہ سے دیکھا جو کہ جیتوں کا دل بھی نرم کر دیتی۔ گھاس نے اس کے جھوں پر ذرا بھی اثر نہ کیا۔ میرا نے اپنی آنکھیں

جیت کی طرف اٹھائیں مگر انہیں بھیچے کر لیا گویا کہ وہ دُرتا تھا کہ جیت ہیٹ جائیگا۔ اور آسمان کی منقسم عدالت اس کی آنکھوں کے سامنے آجا ویگی

پھر اچانک اس نے اپنا کوٹھ پہاڑ دیا اور غلات سے ایک دیولے آدھی کی مانند پہاگ نکلا۔ ایک منٹ کے بعد اس کی گاڑی کی آواز سنائی دی اور پھر سارے نکارہ پر خاموشی طاری ہو گئی۔

میرنریڈ کوٹھ: صاحبان کیا ایم ڈی مار سرف پر غدر دغا اور قتل کا جرم ثابت ہے۔

ممبران سب کے سب۔ ہاں پورے طور سے ثابت ہے۔ گھیدی برابر

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

کھڑی تھی۔ اس نے کمبلی کا فیصلہ بغیر خوشی یا رحم کے اٹھا رکھے۔ سنا پھر اپنا برقعہ اوڑھ اور پریڈ کو سلام کردہ عدالت سے ایک شاہانہ قدم کے ساتھ نکلی اور اپنے مکان کی طرف گئی۔

باب چھپاسی

لڑائی کا حیلہ

میو چیمپ: اندر میرا بڑا سخت فتح سو میں نے اس سے اور تارک سے فائدہ اٹھایا اور بغیر دیکھا جانے کے چیمپ سے لکل آیا۔ اس طرح سے بیٹے مکان کو چھوڑا اور میرے دلہن رنج اور خوشی دونو

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

بھری ہوئی نہیں۔ البرٹ مجھے معذرت سمجھو رنج تو تمہاری طرف سے تھا اور خوشی اس شریف لڑکی کو یاد کر کے تھی جس نے کہ ایسے جوش سے اپنی دخترانہ محبت کا ثبوت دیا اور البرٹ صاحب

ایسی جوتیں تو ہنسنے دشمنوں ہی سے
پہنچا کرتی ہیں مگر اس مقابلہ میں
یقین سمجھو کہ وہ دشمن سوائے
خدا کے اور کوئی نہ تھا۔

البرٹ نے اپنا چہرہ اٹھایا
جو آنسوؤں میں چھپا ہوا تھا
اور بوجیب کا بازو پکڑ کر وہ بولا
میرے دوست میرا انجام اب
قرب ہے۔ میں تمہاری طرح
یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ضرب اللہ
کی طرف سے ہے بلکہ میں اس
دشمن کا بھیج کر نے کی کوشش

کر ڈنگا جو مجھ کی ایسی سخت ایذا
پہنچا رہا تھا۔ اگر مجھے وہ مل جاوے
میں اسکو مار ڈالوں گا۔ اور
یا اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں گا
بوجیب اگر آپ کے دل میں
دوستی باقی ہے اور اسے حقارت
نے نکال نہیں دیا۔ تو امید ہے
کہ آپ میری مدد کریں گے۔

بوجیب حقارت میرے
دوست افسانہ صیبت کا آپ
کے ساتھ کیا تعلق ہے اب وہ
دن گزر گئے ہیں کہ جب بلیا باپکی
بہ جلیبیوں کے واسطے خواب
وہ سمجھتا تھا تھا۔ البرٹ تم اپنی
زندگی پر غور کرو۔ اور تم اسے

ایسا مصفا پاؤ گے جیسے کہ ایک
تازہ چشمہ جو ابھی پہاڑ سے
نکلا ہے البرٹ ایسا ہرگز نہ
کرو۔ بس اتنا کافی ہے۔ کہ
پیرس چھوڑ دو اور اس دنیا
کے دہندوں میں پھر سب کچھ
بھول جانا میری بات مانو اور
دیکھو کہ تم تین چار سال میں
کسی روسی شہزادی کو اپنی عروس
بنا کر لاتے ہو یا نہیں اور پھر کوئی
بھی خیال نہیں کرے گا۔ کہ آج
کیا واقعہ ہوا ہے

البرٹ۔ بوجیب خدا آپکو
آپکی مشفق نہ نصیحت کے واسطے
جزائے خیر دے مگر میں اس نصیحت
کو مان نہیں سکتا میں نے اپنا
ارادہ ظاہر کر دیا ہے۔ آپ
جانتے ہیں کہ میرا اس معاملہ
میں زیادہ تعلق ہے۔ اور میں
اسے ایسی نگاہ سے نہیں دیکھ
سکتا جس نگاہ سے کہ آپ
دیکھتے ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ
معاملہ خدا کی طرف سے ہے۔
میں کہتا ہوں کہ یہ کسی نہانی دشمن
کی شرارت ہے۔ جس کو میں
مارے بغیر دم نہ لوں گا سو بوجیب
اگر تم میرے دوست ہو تو میرے

اس دشمن کے ڈھونڈ نکالنے میں ادا کرو۔

بوجیب۔ اچھا پیر ایسا ہی ہنسنے لگتا جو چاہو میں تیار ہوں کیونکہ میں تمہاری عزت سمجھتا ہوں۔

البرٹ۔ اچھا پیر تلاش فوراً ہی شروع ہو جائے۔ ظالم سمجھو گا کہ وہ بچ گیا ہے لیکن اگر وہ ایسا سمجھتا ہے تو اسے دھوکا لگا ہو **بوجیب** پیراے البرٹ سنو۔

البرٹ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کچھ جانتے ہیں۔ اگر آپ بتا دیں تو مجھے جان پڑ جائے **بوجیب**۔ میں نہیں کہہ سکتا مگر جو کچھ میں کہنے کو ہوں یہ سب سچ ہے۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس سے ہم سب

بچ سکیں اور یہ ہمیں وہی کام دینا جو رات کی تاریکی میں چراغ دیتا ہے۔

البرٹ۔ اچھا مجھے بتاؤ اور میری بے تابی کو ٹھنڈا کرو۔

بوجیب۔ سنو جب میں جینیا میں پہنچا تو میں وہاں کے بڑے بزرگ کے پاس چلا گیا جیسی دیکھتے ہی وہ دیکھارا اور میرے

منہ سے ایک لفظ نکلتے ہی کہا میں تار گیا ہوں کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔

میں۔ کس طرح سے آپ تار گئے ہیں۔

وہ۔ کیونکہ اس سے پندرہ روز پیشتر اس بات کی بابت ایک اور شخص نے یہی سوال کیا تھا "میں کس نے؟"

وہ پیرس کے ایک نمبر نے جس کا نام ڈیگرس ہے۔

البرٹ۔ ڈیگرس نے ہاں ہی ہے۔ جو میرے باپ کے ساتھ ہمیشہ سے عداوت رکھتا ہے۔

وہی ہے جس کو میرے باپ کے امیر بیٹے کا حسد جیٹا ہوا ہے۔ اور رشتہ ہی ہمارا اسی وجہ سے ڈٹا ہے۔

بوجیب۔ البرٹ تحقیق کرو حقاقت ٹھو۔ اور اگر سچ ہو۔

البرٹ۔ بیشک ہاں اگر یہ سچ ہو تو اسے اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا ہو گا۔

بوجیب۔ البرٹ دیکھو وہ ایک بڑا آدمی ہے۔

البرٹ۔ میں اس کی عمر کا ایسا ہی لحاظ کر دوں گا جیسا کہ اس نے

مارے خاندان کی عزت کا کیا ہے
 لمیرے باپ نے کچھ اذیت پہنچی
 ہوئی تھی مگر اس نے صرف اس کی
 ات پر حملہ کیوں نہ کیا بس اسکی
 جبر یہی ہے کہ وہ اس کے رو برو ہو
 ے خوف کھاتا تھا ۛ

یو چمپ ۛ البرٹ میں تمہیں
 ملائیت نہیں کرتا میں
 دہنیں صرف روکتا ہوں اور صرف
 ہی کہتا ہوں کہ سوچ کر جلو ۛ
 البرٹ ۛ اجی اس بات کا ٹھکرمت
 رو۔ اور تم بھی تو میرے ساتھ ہی
 ہو گئے کیونکہ ایسے کاموں میں گواہ
 ضرور چاہئے۔ اگر مسٹر ڈینگلس
 حرکت کی ہے تو آج سورج کے
 دبے سے پہلے یا تو مسٹر ڈینگلس
 ہوگا اور یا میں نہ ہوں گا۔ یو چمپ
 لمیں مرجائوں تو میرا جنازہ تو بڑا
 غلیظ الشان ہوگا ۛ

یو چمپ۔ البرٹ اگر ایسے ارادہ
 نے جاوے تو فوراً پورے کر دینا چاہیے
 رتم ڈینگلس کے پاس مانا چاہئے
 اسی وقت جلو۔ اسپر آن دونو
 نے اصلاح پختہ کر کے ایک گاڑی
 لگاوائی اور بنکر کے مکان کی طرف
 چلے۔ دروازہ داخل ہوتے ہی انہوں
 نے اینڈریا کیول کنٹی کی گاڑی بمعہ

نوکر کے کھڑی دیکھی اسکو دیکھتے ہی
 البرٹ ایک عجیب انداز سے بولا۔ واہ
 یہ خوب ہے اگر مسٹر ڈینگلس
 پر میرا قابو نہ چلا تو میں اس کے
 داماد کو تو ضرور ماروں گا۔ کیونکہ
 وہ تو مجھ سے ضرور لڑ لیکا نوکر نے
 ڈینگلس کو البرٹ کے آنے کی اطلاع
 کی مگر گذشتہ روز کے واقعات کے
 باعث ڈینگلس نہیں چاہتا تھا۔
 کہ وہ اندر داخل کیا جاوے مگر بات
 اس طرح نہیں بن سکتی تھی۔ البرٹ
 نوکر کے پیچھے پیچھے چلا گیا تھا اور جب
 اس نے ڈینگلس کو حکم دیتے سنا
 اس نے دروازہ کو دھکا دیکر کہوں
 لیا اور یو چمپ کے ہمراہ بنکر کے
 کمرہ میں داخل ہوا ۛ
 ڈینگلس ۛ کیوں جی صاحب کیا
 میرا اختیار نہیں رہا۔ کہ میں جسکو چاہتا
 اپنے گھر میں داخل کروں اور جسکو
 چاہوں نہ کروں۔ معلوم ہوتا ہے
 کہ آپ نے اپنے آپکو فراموش کر دیا ہے
 البرٹ ۛ بعض اوقات ضروری
 ہوتا ہے کہ خاص خاص آدمی بغیر
 کسی راہ درہم کے داخل کر لئے جاویں
 ڈینگلس ۛ بولو آپکو مجھ سے کام
 کیا ہے ۛ
 البرٹ نے اینڈریا کی طرف جو

دیوار کی طرف اپنی پیٹھ کئے ہوئے کھڑا تھا۔ وہ بیان کیا اور کہا میں یہ جانتا ہوں کہ میں اور تم دس منٹ کے واسطے ایک ایسی جگہ ملاقات کریں جہاں کہ بہار کوئی مزاحم نہ ہو اور جہاں سے کہ ہم میں سے صرف ایک ہی واپس آوے۔

ڈنیکلس کا تو رنگ نکل ہو گیا کیوں کہ کتنی ایک قائم آگے بڑھا اور البرٹ اس کی طرف مخاطب ہو کر بولا کوٹ صاحب اگر تم بھی کوئی ایسی ملاقات چاہتے ہو تو مجھے منظور ہے کیونکہ تم بھی اب اس طمان کے ایک ممبر ہو اور میں ایسی ملاقات میں جو

ابھی اس سے کرنے کو تیار ہوں اینڈ نے مسہوٹ ہو کر البرٹ کی طرف دیکھا مگر ڈنیکلس اٹھا اور ان دونوں کے بیچ میں آ گیا کیونکہ اسکے دل میں خیال گزرا کہ البرٹ کے اس طرح سے آنے کا سبب شاید اینڈریا کا آنا ہے اور بولا ڈنیکلس کو صاحب اگر آپ تم اس منٹ میں کے ساتھ اسی واسطے لڑنے آئے ہو کہ میں نے اسکو تیرے ترجیح دی ہے تو پھر یہ فیصلہ عجیب ہی کریگا۔

البرٹ نے تجھے میری غرض کو نہیں سمجھا۔ میں نے اینڈریا کو صرف اسی

واسطے مخاطب کیا ہے کہ وہ ہمارے معاملے میں مداخلت کرنے کی طرف راغب معلوم ہوتا تھا۔ اور شاید رشتہ وغیرہ کی توجہ دنا ہی پرواہ نہیں۔ ایک طرح سے تم سچ کہتے ہو۔ کیونکہ میں آج ہر ایک سے لڑنے مرنے کو تیار ہوں۔ مگر آپ کا حق سب سے اول ہے۔

ڈنیکلس نے غصے اور دُور سے زرد ہو کر دیکھا میں آپکو کہے دیتا ہوں کہ جب کہیں کسی بد بختی سے میرا کسی یا گل کئے کے ساتھ مقابلہ آئیے تو مجبوراً اسے مارنا پڑتا ہے۔ اور اگر تمہارے جیسا کوئی میرے ہاتھ مارا جاوے تو اس کو گناہ سمجھنا تو درکنار ہے میں سمجھوں گا کہ میں نے نبی آدم پر احسان کیا ہے۔ اب اگر تم یا گل ہو اور تم مجھے کاٹنا چاہتے ہو تو میں تمہیں ضرور ماروں گا۔ دیکھو جی بھلا اگر تمہارے باپ نے اپنے آپکو بے عزت کر لیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔

البرٹ۔ (زور سے) "ہاں بے ایمان بد بخت یہ تیرا ہی قصور ہے۔"

ڈنیکلس۔ (دیکھ کر قدم پیچے ہنس کر) میرا قصور معلوم ہوتا ہے کہ تم سچ سچ دیوانے ہو۔

مجھے کھلا اس یونانی کے معاملہ کی کیا خبر ہے کیا میں نے اس ملک میں سفر کیا ہے کیا میں نے تمہارے باپ کو صلاح دی تھی کہ وہ جنینا کے قلعہ کو بیچ دے۔

البرٹ۔ بس چپ رہو تم نے براہ راست تو ہم پر یہ مصیبت نہیں ڈالی۔ مگر تم نے ریاکاری سے اس بات کو اکایا۔

ڈینیگلرس۔ میں نے۔

البرٹ۔ ہاں تم نے اگر تمہیں نہیں تو پر یہ ظاہر کس طرح ہوئی۔

ڈینیگلرس۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اس اخبار میں دیکھا ہوگا جس میں جنینا کا ذکر تھا۔

البرٹ۔ جنینا کی طرف کس نے لکھا تھا۔

ڈینیگلرس۔ میرا تو خیال ہے کہ خواہے کوئی جنینا کی طرف لکھ دے۔

البرٹ۔ مگر اس معاملے میں تو ایک ہی آدمی نے لکھا۔

ڈینیگلرس۔ صرف ایک نے۔

البرٹ۔ ہاں۔ اور وہ ایک تمہیں۔

ڈینیگلرس۔ ہاں میں نے ہی لکھا۔ مگر کیا یہ میرا فرض نہ تھا۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ جب کہ کوئی اپنی بیٹی کسی کے ساتھ بیاہنی چاہے تو پر یہ اسکا

فرض ہے کہ اپنے داماد کے خاندان کی نسبت کچھ تحقیق کرے۔

البرٹ۔ تمہیں کیا اور تمہیں خوب معلوم تھا۔

ڈینیگلرس۔ میں یا ان سے کہتا ہوں کہ اگر مجھے علی پاشا کی بربادی کا دوا بھی حال معلوم ہوتا تو میں ہرگز نہ لکھتا۔

البرٹ۔ اچھا تو تم کو یہ کس نے لکھنے کے لئے اکایا۔

ڈینیگلرس۔ یہ تو آسان بات ہے میں ایک آدمی سے تمہارے

باپ کا تذکرہ کر رہا تھا اور اس کو بتا رہا تھا کہ اس کی دولت مند کی اصلیت بالکل مخفی ہے اس آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے باپ نے اتنی دولت حاصل کہاں سے

کی ہے میں نے جواب دیا کہ یونان سے اس نے مجھ پر جنینا کی طرف لکھنے کی فہمائش کی۔

البرٹ۔ تمہیں کس نے یہ فہمائش کی۔

ڈینیگلرس۔ بس تمہارے دوست کوٹ آف مانی کر سٹونے

البرٹ۔ کوٹ آف مانی کر سٹونے۔

ڈینیگلرس۔ ہاں۔ اور اگر تم

جلد ہوتے تھیں سارے جھاڑے و کتابت
 بھی دکھا دوں گا۔

البرٹ اور بیو جیم نے ایک سر
 کی طرف حیرانی سے دیکھا آخر بیو جیم
 جو کہ انکے خاموش رہتا ہوا تھا بولا۔
 آپ خواہ مخواہ کوٹ پر الزام لگاتے
 ہیں جبکہ اس جگہ پیرس میں نہیں
 ہے اور اپنی بریت ثابت نہیں کر سکتے
ڈینیگلرس میں کسی پر الزام نہیں
 لگاتا۔ میں نے جو کچھ تمہارے روبرو
 کہا ہے۔ یہی میں کوٹ کے سامنے
 بیان کرنے کو تیار ہوں۔

بیو جیم کیا جو جواب تم کو ملا
 ہے یہ کوٹ کو معلوم ہے۔

ڈینیگلرس ہاں۔ میں نے اس
 کو دکھا دیا تھا۔

البرٹ کیا اسے معلوم تھا
 کہ میرے باپ کا اصل نام فرنڈ
 ہوتا تھا۔

ڈینیگلرس میں نے یہ اسکو
 پہلے ہی سے بتا دیا ہوا تھا۔

البرٹ کاش ان باتوں کو سن
 کر سرخ ہو گیا اس بارے میں اب
 کوئی بھی شک نہ ڈینیگلرس نے
 پرانے درجہ کی کمینگی کی مگر کسی قدر
 سچ سے اپنی بریت ثابت کر دی
 - علاوہ ازیں البرٹ یہی چاہتا تھا

کہ اس سے کوئی لڑائی لڑے خواہ
 وہ ڈینیگلرس ہو اور خواہ مانی کر سٹو
 ساتھ ہی اس کے اسکو ایک اور
 واقعہ یاد آگیا جو پہلے اس کی یاد
 سے نکل گیا ہوا تھا اسے یاد آیا
 کہ کوٹ کو سب کچھ معلوم ہے کیونکہ
 اس نے علی پاشا کی بیٹی خرید لی ہوگی
 ہے۔ اور چونکہ اسے سب کچھ معلوم
 ہے اسی نے ڈینیگلرس کو ضیق لکھنے
 کی صلاح دی ہوگی اسے یہ بھی
 یاد آگیا کہ جب اسکی ملاقات ہیڈی
 سے ہوئی تھی۔ اور ہیڈی اپنے باپ
 کی وفات کے متعلق ایک فرانسیسی
 کا ذکر کرنے لگی تھی تو کوٹ نے اسے
 رومی زبان میں منع کر دیا تھا۔ اور
 علاوہ اسکے کوٹ نے اس سے
 بھی اقرار لے لیا تھا کہ ہیڈی کے روبرو
 اپنے باپ کا ذکر نہ کرے بس ان باتیں
 کو سوچ کر البرٹ کو پورا یقین ہو گیا
 کہ یہ سب کوٹ کی کار سازی ہے
 اور سوچ بچار کر رکھی گئی ہے اور
 کوٹ آف مانی کر سٹو اسکے باپ کے
 اعدائے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سوچ
 کر وہ بیو جیم کو ایک طرف لے
 گیا اور اس نے اس کے پاس یہ
 خیالات بیان کئے۔

بیو جیم بہت ٹھیک ہے

آف ہائی کرسٹو سے اس بات کی
 اکپینیشن مانگنی چاہئے ؟
 البرٹ : ہاں ۔ اور اب ہم اسی
 کے گھر میں جا رہے ہیں
 بیو جیمپ : جانیکیے بیشتر ذرا
 سوچ لو
 البرٹ : کس بات پر سوچوں
 بیو جیمپ : اسی بات پر جو
 کرنے لگے ہو
 البرٹ : کیا کوٹ کے پاس
 جانا ڈینیگلر کے پاس جانے سے
 زیادہ خطرناک ہے ۔

بیو جیمپ : ہاں زیادہ خطرناک
 تو ہے تو ڈینیگلر تو ایک کمینڈ ہے
 اور روپیہ کو پیار کرتا ہے اور وہ
 جو روپیہ سے پیار کرتے ہیں لڑنے
 سے ذرا پرہیز کرتے ہیں ۔ لیکن کمنڈ
 ہر طرح سے ایک خالص شریف
 آدمی معلوم ہوتا ہے ۔ مگر کیا تمہیں
 یہ خطرہ نہیں ہے کہ وہ شاید پہلے
 درجہ کا بد معاش ہو ؟

البرٹ : ججے ڈر ہے تو صرف
 اس بات کا ہے کہ وہ بھی لڑنے
 سے جی چاہے گا اور تو میں کیسی
 بد معاشی وغیرہ سے ڈر نہیں کرتا
 بیو جیمپ : اور اس بات کا ڈر
 کہ وہ یقیناً تم سے لڑے گا

مسٹر ڈینیگلر کا اس معاملے میں
 چنداں قصور نہیں ہے ۔ آپ کو کوٹ
 ہی سے سب بات دریافت کرنی
 چاہئے ؟
 البرٹ : لو مسٹر ڈینیگلر میں
 باتا ہوں اور کوٹ سے دریافت
 لیتا ہوں ۔ کہ آیا تمہارے عقدا
 بجا اور صحیح ہیں یا صرف بناوٹی
 ہیں تحقیق کرنے پر باقی فیصلہ کیا
 جاوے گا ۔ یہ کہہ کر اس نے ڈینیگلر
 کو سلام کی اور بیو جیمپ کے ہاتھ
 میں ہاتھ ڈالے ہوئے نکلا ۔ ڈینیگلر
 اس کے ہمراہ دروازہ تک آیا اور
 اس نے پھر اسے یقین دلایا کہ اس
 معاملہ میں اس کا کوئی بھی تعلق
 نہیں ہے ۔

باب ستاسی

دستک عرت

نکر کے دروازہ پر بیو جیمپ نے البرٹ
 کو ٹھہرایا اور کہا اسنو البرٹ ابھی
 ڈینیگلر سے ملے تھے کہ نہ تھے

مگر مجھے یہ دُر لگتا ہے کہ وہ تم سے زیادہ مضبوط اور زیادہ مشاق ہے۔

البرٹ: "رسکا کر، میرے دوست یہی تو میں چاہتا ہوں بڑی خوشی کی بات یہ ہو کہ میں اپنی باپ کی بجائے مارا جاؤں۔ اس سے ہم سب بچے جاویں گے۔"

بوجیب: "تھرا ری ماں غم کی آری مر جاو گیگی۔"

البرٹ: "ہاں یہ تو مجھے خبر ہے مگر شرم ہے کہ مر جانے کی نسبت ایسا مرتا بہت بہتر ہے۔"

بوجیب: "البرٹ کیا تمہارا ارادہ حکم ہو چکا ہے؟"

البرٹ: "ہاں چلیں۔"

بوجیب: "مگر کیا کونٹ گھر ہے؟"

البرٹ: "اُس نے کچھ دیر تجھے آنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور اب غالباً وہ آیا ہوا ہوگا۔"

پورا فیصلہ کر کے انہوں نے

گکاری بن کو جیب الی سلس کی طرف جانے کے لئے کہہ دیا۔

نے ہتیرا کہا کہ میں کیلا اندر جاؤں گا۔ مگر البرٹ نے ایک نہ مانی

اور کہا کہ اس کے پاس چلیں تو

دونوں تھری دیر میں وہ کونٹ کے

دروازہ پر پہنچے آگے بیٹھیں

موجود تھا۔

البرٹ: "کیوں نہیں کونٹ کہا ہے؟"

بوجیب: "کونٹ صاحب

ابھی آئے ہیں اب غسل کر رہے

ہیں اور انہوں نے حکم دے

رکھا ہے کہ کسی کو اندر نہ آنے

دو۔"

البرٹ: "نہانے کے بعد پھر

کونٹ کیا کریگا؟"

بوجیب: "بس پہر کہا نا

کہا تیں گے۔"

البرٹ: "اس کے بعد؟"

بوجیب: "بس پہر کچھ

خواب کریں گے۔"

البرٹ: "پھر؟"

بوجیب: "تھیر میں تاشا

دیکھنے جاویں گے۔"

البرٹ: "کیا تمہیں اس کا

پورا یقین ہے؟"

بوجیب: "پورا یقین ہے

میرے آقا نے آٹھ بجے گھوڑے

اور گاری تیار کر رکھنے کا حکم دے

جوڑا ہے۔"

البرٹ: "بس میں اتنا ہی جانا چاہتا

تھا بوجیب (بوجیب اگر کوئی

ضروری کام ہو تو شام تک کر لو۔
اگر کسی سے ملاقات ہو تو اسے
کل پر رکھو۔ اور میرے ساتھ
تھیٹر کو ضرور چلو۔ اور اگر چھوڑنا
کو بھی لا سکتے ہو تو ضرور لاؤ بیو جیمپ
نے البرٹ کی اس اجازت سے
فائدہ اٹھا یا اور پونے آٹھ بجے
آنیکا اقرار کر کے چلا گیا۔ البرٹ
نے گھر واپس آ کر ڈبیری اور فرنز
سے درخواست کی کہ وہ اسکے
ساتھ تھیٹر میں چلیں۔ پھر وہ اپنی
ماں کے پاس گیا جو کہ گذشتہ
روز کے واقعات کے بعد تنہا اپنے
کمرے میں بیٹھی تھی اور کسی کو اپنے
پاس نہ گھسنے دیتی تھی جب البرٹ
اس کے پاس گیا تو وہ بستر پر لیٹی
تھی اور بڑی بد حال ہو رہی تھی
اسکو دیکھتے ہی مرسی ڈیڑھ گھنٹہ
اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خوب روئی
البرٹ تھوڑی دیر اس کے پاس
کھڑا رہا اس کے زرد اور اداسی
چہرہ سے صاف عیاں ہو رہا تھا
کہ اس کی بدلا لینے کی خواہش کمزور
پڑ گئی ہے آخر اپنے آپکو سنبھالو
بولو میری پیاری ماں آج بابت
میں کہ کوٹ مار سرف کا ایک دشمن
ہے۔

مرسی ولس باٹ کو سن کر چونک پڑی
اس نے دیکھ لیا کہ البرٹ میرا
باپ نہیں کہتا بلکہ کوٹ مار سرف
کہتا ہے۔ اور بولی کہ بیٹا کوٹ
جیسوں کے ہزاروں دشمن ہوتے
ہیں جنہیں سے کئی مخفی ہوتے ہیں
اور کئی ظاہر اور بعض اوقات
مخفی دشمن زیادہ خطرناک ہوتے
ہیں۔

البرٹ میں اس بات کو جاننا
ہوئے۔ اور اب آپکی فراست
پر بھروسہ کرتا ہوں آپکی فراست
ایسی تیز ہے کہ اس سے کوئی چیز
چھپ نہیں سکتی۔

مرسی ولس نے تم ایسا کیوں
کہتے ہو؟

البرٹ مثلاً یہی کہ بال والے
روز کوٹ آف مانٹی کر سٹو نے
چارے ہاں کی کوئی چیز نہ کہا تھا
مرسی ولس نے اپنے آپ کو
اپنے بازو پر لٹھا کر کوٹ آف
مانٹی کر سٹو اس کا اس نہارے
سوال سے کیا تعلق ہے؟

البرٹ ہاں آپکو معلوم
نہیں ہے کہ کوٹ ایک ایشیائی
ذائقہ کا آدمی ہے۔ اور ان نگلیں
کا یہی دستور ہوتا ہے کہ جب کسی

بدلا لینا ہوتا ہے تو اسکے گہر کی کوئی چیز نہیں کہاتے۔

مرسی ڈلیں "زرد ہو کر تم کہتے ہو کہ کونٹ آف ہائی کر سکو ہمارا دشمن ہے۔ اوا البرٹ تم دیوانے ہو تمہیں یہ بات کس نے کہی ہے کونٹ نے تو پھر بڑی چڑنیار کا ہیں تمہیں یاد ہے اس نے تمہاری جان بچائی تھی اور اگر تمہارا دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا ہے تو اسے نکال دو اور اگر میری نصیحت پر عمل کرو تو اسکی دوستی اپنے واسطے غنیمت جاؤ۔"

البرٹ "میری ماں تمہارے پاس خاص وجوہات ہیں کہ تم مجھے اس کا دوست بننے کیواسطہ کہتی ہو۔"

مرسی ڈلیں کارنگ پہلے تو سرخ تھا پھر زرد ہو گیا اور وہ بولی "میرے پاس۔"

البرٹ "ماں یہ اس لئے تو نہیں کہ آپ کو اس سے بہتر فرہم ہو چکے کا اندیشہ نہیں ہے۔"

مرسی ڈلیں کانپ اٹھی اور اپنے بیٹے پر ایک حیرت کی نگاہ ڈال کر بولی "البرٹ تم عجیب باتیں کہتے ہو۔ کونٹ نے تمہیں کیا کیا ہے؟"

اس سے تین روز پہلے تم اسکے ساتھ نارمنڈی میں تھے اور اسکو اپنا بڑا گہرا دوست جانتے تھے۔

البرٹ دشمن سے مسکرایا۔ مرسی لبر نے اسے مار لیا۔ اور اپنی ذاتی فراست سے اسے سب معلوم کر لیا۔ لیکن چونکہ وہ دورانہش اور مضبوط دلی والی تھی۔ اس نے اپنے خطرے اور اپنے رنج سب مخفی رکھے۔ البرٹ خاموش ہو کر تھوڑی دیر بعد وہ بولی۔ تم میری صحبت کی بابت پوچھنے کے لئے آئے تھے۔ میں صاف صاف کہتی ہوں کہ میری طبیعت اچھی نہیں ہے۔ تم یہاں میرے پاس رہو اور میری خیر گیری کرو۔ میں اکیلی رہنا نہیں چاہتی۔"

اما جان آپ جانتی ہیں کہ میں آپکی خواہش کو کیسی خوشی سے پورا کرتا ہوں مگر معاف فرماویں آج شام مجھے ایک تہات ہی ضروری کام ہے۔ جس کے سبب شاید میں ساری رات باہر ہوں۔

مرسی ڈلیں "راہ بہرہ" اچھا البرٹ جاؤ میں تمہیں محبت و دراندازہ کا غلام بنانا نہیں چاہتی۔

البرٹ نے یہ جتا یا کہ گویا اس

سنہی نہیں اور اسکو سلام کر کے نکل گیا مگر ابھی اس نے اپنے پیچھے دروازہ بھی مشکل سے بند کیا ہوگا کہ مرسی ڈلیں نے ایک معتمد نوکر کو بلایا اور اسے تاکید کی کہ البرٹ کے پیچھے رہے اور جو کچھ وہ کرے اسکی آغے رپورٹ پہنچاتا رہے پھر اس نے پوشاک پہننے کے لئے اپنی خادمہ کو طلب کیا اور ہر ضرورت کے لئے تیار ہو بھیجی نوکر کا کام آسان بکھا البرٹ اپنے کمرے کی طرف گیا اور وہاں جا کر اس نے اپنی پوشاک بڑی احتیاط سے پہنی کوئی پونے آٹھ بجے بوجھپ آیا اس نے رناؤ سے پورے آٹھ بجے تماشا گاہ میں حاضر ہونیکا اقرار لیلیا تھا۔ بوجھپ اور البرٹ دونوں ایک گاڑی میں ہو بیٹھے اور البرٹ نے بلند آواز سے گاڑی بیان کو کہا کہ تماشا گاہ کی طرف گاڑی روانہ ہو اور وہ تماشا شروع ہونے سے پیشتر ہی وہاں جا پہنچے رناؤ اپنی نشست گاہ میں اقرار کے مطابق موجود تھا چونکہ اسکو بوجھپ نے پہلے ہی سب حال سنا دیا ہوتا اس نے البرٹ سے کسی قسم کا سئلہ نہ کیا بیٹے کا اپنے باپ کی بے غرقی کا بدلہ لینا ایک ایسی خطرناک بات

تھی کہ سناٹا نے اسکو اس کام سے روکنے کی کوئی کوشش نہ کی اور بڑی زور سے اسیراپنی محبت اور وفاداری ظاہر کی دوبار ہی ابھی نہیں آیا تھا مگر البرٹ کو معلوم تھا کہ وہ تماشے کبھی بھی غیر حاضر نہیں رہنے کا البرٹ تماشا گاہ میں پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اٹھا اسکو امید تھی کہ کوٹ یا ٹوڈیور ہی میں ملیگا اور یا کہیں سیٹر میوں میں قابو آئیگا کھٹنہ بجے پر وہ جیورناؤ اور بوجھپ کی ہمراہ اپنی نشست گاہ میں آیا مگر اسکی آنکھیں ایک نشست گاہ کی طرف جو دور سنتوں کے درمیان واقع تھی اور جو کہ ابھی تک بند پڑی ہوئی تھی رلگی رہی۔ بھلا ایکٹ ختم ہو گیا اور البرٹ کی آنکھیں وہاں سے نہ ہٹیں دوسرا ایکٹ بھی ختم ہونیکو آ پہنچا۔ کہ وہ نشست گاہ کھلی اور کوٹ آف مانٹی کرسٹو سارا سیاہ لباس پہنے آ گیا اور آگے کی طرف چپک کر تمام تماشا گاہ میں نظر دوڑانے لگا۔ سوریل بھی اسکے پیچھے آیا اور اپنی بھین بھائی کی تلاش کرنے لگا کوٹ نے گرد دیکھتے دیکھتے ایک بڑے چہرہ اور دھمکی دیتے ہوئے آنکھ دیکھی جو کہ ظاہر اسکی توجہ حاصل کرنا چاہتی

تھی۔ اس نے البرٹ کو شناخت کر لیا۔
 مگر بہتر جاناکہ اسکی طرف دھیان
 نہ کرے کیونکہ وہ سخت غصے اور
 اضطراب کی حالت میں تھا۔ آخر
 وہ موریل سے باتیں کرتے ہوئے
 بیٹھ اُڑا اپنی عینک لگا کر دوسری
 طرف دیکھنے لگ گیا اگرچہ اس نے
 ظاہر تو اپنی توجہ البرٹ کی طرف
 سے پھیری ہوئی تھی۔ مگر حقیقت
 وہ اسکی سب حرکات کو تار تار دیکھتا
 اور جبکہ دوسرا ایکٹ کے خاتمہ پر
 پردہ گرا تو اس نے دیکھا کہ البرٹ
 اپنے دو نو دوستوں کے ساتھ اپنی جگہ
 سے اٹھا ہے اور دوسری نشستوں کے
 چھپے چھپے ہو کر آ رہے۔ وہ تار گیا
 کہ البرٹ کے غضب کا طوفان اسی
 پر آ کر بھڑکتا ہے۔ وہ ادھر تو موریل
 کے ساتھ باتیں کرنے میں مشغول
 تھا اور ادھر دلیلیں اس حملہ گچھ روکنے
 کی تیاری کر رہا تھا۔ آخر دروازہ کھلا
 اور البرٹ آیا ماس کا رنگ زرد تھا
 اور اس کا سارا جسم غصے کے لہے
 تپ رہا تھا اسکے ساتھ بیوجیب
 ورنہ لڑتے تھے۔ کوٹ آئے دیکھتے
 ہی انداز کے ساتھ جو عام دنیا سے
 زالا اور نہایت ہی عمدہ کھاپکارا
 دب میرے شانہ و آبرو کا کام ہو گیا ہے

البرٹ صاحبِ سلام البرٹ
 البرٹ "کوٹ صاحب ہم یہاں
 رہا کاری کی سلام میں اور دوستی کے
 مکارانہ دعویٰ شکنے کے لئے نہیں
 آئے بلکہ آپے اکسپلمینٹیشن شکنے
 کے لئے آئے ہیں۔ البرٹ نے جب
 یہ بات کہی تو اسکی آواز مشکل سے
 غصے سے باری سنا لی دیتی تھی۔ مگر کوٹ
 نے اپنی سنجیدگی اور استقلال کو ہتھ
 سے ندیا اور بڑی متانت سے کہا میں
 تاشا گاہ میں ایسی باتیں نہیں پیرس
 والوں کے راہ و رسم سے ذرا کم واقف
 ہوں۔ اور مجھے معلوم نہ تھا کہ تاشا
 گاؤں میں اکسپلمینٹیشن مانگی جاتی
 ہے۔"

البرٹ "کیا کریں۔ لوگوں کا اور
 وقت کچھ کھانا کھانے میں گزارنا ہے
 کچھ نہانے میں اور کچھ سونے میں یہ
 جہاں موقع ملا وہیں سہی۔"

کوٹ "میرا وقت اس طرح سے
 نہیں گزارتا اور نہ میرا گھر کبھی بند ہوا
 ہے کیونکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو کچھ
 سکتا ہوں کہ ابھی کل آپ میرے
 مکان پر تھے۔"

البرٹ "جی ہاں۔ کل تمہارے
 گھر میں تھا کیونکہ اس وقت تک مجھے
 معلوم نہ تھا کہ تم کون ہو۔"

یہ الفاظ البرٹ نے ایسی آواز
 میں کہہ کر تمام تاشا گاہ میں سنائی
 دئے اس طرح بہتوں کی توجہ اس
 جگہ کے کی طرف لگ گئی۔
کوٹ کیوں جی خیر تو ہے تم
 آئے کہاں سے ہو معلوم ہوتا ہے
 کہ تم دیوانے ہو گئے ہو۔
البرٹ غضب سے میں دیوانہ
 نہیں ہوں مگر میں نے تمہاری
 حرا مزاد کی معلوم کر لی ہے۔
 اور اپنا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔
کوٹ میں تمہاری باتوں کو
 نہیں سمجھتا اور نہ مجھے یہ معلوم ہوتا
 ہے کہ تمہاری آواز اتنی بلند کیوں
 ہے۔ میں اس جگہ اپنے مکان پر بیٹھا
 ہوں اور میں نہیں دیکھتا کہ تمہارا
 کیا حق ہے کہ میرے مکان پر اپنی
 دلیری اور گستاخی کرو۔ بس یہاں
 سے اٹھو اور بڑی جلدی سے اٹھ
 جاؤ۔ یہ الفاظ کوٹ نے بڑے
 ادب و اداب سے بولے اور بڑی
 متانت سے دروازہ کی طرف اشارہ
 کیا۔
البرٹ نے ہاتھ سے دستانہ
 اتارا اور کوٹ کی طرف پھینک کر بولا
 یہ لو میرے تمہارے جنگ ہوگی میں
 دیکھوں گا کہ تم کس طرح اپنے مکان

کو چپڑتے ہو۔
کوٹ دستانت سے میں
 دیکھتا ہوں کہ تم مجھ سے جھگڑنا چاہتے
 ہو۔ مگر یاد رکھو دلگانا اور لڑائی کے
 لئے بلانا ہر ایک کو نہیں سجتا۔ دلگانے
 کی عادت بہت بری ہوتی ہے۔ ایم
 ڈی مار سرف اتنی بہاوری مت جتایا
 کرو۔ اس نام کے سینے پر حاضر ہیں
 ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہنے
 لگ گئے البرٹ اس اشارہ کو
 تار گیا اور قریب تھا کہ دستانہ کوٹ
 کے گمہ پر دے مارے کہ موریل نے
 رناؤ نے البرٹ کو پیچھے پٹھایا تاکہ بات
 زیادہ نہ بڑھ جاوے۔ کوٹ نے
 بغیر اٹھنے کے دستانہ کو لے لیا
 اور کہا اچھا مجھ سے لڑنا منظور
 ہے تم نے مجھے دستانہ دیا ہے میں
 تمہیں گولی دوں گا۔ اچھا اب یہاں
 سے چلے جاؤ ورنہ میں ابھی اپنے
 نوکروں کو بلاؤں گا۔ اور وہ تمہیں
 باہر دے ماریں گے۔
البرٹ غصے سے دیوانہ باہر نکلا
 اور موریل نے دروازہ بند کر دیا۔
 کوٹ نے پھر اپنی عینک چڑھائی
 گویا کچھ واقعہ ہوا ہی نہ تھا۔ یہ دیکھکر
 لوگ کہنے لگے اس شخص کا دل تو کوئی
 لوہے کا یا تیرہ کا بنا ہے کہ اس کا مقابل

غصے سے دلیانہ ہو رہا ہے اور اسے
 خبر نہیں۔
 موریل - (اسکے کان میں) اپنے
 اسکا کیا بکاڑا ہے؟
 کوٹھ - کچھ بھی نہیں۔
 موریل - مگر کچھ تو ضرور ہے۔
 کوٹھ - کوٹھ مار سرف کے
 واقعے نے اس جوان کو پاگل کر دیا
 ہے۔
 موریل - آپ کا اس واقعہ
 سے کیا تعلق ہے؟
 کوٹھ - ہمارا یہ تعلق ہے کہ ٹھیک
 ہی نے جیمبر کو اسکی دفابازی پر
 مطلع کیا تھا۔
 موریل - خوب عینے اکثر سناتا تھا
 مگر مجھے یقین نہ آتا تھا کہ وہ یونانی
 غلام جو اکثر آپ کے ساتھ ہوا
 کرتا ہے علی پاشا کی بیٹی ہے اب
 میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ سب کارروائی
 پہلے سوچ بچار کر کی گئی ہے۔
 کوٹھ - وہ کیسے؟
 موریل - ہاں کیوں نہیں بالبرٹ
 نے آج ایک رقعہ بھیجا تھا کہ میں
 بھی تاشا دیکھنے آؤں اسہل اسکی
 اور کیا غرض تھی سوائے اسکے کہ
 میں بھی اس بے غرضی کا گواہ رہوں
 جو اس نے آپ کی ہے مگر آپ بالبرٹ

سے اب کس طرح نہیں گے؟
 کوٹھ - یہ کیا بات ہے میرے
 یقیناً یقیناً کل دس بجے سے پہلے
 پہلے اسے بلا کر کر دوں گا۔
 موریل - کوٹھ صاحب وہ اپنے
 باپ کا بڑا عزیز بیٹا ہے۔
 کوٹھ - پیارے موریل آپ
 اس بات کو نہیں جانتے خاموش ہو
 رہو اور دیکھتے جاؤ کہ کیا ہوتا ہے۔
 موریل نے دیکھا کہ زیادہ کہنا
 فضول ہے اور چپ ہو رہا توڑی
 دیر کے بعد دروازہ ہلا۔
 کوٹھ - کون ہے آ جاؤ۔
 بیو جیمبر دروازہ کھول کر اندر آیا۔
 کوٹھ - بیو جیمبر گڈ لیٹنگ
 تشریف رکھو۔
 بیو جیمبر - رہ بیٹھ کر آپ کو
 معلوم ہے کہ میں ابھی البرٹ کے
 ہمراہ آیا تھا۔
 کوٹھ - اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ
 نے اپنے کھانا کھایا ہے دقہقہ مار کر
 بیو جیمبر مجھے اس بات کے دیکھنے
 سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تم البرٹ
 کی نسبت زیادہ بانہوش ہو۔
 بیو جیمبر - کوٹھ صاحب بالبرٹ
 نے بڑی زیادتی کی ہے مگر میں
 اسکی خاطر تو نہیں مگر اسکی غرت

کی خاطر آپسے معذرت کر نیکی لے

آیا ہوں اس کے بعد میں بڑے

دوب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ آپ بڑے ماننے ہوئے شریف

ہیں۔ اور کوئی بُری بات نہیں ہے

کہ آپ اسے دو چار لفظ اکسیلیشن

کے دیں اور بس

کوٹ کا بس خاموش ہی رہنا

بہتر ہے۔ اس میں میری ساری امید

کا خون ہوتا ہے

پہلے تو تم لوگوں نے مجھے کوئی

عجیب آدمی خیال کیا ہوا ہے کوئی

مجھے لارڈز تھون کہتا ہے پھر جبکہ

میں اپنے مقاصد کے انتہا پر پہنچنے

کو ہوں تو آپ چاہتے ہیں کہ میں

ایک عام آدمی بن جاؤں۔ اور

اکسیلیشن دیتا پیروں بیچ

صاحب یہ تو ایک سہمی کی بات

ہے

بیوچمپ۔ مگر بعض اوقات

ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایمان اور

دیانت تقاضا کرتی ہے

کوٹ بیوچمپ یا ورکھو کہ کوٹ

آف مانٹی کرسٹو کسی آدمزاد کے

آگے نہیں جھکیگا

جہاں بھی کر کے خاموش رہتے ہیں

جی ہونگا اور جو کچھ میں کرونگا ضرور

اچھا اور مناسب ہوگا

بیوچمپ کوٹ صاحب شریف

لوگوں سے ایسا سلوک اچھا نہیں

ہوتا۔ اچھا میں ضمانت مانگتا ہوں

کوٹ بیوچمپ بیوچمپ میں خود زندہ ضمانت

ہوں ہم دو ٹوٹی رگوں میں خون ہے

جو بچنے کل بہا نا ہے بس یہی ہمارا

ضمانت ہے البرٹ کو کہدو کہ

کل دس بجے سے پہلے تیار رہے

پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کس گردیکا

آدمی ہے

بیوچمپ اچھا تو پھر میں لڑنے

کے واسطے تیار رہ کر دوں

کوٹ اور مجھے اس بات کا کیا

بیتا۔ جو جا ہو کروا فوس ہے کہ

ایسی خفیف باتوں کے واسطے مجھے

اس جگہ تکلیف دینے کی کیا ضرورت

تھی فرانس میں لیٹول بندوق سے

ڈول لڑی جاتی ہے عرب میں

خنجر سے اور الجزار میں نیزہ سے

البرٹ کو کہدو کہ اگر صبر میرا حق

تھا کہ میں ہتھیار چوں۔ لیکن اپنا

عجیب بن قائم رکھو کے واسطے

میں یہ بھی اسی پر چھوڑتا ہوں

کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میں ماروں گا

بیوچمپ دجیران ہو کر

کوٹ کاں ضرور۔ ورنہ میں اس

ہرگز نہ لڑتا۔ میں اسے ضرور مار دے گا۔ خبر نہیں کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ یہ
اور اس کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔ صرف چھپ کو اور خدا ہی کو معلوم ہے
بس آج شام یہ خبر ہو چکے کہ تمہارا خدا ہمیں یقین دلاتا ہوں کہ
کیا میں وقت کو نسا ہے۔ اور جبکہ کوئی خدا ہماری جانب ہے۔
موریل: بس آپکا دوسرا گواہ ہے۔

جو چھپ ان باتوں کو سن کر سخت متحیر ہوا اور اپنے دل میں سمجھا کہ یہ
مجھ یا تو کوئی جن ہے اور یا ایک لاف زن بد معاش ہے۔ آخر کچھ تفکر کے
بعد بولا: اچھا کل آئندہ مجھے ٹالسٹو
ولسٹن میں پتوں کے ساتھ۔

کوٹ: اچھا اب میں تا شادی
چاہتا ہوں جاؤ اور اپنے دوست کو
کہہ دو کہ مجھے پر وق نہ کرے اور گھر میں
جاگڑ سو رہے۔ ورنہ کہیں اپنے اوپر
اور خرابی نہ لے آوے۔

جو چھپ حیران و پریشان ہو گیا۔
کوٹ: تو دہریلے ہے۔ کیوں جی
میرے مدد آپ کریں گے۔ یا نہیں۔
موریل: ضرور۔ لیکن...
کوٹ: لیکن کیا۔

موریل: آپ مجھے اصل واقعات
بتاویں۔

کوٹ: اس کے یہ معنی کرتے
میرے ساتھ نہیں ہونا چاہتے۔
موریل: گواہ۔ یہ کیوں۔
کوٹ: اس جوان کو خود کچھ

باب اٹھاسی

رات

کوٹ راگ سنتا رہا یہاں تک کہ یہ ختم ہو گیا۔ پھر وہ اٹھا اور باہر نکلا۔ موریل دروازہ پر اس سے رخصت ہوا۔ کوٹ اپنی گاڑی میں بیٹھ بیٹھ منٹ میں اپنے مکان پر پہونچا۔ گاڑی سے اترتے ہی اس نے علی کو اپنے طینچ لائے کا حکم دیا۔ علی پستوؤں والا صندوق لایا۔ کوٹ نے ان کو بڑی توجہ سے ملاحظہ کیا۔ کئی دوسرے روز اسکی جان انہیں کے حالہ ہو گئی تھی۔ یہ کوٹ کے خاص پستول تھے۔ جبکہ ساتھ وہ اپنے کمرہ میں ایک چوٹی سی تھالی کے نشانہ پر مشق کیا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر میں اسکے کمرہ کا دروازہ کھلا اور بیپ لسن اندر آیا۔ وہ ابھی بولے بھی نہ پایا تھا کہ کوٹ کی نظر دوسرے کمرے میں پڑی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں ایک عورت ہے جو کہ بیپ لسن کے ساتھ ساتھ آئی ہے۔ عین عورت نے دیکھا کہ کوٹ کے ہاتھ

میں پستول پکڑا ہے اور اسکے پاس بیپ لسن ہلوار رکھی ہے تو وہ جیت کر اندر آئی۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو کوٹ نے بیپ لسن کو چلا جائیکا اشارہ کیا۔ بیپ لسن کھلا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر گیا۔ کوٹ نے دیر بعد پیش عورت سے میڈیم تم کون ہو؟

اجنبی عورت نے پہلے تو اپنے ارد گرد دیکھا کہ وہاں کوئی تیسرا شخص تو نہیں پھر گھٹنوں کے بل گر کر اور اپنے ہاتھ جوڑ کر وہ ایک مایوسانہ لہجہ میں بولی۔ او منہ امیر بیٹے کو نہ مارتا؟

کوٹ نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر ایک چیخ ماری اور پستول اس کے ہاتھ پکڑ گیا۔ اور وہ بولا۔ میڈیم مار سرف تم نے کیا نام بولا ہے؟

میڈیم مار سرف۔ دیر بعد تارک تمہارا نام اوٹمنڈ ہے تمہارا جس کو ابھی میں نہیں پہونی اوٹمنڈ یہ میڈیم مار سرف نہیں ہے جواب تمہارے سامنے کھڑی ہے یہ وہی مرسی ڈیس ہے؟

کوٹ نے مرسی ڈیس مرحی ہوئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نام کی کوئی عورت دنیا میں ہو؟

میڈیم مار سرف کا صاحب

میں میری اویں زندہ ہے اور اسی نے یاد رکھا ہے۔ اسی نے آپ کو

بچا تا تھا اس وقت جبکہ اس نے تنگو دیکھا بلکہ اس وقت جبکہ اس نے

تمہاری آواز ہی سنی وہ اسی

وقت سے تمہارے پیچھے ہے جیسی

کہ اس نے تم کو بچا تا اور وہ

جانتی ہے کہ اسی لڑکے نے ایم ڈی

مار سرف کو چوٹ لگائی ہے

گوٹ کا تمہاری مراد فرزند سے

ہے۔ یہ الفاظ گوٹ نے ایسی

وحشت بھری طنز سے بولے کہ

میڈیم مار سرف کانپ گئی اور وہ

بولی۔ دیکھا اس شخص کی تمہارے

دل میں کیسی نفرت ہے بس اسی

دور سے میں تمہارے پاس یہ

منت کرنے آئی ہوں کہ میرے

بیٹے کی جان پر رحم کرو۔

گوٹ نے یہ نہیں کیسے معلوم

ہوا ہے کہ میری تمہارے بیٹے

سے عداوت ہے۔

میڈیم مار سرف کی ماں کی

وہ ہری نظر ہوا کرتی ہے میں سب

کچھ تار گئی تھی۔ میں آج شام میں

کے پیچھے تاشا گاہ میں گئی تھی اور

دوڑ میں نے سب کچھ دیکھ لیا تھا

گوٹ۔ میڈیم اگر تم نے سب کچھ

دیکھ لیا ہے تو تم کو معلوم ہو گا کہ

فرزند کے بیٹے نے علانیہ میری ہتک

کی ہے۔

میڈیم مار سرف کا وہ بڑے

خدا پر رحم کرو۔

گوٹ نے قہقہہ دیکھ لیا ہے کہ البرٹ

اپنا دستا میرے منہ پر مار دیتا

اگر موریل نے اسے پکڑ نہ لیا ہوتا

میڈیم مار سرف سنو میرے

بیٹے کو معلوم نہیں ہے کہ تم کون ہو

وہ اپنے باپ کے سب مصائب

صرف تمہاری ہی طرف منسوب کرتا ہے

گوٹ نے میڈیم کو غلطی لگتی ہے

یہ مصائب نہیں ہیں یہ سزا ہے

اور سزا دینے والا گوٹ آف

مانی کر سٹو نہیں ہے بلکہ خود خدا

ہے۔

میڈیم مار سرف اور تم خدا کے

ایجنٹ کیوں نہیں بنتے ہو خدا

نے اسے بھولا دیا ہے مگر تمہیں

کیوں یاد ہے۔ جنین اور اسکے پاش

کا تمہارے ساتھ کیا تعلق اور

سروکار ہے علی پاشا کے گرفتار

کرانے میں فرزند نے تمہارا کیا

نقصان کیا ہے۔

گوٹ کا وہ ہو میڈیم یہ سب تو

علی پاشا کی بیٹی اور فرانسسیسی
کپتان کا معاملہ ہے اس سے
تومیری کوئی غرض نہیں میں نے
بہ لا لینے کی قسم کھائی ہے مگر میں
کوئی ڈی مار سرف سے بدلا نہیں
لوں گا بلکہ فرنڈ مانڈ کو کسلاں
مرسی دیں گے حادثہ سے اپنا
عوض لوں گا۔

میڈیم مار سرف: "مے خدا
تم کیسے سخت بدلا لینا چاہتے ہو
ایک ادنیٰ اور معمولی جرم کے واسطے
جو میرے سے ہرز دہو گیا تھا
اور اڈمنڈ اگر تم سے بدلا لینا ہے
تو مجھے بوجہ کہ تمہاری غیر حاضری
اور اپنی تنہائی کی بدداشت دکر کی
کوئی اور تم تنہا کیوں نہیں؟"
میڈیم مار سرف: "کیونکہ تم
رفتہ ہو گئے تھے اور قیدیوں کی
لئے تھے۔"

لوٹ: "اور میں گرفتار کیوں
لیا گیا تھا؟"
میڈیم مار سرف: "مجھے کچھ
معلوم نہیں ہے۔"

لوٹ: "تمہیں معلوم نہیں رضی
نہ جانتی ہوگی مگر میں تمہیں بتاتا ہوں
میں اس لئے قید کیا گیا تھا کہ جس
وز میں نے تم سے شادی کرنی تھی

اسی روز کاسریڈو میں ایک
شخص سمی ڈیگلرس نے یہ خط لکھا
جسکو فرنڈ مانڈ کو نے خود ڈاک
میں ڈالا تھا: "ماٹھی کرسٹو ایک
صندوق کی طرف گیا۔ اور اس کو
کہول کر اس نے ایک خط لکھا لا
جس کا کاغذ پرانا ہونے کے سبب
سے نیپٹ کیا تھا اور جسکی سیاہی
زنگار کی صورت میں بن گئی تھی
اس خط کو اس نے میڈیم مار سرف
کے ہاتھ میں دیا یہ ڈیگلرس کا
خط تھا جو اس نے میجسٹریٹ کو
لکھا تھا اور جو کہ اتفاق سے کوٹ
کے ہاتھ آ گیا تھا۔ مرسی دیں نے
بڑی وحشت سے مفصلہ ذیل
سطر میں پڑھیں۔"

میجسٹریٹ کو باوڈشا اور مذہب
کے ایک دوست کی طرف سے
ایک اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک
شخص جس کا نام اڈمنڈ ڈینڈر ہے
اور جو کہ جہان فرعون میں دوسرے
درجہ کا افسر ہے آج نیلین ہوتا
ہو اسمرنا سے آیا۔ اس نے ایک
خط بونا پارٹ کی طرف سے خواہش
کو پہنچا دیا ہے اور دوسرا خط
خاصہ سے بیرس کے بچا پاشا
کلب کی طرف لیجا رہا ہے۔ اس بات

تقصیری اس طرح ہو سکتی ہے
مذکورہ بالا اڈہنڈل گرفتار
یا جاوے اور اسکی تلاش لیجیے
یہ خط باتو اسکے پاس سے نکلیگا
درا اسکے یا پکے مکان پر ملےگا
ریس خط نہ بیٹے کے پاس لے اور
پکے پاس تو یہ ضرور اس کو
بن ہوگا جسیں اڈہنڈل فرعون
باز میں رہتا ہے
میڈیم مار سرف "او ہو بڑا
نظر ناک الزام ہے یہ خط
لوٹ "یہ خط بیٹے دولا کہ
روپیہ پر خریدا تھا مگر یہ ایک ضیف
رقم ہے کیونکہ اسکے سبب میں
تمہارے سامنے سچ ثابت ہو سکتا
ہو "

میڈیم مار سرف "اور اس
خط کا نتیجہ کیا ہوا
لوٹ "بس میری قید۔ یہ تو
مکو معلوم ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں
ہے کہ میں تم سے دو ہی کوس کے
فاصلہ پر جو وہ پرس چلیو ڈی ایف
کے قلعہ کے جیل خانہ میں سڑتا گھٹا
رہا میں ان چودہ برسوں میں ہر
روز اپنے بدلا لینے کی قسم کو تازہ
کرتا تھا جو عین اپنی گرفتاری کے
پہلے روز کہا ہی تھی مگر مجھے معلوم

نہ تھا کہ تم نے فرینڈ میرے گرفتار
کرانیوالے سے شادی کر لی ہے اور
میرا باپ بھوک کے مارے مر گیا
ہے "

مرسی ڈلیس "دکانپ کر نہیں
کیا یہ ہو سکتا ہے "

کوٹ "اپنی قید سے نکلنے پر عین
ایسا سا اور اب اپنے مرحوم باپ
کی خاطر اور زندہ مرسی ڈلیس کی خاطر
میں بدل لینے کے لئے آیا تھا۔ اور اب
مکا شکر ہے کہ میں نے بدل لے لیا
ہے "

مرسی ڈلیس "تکو یقین ہے کہ
یہ کام فرینڈ ہی نے کیا تھا "

کوٹ "مجھے پورا یقین ہے کہ اس
نے ایسا کیا۔ اور اس نے اور کیا نہیں
کیا وہ فرانس کا متوطن اور جابلو ملک
سے وہ نسل کا ہسپانی اور لڑا ہوا
عالموں کے برخلاف۔ وہ علی پاشا کا
خوار نوکر اور اس نے بیج ڈالا۔ اپنے
آقا اور پرورش کنندہ کو ایسے واقعات
کے مقابل میں خط کیا ہے جو تم نے ابھی
پڑا ہے۔ اچھا فرانس نے بھی دعا
کو دعا بازی کی سزا نہ دی یہ ہسپانیہ
نے بھی ظالم بے وفا کو اس کے کردار
کا پاداش نہ دیا۔ علی نے بھی دعا باز
کو اپنی قبر سے پوری سزا نہ دی مگر

میں پھر اپنے قید خانہ کی قبر سے نکلا اور خدائے عظیم مقرر کیا کہ اس ظالم بے فاقی بدکردار یوں کی سزا دی اور اب میں اسکے حکم سے اس کام کو پورا کرنے کے لئے یہاں موجود ہوں۔

یہی اسی عورت ان باتوں کی برداشت نہ کر سکی وہ اپنے گھٹنوں پر گر پڑی اور ایک درد بھری آواز میں بولی "اؤ منڈ" معاف کرو۔ میری خاطر معاف کرو کیونکہ میں اب بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔

یہ کہہ کر اس نے اپنی پیشانی زمین پر رکھی مگر کونٹ آگے کی طرف کودا اور اس نے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے کونٹ کے مردانہ چہرہ پر ایک لگاہ ڈالی

جیسے کہ حقارت اور بے عزتی کے اپنے آثار تازہ رکھے تھے خودی دیکے بعد کونٹ بولا "میں اس مرد دولس

کو برباد نہ کروں۔ اور اپنی مراد کے پورا ہونے کے قریب پہنچ کر اسے ترک کر دوں نہیں یہ مرکز نہیں ہو سکتا

مرسی ڈیس "اؤ منڈ جب میں تجھے اؤ منڈ کہتی ہوں تو تم مجھے مرسی ڈیس کیوں نہیں کہتے؟"

کونٹ "مرسی ڈیس اچھا اس نام میں ابھی تک کچھ فریفتگی ہے اور اب میں نے اسے بڑی مدت کے بعد

صاف صاف بولا ہے، آہ مرسی ڈیس میں نے تیرا نام آہوں کے ساتھ لیا ہے میں نے تمہارا نام اس حالت میں لیا ہے جب کہ قید خانوں کی پریم سروی میں ٹھنڈا کرنا تھا۔ اور اب یہ نام پر مدت کے بعد میرے کہنے سے نکلا ہے میں کیا تباہوں

مرسی ڈیس میں نے چودہ لمبے برس جیل خانہ میں مصیبت جھیلی ہے اور اب میں اپنا بدلہ لو دگا اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ضرور بدلہ لو لگا کونٹ نے اس خیال سے کہ میں اپنی پورانی محبوبہ کی منتوں سے مغلوب نہ ہو جاؤں اپنی مصائب کو یاد کیا تاکہ اسکی حقارت اور ذمہ داری کا اور بھی بلند ہو جاوے۔"

مرسی ڈیس "اچھا اؤ منڈ بدلہ لو مگر ان سے جو مجرم ہیں نہ میرے بیٹے سے جس نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اؤ منڈ جیسے میں نے تمہارے آشناؤں سے

تمہارے نام کی عزت کی ہے اور تمہاری یاد میں نے غریب جان ہے سو اؤ منڈ میرے پیارے اؤ منڈ اس تصویر کو جو تمہاری میرے دل پر

منقش ہے میلہ نہ ہوسنے دو۔ اؤ منڈ تم کو کاشکے معلوم ہوتا کہ میں نے تمہارے حق میں کیا کیا دعائیں کی

ہیں۔ اؤمنڈ میں نہیں مردہ خیال
 کرتی تھی اور ہر آن تنہا رہے حق میں
 دعائیں مانگتا کرتی تھی۔ اؤمنڈ میری
 راتیں کتنی تھیں اور میرے دن بے
 چینی میں اور میرے اؤمنڈ اگرچہ تھیں
 بھی بڑا رنج پہنچاتا ہم میرے مصائب
 کو تیرے سے کچھ کم نہیں ہیں۔

کوٹ۔ کیا تھیں معلوم نہیں ہے
 کہ میرا باب میری غیر حاضری میں پہنچا
 کے مارے مر گیا۔ کیا تھیں معلوم نہیں
 ہے کہ وہ عدالت جس میں محبت کرتا تھا
 ایک دوسرے شخص سے بیاہی گئی
 اور مجھے مایوسی میں چور گئی افسوس
 اگر تھیں یہ معلوم ہوتا تو تم مجھ پر رحم
 کرتیں۔

مرسی ڈیس۔ میں یہ باتیں تو نہیں
 دیکھیں مگر میں نے اس بات کو تو دیکھا
 ہے۔ کہ وہ شخص جس کو میں پیار کرتی
 تھی میرے بیٹے کو قتل کرنے کے
 قریب ہے۔ مرسی ڈیس نے یہ

الفاظ ایسے درد آمیز لہجہ میں بولے
 کہ کوٹ کے منہ سے بے اختیار ایک
 آہ نکلی بس اب شیر مغلوب ہو گیا
 اور بدلے لینے والے کی حقارت آگ
 فرو ہو گئی آخر وہ بولا اچھا تم مجھ پر
 کیا مانگتی ہو۔ اپنے بیٹے کی زندگی
 چلو وہ زندہ رہ گیا۔

اس بات کو سنکر مرسی ڈیس نے ایک
 چیخ ماری جس کے سننے پر کوٹ کی
 آنکھوں میں آنسو بہا آئے۔

مرسی ڈیس۔ جہاں کہہ لے اؤمنڈ
 جہاں کہہ اب مجھ پر یقین ہو گیا ہے
 کہ تم ویسے ہی ہو جیسا کہ میں نہیں
 خیال کرتی ہوں۔ اب میں کہہ سکتی
 ہوں کہ میں نہیں محبت کرتی ہوں۔
کوٹ۔ اب تنہا رہی محبت ختم
 ہو جائے گی۔ تنہا رہا اؤمنڈ قبر کی
 طرف سفر کرے گا۔

مرسی ڈیس۔ اؤمنڈ یہ کیا کہتے
 ہوئے

کوٹ۔ مرسی ڈیس میں یہ کہتا
 ہوں کہ چونکہ تم مجھ پر مرثیہ حکم دیتی
 ہو۔ میں مرنے کے لئے تیار ہوں۔
مرسی ڈیس۔ مرنے کے لئے
 تیار نہیں ایسا کس نے کہا ہے۔
 موت کا کس نے ذکر کیا ہے یہ
 موت کے خیال تھیں کہاں سے
 آئے ہیں۔

کوٹ۔ میں مرنے کے لئے تیار
 کیوں نہ ہوں۔ میری تمام تھیں والوں
 کے سامنے تمام دوستوں کے روبرو
 تنہا رہے بیٹے نے جو کہ ابھی کل کا
 بچہ ہے۔ علامہ تنگ کی ہے۔ کیا
 تم خیال کر سکتی ہو کہ ایسی حالت میں

میں ایک لمحہ کے لئے ہی زندگی کی
خواہش کر سکتا ہوں۔ مرسی ڈیس
تم سے دوسرے درجے پر جس چیز
کی مجھ کو محبت تھی وہ میری اپنی عزت
اور اپنی وہ طاقت تھی جس کے سبب
میں دوسروں سے ممتاز تھا۔ وہی
طاقت میری جان تھی مگر تم نے ایک
ہی لفظ کے ساتھ اسے برباد کر دیا
ہے اور میں اب مرنے کو تیار
ہوں۔

مرسی ڈیس۔ مگر دول تو واقعہ
ہی نہیں ہو گی کیونکہ تم معاف کرتے
ہو۔

کوئٹ۔ دستانت سے دول
تو ضرور واقع ہو گی مگر تمہارے بیٹے
کی خون کے بجائے میرا خون زمین
کو سرخ کریگا۔

مرسی ڈیس نے ایک چغ ماری
اور کوئٹ کی طرف جھپٹی لیکن فوراً
ٹھیک کر وہ پولیٹک اڈمنڈ تمہارے

پر بھی بھروسہ ہے مجھے تمہاری بات
پر بھی اعتماد ہے تم نے کہا ہے کہ میرا
بیٹا زندہ رہے گا۔ کہا ہے کہ نہیں
کوئٹ اس بات سے متحیر ہوا کہ اس
نے اسکی بہادر اذ قربانی کو منظور
کر لیا ہے اور بولاناں میڈیم وہ

زندہ رہیگا۔
مرسی ڈیس۔ اڈمنڈ تمہارے
کیسی شرافت دکھائی ہے۔ تم نے کیسی
اعلیٰ حوصلگی ظاہر کی ہے کہ ایک غریب
عورت کی درخواست کو منظور کیا

ہے۔ افسوس ہے کہ میں یہ رسول
نہیں مگر مصنیعتوں سے لوڑی ہوئی
ہوں اور اپنے اڈنا سے تم کو اس
مرسی ڈیس کی یاد نہیں دلا سکتی جس
کو تم گھنٹوں پہلے دیکھا کرتے تھے۔

مگر میں اڈمنڈ پر کہتی ہوں کہ جو کچھ
تم نے کیا ہے نہایت ہی شریفانہ اور
بہادرانہ ہے۔

کوئٹ۔ اب تو تم ایسا کہتی ہو۔
لیکن اگر نہیں معلوم ہو جاوے
کہ میں اس قربانی سے کتنا نقصان
کرتا ہوں تو شاید تم ایسا نہ کہو۔

افسوس تمہیں معلوم نہیں ہے۔
کہ اس وقت مرنے سے میں اپنی کیا
کھا اس میں خاک میں ملانا ہوں

مرسی ڈیس
تمہیں صرف ایک بات اور کہنی
ہوں تم دیکھتے ہو کہ رنگ زرد
سے میری آنکھوں کی چمک جاتی رہی
ہے میری خوبصورتی فنا ہو گئی
ہے مگر پھر کہو کہ میرا دل اب بھی
وہی ہے اب میں اور کچھ نہیں نکلتی

صرف الوداع کہتی ہوں خدا کا شکر ہے کہ میں تمہیں پہرہ دیکھ لیا ہے۔ اور تمہیں ویسا ہی شریف اور بہادر پایا ہے جیسا کہ تم پہلے تھے اچھا اللہ تعالیٰ کو کوٹ نے اس کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا مرسی ڈیس نے کمرہ کا دروازہ کھولا اور بیشتر اسکے کہ کوٹ ہوش میں آوے وہ غائب ہو گئی جب اسکی نگاہ کے سر پر جانے کی آواز آئی تو کوٹ ہوش میں آیا۔ اور بولا میں یہی کیسا بے وقوف تھا کہ میں اس دن جبکہ میں نے بدلہ لینے کا ارادہ کیا تھا اپنے دل کو پیار کر باہر نہ نکال دیا۔

باب نویں مقابلہ

مرسی ڈیس کے چلا جانے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہر ایک چیز پر ایک تاریکی سی چھا رہی ہے کوٹ کے خیالات پھر مردہ ہو گئے اسکا مضبوط اور طاقتور دل ایسا ہو گیا کہ گویا تھکان کے بوجھ کے مارے

بیہوش ہو گیا ہے مکان کے چراغ قریباً بجھ گئے اور نوکر دیوڑھی میں مضطربانہ انتظار کر رہے تھے جبکہ کوٹ کو ایک طرح سے ہوش آیا اور اُس نے اپنے آپ کو کہا میں کیا یہ عمارت جس کی تعمیر میں میں نے اتنی سالہائے دراز خرچ کئے ہیں یونہی ایک چوٹ ایک لفظ بلکہ ایک سانس کے زور سے فنا ہو اور برباد ہو جاوے گی کیا یہ وجود جس پر مجھے اتنا فخر تھا اور جس کے بڑا بننے میں میں نے اتنا کچھ خرچ کیا کل ایک بیجان مٹی کا ڈھیر ہو گا افسوس مجھ کو اپنی موت کا تو کوئی بھی رنج نہیں ہے۔ کیوں موت کیا ہے ایک میٹھی نیند اور قبر کیا ہے ایک مکلف آرام گاہ۔ میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ مجھے اسکی کوئی پرواہ ہے۔ میں مجھ پر وہ ہے تو اس بات کی ہے کہ میری تمام جائیداد جن کے بچہ کرتے ہیں میں نے بڑی بڑی شاق محنتیں اٹھائیں ہیں سب خاک میں بچا دیں گی افسوس کہ خدا کی تقدیر اب ان تدابیر کے مخالف معلوم ہوتی ہے اور پھر درگاہ کا منشا ہے کہ یہ سب ادھوری ہی رہ جاوےں۔ چودہ سال کی مصیبت اور

دس سال کی امید نے مجھے خدا کا منتقد بنیاد بنا یا تھا۔ مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی ہستی کا اعتقاد میرے دلیں لڑکھار رہا ہے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ ایک ایسی عالی حوصلہ عورت جیسی کہ مرسی ڈلیں ہے خود غرضی سے میری موت پیدا نہ ہو جاوے۔ حالانکہ وہ دیکھتی ہے کہ میں ابھی عین شباب میں ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اسکی مادہ نہ محبت اس درجہ پر غالب ہو کہ وہ میری جان کو ضائع جانے دے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اس نے کوئی اور تجویز سوچی ہوگی۔ وہ کل آویگی اور اپنے آپکو میرے اور اپنے بیٹے کے درمیان ڈالے گی۔ اور اسکی یہ حرکت دیکھنے والوں کے مضحکہ کا موجب ہوگی مگر کیا یہ مضحکہ عجیب نہ ہوگا۔ نہیں میں اسکی نسبت موت کو زیادہ جلدی پسند کر رہا ہوں۔

کوئٹہ اس طرح ان مصائب کی بابت سوچ رہا تھا جو اسکو خیال میں نہ تھے روز واقع ہوئی تھیں آخر وہ چلا یا۔ فیاضی کو اس حد تک پہنچا کہ اپنے آپ کو دشمنی کی بندوبست کا نشانہ بنا دیا جاوے پرلے درجہ کی بیوقوفی ہے البرٹ کو گہری بھی یقین نہ آئیگا کہ میری موت خود کشی سے ہے۔ مگر یہ اشد

ضرورت ہے کہ میری عزت قائم رہے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ باز وجود و سر و شکوہ مارنے کے لئے ایسا مضبوط ہے میں نے جان بوجہ کر بیکار رہی ہو دیا ہے یا یہ ہونا چاہئے۔ اور یہ ضرور ہوگا کہ یہ کہا اور اس نے ایک فلم پکڑی اور اپنے میز کے ایک خانہ سے ایک کاغذ نکالا اسپراس نے پیرس میں آتے ہی اپنی وصیت لکھ دی تھی اسپراس نے موت کی کیفیت بھی مفصل لکھ دی۔ پھر آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر اس نے کہا: اے میرے خدا یہ ہیں اس لئے کرتا ہوں کہ تا تیری عزت بھی ہوا و میری بھی میں نے دس سال سے اپنے آپکو تیرے بدلے اور انتقام کا انجینئر سمجھا ہوا ہے اور یہ بدبختی مار سرف اور ڈیٹیکٹس اور ولفرٹ یہ ہرگز ذخیال کریں کہ اتفاق نے ان کو ان کے دشمن سے رٹائی دلوادی ہے برخلاف اسکے انکو یقین رکھنا چاہیے کہ تیری سزا مل نہیں گئی۔ بلکہ اس میں صرف توقف ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ اسی دنیا میں اس سے بچ جائے تو یہ دوسرے جہان میں انکا انتظار کر رہا ہے۔

جیکہ وہ ان تار یک اور پنج آمیز خیالات میں مصروف تھا سورج کی پہلی کرنیں اس نیلے کاغذ پر پڑنی شروع ہوئیں جس پر کہ اس نے اپنی موت تحریر کی ہوئی تھی صبح کے پانچ بج چکے تھے۔ اچانک ایک آواز اس کے کان میں پڑی جو کہ ایک گھٹی ہوئی آہ معلوم ہوئی۔ اس نے اپنے گرد دیکھا مگر اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا مگر آواز حقیقی تھی اس لئے وہ اٹھا اور اس نے ڈرائنگ روم کا آہستہ سے دروازہ کھولا کیا دیکھا ہے۔ صیڈی ایک کرسی پر پڑی ہے اس کے بازوؤں پر ہونٹے ہیں اور اس کا سر جھجے پڑا ہوا ہے۔ وہ دیر تک دروازہ پر کھڑی رہی تھی تاکہ وہ کونٹ سے ملاقات کے بغیر اسے باہر نہ جانے دے آخر جب اس کے انتظار کی مدت حد سے گزر گئی تو وہ غنبد کے زور سے ڈراسو گئی اور دروازہ کے کھلنے کی آواز سے بیدار نہ کیا اور کونٹ محبت ہری نگاہ سے اس کی طرف دیکھتا ہوا۔ آخر وہ بولا کہ اس کو تو یاد ہے کہ اس کا ایک بیٹا ہے مگر فوس ہے بھول گیا کہ میری بھی ایک

بیٹی ہے۔ تب اپنا سر رخ سے ہٹا کر اس نے کہا اے غریب بیٹی تو مجھے ملنا چاہتی تھی۔ تو مجھ سے بات کرنا چاہتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے کچھ بتا لگ گیا ہے اس میں سکی حقت حاصل کئے بغیر نہ جاؤنگا۔ اور نہ میں اس کو بغیر کسی کے حوالہ کئے کے مرونگا گا

میں دو کروڑ روپیہ میکیسی میلین موریل سپاہیوں کے کپتان کے حق میں وصیت کرتا ہوں جو کہ میرے مربی پیوڑی موریل مارسیلین کے جہاز کے مالک کا بیٹا ہے یہ دو کروڑ روپیہ جزیرہ مانٹی کرسٹو کے گروائیوں مدفون ہے اور ان کا پتا بٹر وٹنیو کو معلوم ہے اگر موریل علی یا شاکی بیٹی بیٹی کے ساتھ جسکو میںے باب بنکر پرورش کیا ہے۔ اور جس نے کے میرے ساتھ بیٹیوں کے طرح محبت کی ہے شادی کر لینگا تو وہ میری آخری خواہش پوری کرینگا اس وصیت کے رو سے بیٹی میری باقی جائداد کی وارث ہے جو کہ زمینوں اور مکانات اور سازو سامان کے علاوہ چھ کروڑ نقد سے کم نہیں ہے اس لئے یہ آخری

سطر ابھی ختم بھی نہ کرنے پائی تھی۔

لہ اس نے اپنے پیچھے سے ایک منج سنی اور اسکی فلم اس کے ہاتھ سے گر گئی بیڈی گو دیکھ کر وہ بولا کہ بیڈی کیا تھے یہ پڑھ لیا ہے۔

بیڈی۔ "اوہ میرے آقا آپ یہ کیا لکھ رہے ہیں آپ اپنی ساری باتیں دیکھیں مجھے دیتے ہیں سکيا آپ چھو چوڑے ہیں۔"

لوٹ۔ "پیارے بیڈی میں سفر بلا ہوں اور اگر مجھے کوئی مصیبت بیڈی کی۔ (زور کی آواز سے) پھر یا۔"

لوٹ۔ "محبت بہرے لہجہ میں) لرچے کوئی مصیبت واقع ہووے میں چاہتا ہوں کہ میری پیار بی آسودہ رہے۔"

بیڈی۔ "دسر لاکر کیا آپ نے خیال کر رہے ہیں۔"

بیڈی۔ "بجی داناؤں نے کہا ہے موت کا خیال کرنا اچھا ہے۔"

بیڈی۔ "خیر اگر آپ مرنا چاہتے ہیں تو اپنی دولت اوروں کو دیکھئے

بے اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کہہ اس نے کاغذ لیا اور اسے

پارٹرکھینکدیا پھر غش کھا کر زمین پر پڑی کوٹ اسکے اوپر جھکا اور

اسکے بچان چہرہ اسکی بند آنکھیں اور ٹھنڈے جسم کو دیکھ کر اسکے

دل میں خیال آیا کہ شاید اسکی محبت اسکے ساتھ۔ ایسی نہیں ہے جیسے

کہ بیڈی کی باب سے ہوا کرتی ہے پھر وہ بیڈی کو اٹھا کر اس کے کمرہ

کی طرف گیا اور اسکو لٹا کر کے حوالہ کر کے پھر اپنے کمرہ میں آیا اور

اسدقہ دروازہ بند کر کے اس نے وہ وصیت پھر نقل کی وہ ختم کرنے

کے قریب تھا کہ ایک سکاڑی کی آواز سنائی دی کوٹ نے کھڑکی میں سے

دیکھا کہ موریل اور اس کا بہنوئی ایمینوئیل آئے ہیں۔"

موریل۔ "کوٹ صاحب شاید میں سویرے آگیا ہوں مگر میں بیان

سے کہتا ہوں کہ آج رات نہ میری آنکھ لگی ہے اور نہ میرے گھر میں

اور کسی کی میں چاہتا تھا کہ کسی طرح جلدی آیکو دیکھوں کہ خجہ کوتلی ہو

مانی کر سٹولے ان تحت آمیز کات کو سکر بازو کہو لے اسکی طرف دوڑا

اور بولا کہ موریل یہ میرے لئے ایک خوشی کا دن ہے کہ میں دیکھتا

ہوں کہ مجھے آپ جیسا ایک آدمی محبت کرتا ہے۔ ایمینوئیل صاحب

سلام۔ اچھا تو پھر آپ میرے

ساتھ چلیں گے۔“

موریل: ”کیا آپکو اس میں کوئی

شک تھا۔ کل میں نے آپ کو بھی

دیکھا اور البرٹ کو بھی اور آپ کے

چہرہ کی متانت دیکھ کر مجھے یقین

ہو گیا ہے کہ سچ آپ ہی کی جانب

ہے ورنہ ایسی مضبوطی کہاں۔“

کوٹھ: ”مگر البرٹ تو آپ کا

دوست ہے۔“

موریل: ”ایک معمولی آشنائی

کوٹھ: ”آپ کی اس کے

ساتھ اسی دن ملاقات ہوئی

جس دن کہ میرے ساتھ۔۔۔“

موریل: ”ہاں لیکن اگر آپ

مجھے یاد نہ دلاتے میرے خیال

سے یہ بات بھول گئی تھی۔“

کوٹھ نے اب گہنڈہ بجا یا جس

کی آواز پر علی حاضر ہوا کوٹھ علی

سے مخاطب ہوا دیکھو یہ میرے

وکیل کے پاس لیجاؤ۔ موریل

یہ میری وصیت ہے اور جب

میں مر جاؤں تو تم نے جانا اور اسے

دیکھنا۔“

موریل: ”ہیں آپ مر جاویں۔“

کوٹھ: ”میرے دوست کیا

مجھ پر ایک بات کی واسطے تیار

نہیں رہتا جانتے۔ مگر یہ تو تباہ

کہ جب سے تم میرے پاس سے

گئے ہو گیا کرتے رہے ہو۔“

موریل: ”میں تو رٹنی کو گیا

جہاں کہ میں بیو چیمپ اور جیو ناؤ

کو ملا۔ اور درحقیقت میں انہیں

کی تلاش میں وہاں گیا تھا۔“

کوٹھ: ”ہیں۔ آپ انہیں کہیں

تلاش کر رہے تھے جبکہ سب کچھ فیصلہ

ہو چکا تھا۔“

موریل: ”کوٹھ صاحب سنو

بات خطرناک ہے اور اہل درجہ

تک پہنچ گئی ہے۔ میں اسلئے گیا

تھا کہ کسی طرح اوزار تبدیل ہو جائیں

اور پستول کی بجائے تلواریں مقرر

کر دی جاوے۔ پستول کی لڑائی

اتفاق پر منحصر ہے اور تلوار میں بہاؤ

جیت جاتا ہے۔“

کوٹھ: ”اے امید بھر لہجہ میں۔“

اچھا تو پھر تمہارے جانی کا نتیجہ کیا

ہوا ہے۔“

موریل: ”میں کامیاب نہیں ہوا

کیونکہ آپ کی شمشیر زنی شہرہ آفاق ہو

کوٹھ: ”آہ میرا راز کس نے ظاہر

کر دیا ہے۔“

موریل: ”اسی شرمندہ شمشیر زن

نے جیکو اپنے مغلوب کیا ہے

کوٹھ: ”اچھا تو پھر آپ ناکام

ہوئے۔“

رہے میں کیا اپنے کبھی مجھے پستول
چلائے دیکھا ہے ؟

موریل : کبھی نہیں ۔

کوئٹ : اچھا اب دیکھو یہ کہہ کر
اس نے ایک پستول اٹھایا اور تاش
کے ایک پتے کو اسی وقت دیوار کے
ساتھ لگا کر چار گولیوں سے اس کے

چاروں کونے اڑا دیئے ہر ایک نشانہ
پر موریل کا رنگ اڑ جاتا تھا اس نے
گولیتیں جو کوئٹ نے چلائیں تھیں ملاحظہ

کیں وہ چوٹے چہرے سے بڑی ہونگی
پھر وہ اپنے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر
بولے حیرت انگیز سن رہے کوئٹ سی گھا

کوئٹ : ڈاکٹر کی جان نہ لینا اس
بد قسمت جان کی ایک غریب ماں ہو
کوئٹ : موریل صاحب آپ

راست فرماتے ہیں میری کوئی
ماں نہیں ہے ؟

موریل : ذلیل شدہ جانب تو آپ
ہی ہیں ۔

کوئٹ : ہاں مگر اس سے تمہاری
کیا مراد ہے ؟

موریل : تو پھر پہلے گولی بھی آپ
ہی چلائیں گے ؟

کوئٹ : میں پہلے چلاؤں ؟

موریل : کیوں نہیں جتنی آگے
پہنچیں گے اسے لٹا دیا جائے گا ؟

کوئٹ : فاصلہ کیا ہو گا ؟

موریل : "بیس فٹم۔ کوئٹ سکڑا

موریل : بس پھر ایک ہی طریقہ ہے

ہے جس میں وہ بچ سکتا ہے اور
وہ یہ ہے کہ آپ اس کا بازو توڑ دیں
یا اس کی ٹانگہ توڑ دیں ؟

کوئٹ : موریل میں آپ کو صاف
صاف بتا دیتا ہوں ڈاکٹر صحیح
وسلامت اپنے دوستوں کے ساتھ
واپس آ جائیگا جیکہ میں ۔۔۔

موریل : اور آپ ؟
کوئٹ : بس میں گھر لایا جاؤں

موریل : نہیں۔ نہیں یہ نہیں
ہو گا ؟

کوئٹ : میرے پیارے دوست
جیسا کہ میں نے تم کو کہا ہے ڈاکٹر

مجھے مار دینا ؟

موریل : دھیرائی سے سرائی
طرف کرنا مگر ہوا کیا ہے ۔

کوئٹ : بس دی جاوے گا
برونس کو فلی کی لڑائی کے لیے

ہوا تھا میں نے ایک سائبر لیا ہے
اور اس نے مجھے کہا ہے کہ میری شہر

اس کا کافی ہو گئی ہے ۔ کوئٹ
ابنیں ہو گئی ہیں نے ایک دوسرے سے
کی طرف دیکھا کوئٹ نے اپنی گہری

لکا لکر دیکھا اور کہا: "اؤ، بچپن
سات بج کر پانچ منٹ ہو گئے ہیں
اور پہننے والے آٹھ بجے حاضر ہونا ہے
ایک گاڑی دروازہ پتیا رکھڑی
تھی کوٹ اور اس کے دونوں دست
اس میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں وہ
جائے مقررہ پہنچ گئے کوٹ نے
گاڑی کی کھڑکی سے سر لکا لکر کہا: "تو
بوجی ہم پہلے پہنچے ہیں۔"
بیمب لکڑی: "مجھو معاف فرمائیگا
مگر وہ ایک گاڑی درختوں کے نیچے
کھڑی ہے۔"
کوٹ گاڑی میں سے اتر اتراسے
اپنے دوستوں کو اترنے میں مدد دی۔
ایک نیوٹیل: "میں بھی دیکھتا ہوں
کہ وہ درختوں کے نیچے دو جان کھڑے
ہیں، انتظار کرتے معلوم ہوتے ہیں
کوٹ: "موریل کو ایک طرف
بجاکر۔ موریل کیا اپنے کسی نازنین
کو دل دیا ہوا ہے رجواب دو جھک کر
نیوں ہو۔"
موریل: "میں ایک جوان لڑکی پر
مذا ہوں۔"
کوٹ: "بھیا آپ کو اس سے
سخت محبت ہے۔"
موریل: "میں اسے اپنی جان سے
بھی زیادہ پیار کرتا ہوں۔"

کوٹ: "ایک اور امید کا خون ہوا
میں نے غریب بیٹی! "
موریل: "کوٹ صاحب آپ آپ ہیں
توؤں بہر رہے ہیں کیا آپ حوصلہ
گئے ہیں۔"
کوٹ: "افسوس ہے کہ ایک سہمی
ہو کر آپ میرے حوصلہ کا ایسا بُرا
اندازہ کرتے ہیں اسلئے آہ بہرتا
ہوں کہ میں کسی سے جدا ہونے والا
ہوں۔ اور زندگی؟ اسکی مجھے کیا پڑا
ہے یہہ دل چرگز موت سے نہیں ٹا
موریل: "بھلا جانے دو۔ کیا
آپ اپنے ہتھیار ساتھ لائے ہیں۔"
کوٹ: "کاپے کے لئے شاید
وہ صاحب اپنے اوزار اپنے
ساتھ لائے ہوں گے۔"
موریل: "اچھا میں جا کر دریافت
کرتا ہوں۔"
کوٹ: "جاؤ مگر دیکھو کوئی عہد نامہ
نہ کرنے لگ جانا۔"
موریل: "آپ کوئی خطرہ نہ
کریں۔ موریل بیوچپ اور ناؤ
کی طرف بڑھا وہ اس کا ارادہ معلوم
کر کے اسکے گلے کے لئے آئے۔"
موریل: "صاحبان معاف فرمائیگا
البرٹ صاحب کہاں ہیں۔"
رناؤ: "اس نے کھلا بھیجا تھا کہ

وہ یہی آجائیکا۔ ابھی تک آیا نہیں
خیر نہیں کیا باعث ہے۔

بوجیب ڈگھڑی نکال کر
ابھی آٹھ بجے پر پانچ منٹ گزرے
ہیں۔ بہت دیر نہیں ہوئی۔

موریل کوئی بات نہیں
رناؤ ڈی وہ ایک گاڑی تو آ رہی ہے
حقیقت میں ایک گاڑی اس جگہ
کی طرف آرہی تھی جہاں کہ وہ کھڑے
تھے۔

موریل کا امید ہے کہ آپ صاحبان
کچھ ہتھیار لائے ہوں گے۔ کیونکہ
کونٹ اپنا کوئی نہیں لایا۔

بوجیب۔ کونٹ کی بڑی مہربانی
ہے۔ چند روز ہوئے ہیں میں نے کچھ
سیتول خریدے تھے جو میں اپنے
ساتھ لایا ہوں۔ وہ بالکل نئے

ہیں۔ اور ابھی ان کو کسی نے ہاتھ
بھی نہیں لگایا کیا آپ انہیں دیکھنا
چاہتے ہیں۔

رناؤ ڈی اس گاڑی میں البرٹ
تو نہیں ہے یہ تو فرنر اور ڈبیری
نکل آتے ہیں ڈبیری اور فرنر گاڑی
پر سے اترے۔

رناؤ ڈی آپ صاحبان یہاں کیسے
تشریف لائے ہیں یہ کہہ کر اس نے
ان دونوں سے مصافحہ کیا۔

رناؤ ڈی البرٹ صاحب نے آج بھی
یہاں آنے کے لئے پیغام بھیجا
تھا۔

بوجیب اور رناؤ نے ایک دوسرے
کی طرف حیرانی سے دیکھا۔

فرنر اور موریل۔ یہیں بھی ایسا
ہی ایک پیغام بھیجا تھا۔
رناؤ ڈی مگر یہ بدولت تو اس نے
کئے اور خود ابھی تک نہیں آیا۔ دس
منٹ دیر ہو گئی ہے۔

بوجیب۔ وہ تو گھوڑے پر چڑھا
آ رہا ہے اس کے پیچھے ایک ڈوگر بھی
ہے۔

رناؤ ڈی کیسا بے پرواہ آدمی ہے
میں نے کہا تھا کہ سیتول سے لڑنا ہے
گھوڑے پر نہ آنا مگر دیکھو کسی کی
نہیں مانتا۔

بوجیب۔ اور دیکھو لباس کس
طرز کا پہنا ہے۔ کھلا ہے اور
کرتی سفید ہے۔ بہلا احمق نے اپنے

سینہ پر ایک نشان کیوں نہیں لگایا
تاکہ کام اور یہی آسان ہو جاتا۔
اس اثنا میں البرٹ آ پہنچا۔ وہ
اپنے گھوڑے سے اترا اور لگام

ڈوگر کی طرف پھینک کر آگے بڑھا
اسکی آنکھیں سرخ اور سوچی
ہوئی تھیں اور جبرہ اسکا زرد تھا۔

صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ رات سو
نہیں تھا۔ اس کے چہرہ پر اسی چپائی
ہوئی تھی جو اس کی پیشانی کا خاصہ نہ
تھی آتے ہی وہ بولا "صاحبان میں
آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے
میری درخواست قبول فرمائی ہے
موریل صاحب میں آپ کا بھی شکریہ
ادا کرتا ہوں"
موریل "آپ کو شاید معلوم نہیں ہے
کہ میں کوٹ کا معاون ہوں"
البرٹ "مجھے تو اس بات کا یقین
نہ تھا مگر امید تھی خیر یہ اور بھی اچھا ہو
رہا۔" موریل صاحب کوٹ صاحب
کو خبر دیدیں کہ البرٹ آپ کو بچا ہے اور
تیار ہے۔"
موریل جانے کے لئے تیار ہوا
بیو جیمپ نے اپنے لیٹول لٹکانے
کہ البرٹ بولا "تھیں و صاحبان میں
کوٹ سے دو باتیں کرنی چاہتا ہوں"
موریل "پوشیدہ"
البرٹ "نہیں سب کے سامنے"
البرٹ کے معاونوں نے اکیلے دوسرے
کی طرف دیکھا اور زائد اور بیو جیمپ
نے کان میں کچھ باتیں کہیں موریل
اس ٹانگہ کی واقعہ سے خوش ہوا
اور کوٹ کی طرف دوڑا گیا اور
اس کے پاس اس نے سب حال

بیان کیا۔
کوٹ "وہ مجھے کیا کہنا چاہتا
ہے"
موریل "یہ تو مجھے معلوم نہیں
اتنا معلوم ہے کہ وہ کچھ کہنا چاہتا
ہے"
کوٹ "معلوم ہوتا ہے" کہ
وہ میری کچھ اور سچے عزائی کرنا چاہتا
ہے۔ یہ کہ وہ چلا اس کے دوست
بھی اس کے ساتھ ہو لئے کوٹ کا
چہرہ تو سنجیدہ اور پر متانت تھا مگر
البرٹ کے چہرہ پر غم و الم کے آثار
ظاہر تھے البرٹ بھی اپنے ساتھیوں
کے ہمراہ کوٹ سے ملنے کو آگے
بڑھا جب ان کے درمیان تین قدم
کا فاصلہ رہ گیا تو وہ دونوں ٹھہر گئے۔"
البرٹ "صاحبان نزدیک آئیے
اور جو کچھ میں کوٹ کی خدمت میں
عرض کرنے لگا ہوں سب سنیں
کیونکہ آپ لوگوں نے یہ ہر ایک
شخص کے پاس جو آپ سے پوچھے
بیان کرنا ہوگا اگرچہ یہ تمہاری نگاہ
میں عجیب ہی ہو۔"
کوٹ "جلو لو اور جلدی بولو"
البرٹ "کوٹ صاحب میں نے
آپ کو اس لئے بلایا تھا کہ
آپ کوٹ بارہ سرف کا پردہ فاش

کیا ہے۔ میں خوب جانتا تھا کہ وہ مجرم
 ہے مگر میں کہتا تھا کہ آپکا کوئی حق نہیں
 ہے کہ آپ اس کا جرم ظاہر کریں۔
 مگر اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپکو
 یہ حق حاصل ہے۔ اپنے اسلئے کوئٹ
 کا مجید ظاہر نہیں کیا کہ اس نے علی
 پاشا کے ساتھ دغا کی تھی بلکہ اسلئے کہ
 جب وہ ماہی گیر فرزند کھلا تا تھا
 اس وقت اس نے آپ سے دغا کی
 تھی اور آپ کو بڑے بڑے مصائب
 جان کن پہنچائے تھے۔ اب میں کہتا
 ہوں کہ آپنے اس کے ساتھ بدلا
 لینے میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ مگر میں
 آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے
 حد سے زیادہ سختی نہیں کی۔
 البرٹ کے اس ظہار سے سامعین
 کو ایسا ہلکا لیکا کر دیا کہ گویا انہیں
 بجلی گری ہے۔ مگر کوئٹ نے اپنی
 آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں
 گویا کہ وہ درگاہ باری میں شکریہ
 ادا کرتا ہے۔ وہ حیران تھا کہ البرٹ
 جیسا آتش مزاج آدمی ایسا عاجز
 اور متکسر کیسے ہو گیا ہے۔ اس نے
 معلوم کر لیا کہ یہ سب فرسی ڈیس
 کی کار سازی ہے اور اب اس پر کھلبلی
 کہ اسوقت اس نے کیوں اتنی مدت
 منظور کر لی تھی۔

البرٹ اب اگر آپ میری معذرت
 کو کافی خیال کرتے ہیں تو مجھے اپنا ہاتھ
 دیں میں نے انسانیت کی ہے مگر آپ
 نے انسانیت سے بڑا جرم دکھائے
 ہیں۔ اب اگر مجھ پر ہمارا دوست بننا
 ناممکن ہے مگر اتنا ہو سکتا ہے کہ
 ایک دوسرے کی نسبت دل میں غبار
 نہ رکھیں اور ایک دوسرے کی قدر کریں
 کوئٹ نے جوش بھرے سینے اور
 تراشکھوں کے ساتھ البرٹ کی طرف
 اپنا ہاتھ بڑھایا۔
 البرٹ نے اسے پکڑ کر بڑے جوش
 سے دبا دیا اور کہا۔ صاحبان کوئٹ
 آف مانچی کر سٹو میری معذرت
 قبول کرتا ہے میں نے جلد باز سے
 اس کی ہتک کی تھی۔ مگر اب میرا تصور
 معاف ہو گیا ہے امید ہے کہ لوگ
 مجھے بزدل نہ کہیں گے کیونکہ میں نے
 اپنی ضمیر کے کہنے کے مطابق عمل
 کیا ہے لیکن اگر کوئی شخص میری
 نسبت کچھ رائے قائم کرے داؤچا ہو
 کر تو خواہ وہ دوست ہو خواہ
 دشمن میں اس کی غلطی درست
 کرنے کے لئے تیار ہوں۔
 بیوچمپ نے درناؤ سے، مگر آج
 رات ہی میں کیا اند میرے گیا ہے
 یہ تو عجیب بات ہے۔

کاڑی میں چڑھ بیٹھا البرٹ بیوچپ
اور رناؤ اسی جگہ رہے البرٹ
نے اپنے دونوں دوستوں کی طرف
ایسے انداز سے دیکھا کہ گویا وہ گذشتہ
ماجرے کی نسبت انہی رائے دریافت
کرتا ہے۔

بیوچپ پہلے بولا۔ معلوم نہیں
کہ اس کی باتیں دغا سے اور بناوٹ
سے تھیں یا دل سے مگر اس نے
کہا میرے پیارے دوست میں
تمہیں مبارکباد دیتا ہوں معاملہ
تو بہت بڑا تھا مگر خاتمہ اچھا ہو گیا
رناؤ بڑی دیر کے فکر کے بعد کہو
یا رچلو گے ہی کہ نہیں۔

بیوچپ جیسے تمہاری مرضی
مگر پہلے مجھے البرٹ مار سرف کی تعریف
کر لینے دو جس نے کہ ایسی بہادری
اور ایسی عالی حوصلگی کا آج ثبوت
دیا ہے۔

رناؤ جی ہاں۔

بیوچپ ایسی خود ضبطی جو آج
ہم نے البرٹ میں دیکھی ہے زمانہ
میں ضرب المثل بننے کے قابل ہی
رناؤ مجھ میں تو یہ حوصلہ نہیں کہ
اپنے آپ کو ایسا ضبط کروں۔
البرٹ رضا جان میرا خیال ہو
کہ آپ نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ کوئی

رناؤ بات یہ ہے کہ جو کچھ البرٹ
نے کیا یا تو پرلے درجہ کا کمینہ بن
ہے اور یا پرلے درجہ کی عالی حوصلگی
بیوچپ اس کا کیا مطلب نہ
آف مانٹی کرسٹو کوٹ مار سرف
کو بے عزت کرتا ہے اور اس کا
بیٹا اس کی تصدیق کرتا ہے۔
کوٹ اور ہی خیال میں مستغرق
تھا اس کو اپنے گرد و پیش کی کچھ خبر
نہ تھی وہ اس عورت کی بابت سوچ
رہا تھا جس نے کہ اپنے بیٹے کی اور
اسکی جان بچا لیکے واسطے بیٹے کو
اپنا گھر کا بھید بنا دیا تھا جس نے
اس کے دل سے تمام خدا اب چھو
لیقین ہو گیا ہے کہ میں تیرا گمشدہ
ہوں۔

نوفے باب

(ماں اور بیٹا)

کوٹ آف مانٹی کرسٹو نے بڑی
ممانات اور سنجیدگی سے پانچوں
جوان آدمیوں کو سلام کی اور
موریل اور امینول کی ہمراہ اپنی

آف مائی کرسٹو اور میرے درمیان
ایک عجیب سا معاملہ ہو گیا ہے۔

بیو جیمپ "ٹاں ہو سکتا ہے مگر
ہم جیسے کم عقل آپچی بہادری کے راہ
کو کہاں سمجھ سکتے ہیں جب تک کہ آپ
خود بیان نہ کریں۔ پہلا لو میں تمہیں ایک
مشورہ دیتا ہوں۔ ٹیڈیلن ہیک
یا سینٹ پیٹر برگ وغیرہ کی طرف
کہیں چلے جاؤ۔ یہاں ایسے مقام ہیں

کہ ان کے لوگوں کو ان تیر مزاج ہیں
والوں کی طرح عزت کی باتوں کا چند
خیال نہیں ہوتا چند سالوں کی رام
اور گمنامی میں بسر کرو اتنے میں تھرا
معاملہ یہاں کے لوگوں کے خیال سے
فراموش ہو جاویگا۔ بہر حال چاہ
یہاں واپس آ جانا۔ کیوں رنارو صاحب
کیا میری رائے غلط ہے۔

رنارو نے اپنے میرے دل کی بوجھ
ہے پس میری عین یہی رائے
ہے کیونکہ یہاں رہنے سے پہر کئی
الزام آدمی کے سر پر آتے ہیں
البرٹ (بے پرواہی سے مسکاکر)
صاحبان میں آپکا شکریہ ادا کرتا
ہوں کہ آپ میری دلی خیر خواہی
کرتے ہیں میں آپکی صلح پر ضرور
چلوں گا مگر اسلئے آپ اسے دیکھ
میں بلکہ اس لئے کہ میں نے پہلے ہی

سے فرانس کو خیر یاد کہہ دینو کا ارادہ
کر لیا ہوا ہے میں اس لئے ہی آپکا
شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اپنے اس
نازک موقع پر میری امداد کی ہے
میں جب تک زندہ رہوں گا آپکی اس
جہربانی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا
اتنے میں بیو جیمپ نے اچانک اپنا
ہاتھ البرٹ کی طرف بڑھایا اور کہا۔
البرٹ الوداع۔

رنارو نے بھی اپنا بیت اپنے بائیں ہاتھ
میں کر کے اور اپنے دائیں سے سلام
کر کے کہا۔ البرٹ الوداع۔ البرٹ
کے منہ سے سلام تو نہ نکل سکا۔ مگر
اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا
کہ سب کچھ تار گیا ہے۔ اس نے
دیکھ لیا کہ اس کے دوست اسے
حقیر سمجھنو لگ گئے ہیں اور اسپر سخت
غصے میں۔ رنارو اور بیو جیمپ اپنی
گاری کی طرف گئے اور البرٹ اسی
متفکرانہ صورت اپنی جگہ پر کھڑا
پھر فوراً اپنا گھوڑا درخت سے کھول
کر وہ اسپر بیٹھ گیا اور پیرس کھی
طرف روانہ ہوا۔

کوئی پانچ گھنٹہ میں وہ اوڈی ہلڈر
کے ہوٹل میں جا پہنچا جب وہ
کھوڑے سے اترا تو اس نے ایسا
خیال کیا کہ گویا کونٹ کی خوابگاہ

کے اندر اسے اپنے باپ کا زرد چہرہ
 نظر پڑا ہے۔ اس نے اس طرف سے
 آہ بھر کر اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے
 کمرے کی طرف گیا۔ اس نے ایک
 لنگاہ ان تمام عیش و طرب کے
 سامانوں کی طرف ڈالی جنہوں نے
 کہ دنیا کو اس کے حق میں بارغ
 عدن بنا رکھا تھا اس نے تصویر
 کی طرف دیکھا جن کے چہرے
 اسے مسکراتے معلوم ہوتے تھے
 پھر اس نے قدرتی نظاروں کی
 تصویروں کو دیکھا جنہیں کہ قدرتی
 سازگی اور بہار نظر آتی تھی پھر
 اس نے اپنی ماں کی تصویر اٹھائی
 اور پھر اس نے تمام ترکی اسلامی کی
 بند و قوس اور جاپانی طشتوں کو
 جن پر چاندی چڑھی ہوئی اور میاں
 وغیرہ کو با ترتیب رکھا پھر اپنا رویہ
 اور ہیرے جو اسرات وغیرہ ایک
 صندوق میں رکھے اور اسکی جابی
 اپنی جیب میں ڈالی۔ اس کام
 کے شروع ہی میں اسکا نوکر
 باوجود اسکے منع کرنے کے اسکے
 کمرے کی طرف آیا کہ
 البرٹ کیوں بے کیا کہتے ہو
 نوکر نے معاف فرمایا کہ آپ نے تو
 مجھے یہاں آنی سے منع کر دیا سوا تھا

لیکن کیا کروں کوٹ مار سرف سے
 مجھے بلایا ہے۔
 البرٹ۔ اچھا پھر کیا
 نوکر نے تو میں نہیں جانتا تھا کہ آپ
 کے پاس آنے کے بغیر اسے پاس
 جاؤں۔
 البرٹ۔ کیوں۔
 نوکر نے اس لئے کہ کوٹ یقیناً جاتا
 ہے کہ میں آج آپ کے ہمراہ گیا تھا
 البرٹ۔ اچھا پھر کیا
 نوکر نے اور چونکہ اس نے مجھے بلایا
 ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ مجھ
 یہی سوال کرے گا کہ وہاں کیا واقعہ
 ہوا تھا اب آپ کے پاس اسوائے
 آیا ہوں کہ میں وہاں کیا جوابوں
 البرٹ۔ بس جو دیکھا ہے وہ
 بتا دوں۔
 نوکر۔ اچھا تو پھر یہی کہہ دوں کہ
 دول واقعہ نہیں ہوئی۔
 البرٹ۔ یہ کہہ دینا کہ البرٹ
 نے کوٹ سے معافی مانگ لی
 ہے اب جاؤ۔
 نوکر سلام کر کے چلا گیا اور البرٹ
 اپنے کام میں مشغول ہوا تو پوری
 دیر میں گھوڑوں کے سنہنٹے
 اور گاڑی کے پیپوں کی آواز
 اسکے کانوں پر پڑی وہ کھڑکی میں

گیا اور اس نے دیکھا کہ اس کا باپ
 گکاری میں بیٹھا ہے اور کہیں چلا گیا ہے
 یہ دیکھتے ہی البرٹ اپنی ماں کے کمرہ کی
 طرف گیا اور چنکے کوئی بھی وہاں اس
 کے آنکھیں پیر دینے کے لئے نہ تھا وہ اس
 کی خواجگاہ کی طرف گیا یہ دیکھتا ہے کہ
 اسکی ماں اسی کام میں لگی ہوئی ہے جو
 وہ خود چھوڑ کر آیا تھا ہر ایک چیز اپنی
 اپنی جگہ پڑی ہوئی تھی نقدی ایک جگہ
 رکھی تھی اور چاہرات ایک جگہ پائیں
 اس نے اپنی جیب میں ڈال لی تھیں
 البرٹ نے یہ سب تیاریاں دیکھیں
 اور فوراً سمجھ گیا۔ اور اسے میری ماں
 کہہ کر وہ اس کی گردن سے لپٹ گیا
 اس وقت اگر کوئی تصویر کش ہوتا
 تو اس نظارہ کی نہایت اچھی تصویر
 کھینچتا۔ البرٹ نے جو دیکھا کہ اس کی
 ماں یہ خطرناک تیاریاں کر رہی ہے
 اور اس کا ارادہ اسے معصوم نظر آیا تو
 وہ کچھ ڈر سا گیا اور بولا "اماں جان
 آپ کیا کر رہی ہیں؟"
 ماں "تم کیا کر رہے ہو؟"
 البرٹ "اماں ماں میرا اور آپ کا
 معاملہ برابر نہیں ہے آپ نے وہ ارادہ
 کیوں کیا ہے۔ جو میں نے کیا ہے
 میں آپ کو یہ کہنے کے لئے آیا ہوں
 کہ میں اب آپ کے گھر سے اوتا ہوں"

سے رخصت ہوتا ہوں لیکن آپ کی
 یہ تیاریاں مجھے کچھ خوف زدہ سا کرتی
 ہیں؟"
 ماں "میں یہی جانتی ہوں اور مجھے اطمینان
 تھا کہ میرا ساتھ نہ دو گے لیکن میرا
 خیال ہے کہ اس بات میں مجھے دھوکا لگا
 ہے؟"
 البرٹ (استغفال سے) "اماں جو
 باتیں میں نے اپنے واسطے سوچی ہیں۔
 نہیں جاننا کہ ان میں آپ کو حصہ
 دار بنائیں گے ارادہ کیا ہے کہ آپ
 سے آگے بغیر کسی جاہ و جلال کے ایک
 عزت مندی زندگی بسر کروں گا۔ اور شاید
 جب تک خود نہ کہوں کسی دوست
 سے ٹکراؤں گا کہ میں اس خیال
 سے میں اب فوٹو کی طرف جاتا
 ہوں تاکہ اس سے کچھ رقم بطور قرضہ
 کے لوں۔"
 ماں "تم میرے پیارے بیٹے ہو
 تم بھوک و مشقت برداشت کر دیہم
 ہرگز نہیں ہوگا اس سے میرا ارادہ
 ٹوٹ جاوے گا؟"
 البرٹ "مگر میرا ارادہ تو ہرگز نہیں
 ٹوٹے گا۔ میں جوان اور تندرست ہوں
 اور میرا خیال ہے کہ مجھ میں غیرت
 کا مادہ بھی ہے اماں جان میں نے دیکھا
 کہ بہت سے آدمی مرتبہ کی اجبوسی سے

ادبار کی گڑبہ میں گر گئے ہیں مگر حوصلہ
اور دلیری کے ساتھ انہوں نے پیر
محنت ستردع کی ہے اور اپنی
پہلی شکست حال کی فیاد پر انہوں
نے پیر اپنی ماہ و مرتبہ کی بنا رکھی
ہے میں خیال کرتا ہوں کہ میں بھی
ان میں سے ایک ہوں سو اس وقت
سے بیٹے اس سب کو غیر باد کہدی
ہے جو اپنے باپ سے مجھو لیا تھا میں
اپنے باپ کا نام بھی اپنے اوپر لیا
پسند نہیں کرتا کیونکہ آپ خوب سمجھتی
ہیں کہ آپ کا بیٹا اپنے اوپر ایک شخص
کا نام نہیں لے سکتا جس نے اپنے
آپ کو اپنے اعمال سے بے عزت
کر دیا ہے

ماں میرے پیارے بیٹے البرٹ
اگر میرا دل مضبوط ہوتا تو میں بھی
تمہیں ضرور یہی مشورہ دیتی۔ خیر اگرچہ
میری آواز کمزور تھی تاہم تمہاری
ضمیر نے وہی کہا ہے جو کہنا چاہیے
تھا سو تم ضرور اس کی آواز سنو
تمہارے دوست تھے سوان سے
قطع تعلق کرو مگر مالوس نہ ہوتا
کیونکہ ابھی تمام زندگی تمہارے آگے
بڑھ چکی ہو گئی ہے تم ابھی کل انگلیں برسے
لڑکے ہو تمہارے جیسے صاف دل
کیواسطے ایک صاف ہی نام بھی چاہیو

تم میرے باپ ہریرا کا نام اختیار کر لو
میرے چاہو کے بیٹے میں یقین کرتی
ہوں کہ جس طرف تم لگو گے ضرور
نام پیدا کرو گے سو جب تم کامیاب
ہو جاؤ اس وقت پیر تم نے دنیا میں
مٹہ دکھانا اور اگر میں ایسا یقین
کرتے میں غلطی پر ہوں پیر ہی میں
امید کو نہ چھوڑوں گی کیونکہ اگر
میں اس امید کو بھی چھوڑ دوں تو
پیر میرا باقی کیا رہتا ہے۔ پس اس
گہرنگی و ہیز سے باہر بیٹے قدم رکھا
اور میں قبر میں پڑی

البرٹ اماں جان خدا نے
چاہا تو میں آپ کی خواہشوں کو
پورا کروں گا۔

ماں میں میرے بیٹے میں بھی
تمہاری امیدوں میں شریک ہوں
آسمان کا غضب ہمارے پیچھے نہیں
آسکا کیونکہ تم گناہ کی لوث سے
پاک ہو چکا ارادہ تو تمہارا بچہ
ہو گیا ہے سو ہمیں چاہیے کہ جلدی
جو کچھ کرنا ہے کریں مگر صرف کو باہر
گئے آؤ گھنٹہ ہو گیا ہے سواپ
یہ موقع نہایت ہی مناسب ہے
میں بالکل تیار ہوں

البرٹ ایک گاڑی لینے کیواسطے
دوڑا آئے یا دو آیا کہ روڈ کی سینٹ

بیریں میں ایک غالی گھر ہے جانکہ
اسکی ماں اچھا گزارہ کر سکے گی سو
اس نے ارادہ کیا کہ اسے وہیں
لیجاوے جب گاڑی دروازہ پر آکر
کھڑی ہوئی اور البرٹ اس میں سے
اُترا تو ایک آدمی نے تردیک آکر
اسے ایک خط دیا البرٹ خط لانے
والے کو پہچان گیا۔

بشر و شیوہ یہ خط کونٹ صاحب
نے دیا ہے البرٹ نے خط لیا اور
اسے کہو لکھ پڑھا پھر اس نے بشر و شیوہ
کو دیکھا مگر بشر و شیوہ کہاں۔ وہ اپنی
ماں کے پاس گیا اور آنکھوں میں
آنسو بہتے ہوئے بغیر بولنے کے اسے
خط اس کے ہاتھ میں دیا اس کی ماں
نے پڑھنا شروع کیا خط کا مضمون
مفصلہ ذیل تھا۔

البرٹ صاحب واضح ہو کہ میں
تھاں ہی سب سچا دینے معلوم کر لی
ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہیں
اپنی محبت کا ثبوت دوں۔ تم آزاد
ہو اور اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی ماں
کو اسکے وطن کی طرف لیجاوے ہو لیکن
البرٹ یاد رکھو کہ تمہارے بہت
زیادہ احسان ہیں بہ نسبت اسکے
جو تمہارا عزیز مگر شریف دل اسپر
کر سکتا ہے سو نکالیف اور مصائب

صرف اپنے لئے رکھو اور غریب کو
ان بچوں کا مزاج چکھاؤ جو تمہاری
پہلی کوششوں کے ساتھ ضرورتاً
پہچانوالی ہیں جو مصائب آج
تم پر پڑے ہیں۔ مناسب نہیں
ہے کہ ان کا ساتھ ہی اس پر پڑے
کیونکہ اس نے کوئی کٹاہ نہیں کیا۔
اور خدا نہیں چاہتا کہ بیگناہ مجرم
کے بدلے رنج اٹھاوے۔ میں جاننا
ہوں کہ تم روڈی ہلڈر سے چلا جانا
چاہتے ہو اور اپنے ساتھ کچھ بھی
لے جانا نہیں چاہتے سو سوچو میں
سال گذرے ہیں کہ میں خوش اور
اسودہ اپنے ملک کی طرف واپس
آیا۔ البرٹ میری ایک معشوقہ
تھی جابک جان اور خوبصورت
لڑکی تھی۔ مجھ اس سے کمال درجہ
عشق تھا۔ اور میں اس کے واسطے
ایک سوچا پس روپیہ لایا تھا۔ جو
میں نے اسکی خاطر بڑی مشقتوں سے
جمع کئے تھے یہ روپیہ سارا اسی کی
خاطر تھا اور چونکہ میں جانتا تھا کہ
سمندر کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں
ہے۔ اسلئے یہ روپیہ میں نے شہر
ہارسلیٹر میں اس گھر کے چھوٹے باغ
میں دفن کر دیا۔
جس میں کہ میرا باپ رہتا تھا۔ البرٹ

تمہاری ماں اس گھر کو خوب جانتی ہے
 تہوڑی مدت گزری ہے۔ کہیں اس گھر
 کو دیکھنے کے لئے گیارہ اُس نے مجھے
 کئی ایک پرورد و واقعات یاد دلانے
 شام کے وقت میں نے کوال لیا اور
 اس جگہ کو کھودا جہاں میں نے خزانہ دفن
 کیا ہوا تھا۔ لوہے کا صندوق وہیں
 رکھا تھا کسی نے اسے چھوا تک نہ
 تھا اچھا یہ روپیہ اس غرض سے تھا
 کہ میں اپنی محبوبہ کو اس سے آرام
 دوں۔ سو اب تقدیر ربی سے میری
 چاہتا ہوں کہ یہ اس کام میں صرف
 ہودے۔ میں اسے لاکھوں دسکھت
 ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہی دوں
 جو میری محبت کا ثبوت ہے۔ البرٹ
 تم ایک شریف آدمی ہو مگر یہ بھی
 شاید تمہارے دل میں تکبر اور امیری
 کا خیال آ جاوے سو اگر تم میری
 اس درخواست کا انکار کر دگے اور
 مجھے جھوڑ کر جسکا تمہاری مدد کرنے کا
 حق ہے کسی اور کے پاس جاؤ گے
 تو میں کہوں گا کہ تمہارا دل اعلیٰ
 قسم کا نہیں ہے۔ فقط والسلام
 البرٹ زرداور بے حرکت کھڑا تھا
 اور اس بات کے سننے کا منتظر تھا
 کہ اس کی ماں کیا فیصلہ کرتی ہے۔
 اسکی ماں نے اپنی آنکھیں میکان

کیطرف اٹھائیں اور کہا میں اسے
 منظور کرتی ہوں یہ کافی ہے کہ وہ
 مجھے کچھ چیز دے جو میں کسی خالہ
 میں اپنے ساتھ لیجاؤں گی خط
 اس نے اپنی جیب میں ڈالا اور اپنے
 بیٹے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر وہ نیچو
 آتری۔

اکیاونویں باب (خودکشی)

اسی اثنا میں مائی کرستو بھی بمعیت
 ایمینوئیل اور موریل شہر میں اس
 آیا تھا ایمینوئیل نے بڑے جوش
 سے اس بات پر اپنی خوشی کا اظہار
 کیا کہ لڑائی رک گئی ہے اور جنگ کی
 آگ کے بدلے صلح کی ہوا چلی ہے
 موریل نے اپنے بہائی کی شریفانہ
 باتوں کو خاموشی سے ساغوشی تو
 اس کے دل میں بھی تھی مگر اس نے
 اسکا اظہار باتوں سے نہیں صرف
 اپنی نگاہوں سے کیا بیرن ڈیٹرون
 کے نزدیک وہ بشر و شیو کو بے حوک
 نوٹاں دیر سے انتظار کر رہا تھا کہ کوئی

نے کہہ رکھی میں سے اپنا سر نکال کر اسکو
کچھ باتیں کہیں۔ اور بستر و شید کہیں
ہوئی طرح اڑ گیا۔ جب وہ پلین
سٹیل کے انجام پر پہنچے ایمینوئل
نے کہا کوئٹ صاحب مجھ میرے دروازہ
کے آگے اتار دینا۔ تاکہ میری بی بی
کو میرے لئے کوئی اندیشہ اور فکر نہ
کرنا پڑے۔

موریل۔ اگر اپنی فرخ کا دکھاؤ
کرنا کچھ معیوب نہ ہوتا تو ہم کوئٹ
کو اپنے مکان پر مدعو کرتے۔ علاوہ
اڑیں اس نے بھی شاید کسی کانپتے
دل کو تسلی دینی ہو۔ پس ہم اپنے
دوست سے اب رخصت ہوتے
ہیں۔ تاکہ وہ جلد ہی اپنے گھر جاوے
کوئٹ۔ ٹھہرو میں نہیں چاہتا کہ
میرے ساتھی مجھ سے جدا ہو جاویں
ایمینوئل آپ اپنی پیاری بی بی کے
پاس جاویں اور اس کو میرا بہت
بہت سلام دیں اور موریل آپ
میرے ہمراہ جیمپ الی سٹینس کی
طرف چلیں۔

موریل۔ بڑی خوشی سے۔ ہاں
مجھے یاد آ گیا ہے کہ مجھے اس طرف
ایک کام بھی ہے۔
ایمینوئل۔ کسی کہانیکے لئے ہم آپ
کا انتظار کریں۔

موریل۔ نہیں۔
دروازہ بند ہو گیا اور گاڑی پہر
روانہ ہوئی۔ پہر حوسریل کوئٹ
سے بولا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ میں
نے آپ کی قسمت جگائی ہے کیا آپ
نے اس بات کا خیال نہیں کیا۔
کوئٹ۔ مجھے معلوم ہے اسی
واسطے تو میں نے تم کو اپنے ساتھ
رکھا ہے۔

موریل۔ اپنے ہی خیالات کا جواب
دیتے ہوئے یہ ایک معجزہ ہوا ہے
کوئٹ۔ کیا۔

موریل۔ یہ جو کچھ ہوا ہے۔
کوئٹ۔ ہاں سچ ہے۔ سچ پچ
معجزہ ہی ہوا ہے۔
موریل۔ کیوں البرٹ ایکسپور
اور دلیر آدمی ہے۔

کوئٹ۔ بہت زیادہ ہے۔ میں نے
ایک دفعہ خود دیکھا ہے۔ کہ اس کے
سر پر تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ اور وہ
مستقل تھا۔

موریل۔ اور میں جانتا ہوں
کہ وہ دوبار ڈول لڑ چکا ہے۔ اچھا
اسکی آج صبح کی کارروائی کی آپ کیا
وجہ بتلا سکتے ہیں۔

کوئٹ۔ آپ ہی نے کوئی کل
دیا ہے۔

موریل: البرٹ کے حق میں یہ بہت اچھا ہے۔ کہ وہ فوج میں نہیں ہے۔

کوٹ: کیوں؟

موریل: وہ عین میدان جنگ میں معذرت پیش کر رہا تھا۔

کوٹ: جانے بھی دور معمولی آدمیوں والے خیالات کو اپنے دل میں جگہ مت دو۔ اگر البرٹ بہادر ہے۔ تو وہ بزدل نہیں ہو سکتا۔ بس اسکی آج کی کارروائی کے لئے ضرور کوئی وجہ ہے۔ اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ اسکی یہ کارروائی اسکی پرے درجے کی بہادری پر دلالت کرتی ہے۔

موریل: بیشک اسیں کیا کلام ہے۔ لیکن میں اس بات کے کہنے سے رہ نہیں سکتا کہ وہ آج اتنا بہادر نہیں تھا۔ جتنا کہ وہ کل تھا۔

کوٹ: موریل تم میرے ساتھ کہاں کہاں گئے یا نہیں؟

موریل: نہیں۔ میں دس بجے آپ کے پاس سے چلا جاؤں گا۔

کوٹ: پھر کہاں کہاں کہاں گئے آخر کہاں جاؤ گے؟

موریل: اگر مجھے بہوک بھی نہ ہو تو پھر کیا؟

کوٹ: میں خوب جانتا ہوں کہ

کہ وہ وہی باقیں بہوک کی دشمن ہیں ایک تو غم۔ وہ تو تم کو نہیں ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم خوش اور بشاش ہو۔ دوسرا محبت تو جو کچھ آج صبح تم نے مجھے اپنے دل کی حالت بتائی۔ اس سے قیاس کر سکتا ہوں کہ تم کو محبت۔۔۔۔۔

موریل: خیر اس بات کا مجھے بھی انکار نہیں ہے۔

کوٹ: لیکن کیا تم مجھے اپنا راز دار بنانا نہیں چاہتے۔ مجھے بڑی خوشی ہو۔ اگر میں تمہارا اس معاملے میں کسی طرح سے معاون بن سکوں۔

موریل: کوٹ صاحب۔ میں نے آج صبح آپ کو دکھایا تھا۔ کہ نہیں۔ کوٹ نے اس بات کے جواب میں صرف اپنا ہاتھ جواں آدمی کی طرف بڑھایا۔ اور کہا تمہارا دل کہیں اوجھ ہے۔

موریل: بس مانا کہ اب میرا دل اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ یہ کہیں اور سہی اور میں اسکی تلاش میں جاتا ہوں۔

کوٹ: اچھا میرے دوست جاؤ اور دیکھو اگر تمہارے مقصد کے پورا ہونے میں کوئی روک واقع ہو تو مجھے ضرور یاد کرنا۔ مجھے اس دنیا میں

کچھ عجیب سی زبردست طاقت مل گئی ہے۔ اور میں بہت ہی خوش ہوتا ہوں جب کہ میں اس طاقت کو ان اشخاص کے کسی کام میں خرچ کروں جن کو کہ میں عزیز جانتا ہوں اور یہ بھی یاد رہے کہ میں تم کو بڑا ہی عزیز رکھتا ہوں۔

موریل "میں ضرور یاد کروں گا۔ جیسے کچھ وغرض بیٹے اپنی والدین کو یاد کرتے ہیں۔ جیکہ انہیں انکی ضرورت ہے جب بچہ کبھی آپکی مدد کی ضرورت پڑے گی تو میں ضرور ضرور آپ کے پاس آؤں گا۔"

کونٹ "اچھا میں تمہارے اقرار پر بہرہ رسہ کرتا ہوں۔ یہ ملاقات ہونے تک سلام۔"

اتنے وہ جیب الی سس میں پہنچ گئے۔ کونٹ نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور موریل باہر نکلتے ہی کہیں بھاگ گیا تھا۔ بشر و شیوہ بھی باہر انتظار میں کھڑا تھا۔ کونٹ اس کی طرف گیا۔ اور جاتے ہی اس سے اس نے یہ سوال کیا "اچھا کیا خبر ہے؟"

بشر و شیوہ "وہ اپنی گھر سے جانیکے لئے تیار ہو رہی ہے۔"

کونٹ "اور اسکا بیٹا؟"

بشر و شیوہ "معلوم نہیں۔ مگر اسکا ذکر خیال کرتا ہے کہ وہ بھی چلا جاوے گا۔"

کونٹ۔ اور آؤ "کونٹ بشر و شیوہ کو اپنے کمرہ میں لے گیا۔ اور وہاں اس نے اسے ذہ خط لکھ کر دیا جو ہم نے دیکھا ہے۔ اور اسے کہا جاؤ مگر جاتے ہوئے ہیڈی کو میرے آنے کی خبر کرتے جاؤ۔"

ہیڈی گاڑی کی آواز سن کر خود ہی آگئی تھی۔ اور اسکا چہرہ کونٹ کو دیکھ کر خوشی کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔ سو کونٹ کا بشر و شیوہ کو یہ حکم دینا شک وہ بول اٹھی "میں خود ہی آگئی ہوں۔ بشر و شیوہ چلا گیا۔ ہیڈی کوٹھہ۔"

کو دیکھ کر ایسی ہی خوش ہوئی جیسے کہ کوئی بچہ اسکا عاشق اپنے معشوق کو دیکھ کر ہوتا ہے یا جیسے کہ کوئی لڑکا بیٹا اپنے محبت کرنے والے باپ کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ کونٹ کی خوشی ہی اسکو دیکھنے پر کچھ کم درجہ کی نہ تھی۔ مگر اسکی خوشی ظاہر نہ تھی اسکو کچھ اس طرح سے معلوم نہ رہا تھا۔ کہ دنیا میں ایک کی بجائے دوسری ڈیس ہے۔ اور وہ اب بھی آسودہ ہو سکتا ہے۔ اسکی آنکھیں ہیڈی کے چہرہ پر لگی تھیں۔ اور وہ اس کے نہایت خیالات کو پرہ رتا تھا۔ اتنے میں دروازہ اچانک

یہ کہہ کر اس نے اپنی پیشانی کوٹ کی
 قن کا ایم ڈی مارش طرف کی جس نے اسپر ایک بوسہ دیا
 کوٹ راستے دل میں ہنسی کا خدا
 چہرہ خوشی کے مارے معلوم ہوتا ہے کہ میرے واسطے
 اور اس نے پوچھ کر کونسا ابھی عشق باقی ہے۔ اور اونچی آواز سے
 کوٹ یا اسکا بیٹا کوٹ مار سرف کو اندر بلاؤ یہ کہہ
 اس نے ہیڈی کو ایک پوشیدہ سیر ہی
 کی طرف سے باہر بھیجا ہم اس ملاقات
 کا کچھ حال کہتے ہیں۔ کوٹ کو اسکی
 امید تھی مگر ہمارے پرہنے والے
 نہیں جانتے ہیں کہ اسکی کیا وجہ ہے
 جبکہ مرسی ڈیٹس اپنے اشیاء وغیرہ
 کو با ترتیب رکھ رہے تھے اپنے صندوق
 وغیرہ کے قائلے لگا کر اپنی جابیں
 وغیرہ جمع کر گئے تھے تو اس کو ایک زرو
 اور عجیب چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔
 جو سب کچھ اپنے شیشوں میں سے
 دیکھ رہا تھا۔ یہ شخص نظر خود تو
 نہیں آتا تھا مگر اس کو سب کچھ
 نظر آتا تھا اور یہ سب کچھ سن بھی
 سکتا تھا۔ اس شیشوں والے
 دروازہ سے یہ شخص کوٹ کی
 خواب گاہ کی طرف گیا۔ اور اس
 نے اسکی ایک کپڑی کا پردہ اٹھایا
 وہ وہاں کوئی دس منٹ خاموش
 اور سنبھان کھڑا رہا۔ اس کے پیس
 منٹ سال کی طرح گزرے یہ اس
 قن کا ایم ڈی مارش
 چہرہ خوشی کے مارے
 اور اس نے پوچھ کر کونسا
 کوٹ یا اسکا بیٹا
 کوٹ مار سرف کو
 اس نے ہیڈی کو ایک
 پوشیدہ سیر ہی
 کی طرف سے باہر بھیجا
 ہم اس ملاقات
 کا کچھ حال کہتے ہیں۔
 کوٹ کو اسکی
 امید تھی مگر ہمارے
 پرہنے والے
 نہیں جانتے ہیں کہ
 اسکی کیا وجہ ہے
 جبکہ مرسی ڈیٹس
 اپنے اشیاء وغیرہ
 کو با ترتیب رکھ رہے
 تھے اپنے صندوق
 وغیرہ کے قائلے
 لگا کر اپنی جابیں
 وغیرہ جمع کر گئے
 تھے تو اس کو ایک
 زرو اور عجیب
 چہرہ نظر نہیں
 آ رہا تھا۔
 جو سب کچھ
 اپنے شیشوں
 میں سے دیکھ
 رہا تھا۔ یہ
 شخص نظر
 خود تو نہیں
 آتا تھا مگر
 اس کو سب
 کچھ نظر
 آتا تھا اور
 یہ سب کچھ
 سن بھی
 سکتا تھا۔
 اس شیشوں
 والے دروازہ
 سے یہ شخص
 کوٹ کی خواب
 گاہ کی طرف
 گیا۔ اور اس
 نے اسکی ایک
 کپڑی کا پردہ
 اٹھایا وہ وہاں
 کوئی دس منٹ
 خاموش اور
 سنبھان کھڑا
 رہا۔ اس کے
 پیس منٹ سال
 کی طرح گزرے
 یہ اس قن کا
 ایم ڈی مارش

اس وقت تھا۔ جبکہ البرٹ صبح کے وقت واپس آیا تھا۔ اور اس نے اپنے باپ کو ایک پردہ کے پیچھے دیکھا تھا۔ کونٹ کی آنکھیں البرٹ کو دیکھ کر پھونکنی طرح شگفتہ ہو گئی تھیں۔ اسکو معلوم تھا کہ البرٹ نے کونٹ کی ہتک کی ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ایسی ہتک کا نتیجہ عموماً ڈول ہوا کرتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ البرٹ صبح و سلا مت واپس آ گیا ہے۔ سو اسکو یقین ہو گیا تھا کہ البرٹ کونٹ کو مار آیا ہے اور اسکا بدلہ لکل گیا ہے۔ چند کمزور خوشی کی کرنوں نے اس بد بخت چہرہ کو روشن کیا۔ اور وہ اس انتظار میں محو ہوا کہ ابھی البرٹ اگر اسکو اپنی فتح مند کی مبارکباد دے گا مگر کہاں اسکا امید بہر انتظار ضل ہو لکلا۔ البرٹ نہ آیا تب اس نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ بڑے دسو سے کے بعد اس کو کرکٹ طلب کیا۔ جس پر اسکو امید تھی۔ کہ وہ اس سے کوئی بات چھی نہ رکھیگا۔ اسکے دس منٹ بعد جرنل مارسرف سیرسہوں پر سیاہ کونٹ سیاہ تیتون اور جنگی کالہ پہنے ہوئے لہڑا دکھائی دیا۔ اس نے پیچھے ہی سی

تیاری کے حکم دے رکھتے کیونکہ جب وہ سبھی سیرسہ پر پہنچا۔ اسکی گاڑی اسے لینے کے واسطے آگے آئی بہرہ نے گاڑی میں ایک جنگی خفیانہ رکھا۔ جس میں دو تلواریں لپٹی ہوئی تھیں۔ اور گاڑی کا دروازہ بند کر کے وہ کوچیان کے پہلو میں بیٹھ گیا کوچیان نے اب حکم سننے کے لئے سر نیچے کیا۔ جرنل نے حکم دیا کہ گاڑی کو کونٹ آف مانی کر سٹو کے گھر کی طرف چلاؤ کہوڑے ہوا کی طرح آگے اور پانچ منٹ میں کونٹ کے دروازے آگے جا کھڑے ہوئے۔ ایم ڈی مارسرف نے خود دروازہ کھولا اور جب اس کی گاڑی چلی گئی وہ صحن کے پیچھے سے ہوتا ہوا ڈیوڑھی پر پہنچا وہاں بیٹھ کر اس نے گھنٹہ ہلایا۔ اور اپنے بہرہ کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ ایک ہی لحظہ بعد بیب لٹن نے کونٹ کو ایم مارسرف کے آنے کی خبر دی کونٹ نے ہیڈی کو ایک دروازہ سے باہر بھیجا اور دوسرے دروازہ سے مارسرف کو اندر داخل کرنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر میں ایم ڈی مارسرف کونٹ کے سامنے آ موجود ہوا۔

کونٹ (آگے دیکھتے ہی) خوب! آپ ہی ہیں۔ میں نے سمجھا۔ کوٹھ اور

ہوگا۔

مارسرف کے ہونٹوں میں سے
ٹھیک آواز نہ نکل سکی اور وہ آہستہ

سے بولا "ہاں میں ہی ہوں۔"

کوئٹ "خیر تو ہے کہ آپ اتنی

سویرے غریب خانہ میں آکر رونق

افر دے دیتے ہیں

مارسرف "کیا آپ کا آج میرے

بیٹے کے ساتھ مقابلہ ہوا تھا۔"

کوئٹ "ہاں ہوا تھا۔"

مارسرف "میں جانتا ہوں کہ

میرے بیٹے کے پاس تمہارے ساتھ

لڑنے اور تمکو ہلاک کرنے کے لئے

کافی وجوہات تھیں۔"

کوئٹ "ہاں بس کے پاس کافی

وجوہات تھیں۔ مگر آپ دیکھتے ہیں

کہ باوجود اس بات کے اس نے مجھے

ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ وہ مجھے سولہ لڑا ہی

نہیں۔"

مارسرف "تاہم وہ تم کو اپنی باپکی

بیغرفی کا سبب خیال کرتا تھا اور

اسے یقین تھا کہ اس تباہی اور مصیبت

کا جو ہمارے خاندان پر پڑی ہے۔

تم کا موجب ہو۔"

کوئٹ "راہے خوفناک ٹھنڈے

دل سے۔" ہاں میں آپکی تباہی اور

بڑبڑائی کا سبب ہوں۔ مگر اصلی سبب

نہیں بلکہ دوسرے درجے کا سبب ہوں۔"

مارسرف "تو پھر تم نے میرے

بیٹے کے سامنے کچھ عذر معذرت اور

منت سماجت کی ہوگی۔"

کوئٹ "نہ میں نے کوئی منت سماجت

کی ہے نہ عذر معذرت ہاں آپ کے

بیٹے نے یہ دونوں باتیں کی ہیں۔

مارسرف "البرٹ کی اس کارروائی

کو تم کس بات کی طرف متوجہ کر سکتے

ہو۔"

کوئٹ "اس بات کی طرف کہ اسے

کامل یقین تھا۔ کہ ایک اور شخص بھی

ہے جو مجھ سے زیادہ مجرم ہے۔"

مارسرف "وہ اور شخص کون

ہے۔"

کوئٹ "اسکا باپ۔"

مارسرف "اور وہ کون ہے؟ شاید

ایسا ہی ہو۔ مگر تم جانتے ہو کہ مجرم ہی

اپنے جرم کا قابل نہیں ہونا چاہتا۔

کوئٹ "میں جانتا ہوں اور مجھ اس

نتیجے کا پتہ تھا۔"

مارسرف "تمہیں اس بات کی امید

تھی۔ کہ میرا بیٹا بزدل ہوگا۔"

کوئٹ "نہیں البرٹ مارسرف

بزدل نہیں ہے۔"

مارسرف "اگر کسی شخص کے ہاتھ

میں تموار ہو اور اس کا جانی دشمن

اسکی زد کے نیچے ہوا اور پھر وہ نہ مارے
وہ بزدل نہیں تھا اور کیلے۔ اگر
وہ یہاں ہوتا تو میں اس کے منہ پر
لہتا کہ تو بزدل ہے۔

کوٹ صاحب مجھے امید تھی
کہ آپ یہاں میرے پاس آکر اپنے
مانگی قطعے پھیر دینگے۔ آپ گھر جاویں
اور وہاں جاکر البرٹ کو جو چاہیں کہیں
اور پھر وہیں اس سے جواب بھی
لیں۔

مارسرف۔ دسکر اگر۔ اوہ نہیں
نہیں میرے آنے کی یہ غرض نہ تھی، میں
وہ نہیں یہ کہنے کے لئے آیا ہوں کہ میں
بھی تم کو اپنا دشمن خیال کرتا ہوں میں
یہ کہنے کے لئے آیا ہوں کہ میرا دل تم
سے بے اختیار نفرت کرتا ہے۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیشہ سے میرے
واقف ہو اور میں ہمیشہ سے تمہارا دشمن
ہوں۔ اور چونکہ آج کل کے جوان نہیں
رہتے، اسلئے میں خود تم سے لڑونگا۔
یہ تم تیار ہو۔

کوٹ۔ ہاں ہاں۔ کیوں نہیں؟
مارسرف۔ تم جانتے ہو کہ ہماری
رہائی ختم نہ ہوگی جب تک ہم میں سو
یک مرنے جاوے۔

کوٹ۔ بہت خوب ایسا ہی ہوگا
مارسرف۔ چلو پھر چلیں گے اہوں

وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
کوٹ۔ ہاں ہم ایک دوسرے
کو خوب جانتے ہیں پھر گواہوں کی کیا
ضرورت ہے۔

مارسرف۔ اوہ ہم ایک دوسرے
کو بہت ہی کم جانتے ہیں۔

کوٹ۔ (ایسے ہی گفتگوئے دل سے)
کم جانتے ہیں۔ اچھا آؤ دیکھیں کیا تم
وہی سیاہی فرشتہ نہیں ہو جو کہ
وائر لوکی لڑائی کی شام کو ہنگ کیا تھا
کیا تم وہی لفنٹ فرزند نہیں ہو۔

جس نے سپانیہ میں فرانسیسی لشکر
کی جاسوسی کی کیا تم وہی کپتان فرزند
نہیں ہو جس نے علی پاشا اپنے مربی
کو پیسے بچھڑایا اور پھر اپنے ہاتھوں سے
اس کو قتل کیا۔ کیا یہ تینوں فرزند
ملکہ اب تم لفنٹ جنرل مارسرف
فرانس کے امیر نہیں بنے ہو۔

مارسرف ایسا ہو گیا کہ گویا گرم لوہے
اسپر کسی نے لگا دیا ہے اور وہ
جلا رہا ہے۔ کمبخت ظالم تم مجھے ملامت
کرتے ہو۔ میں نے غلط کہا ہے کہ تم

مجھے خوب جانتے ہو اور میں
نہیں جانتا کہ کس روشنی سے تم نے
میری تمام کھیلی زندگی کا صفحہ صلیحہ
نزدہ لیا ہے۔ ہاں تم مجھے ضرور جانتے
ہو۔ مگر ظالم خبر نہیں تم خود کیسے بیخبر

اور ذلیل بوعیرس میں تم اپنے آپ کو
 کوٹ آف مانتی کر سٹو کہتے ہو۔ اٹلی
 میں تم سمندا دجہا زراں کہلاتے
 تھے۔ اور اٹلی میں خبر نہیں کیا۔ مگر میں
 چاہتا ہوں کہ تمہارے سیکڑوں
 ناموں میں سے تمہارا اصلی نام معلوم
 کروں تاکہ جب میں تمہارے سینے میں
 اپنی تلوار گھونپوں تو میں فتح اور نصرت
 کے ساتھ اسے لیکاروں گا۔
 کوٹ آف مانتی کر سٹو کا رنگ زرد
 ہو گیا۔ اسکی آنکھیں شعلہ زن ہو گئیں
 وہ اپنے پوشاک پہننے کے کمرے کی
 طرف گیا اور اپنا کوٹ اور ولیٹ
 کوٹ اتار کر اس نے خون کی جگٹ
 اور ٹوپی پہنی جس کے نیچے سے کہ اسکی
 لمبے اور سیاہ بال دکھائی دیتے تھے
 اس صورت میں وہ اپنے سینے پر ہاتھ
 رکھے مار سرف کے روبرو پھیر آیا۔
 مار سرف کو اس بات کی سمجھ نہ آئی کہ وہ
 کیوں چلا گیا ہے مگر جب اسنو اُسے
 اس صورت میں دیکھا تو وہ بے اختیار
 پیچھے ہٹ گیا اس کی مانگیں لڑکھانے
 لگیں۔ اور قریب تھا کہ وہ گرجا دے
 مگر کچھ دیر ایک میٹر کے سہارے وہ
 ٹھہرا رہا۔
 کوٹ اس کی یہ حالت دیکھ کر بولا
 فرزند میرے سوناموں میں سے

تمہارے فائدہ کرنے کے واسطے صرف
 ایک ہی کافی ہے مگر اس کے بولنے
 کی کوئی ضرورت نہیں شاید تمہیں
 خود یاد آگیا ہو گا۔ کیونکہ میرا معنوی
 مرسی ڈیس کے ساتھ شادی کرنا
 کے بعد شاید تم نے میری یہ صورت
 کئی بار خواب میں دیکھی ہوگی۔
 مار سرف نے دیوانوں کی طرح
 اس بیوت کی طرف کچھ دیر کے لئے
 دیکھا پھر وہ دیوار کے ساتھ سہارا
 لینے کے واسطے پیچھا ہٹا۔ پھر دیوار
 کے ساتھ ہوتا ہوا وہ دروازہ کے
 قریب پہنچا۔ جس میں سے کہ وہ
 اوٹمنڈ ڈینیٹیئر کا خوفناک نام
 بلند آواز سے بیکارتے ہوئے باہر
 دوڑ گیا۔ صحن کے باہر اسکا بہرہ۔
 اسکا منتظر کھڑا تھا وہ اس کے بازو
 میں جا کر اور آہستہ آواز سے بولا۔
 گھر کو۔ گھر کو۔ تازہ ہوا کے سبب اور
 لوکروں کے سامنے شرمندہ ہونے
 کے خیال سے اُسے کچھ ہوش آگیا
 تھا۔ تھوڑی دیر میں گاڑی اس کے
 گھر کے آگے پہنچ گئی۔ اور وہاں
 پہنچتے ہی اسکی بیٹی پیر تازہ ہو گئی
 سونل کا دروازہ کھلا تھا۔ اور ایک
 گاڑی تیار کھڑی تھی کوٹ کا دل
 چل گیا مگر کوئی سوال کرنے کے

بانی باب

(ویلنٹین)

ہم آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ
موریل نے کس جگہ کام جانا تھا۔ مانی
کر سٹو کو چھوڑ کر وہ آہستہ آہستہ وائٹ
کی کھڑکی کی طرف گیا۔ ہم کہتے ہیں
آہستہ آہستہ کیونکہ اس کو وہ گھنٹہ
میں صرف پانچ قدم کا فاصلہ جانا
تھا۔ کونٹ سے اس نے اس واسطے
جلدی رخصت لیلیٰ کہ وہ چاہتا تھا کہ
تنبہ ہووے اسے اپنا وقت مقررہ
خوب معلوم تھا۔ یہ وقت وہ تھا
جبکہ ویلنٹین نوٹیر کو کہنا دینے
جاتی تھی نوٹیر اور ویلنٹین نے
اس کو اجازت دیدی تھی کہ بیٹھے میں
دو دفعہ آیا کرے اور وہ اس اجازت
سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ آخر وہ پہنچا
ویلنٹین اس کا انتظار کر رہی تھی۔
ویلنٹین نے مضطربانہ اس کا ہاتھ
پکڑا اور اسے اپنے دوا کے پاس
لگائی۔ یہ اضطراب البرٹ مارسرف
کے واقعہ نے پیدا کیا ہوا تھا۔ ٹیمر کا

بغیر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ دو
شخص سیڑھیوں پر سے نیچے آ رہے
تھے ایک تو البرٹ تھا اور دوسری
اس کی ماں مرسی ڈیس تھی جو اسکے بازو
پر سہارا لے آ رہی تھی یہ دو لوگ اپنے گھر
کو چوڑے چلے تھے۔ یہ دونوں مارسرف کے
پاس سے گذرے جس نے کہ اپنے آپ کو
پرہے کے پیچھے چھپا لیا۔
البرٹ اپنی ماں کو یہ الفاظ کہتا جاتا
تھا کہ ماں جان حوصلہ کیجئے مارسرف
نے یہ الفاظ سنے اور ایک آہ بھری
اس کے دل میں ابال اٹھتی تھی کہ
ہیں میرا بیٹا اور میری عورت مجھے
اس طرح معیبت کے وقت چھوڑ
چلے ہیں۔ مٹوڑی دیر میں گاڑی کے
چلنے کی آواز اس کے کان میں پڑی
وہ طاقی کی طرف گیا تاکہ اپنے پیارے
بیٹے اور اپنی محبوبہ پر ایک آخری نظر
ڈالے مگر ان دونوں نے گاڑی کی
کھڑکی سے ہرگز اپنا سر نہ نکالا اور
گاڑی چند لمحوں میں نظر سے غائب
ہو گئی۔ چند لمحہ کے بعد ایک آواز سنائی
دی مارسرف کے کمرے کی کھڑکی کا ٹیش
لوٹ گیا اور اس میں سے دھوئیں
کا ایک غبار نکلا۔

ماجا سب کو معلوم ہی تھا۔ ولفرٹ کے
ہاں کسی کو شک نہ تھا کہ ایک ڈول
ضرور لٹی جائے گی۔ ویلنٹین اپنی قدرت
فراست سے تازہ گئی ہوئی تھی کہ موریل
کو نہ کا مددگار ہوگا۔ سو جب اس نے
اس کو واپس آتے دیکھا۔ تو اس نے
تام واجرے کی بابت سارا حال پوچھا
موریل نے اس کو تام واقع سنایا
ویلنٹین کا چہرہ بے اشت سے
کھل گیا جبکہ اس نے سنا کہ امید
کے برخلاف صلح ہو گئی ہے اور کسی
بے گناہ انسان کا خون نہیں ہوا
بھرویلنٹین نے موریل کو اپنے دادا
کے پاس بیٹھے کا اشارہ کیا اور خود
ستول پر بیٹھ کر بولی "آؤ اب ہم اپنے
خاص معاملات پر گفتگو کریں موریل
آپ جانتے ہیں کہ دادا نے ایک دفعہ
ارادہ کیا تھا کہ اس گہر کو چھوڑ دیں
اور ایم ڈی ولفرٹ کے مکان سے
پرے کہیں کوئی گھر لے لے
موریل "ہاں مجھے یاد ہے کہ
یہ تجویز ہوئی تھی اور میں نے اسے
بہت پسند کیا تھا۔"
ویلنٹین "اچھا تم پھر خوش ہو گئے
دادا جان پھر اسی خیال میں گئے ہیں۔"
موریل "بہت خوب۔"
ویلنٹین "اور تم جانتے ہو کہ دادا

صاحب اس گہر کو چھوڑنے کے واسطے
کیا دلیل اور وجہ رکھتے ہیں نوٹیر
نے اس بات کو سن کر ویلنٹین کی طرف
دیکھا اور اس نگاہ کا یہ مطلب
تھا کہ ویلنٹین خاموش رہے۔ مگر
ویلنٹین نے اس کی اس نگاہ کو نہ
دیکھا اس کی نگاہیں اس کا مسکراتا
موریل ہی کی واسطے تھی۔"
موریل "ایم نوٹیر کے پاس کوئی
ہی وجہ ہو یہ ضرور بالضرور اچھی ہی
ہو گی۔"
ویلنٹین "بہت اچھی۔ وہ یہ کہتا
ہے کہ فابرگ سینٹ ہوٹوری کی ہوا
اس کے واسطے اچھی نہیں ہے۔"
موریل "اس بات میں وہ راستی
پر ہے پہلی بندہ روز سے تمہاری
صحت کچھ اچھی نہیں ہے۔"
ویلنٹین "ہاں اچھی نہیں ہے۔"
دادا ہی میرا طبیب ہے کیونکہ وہ
مجھے خوب جانتا ہے۔"
موریل "جلدی سے" کی تم کو پچ
ج کوئی عارضہ ہے۔"
ویلنٹین "نہیں عارضہ تو کیا ہونا
ہے۔ بس مجھے کچھ اضطراب سا رہتا ہے
میری ہواک جاتی رہی ہے اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ میرا معدہ کسی
چیز کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے

کے لئے کوشش کر رہا ہے ۛ

نوٹیر نے ویلنٹین کی ان تمام باتوں کو بڑی غور سے سنا۔

موریل ۛ اچھا اس عجیبے عارضے کو کیا سلسلے تم کیا علاج کرتی ہو ۛ

ویلنٹین ۛ ایک بڑا ہی سادہ علاج میں ہر صبح اس دوائے میں سے

ایک چمچہا لیتی ہوں جو دادائے واسطے تیار کی جاتی ہے۔

تھی اب چارہ کہا لیتی ہوں۔ دادا صاحب کہتے ہیں کہ تریاق ہے یہ کہہ کر ویلنٹین

مسکراتی مگر اتنا صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ بیمار ضرور ہے ۛ

موریل نے اسکی طرف مشککی باندھ کر دیکھا وہ بڑی خوبصورت تھی مگر اس

کی معمولی زردی کچھ بڑی ہو چکی تھی اسکی آنکھوں کی جگہ پہلے سے زیادہ ہو گئی

تھی۔ اس کے ہاتھ جو پہلے سبیل کی طرح سفید ہو کر تھے اب اب لوم

کے رنگ کے تھے۔ جنکی سفیدی کے ساتھ زردی کا بھی اشتراک تھا

ویلنٹین کی طرف سے نظر ہٹا کر جو آدمی نے نوٹیر کی طرف دیکھا نوٹیر

بھی ویلنٹین کی طرف دیکھنے میں محو تھا۔ اور وہ بھی بیماری کے ان نشانات

کو صاف معلوم کر رہا تھا جو عاشق اور دادا کے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہو

تھے ۛ

موریل ۛ مگر میرا تو خیال تھا کہ یہ دوائی جو تم کھاتی ہو ایم نوٹیر کے

واسطے تیار کی جاتی ہے ۛ ویلنٹین ۛ یہ اتنی تلخ اور کر دی

ہے کہ جو کچھ میں پیچھے کہاتی ہوں سب کو اسکا مزہ لگ جاتا ہے ۛ

نوٹیر نے ساٹھ لاکھ گاہ سے ویلنٹین کی طرف دیکھا گویا وہ پوچھتا ہے

کہ آیا یہ درحقیقت کر دی ہے ۛ ویلنٹین ۛ ہاں دادا جان یہ درحقیقت

بڑی کر دی ہے۔ میں ابھی پیچھے تھی تھی مگر میں نے آدہ ہی گلاس پیا

کیونکہ اسکی کڑواہٹ اتنی تھی کہ میں زیادہ نہ پی سکی ۛ اس بات کو سنکر

نوٹیر کا رنگ نہ ر د ہو گیا اس نے کچھ کہنے کی خواہش ظاہر کی ویلنٹین

دکھتری لینے کے واسطے اٹھی نوٹیر در دہری لنگام سے اسکی

طرف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ ویلنٹین کی آنکھیں اور رخسار کے سنخ ہونے

شروع ہو گئے تھے ۛ ویلنٹین ۛ ہمیں یہ کیا معاملہ ہے میری آنکھوں کے آگے تاریکی

کیوں آرہی ہے اب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیچ سوچ چکا ہے

اور پھر غائب ہو گیا ہے یہ کہہ کر

اس نے کہہ کر اس کے ساتھ سہارا لگایا اور موریل نوٹیر کے چہرہ کی طرف سے خوف زدہ ہو گیا اور بولا کہ سو بوج کہاں چک رہا ہے۔ اور اس کی طرف دوڑا اور جوان لڑکی مسکرائی۔ اور نوٹیر کی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ دادا جان تشکی رکھو تم ہی موریل اب خوف مست کرو۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ اور اب بالکل خیر بیت ہے مگر سنو مجھے صحن میں ایک گھڑی کی آواز آ رہی ہے۔ وہ کہہ کر کی طرف گئی اور پھر یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی۔ اُن میڈیم ڈینگرس اور اس کی بیٹی ہماری ملاقات کے لئے آئے ہیں اچھا سلام آپ دادا جان کے پاس ٹھہریں امید کہ وہ زیادہ دیر نہ ٹھہریں گے۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو موریل اسے دیکھتا رہا آخر وہ اس سیڑھی پر سے اتر گئی جو اس کے اپنے کمرے اور میڈیم ڈینگرس کے کمرے کی طرف جاتی تھی تھوڑی دیر کے بعد نوٹیر نے موریل کی طرف ڈکھنری اٹھانیکا اشارہ کیا۔ موریل وینٹین کے سکھانے سے نوٹیر کی باتوں اور اشاروں کو سمجھنے لگ گیا تھا۔ کوئی دس منٹ ڈکھنری پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ نوٹیر

کہتا ہے کہ وینٹین کے کمرے سے باہر نکلا اور درانی والا برتن لٹا لے کر موریل نے جلدی اس نوکر کو بلایا جس نے بیرونی کی جگہ لی تھی اور اس کو نوٹیر کے نام پر حکم دیا۔ نوکر واپس آیا برتن اور گلاس بالکل خالی تھے۔ نوٹیر نے پھر بولنے کا اشارہ کیا اور اسی ذریعے سے پوچھا کہ برتن اور گلاس خالی کیوں ہیں۔ موریل۔ (نوٹیر کے اشارے سے) اچھا نوٹری سے دریافت کرو۔ نوکر گیا اور جلدی واپس آیا اور بولا نوٹری کہتی ہے کہ میڈیم وینٹین اس راستے گزری ہے وہ پیاسی تھی اور جو گلاس اور برتن میں تھا پی گئی ہے اس بات کو سن کر نوٹیر کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھیں اور دروازہ کی طرف لگیں۔ میڈیم ڈینگرس اور اس کی بیٹی میڈیم ڈینگرس کے کمرے میں داخل ہو گئیں اس کی طرف وضع کچھ سنجیدہ سی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ میڈیم ڈینگرس بھی اس بات کو تار گئی اور اس نے ویسی ہی متانت کیساتھ اس کا استقبال کیا وینٹین تھوڑی دیر کے بعد داخل ہوئی اور اب یو مین اور اس کے درمیان

معمولی دوستانہ گفتگو شروع ہوئی
میڈیم ڈینکگر (میڈیم ولفرٹ) سے
 "میرے پیارے دوست میں
 اور یو چین آپ کو اس بات کی خبر دینے
 کے واسطے آئی ہیں کہ ہماری بیٹی یو چین
 کی شادی اب شہزادہ کیول کئی سے
 جلد ہی ہونیوالی ہے۔"

میڈیم ولفرٹ "میں آپ کو
 دل سے مبارکباد دیتی ہوں شہزادہ
 کیول کئی غیر معمولی صفات کا آدمی
 معلوم ہوتا ہے۔"

میڈیم ڈینکگر (مسکرا کر) "میں
 آپ کو دوستانہ طور پر کہتی ہوں
 کہ شہزادہ ابھی اتنا ظاہر نہیں ہوتا
 جتنا کہ وہ شادی کے بعد ہوگا۔ ابھی
 اس جگہ وہ اجنبی ہے اور اس کی
 صفات کے ظاہر ہونے میں شرم
 وحیا لایل ہے۔"

علامہ ازیں اس نے طبیعت کی
 نرمی عقل کی تیزی اور دولت مندی
 کے بڑے بہارے ثبوت دیئے
 ہیں۔"

یو چین (مسکرا کر) "یہ بھی کہہ دو
 کہ آپ کو اس کا کچھ وہم بھی پڑ گیا ہے۔"
میڈیم ولفرٹ "اور مجھے یہ کہنے
 کی ضرورت نہیں کہ تم بھی اس میں
 شرم کیا ہو۔"

یو چین "راستی معمولی صاف فانی
 میں ایمان سے کہتی ہوں
 کہ میں ذرا ہی شریک نہیں ہوں۔
 میری تو یہ مرضی تھی کہ خاتون بھٹیوں
 میں نہ ہینوں اور کسی کی لونڈی نہ
 بنوں بلکہ مصو رہن کر ہر طرح سے
 آزاد نہ زندگی بسر کروں۔ یو چین

نے یہ الفاظ ایسی حرات اور حوصلہ سے
 بولے کہ شرم کے مارے وینشین کے
 رخساروں میں سرخی آگئی۔ یہ شرمیلی
 اور کمزور دل لڑکی ہرگز نہ سمجھ سکتی
 تھی کہ عورتیں ایسی مضبوط دل کیسے
 ہو سکتی ہیں۔"

یو چین "خیر خواہ میری مرضی ہو
 نہ ہو چونکہ میری شادی ہوئی ہی ہے
 میں پروردگار کا شکر کرتی ہوں کہ
 اس نے مار سرف البرٹ کے ہاتھ
 سے نجات دی ہے۔ ورنہ آج میں

ایک بے عزت آدمی کی بی بی کہلاتی۔"
میڈیم ڈینکگر (سادگی سے) "یہ
 بالکل سچ ہے اگر مار سرف خود ہی دیر نہ
 لگاتا تو میری بیٹی ضرور البرٹ کے

ساتھ بیابانی جاتی۔ جنرل مار سرف کو
 شادی ہو جانیکا کامل یقین تھا۔ بلکہ
 ایک دفعہ تو وہ ڈینکگر کے ساتھ اس
 معاملہ پر لڑنے کے لئے بھی آیا تھا۔
 خدا کا شکر ہے کہ ہم بچ گئے۔"

وولینٹین (آنکھیں میچے کر کے) مگر
کیا باپ کا سہارا الزام بیٹے کے سر پر
پڑ سکتا ہے۔ میں تو خیال کرتی ہوں
کہ البرٹ اس تمام مشرنگ سارروالی
سے بالکل بری ہے مگر جو اسکے باپ کے
ذمہ لگائی گئی ہے۔

یو جین: معاف فرماویں کہ میں
آپ سے متفق نہیں ہوں البرٹ
اپنے باپ کے ساتھ حصہ دار ہونیکا
دعویٰ کرتا ہے اور وہ اسکا مستحق
بھی ہے۔ سنہ پہلے کھل اسے کونٹ
آف مانی کرسٹو سے لڑائی کی تھی
تھی مگر پھر لڑائی کے عین موقع پر ہی
معذرت بھی کر لی۔
میڈیم ولفرٹ: ناممکن نہیں
میڈیم ڈینگلر: میری پیاری دوست
آپ ناممکن سمجھتی ہیں۔ مگر یہ واقعہ ہے
جسے سب حال مشردیاری سے سنا
تھا جو کہ موقع پر موجود تھا۔

وولینٹین ہی اس سب حال سے
واقف تھی مگر اس نے کچھ بات نہ
کی۔ بلکہ اس بات نے اسے یاد دلایا
تھا کہ موویلن لٹیر کے کمرے میں
اسکا انتظار کر رہے۔ وہ اپنی ہی
خیالات میں لگی تھی اور تھوڑی دیر سے
گھنگو میں داخل نہیں دیتی تھی اتنے
میں میڈیم ڈینگلر نے اسے بازو سے

پکڑا اور اسے اسکی خواب خرگوش سے
بیدار کیا وولینٹین چونک پڑی اور
بولی: ”کیا ہے۔“
میڈیم ڈینگلر: معلوم ہوتا ہے
کہ آپ بیمار ہیں۔
وولینٹین: زانیہ جلتی پیشانی پر ہاتھ
بھر کر: ”ہیں۔“
میڈیم ڈینگلر: ہاں ذرا تھکے
میں تو دیکھتا تھا کہ چہرہ ایک منٹ
میں تین چار بار سرخ اور زرد ہوا
ہے۔“

یو جین: اچی آپ سچ بچ بہت
زرد ہیں۔
وولینٹین: جی ہاں کچھ چند روز
سے میرا چہرہ ایسا ہی رہتا ہے۔
وولینٹین نے رخصت لینے کے لئے
اس موقع کو غنیمت جانا ہے اور ساتھ
ہی میڈیم ولفرٹ بھی بولی: ”وولینٹین
ہاں جلی جاؤ۔ تم ورحقیقت بیمار ہو
یہ بیگمات تمہیں رخصت دیدیں گی۔“
ہاں یا فی کا ایک گلاس لیو۔ اس سے
تمہیں ہوش آجائے گی۔“

وولینٹین نے یو جین کا ہاتھ جیسا اور
میڈیم ڈینگلر کو سلام کر کے باہر نکلی
جب وہ غائب ہو گئی تو میڈیم ولفرٹ
بولی: ”یہ غریب لڑکی میرے دل کو
بہت ہی مضطرب رکھتی ہے مجھے



موریل ایک قسم کی گڑبھٹ کی حالت میں ہے۔ گڑبھٹ کے گڑبھٹ کی تفسیر اور اسے گڑبھٹ میں سے ہوتے چوٹی سیر ہی کے پاس پہنچا رہی وہ لین ہی سیر سیرتی چلی ہی نہیں کہ اسکی آنکھوں نے آگے ایک قسم کا بادل آگیا۔ سکی پاؤں اکٹھ گئے اسکے ہاتھوں کی مسکت جاتی رہی اور وہ نیچو فرش پر گر پڑی موریل نے جلدی دروازہ ہول کر دیکھا اور ولینٹین کو فرش پر پٹ پڑا ہوا پایا۔ وہ بکلی کی طرف اڑ کر بیچ گیا اور اسے اپنے بازوؤں میں لٹکرا سنے ایک کرسی پر بٹھایا ولینٹین نے آنکھیں کھولیں۔ اور ہرائی ہوئی بولی کہ واہ میں بھی تو یہ عجیب مخلوق ہوں مجھ سے رستہ ہی پہچانا نہیں جاتا۔

موریل کہیں چٹ تو نہیں لگی میری آمد کی ضرورت تو نہیں ولینٹین نے اپنے گرد دیکھا اور تیر کی آنکھوں میں اسے بڑی ف اور وحشت کے آثار دکھائی دیے۔ اور وہ بولی واہ جان لیسی ہو کوئی بات نہیں ہے میں بالکل بچی ہوں صرف میرے سر کو چکر دیا تھا۔

موریل ایک اور چکر آنے لگا۔ ولینٹین کہیں نہیں پہنچا رہے تو انہیں ایک خبر سنی ہوئی۔ چہن کی شادی ہونے والی ہے۔ اور ان کے ہاں تیسرے روز ایک بڑی دعوت ہے جس میں ہم سب مدعو ہیں۔

موریل ہلے اکب وہ وقت آئے گا۔ جب ہم ہی ان باتوں کی بابت خیال کر کے خوش ہونگے ولینٹین تم کو اپنے دادا پر پورا اختیار ہے اس سے جلدی رضامندی لو۔

ولینٹین کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ میں اپنے دادا کو بولی باتیں یاد کرا سکتی ہوں۔

موریل ہاں کیوں نہیں۔ جلدی کرو۔ ولینٹین جب تک کہ میں تنہا رہا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیلوں مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں آپ مجھ سے چوٹ نہ جائیں۔

ولینٹین او آپ تو سیا ہی میں اور کہا کرتے ہیں کہ سیا ہی ڈر کے نام سے ہی نا آشنا ہوتے ہیں تو پھر آپ ایسی بزدلانہ باتیں کیوں کرتے ہیں یہ کہہ کر وہ قہقہہ مار کر ہنسی پر اس کے بازو سخت ہو گئے سر پیچھے گر پڑا اور وہ بے حس و حرکت ہو گئی۔ بوڑھے ٹوئیر کے

مے منہ سے تو دشت کی چیم نہ نکلی
نہرا سکی آنکھیں خوف کے مارے
لہو کہلی ہو گئیں موریل اسے تار گیا
اور اس نے خیال کیا کہ ادا دہلائے
فی ضرورت ہے۔ اس نے گھنٹہ بجایا
نونہی اور نوکر فوراً دوڑے آوے
دینتین ایسی زر دایسی بے حس
اور ایسی بیجان نظر آتی تھی کہ بغیر
لمحہ سے سنانے کے وہ فوراً باہر
دروندو کرتے دوڑے گئے۔

میڈیم وینکس اور اسکی بیٹی اس وقت
ابھی باہر نہ نکلی تھیں انہوں نے
اس شور کو سن لیا اور اس کا سبب
دریافت کیا۔

میڈیم ولفرٹ۔ وہ لور میں کئی
تھی کہ یہ غریب لڑکی بیمار ہو جائے
گی۔ وہی ہوا۔

تراویں باب

اسی وقت ولفرٹ کی آواز سنائی
دی۔ کیا معاملہ ہے کیا شور ہے؟
موریل نے اس آواز کو بشکر ٹوٹتے
کیطرف دیکھا جس نے اس چپوٹی
کو ٹھٹھکا کیطرف اشارہ کیا جہاں

پہلے بھی ایک ایسے موقع پر موریل
نے پناہ لی تھی۔ بس اس نے موریل
اٹھائی اور اس کو پہرہ پہنے گھس
گیا۔
ولفرٹ نے کمرے میں داخل ہوتے
ہی دینتین کو اپنی گود میں لے لیا
اور لپکا را۔ طبیب طبیب اور گئی کو
بلاؤ پہلا میں خود ہی اسکو بلائے جاتا
ہوں۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے بجلی کی
طرح نکلا۔ اس وقت موریل بھی
دوسرے دروازہ سے نکلا اور کمرے
۳ ورگنی کا نام شکر اس کا دل دہل گیا
اسے وہ گفتگو یاد آگئی جو اس نے
ولفرٹ اور اس کے درمیان بر وقت
کی موت کے وقت سنی تھی اور آتے
معلوم ہو گیا کہ بیمار کی کے آثار دینتین
میں بھی وہی ہیں۔ جو کہ اس بوڑھے
خادم میں تھے اسی وقت کوٹ آف
نائی کر سلو کی ایک بات بھی اُسے
یاد آگئی جس نے اُسے دوہی گھنٹہ
پہلے کہا تھا۔ کہ دیکھو موریل جس
چیز کی تمہیں ضرورت پڑے میرے
پاس آؤ۔ مجھ میں بڑی قوت ہے۔
بس اب وہ سہوا کی طرح چپچپائی اس
کیطرف روانہ ہوا۔
اس اثنا میں ولفرٹ ڈاکٹر کے
مسکان پر پہنچا پہنچتے ہی اس نے

ایسے دور سے گھنٹہ بجایا کہ دربان
ڈر گیا۔ ولفرٹ کچھ کہنے کے بغیر اوپر
چڑھا۔ دربان اسے جانتا تھا اسلئے
اسکی کچھ روک نہ کی۔ ولفرٹ نے جا کر
ڈاکٹر کے کمرے کا دروازہ کھولا۔
سلام کی۔

ڈاکٹر: آہ! ولفرٹ صاحب ہیں۔
ولفرٹ: ہاں میں ہی ہوں کیا
ہم اکیسے ہیں۔ ڈاکٹر میرے گھر بیٹو
لعنت برسی ہوتی ہے۔
ڈاکٹر: یہیں کی کوئی اور بیمار پڑا ہے۔
ولفرٹ: ہاں۔

ڈاکٹر: دجیران ہو کر میں نے پہلے
ہی معلوم کر لیا تھا۔ اچھا اب تمہاری
گھر میں کون موت کا شکار ہو گیا
ہے کونسا دوسرا مقتول ہے جو تمہیں
کل خدا کے سامنے کمزوری اور بزدلی
کا ملزم قرار دیا گیا۔

ولفرٹ کے دل سے ایک آہ سرکلکی
اور اس نے ڈاکٹر کا بازو پکڑ کر کہا
اب ویلنٹین کی باری آئی ہے۔
ڈاکٹر: دجیرانی اور بچے سے) ہاں
تمہاری بیٹی کی۔

ولفرٹ: دیکھا تم کو وہو کا ہوا
تھا کہ نہیں آؤ اور اس کے بستر مرگ
پر اس سے اس بات کی معافی مانگو
کہ تم نے اسپرینجا اور ناحق شک کیا

تھا۔
ڈاکٹر: جب کہی تم میرے پاس
امداد کے واسطے آئے ہو دیر ہی کو
آئے ہو۔ اچھا میں جتن ہوں مگر طبی
کروڑ ویر کرنے سے تمہارے دشمنوں
کے ساتھ پیش نہیں جاتی۔

ولفرٹ: آؤ ڈاکٹر اس فحہ میں
کمزوری اور بزدلی کا الزام اپنے
اوپر سے دور کر دوں گا۔ اس فحہ
میں قاتل کو دھوئہ لگا لوں گا۔ اور
اسکو جہنم میں داخل کر دوں گا۔
ڈاکٹر: اچھا پہلے اس غریب
بچے کی فکر تو کریں پھر اسکا بدلا
بھی لے لیں گے آؤ چلو۔

وہ دونو گاڑی میں بیٹھے اور
اسوقت ولفرٹ کے گھر پہنچے
جبکہ موریل نے کونٹ کا دروازہ
کھٹکھٹایا کونٹ اپنے کمرے میں
تھا اور غصے کی لنگاہ سے کچھ
پڑھ رہا تھا جو بٹروشیو ابھی

آتا تھا موریل کے آنے کی خبر سن کر
جو اس سے دوہی گھنٹہ پہلے صبا ہوا
تھا کونٹ نے ایسا سراہا یا جب
وہ داخل ہوا تو کونٹ نے دیکھا
کہ وہ کچھ مضحک سا ہے وہ اس کو ملنے
کے واسطے اٹھا اور بولا سلوویل
کیا ہوا ہے تمہارا رنگ زرد ہے

بعزت باپ سے بہت بہتر ہوتا ہو۔
موریل : کونٹ صاحب وہ
 بڑی شریف عورت ہے مجھ تو ایسر
 رحم آتا ہے۔

کونٹ : البرٹ پر بھی رحم ہی
 آتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنی ماں کی طرح
 ہی ہے۔ مگر اچھا جانے دو۔ اچھی بات
 کرو۔ تباہ کرو میں کس طرح تمہاری
 امداد کروں۔

موریل : میں مجھو آپ کی مدد کی
 ضرورت ہے مدد تو ایسی حالت میں
 خدا سے مانگنی چاہئے تھی مگر میں یوانہ
 دار آپ ہی کی طرح دوا یا ہوں۔
کونٹ : تباہ کیا بات ہے۔
موریل : ہاں مجھے یہ یہید آپ
 کے کانوں میں کہنا پڑتا ہے میں
 کبھی نہ کہتا مگر ضرورت کچھ نہیں
 کرنے دیتی۔

کونٹ : اسکا ہاتھ پکڑ کر کیا تم
 خیال کرتے ہو کہ میں نہیں محبت
 نہیں کرتا ہوں۔

موریل : او آپ نے میرا دل
 بڑا دیا ہے اور میرا دل کہتا ہے
 کہ مجھو آپ سے کچھ بات چینی نہ
 رکھنی چاہئے۔

کونٹ : موریل تجھے سچ کہا ہے
 خدا نے تمہارے دل میں بات ڈالی

اور تمہاری پیشانی پر پینہ آیا ہو۔
موریل : دیکھ کر میں آپ
 سے کچھ بات کرنے کے لئے آیا ہوں۔
کونٹ : بڑی محبت سے کیوں
 گھر میں تو فریٹ ہے۔

موریل : میں آپ کا شکریہ ادا
 کرتا ہوں گھر میں سب طرح سے
 خیریت ہے اب اسے سمجھ میں نہیں
 آتا تھا کہ بات کیسے شروع کرے۔
کونٹ : بہت خوب تو بھرا آپ
 مجھے کوئی خاص بات بتلانے آرہے
 ہیں۔

موریل : میں بھی ایک ایسے
 گھر سے آیا ہوں کہ جہاں موت
 داخل ہو گئی ہوئی ہے۔

کونٹ : اچھا تو پھر مار سرف
 کے گھر سے آئے ہو۔

موریل : نہیں کیا ان کے گھر
 بھی کوئی مر گیا ہے۔

کونٹ : جرنل مار سرف نے اچھا
 خودکشی کر لی ہے۔

موریل : اور یہ تو ایک خطرناک
 حادثہ ہے۔

کونٹ : اسکے بیٹے اور اسکی
 بیوی کے حق میں تو کوئی خطرناک
 نہیں ہے۔ مردہ خاوند اور مردہ
 باپ ایک بیغرت خاوند اور

ہے اور تمہارے دل نے تم سے کہا ہے
تباؤ کہ کیا بات ہے؟
موریل: "آپ مجھے اجازت دیں
کہ میں بیپ لشن کو کسی ایسے شخص
کا حال پوچھنے کے واسطے بھیجوں
جس کو آپ ہی جانتے ہیں۔
کوئٹ: "میں آپ کے حکم میں
موریل: "اے اگر وہ اچھی نہ ہوئی
تو میرا جینا محال ہے۔"
کوئٹ: "بیپ لشن کو بلاؤں۔"
موریل: "نہیں میں خود جا کر اس
بات کہو ٹھیک۔"
موریل: "باہر گیا اور بیپ لشن
کو بلا کر اس نے اس کے کان میں
لفظ کہے۔"
کوئٹ: "بھیج دیا ہے۔"
موریل: "اے اب میرا دل کچھ
ٹھنڈا رہے گا۔"
کوئٹ: "اسکا کرتب تم جانتے
ہو کہ میں انتظار کر رہا ہوں۔"
موریل: "لو میں بتلاتا ہوں ایک
شام میں ایک باغ میں تھا۔ درختوں
کا ایک جھنڈ مجھے چھپائے تھا اور
میں کو شک نہ تھا کہ میں وہاں
دو شخص جن کے نام میں فی الحال
نہیں بتاتا میرے پاس پاس سے
لڑے وہ آہستہ سے بول رہے

تھے مگر مجھ کو انکی گفتگو سے کچھ ایسی
دلچسپی ہوئی کہ میں نے ان کی
ساری باتیں سن لی۔
کوئٹ: "تم کانپ رہے ہو اور
تمہارا رنگ بھی زرد ہو رہا ہے اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات
دل خوش کر نیوالی نہیں ہے۔"
موریل: "اے بہت افسوس
ناک ہے اس گھر میں تھوڑی دیر
پہلے ایک شخص مر گیا تھا جس کے
ساتھ اس بالغ کا تعلق تھا ان
دونوں آدمیوں میں سے ایک۔
گھر کا مالک تھا اور دوسرا ایک
طبيب تھا گھر کا مالک طبیب سے
اپنے علم کی باتیں کہہ رہا تھا مگر
اس گھر میں ایک ہی جبینہ کے اندر
دو دفعہ موت آچا تک اور خطرناک
طریقے میں داخل ہو گئی تھی اور اب
معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھر خدا کے
خاص غضب کے نیچے آ گیا ہے
کوئٹ: "اپنی کرسی کا رخ پھیر لیا
تھا تاکہ روشنی اس کے چہرہ پر نہ
پڑے اور موریل کے چہرہ پر
اور بولا: "ہوں ہوں۔"
موریل: "اے اس گھر میں موت
ایک جبینہ کے عرصہ میں دو بار داخل
ہوئی۔"

کوٹھ۔ اچھا تو ڈاکٹر نے کیا جواب دیا۔

موریل۔ اسنے جواب دیا کہ موت بتقاضائے فطرت نہیں ہے بلکہ زہر سے واقعہ ہوئی ہے۔
کوٹھ۔ اچھا تو آپے اس بات کو سن لیا ہے۔

موریل۔ ڈاکٹر کوٹھ صاحب نے سنا۔ اور ڈاکٹر نے یہ بھی کہا کہ اگر ایک موت ایسی ہی وارد ہو تو وہ عدالت کے روبرو معاملہ لائیکہ کوٹھ۔ خیر۔

موریل۔ موت تیسری دفعہ ہی آئی مگر نہ ہی گھر کے مالک نے کچھ کہا اور ڈاکٹر نے اب موت چوتھی بار آئی ہے اور شاید اپنا کام کر کے چلی گئی۔ آپ بتا دیں کہ بچے جو اس بھید سے آگاہ تھے تو میں کیا کروں۔

کوٹھ۔ میرے پیارے موریل آپ نے ایک ایسی بات بیان کی ہے کہ جن کو میں پہلے سے جانتا ہوں میں گھر سے واقف ہوں گھر کے مالک سے بھی اور طبیعت سے تم کہتے ہو کہ خدا کا غضب اس گھر پر آیا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ ہاں نہ صرف خدا کا غضب بلکہ اسکا انصاف ستم

موریل اس گھر سے اپنا جہنم بھیر لو اور خدا کے انصاف کو اپنا کام کرنے دو۔ موریل کا یہ اٹھا۔
موریل۔ پھر نے لگی ہے یہی تو اتنی جلدی میں آپ کے پاس آیا ہوں۔
کوٹھ۔ اچھا تو پھر میں کیا کروں کیا تم چاہتے ہو کہ میں مصنف کو اطلاع دوں۔ کوٹھ نے یہ پچھلایا لفظ اس طرح سے بولا کہ موریل چونکہ بڑا اور بولا کہ کوٹھ آپ جانتے ہیں کہ میں کس کی بابت بول رہا ہوں۔

کوٹھ۔ میں سب جانتا ہوں کہ تو بتا بھی دوں تم ایک شام لفظ کے بارغ میں سیر کر رہے تھے اور شاید یہ سینٹ مران کی موت ہی کا دن تھا تھے و لفرٹ کو ڈاکٹر آور گئی تھے ساتھ مشر اور میڈیم سینٹ مران کی موت کی بابت گفتگو کرتے تھے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ دونوں موتیں زہر سے واقعہ ہو چکی ہیں۔ اس وقت سے آپ کی ضمیر آپ کو ستا رہی ہے کہ اس معاملہ کو ظاہر کر کے یا نہ۔ سب سے خدا جب ہم نے خود کچھ نہیں کیا تو اپنی ضمیر کو کیوں جھگڑاتے ہو اور کہتے اپنے آپ کو نواہ نواہ کے رنج

میں دیکھنے پہونچا

موریل۔ مگر یہ معاملہ پھر شروع ہو گیا ہے۔

کونٹ۔ اچھا تو ہونے دو۔ اس گھر پر تو خدا کی طرف سے فتویٰ لگ چکا ہے اس گھر کے سارے آدمی فنا ہو جا دیئے چاہے انکی تعداد پانچ سو تک کیوں نہ ہو۔ تین چھینے گزرے سینٹ مران گیا۔ اس کے ایک مہینہ بعد میڈیم سینٹ مران اس کے چند روز بعد بیرولس اور اب یا تو بوجہ رونا تو پھر ہو گا اور یا بچاؤ دینٹین۔

موریل۔ بڑے افسوس آپ کو معلوم نہیں تھا اور پھر آپ نے نہ کہا آپ نے نہ کہا کیا غضب کیا

کونٹ۔ اور عجیب ان لوگوں سے کیا ہمدردی میں ان کو جانتا ہی کب ہوں۔ عجیب اس کی ضرورت کہ ایک کو چیراؤں اور ایک کو بچاؤں **موریل**۔ (آہ بھر کر) مگر میں تو اسکو محبت کرتا ہوں۔

کونٹ۔ دھچک کر تم محبت کرتے ہو۔ میں کسکو

موریل۔ میں دوسرے محبت کرتا ہوں میں دیوانہ وار عاشق ہوں اگر اسکی جان پر ذرا سی تکلیف ہی آ جاوے

تو میں اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں ہوں میڈیم دینٹین ولفرٹ پر عاشق ہوں جو شاید تھوڑی دیر میں قاتل

کا شکار ہو گیا ہے۔ سمجھا میں اس پر عاشق ہوں اور میں اب خدا سے اور آپ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ اس کو بچائے میں میری مدد کریں۔ **کونٹ** کے منہ سے اس بات کے سننے پر ایک آہ سرد نکلی اور وہ بولا ٹکے بد بخت آدمی عاشق ہو اور عاشق اس لڑکی کے جس کے خاندان پر خدا کی لعنت پڑ چکا ہے۔ موریل نے ایسا جوش ایسی شعلہ زبانی آنکھیں ایسی وحشت آجک کہیں نہ دیکھی تھی۔ سو وہ بے اختیار وحشت زدہ ہو کر کچھ کہنے لگا۔

کونٹ نے اپنے جوش و خروش کا اظہار کرنے کے بعد اپنی آنکھیں بند کر دیں ایک لمحہ بعد اس نے اپنے آپ پر پورا قابو حاصل کر لیا۔ اس کے سینے کا ابھرتا بند ہو گیا اور اسکی آنکھیں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں۔ سو وہ بولا کہ میرے پیارے دوست دیکھو خدا بعض اوقات ہمارے جیسے بے پرواہ آدمیوں کو انکی نظر کے آگے خطرناک نظارے لانے سے کیسی سزا دیدیتا ہے میں ان تمام کتابیں

اور مبادی کے واقعات کو ایسے
دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی عاشق ہو
نہ دیکھو مچی ہی آخر چوٹ اور زخم
لہا تا پڑا ہے۔

موریل نے ایک آہ سرد بھری
کوٹ کا آؤ آؤ شکاٹ فصول
ہے مرد بڑا اور حوصلہ کرو امید رکھو
کیونکہ میں یہاں ہوں اور تمہاری
ادا کرونگا۔

موریل نے رنج سے اپنا سر ہلایا
کوٹ میں جو تمہیں کہتا ہوں
کہ امید رکھو سمجھا ہے کہ نہیں یاد
رکھو کہ نہ میں کبھی جھوٹ بولتا ہوں
اور نہ ہی مجھے کبھی دھوکا لگتا ہے
اب بارہ بجے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔

اب شام یا صبح ہونے کے بجائے
وہ پہر کا وقت ہے اگر ویلنٹین ابھی
زندہ ہے تو پھر وہ نہیں مرے گی۔
موریل نے یہ کیسے ہو سکتا ہے
جیکہ میں نے اس کو جان کنی کیا تھا
میں چھوڑا تھا۔

مانی کر سلو نے اپنے ہاتھ اپنی پٹائی
پر پیرے اس سر میں کیا گزر رہا تھا کہ
لیسے خطرناک رازوں سے بھر پورا
تھا صرف خدا ہی کو معلوم ہے خیر
س نے پہر ایک اور دفعہ اپنا سر
ٹھایا اور کہا کہ موریل گھر جاؤ میں

تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خبردار تمہارے
چہرے سے کوئی بات ظاہر نہ ہو۔
اور میں تمہیں خوشی کی خبر بھیجوں
گنا۔ جاؤ۔

موریل کوٹ صاحب آپ کی مشیت
مجھے حیران کرتی ہے کیا موت سے
آپ لڑ سکتے ہیں کیا آپ انسانوں
سے بڑھ کر ہیں کیا آپ فرشتے ہیں
یہ کہہ کر موریل کوٹ سے پرے

بہٹ گیا جیسے کوئی کسی جن سے بہٹ
جاتا ہے مگر کوٹ نے ایسی نرم اور
محبت بھری آنکھوں سے اس کی طرف
دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو پھر
آئے آخر کوٹ بولا میرے دوست
میں تمہارے واسطے بہت کچھ کر سکتا
ہوں۔ جاؤ میں اب اکیلا رہنا چاہتا
ہوں۔

موریل کوٹ کے اس حکم کو روک
نہ سکا اس نے کوٹ کا ہاتھ دیا
اور چلا گیا وہ ایک لحظہ پہر کی واسطے
دروازے میں ٹھہر گیا کہ اس نے
بیبی لسن کو دور سے آتے دیکھا
اس آشنا میں ولفرٹ اور آدر گئی بھی
بیار کے پاس پہنچ گئے تھے۔ ویلنٹین
کو اپنی بیہوشی سے ابھی واقف نہیں
ہوا تھا ڈاکٹر نے بیمار کا بڑی خبرداری
اور کوشش سے امتحان کیا ولفرٹ

پہی اس کے تفتیش کا نتیجہ کے سننے کا
منتظر تھا۔ نوٹیر بھی اپنی درد اور اذیت
پہری آنکھوں سے ڈاکٹر کی طرف دیکھ
رہا تھا۔ اور اس کے فیصلہ کا انتظار
کر رہا تھا۔ آخر ڈاکٹر نے بڑی دیر کے
بعد یہ الفاظ بولے کہ ابھی زندہ ہے۔
ولفرٹ۔ ابھی اے ڈاکٹر یہ کیا
خوفناک لفظ ہے۔
ڈاکٹر۔ ہاں ابھی میں یہ لفظ کو پہر
کہتا ہوں اور میں حیران ہوں کہ
وہ ابھی تک کیسے زندہ ہے۔
ولفرٹ۔ مگر اس کی جان کی امید
تو ہے۔
ڈاکٹر۔ ہاں کیوں نہیں اس وقت
نوٹیر اور ڈاکٹر کی آنکھیں چار ہوئیں
نوٹیر کی آنکھوں میں ایسی خوشی پھری
تھی کہ ڈاکٹر پر ڈبا اتر پڑا۔ ڈاکٹر
نے بیمار کو اٹھا کر کرسی پر لٹایا اور
ولفرٹ کو کہا کہ مہربانی کر کے ویلٹین
کی خادمہ کو بلوائیے۔ ولفرٹ خود
اُسے بلانے گیا اور ڈاکٹر نوٹیر کے
قرب بیٹھ بیٹھا۔ اور اس سے سننے
پوچھا کیا آپ نے مجھے کچھ کہنا ہے۔
نوٹیر نے اپنی آنکھیں جھپکیں جس سے
جببہ کہ ہم جانتے ہیں اس کا ہاں
ہمے کا مطلب تھا۔
ڈاکٹر۔ پوشیدہ یا ظاہر۔

نوٹیر پوشیدہ۔
ڈاکٹر۔ اچھا میں آپ کے پاس ٹہر لوں گا
اس وقت ولفرٹ لونڈی کو لے
ہوئے پھر آیا اور اس کے پیچھے
میڈیم ولفرٹ بھی آئی۔ اور آتے
ہی بولی۔ ہیں اس غریب معصوم کو کیا
ہو گیا ہے۔ وہ ابھی میرے پاس
تھی اگرچہ وہ شکایت کرتی تھی مگر میں
نے اس کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ یہ
کہ کردہ آنکھوں میں آنسو بہا رہی
حقیقی ماں والی صورت بنا کر ویلٹین
کے قریب ہوئی اور اس کا ہاتھ مکیڑا
ڈاکٹر نوٹیر کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے
دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں پانی بہا رہا
ہے۔ اس کے رخسارے زرد ہو گئے
ہیں اس کے ہونٹ کانپ رہے
ہیں اور اس کی پیشانی پر پسینہ آ گیا
ہے۔ نوٹیر اس حالت میں میڈیم
ولفرٹ کی طرف دیکھتا رہا اور
ڈاکٹر اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتا
رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میڈیم
ولفرٹ بولی کہ ویلٹین کو بستر پر
سیر آرام آجائیگا۔ آواز سے وہاں
لٹا دیں کہ ڈاکٹر نے دیکھا کہ یہ کتنے
نوٹیر کے ساتھ اکیلا رہنے کا عجیب
موقعہ ہے۔ وہ کہاں ہے۔ اس نے نہایت
عجیب تدبیر سے۔ مگر یاد کوچہ میرے

کہے کے بغیر اسے کوئی چیز نہ دیکھا ہے۔
وہ ویلنٹین کو لے گئے۔ اسے ہوش
آگیا تھا مگر اس میں بولنے یا حرکت
کرنے کی ہمت نہ تھی۔

ڈاکٹر بھی بیمار کے ساتھ ساتھ
گیا۔ پھر اس نے ایک نسخہ لکھا اور
دلفرت کو ہدایت کی کہ کھڑی رہے اور
کسی اچھے مشہور عطار کے پیس جا کر
خود دوائی تیار کر لے۔ اور پھر ویلنٹین

کے کمرے میں اس کا انتظار کر کے پھر
اس نے دوبارہ تاکید کی کہ ویلنٹین
کو اس کی اجازت کے بغیر کچھ دیا نہ
جاوے اس کے بعد وہ نوٹیر کے

کمرے میں واپس آیا اور دروازہ بند
کر کے اور تحقیق کر کے اب دونوں کیلئے
ہیں بولا۔ نوٹیر صاحب کی آجکو
ویلنٹین کی بیماری کا کچھ حال معلوم
ہے۔

نوٹیر نے ہاں۔
ڈاکٹر نے اچھا وقت ضائع نہیں
ہونا چاہیے۔ میں سوال کرتا ہوں
اور آپ جواب دیں۔

نوٹیر اشارے سے بہت خوب۔
ڈاکٹر کیا آپ کو پہلے سے اس دشت
کے واقعہ ہوشیہ اندیشہ تھا؟
نوٹیر نے ہاں۔

ڈاکٹر رتہ دیکھ کر، جو کچھ میں

کہنے لگا ہوں مجھے معاف فرما نا۔ مگر
میں رہ نہیں سکتا۔ کیا آپ نے
بیرولس کو مرنے ہوئے دیکھا؟
نوٹیر نے اپنی آنکھیں کی سمان کی
طرف اٹھائیں۔

ڈاکٹر نے آپ جانتے ہیں کہ اس کی
موت کا کیا سبب تھا؟
نوٹیر نے ہاں۔
ڈاکٹر نے کیا طبعی موت تھی؟

نوٹیر نے نہیں۔
ڈاکٹر نے پھر کیا۔ آپ خیال کرتے
ہیں کہ وہ زہر سے مارا گیا تھا؟
نوٹیر نے ہاں۔

ڈاکٹر نے کیا آپ خیال کرتے ہیں
کہ یہ زہر اس کا اسی کے واسطے تیار
کیا گیا تھا؟
نوٹیر نے نہیں۔

ڈاکٹر نے کیا آپ خیال کرتے ہیں
کہ جس ہاتھ نے پہلے وہ زہر تیار کیا
تھا اب یہی اس نے ویلنٹین کے
واسطے تیار کیا ہے۔

نوٹیر نے ہاں۔
ڈاکٹر نے کیا آپ خیال کرتے ہیں
کہ وہ مر جائیگی؟
نوٹیر نے نہیں۔

ڈاکٹر (حیرانی سے) تو پھر آپ کو
امید ہے۔

نوٹیر ہاں

ڈاکٹر آپ کو کیا امید ہے

نوٹیر نے اشارے سے ظاہر کیا کہ وہ

اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا

ڈاکٹر ہاں ٹھیک ہے کیا آپ

خیال کرتے ہیں کہ قاتل کی تحقیقات

ہوگی

نوٹیر نہیں

ڈاکٹر کیا آپ خیال کرتے ہیں

کہ زہر ویلینین پر کچھ اثر نہ کریگا۔

نوٹیر ہاں

ڈاکٹر آپ کو کیسے امید ہے کہ

وہ بچ جائے گی

نوٹیر نے اپنی آنکھیں ایک طرف

لگا میں ڈاکٹر نے اس طرف دیکھا

اور معلوم کیا کہ نوٹیر کی آنکھیں

ایک بوتل کی طرف لگی ہیں۔ اور فوراً

کہا: خوب اپنے آہستہ آہستہ

اسے اس کے کہانے کا عادی بنا دیا

ہوگا۔ بیشک اس میں زہر ہے اور

آہستہ آہستہ کہانے سے آدمی کی

پھر ایسے طبیعت ہو جاتی ہے کہ اس

پر اس قسم کے زہر کا اثر نہیں ہوتا

نوٹیر: اس کا چہرہ بے شاش ہو گیا

ہاں

نسخہ تیار ہے

ڈاکٹر آپ نے سامنے تیار

کرایا ہے

ولفرٹ ہاں

ڈاکٹر اے آپ نے کہیں

رکھا تو نہیں

ولفرٹ نہیں

ڈاکٹر نے دفائی ولفرٹ کے ہاتھ

سے لیٹی۔ اور کچھ اپنے ہاتھ پر ڈاکٹر

اپنی زبان پر لگا لی۔ پھر کہا: صلیو

اب ویلینین کے پاس چلیں۔ مگر

جو ہدایات میں دو دو گنا یاد رکھو ان پر

پورا پورا عمل کیا جاوے جس

وقت ڈاکٹر ویلینین کے کمرے

کی طرف جارہا تھا اسی وقت ایک

انٹی کے ملک کے ابی نے جبکی شکل

صورت میں بڑی متانت اور خجندگی

پائی جاتی تھی وہ مکان کو گھیر رہا تھا

کسی کو معلوم نہ ہوا کہ پہلے تین شخص

جی اس گھر میں رہتے تھے باہر چلے

گئے ہیں وہ گھنٹہ کے بعد یہ خبر ان کی

کہ اس گھر کی بنیا و خطرناک ہے

مگر اس خبر نے ابی کو مکان لے

لیئے سے نہ روکا۔ اور اسی روز

پانچ بجے اس نے اس میں اپنا دیرا

آجیا نو برس کے واسطے کرایہ نامہ

تحریر ہو گیا۔ اور چہرہ مہینہ کا کرایہ

پٹنگی ادا کر دیا گیا۔ اس نئے مالک
مکان کا نام اپنی بسوی تھا فوراً
کارگیر ہلائے گئے اور اسی روز
مکان کی مرمت شروع ہو گئی۔

چورانویں باب

(باب اور بیٹی)

پچھلے باب میں ہم نے پڑھا ہے
کہ میڈیم ڈینیگلر نے اپنی بیٹی کی
شادی کی خبر کس طرح دوستانہ
طور پر میڈیم ولفرٹ کو پہنچائی تھی
اس سے صاف معلوم ہوتا تھا
کہ جب قدر اشخاص کا اس معاملے میں
تعلق ہے انہوں نے بالکل یہ شادی
کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے
مگر اس سے پہلے ایک اور واقعہ ظہور
میں آیا تھا جس کا بیان کرنا ضروری
ہے ہم اپنے پڑھنے والوں سے
درخواست کرتے ہیں کہ وہ خیال
میں دنا ڈینیگلر کے سببے ہوئے
کمرے میں جاویں۔ جس روز کہ یہ

واقعہ ہوا، اس روز، بجے صبح کے
بیون ڈینیگلر اکیلا اپنے اس
کمرے میں ایک بے چینی شبیہ لٹ
میں تھل رہا تھا اور ایک دروازہ
کی طرف دیکھ رہا تھا ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ عکسی کا انتظار کر رہا ہے
آخر جب اس میں انتظار کی تاب نہ لائی
تو اس نے اپنے نوکر کو بلایا اور اس کو
کہا: "سٹیفن دیکھو کہ یو جین نے
مجھے کمرے میں لے کے گئے تھے کیوں
کہا تھا اور اب وہ مجھے اتنی دیر سے
انتظار میں کیوں ستا رہی ہے اس
طرح اپنی بد مزاجی کا اظہار کر کے
اس کی طبیعت کچھ بہتر نہ ہو گئی۔
میڈیم یو جین نے اس صبح اپنے باپ سے
ملاقات کرنے کی درخواست کی
تھی اور جاتے ملاقات وہی کمرہ مقرر
ہوا تھا۔ اس عجیب قسم کی درخواست
نے بیرن کو بہت حیران کیا ہوا
تھا۔ اور وہ اپنی بیٹی کی درخواست
کو پورا کرنے کے لئے اس کمرے
میں آ گیا تھا۔
سٹیفن جلدی والیس آیا۔ اور بولا:
"جناب والا میڈیم یو جین کی خادمہ
کہتی ہے کہ وہ اپنی پوشاک دست
کر رہی ہے۔ اور تھوڑی دیر میں
تشریف لائینگے۔"

ڈنیکر نے سر ہلانے سے جتایا کہ گویا اس نے یہ جواب سن لیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر توقف کرنے کے بعد اس نے اپنے دل میں کہا: اس بیوقوف لڑکی کو میرے ساتھ کچھ کام ہے تو جلدی کیوں نہیں آتی کیوں مجھے اتنی دیر سے انتظار میں رکھہ چوڑا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اسے میرے ساتھ کام ہی کیا ہو سکتا ہے۔

یہ خیال کوئی بیسویں دفعہ اس کے دل میں آیا ہو گا کہ دروازہ کھلا اور یوحین اندر داخل ہوئی۔ اس نے بوٹی دار سیاہ اسٹریک کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بال وغیرہ آراستہ کئے ہوئے تھے اور دستانہ وغیرہ پہنے ہوئے ایسے معلوم ہوتی تھی کہ گویا کسی تھیںر میں جانے کے لئے تیار ہو کر آئی ہو۔ باب: یوحین نے نہیں مجھ سے کیا کام ہے۔ اور گفتگو کے لئے تینے یہ کمرہ کیوں مقرر کیا ہے۔

بلی: آپ نے دو سوال تجویز کئے ہیں۔ انہیں دو سوالوں میں ہماری تمام گفتگو آجاویگی میں ان دونوں کا جواب دونگی۔ مگر عام قاعدہ کے برخلاف دوسرے کا جواب پہلے

آئیگا۔ کہ رہ زیادہ آسانی ہے اچھا سننے میں نے یہ کمرہ اس لئے لپیٹ لیا ہے کہ تا ایک بجے کے اپنے خاص کمرے کے نظارے سے جاٹرا سکو دلیر پڑے ہیں۔ وہ اس کے دلیر نہ پڑے دوں جب ایک بنگرا اپنے دفتر کے کمرے میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ تو اُسے بھول جاتا ہے کہ دنیا میں روپیہ سے زیادہ کوئی اور چیز ہی عزیز ہے وہ صرف اپنے کارخانہ اور اپنے بلوں اور چکوں کی ہی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس کمرے میں بیٹھے ہوئے یہ گندے خیالات اس کی طبع پر نہیں پڑے جاتے یہاں صرف میری تصویر آپ کی تصویر اور میری ماں کی تصویر اور کئی ایک نظارے ہیں جن کو دیکھ کر ایک مصور کی طبیعت کھل جاتی ہے۔ اور میں اگر ان نظاروں کو پسند نہ کروں تو میرا مصور کھلانے کا استحقاق ہی کیا ہوگا ڈنیکر اپنے خیالات میں پھر متفرق ہو گیا تھا۔ اس لئے نہ تو اس نے اس گفتگو کو اچھی طرح سے سن اور نہ ہی سمجھا مگر جب یوحین ختم کر چکی تو اس نے صرف اتنا سہا

اچھا اچھا

یو جین۔ دھیر لپے مروانہ انداز سے) اچھا تو دوسرے سوال کا جواب تو پورا ہو چکا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تشریح ہی ہو گئی ہے۔ اب پہلے کو لیں۔ آپ نے یو جیا ہے کہ میں نے آپ سے یہ ملاقات کیوں کی ہے۔ سونو اسکا جواب دو لفظوں میں دیتی ہوں میں نے یہ ملاقات آپ سے اس لئے کی ہے تاکہ میں آپ کو کہدوں کہ میں اینڈریا کیل کٹی سے ہرگز شادی نہ کروں گی۔

دیکھو اس بات کو سنکر اپنی کرسی پر اچھل پڑا اور اس نے اپنی آنکھیں اور ایڑی بازو آسمان کی طرف اٹھائے یو جین (ویسی ہی متانت سے) میں میں بچہ کہتی ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری بات کو سنکر حیران ہوئے ہیں۔ اسکا سبب شاید یہ ہو کہ جیسے یہ معاملہ چھرا ہے میں نے ذرا بھی اس کی مخالفت نہیں کی مگر آپ یاد رکھیں کہ میری یہ عادت ہے کہ جب موقع آجاتا ہے تو میں اس وقت ان لوگوں کی مخالفت کرتی ہوں جنہوں نے میری صلاح نہیں کی۔ اور میرا

مقابلہ پر سخت اور پراسقیلا

ہے۔ مگر اس وقت میری خاموشی ایک اور سبب سے تھی۔ میں جانتی تھی کہ فرما نیر وار بیٹوں کی طرح میں بھی ذرا اپنی فرما نیر واری دکھائوں یہ کہہ کر یو جین مسکرائی۔

دیکھو اچھا بھر

یو جین میں نے اب تک حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اپنی فرما نیر وار میں قائم رہوں۔ مگر اپنے اوپر غالب نہیں آسکی۔ اور اب میں دیکھتی ہوں کہ یہ بات ناممکن ہے دیکھو اول اس بے رحم اور بے دردمنہ کے آگے قائم نہ رہیگا۔ مگر آخر اپنے آپکو سمجھا لے گا اس نے سہا ہے۔ یو جین یہ تو بتاؤ کہ تمہارے انکسار کی وجہ کیا ہے۔ تم سبب کیا قرار دیتی ہو۔

یو جین آپ وجہ پوچھتے ہیں وجہ یہ نہیں کہ منسٹر اینڈریا اور لوگوں سے زیادہ بد وضع زیادہ بیوقوف یا زیادہ بیہودہ ہے شاید ان باتوں میں سے ایک ہی ہو اور ان لوگوں کی نظر میں جو آدمیوں کی چہروں کی طرف دیکھنے کے عادی ہیں اسکا چہرہ عمدہ معلوم دیتا ہے یہ وجہ یہی نہیں ہے کہ میرے دل

کسی اور کی نسبت وہ کم اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس دنیا میں درحقیقت کسی کو محبت نہیں ہے آپ کو شاید یہ معلوم ہی ہے اور جب یہ بات ہے تو بغیر کسی ضرورت کے میں کیوں ایک دائمی قیدی بن جاؤں۔ اور عمر بھر کا بوجھ اپنے اوپر اٹھاؤں۔

میرے پیارے باپ میں جانتی ہوں کہ ایک آزاد زندگی کے لئے ایک سخت پتھر ہے امید ہے کہ آپ اس وجہ کو معقول سمجھیں گے اور مجھے اس بھاری بوجھ کے اٹھانے سے معاف فرماویں گے۔

ڈینگلر اس کو معلوم ہی تھا کہ اسکی بیٹی کس طبیعت کی ہے اسے معلوم تھا کہ وہ اپنی بات سے ہٹنے کی نہیں اس لئے اس کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ آہستہ آواز میں بولا بدبخت لڑکی یوجین۔ بدبخت۔ میں بدبخت کیوں۔ دنیا مجھ کو بصورت کہتی ہے اور یہ اس بات کے لئے کافی ہو کہ جہاں میں جاؤں میری آؤ بگٹ ہو۔ مجھ میں جوہر یہی ہے۔ جبکہ ذریعہ ہر ایک بات اپنے واسطے خوشی کا سامان نکال سکتی ہوں میں دولت مند بھی ہوں کیونکہ آج

فرانس کے ملک بہر میں ایک اول درجہ کے دولت مند آدمی ہیں اور امید ہے کہ آپ مجھے اپنی جائداد سے صرف اسی بات پر بے دخل نہیں کر دیں گے کہ میں نے شادی کے معاملے میں آپ کی بات نہیں مانی علاوہ ازیں قانون ہی اجازت نہیں دیتا کہ آپ اپنی اولاد کو یوہی بے دخل کر دیں سو آپ کی ساری جائداد مجھے ملے گی۔

میں نے کہا ہے کہ میں خوبصورت بھی ہوں۔ ہنرمند بھی ہوں اور دولت مند بھی ہوں۔ یہی تینوں باتیں آدمی کو خوش نصیب کہلاتی ہیں مستحق ثناء ہیں پس آپ مجھے بدبخت کس طرح کہتے ہیں۔

ڈینگلر نے دیکھا کہ اسکی بیٹی یہ گفتگو کرتے مسکراتی ہے اور اسکا مسکرانا گستاخی کی حد تک پہنچ گیا یہ دیکھ کر اس کا غصہ چوٹ میں آیا مگر یہ صرف ایک چلا ہٹ میں ظاہر ہوا اپنی بیٹی کی مروانہ صورت اور اس کے استقلال کے سامنے اس کے منہ سے اور کچھ بات نہ نکلی اور اس نے اپنا منہ پر سے ہٹا لیا اور مشفقانہ صورت بنا کر کہا۔ سچ ہے یوہی دولت مند ہے۔

تم میں وہ سب ہیں مگر ایک بات نہیں ہے میں اسے جلدی سے نہیں بتاتا بلکہ تمہارے ہی قیاس پر چھوڑتا ہوں ۝

یوحنین نے اپنے باپ کی طرف شہرانی سے دیکھا کہ وہ ان پہلووں سے ایک پہلو کا انکار کرتا ہے جو اس کے فخر کے تلج میں لگے ہوئے ہیں ۝

باپ ۝ بیٹی تم نے وہ تمام خیالات بیان کر دیئے ہیں جنہوں نے تم کو شادی نہ کرنے کے مصمم ارادہ کر لیا ہے مجبور کر دیا ہے۔ اب میں تمہیں وہ

بواغث بتاتا ہوں جنہوں نے مجھے اس ارادہ پر مجبور کر دیا ہے کہ میری بیٹی کی ضرور ضرور شادی کرنی ہوگی یوحنین نے اپنا سر نیچے کیا مگر ایسے

نہیں جیسے کوئی فرمانبردار بیٹی حکم ماننے کے لئے کرتی ہے بلکہ ایسے جیسی کہ کوئی حریف مقابل کرتا ہے جو کہ مقابلہ کرنے کے لئے پورا تیار ہے ۝

۝ یوحنین ۝ میری بیٹی جیکہ کوئی باپ اپنی بیٹی کو شادی کرنے کا حکم دیتا ہے تو اس میں کئی ایک باغث ہوتے ہیں بیضوں کو تو یہ وہم دگما ہوتا ہے کہ اپنے پوتوں اور پڑوتوں میں خوشی و خرمی سے بیٹھا کر بیٹھے ہیں تمہیں

صاف صاف کہتا ہوں کہ یہ کمزوری مجھ میں نہیں ہے۔ خانگی خوشیاں میرے لئے کوشش اور دلچسپی نہیں رکھتیں میں نے یہ بات اپنی بیٹی کے سامنے کہہ دلی ہے اس لئے میں جانتا ہوں کہ وہ ایک فلسفیانہ طبیعت کی لڑکی ہے اور وہ اس بے پرواہی کو جرم خیال نہ کریگی بلکہ اور طرف منسوب کریگی ۝

یوحنین ۝ بیشک بات صاف صاف ہوئی چاہئے میں اسکی دل سے تعریف کرتی ہوں ۝ ۝ یوحنین ۝ تو پھر صاف صاف ہی لو بیٹے تمہاری شادی کی تمہاری خاطر تجویز نہیں کی اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس معاملے میں تمہاری بہتری یا بہلائی کا مجھے وہم و گمان تک ہی نہیں تھا کہ آپکو میں صاف کہتا ہوں غصے نہ ہونا، میری اس میں اتنی جلدی کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میرا اس میں ذاتی فائدہ تھا یعنی بعضے تجارتی معاملوں میں اس سے مجھے مدد ملتی تھی ۝ یوحنین ۝ ان باتوں کو سنکر کچھ بے قرار سی ہوئی۔ ۝ یوحنین ۝ میں نے جو کچھ کہا ہے سب واقعی ہے مگر مجھ سے غصے نہ ہونا چاہئے۔ تنہا جان بوجہ کہ میرے ہمنہ

ڈینیگلر بہت خوب تو پہر سوچا امید
 ہو جاتی ہے اچھا غور سے سنو
 یو جین ۱۰ بہت تن متوجہ ہوں
 ڈینیگلر ۱۰ جب مسٹر کیول کئی تم سے
 شادی کرنے کا تو وہ اپنا تمام سرمایہ
 جو تیس لاکھ سے کم نہیں ہے میرے
 پاس رکھ بیگا
 یو جین ۱۰ احقارت سے ۱۰ واہ یہ
 تو خوش ہونے کی بات ہے ۱۰
 ڈینیگلر ۱۰ تمہارا خیال ہو گا کہ بیٹیں
 لاکھ تمہارے ہاتھ سے جاتے رہیں گے
 مگر ایسا خیال نہ کرو۔ ان تیس لاکھ
 کے کم سے کم تین کروڑ بن جا دیں گے
 بیٹے اور ایک دوسرے بن کر نے آجکل
 ایک ریلوے کا بھیکہ لیا ہے۔ اس
 میں روپیہ لگنا مناسب ایسا ہی ہے
 جیسے کہ دو سو فیصدی سود پر دینا
 سو میں امید کرتا ہوں کہ چند روز میں
 ہمارے دگنے چگنے ہو جا دیں گے ۱۰
 یو جین ۱۰ آپ کو یاد ہو گا کہ جب
 میں کل آپکو ملی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ
 آپ نے بچپن لاکھ روپیہ اس کام
 میں لگایا ہے ۱۰
 ڈینیگلر ۱۰ مگر یہ بچپن لاکھ میرے
 تو نہیں ہیں یہ صرف اس بڑے
 بہاری اعتبار کا ثبوت ہیں۔ جو
 ہمارا لوگ کرتے ہیں یہ رقم زیر ہمال
 فنڈ کی ہے اور وقفوں میں تو میں
 شاید اسکو استعمال نہ کرتا مگر چونکہ
 بچپن دنوں میں مجھ کو نقصان بہت
 ہوا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا
 کہ یقینی نفع کو کیوں چھوڑوں اور
 اب ہی باوجود اس کثیر رقم کے
 مجھے اندیشہ ہے کہ میں دیوالیہ ہو جاؤں
 کیونکہ میرے اعتبار میں پہلے سے
 تو ضرور کمی آگئی ہے ۱۰
 اب اگر تم مسٹر کیول کئی سے شادی
 کرو۔ میرا اعتبار پہر قائم ہو جائے
 گا اور میرے کاروبار میں جتنے خرچ
 واقعہ ہوتے ہیں ان سب کی کسر
 جبر ہو جا دیگی۔ میری بات سمجھاؤ
 کہ نہیں ۱۰
 جین ۱۰ (خوب سمجھی ہے) آپ مجھے
 تیس لاکھ روپیہ پر بھینا جاتے ہیں ۱۰
 ڈینیگلر ۱۰ تمہاری قیمت جتنی زیادہ
 بڑے اتنی ہی تمہارے لئے باعث
 فخر ہے اس تمہاری لیاقت کی قدر
 ہوتی ہے ۱۰
 یو جین ۱۰ میں آپ کا شکریہ ادا
 کرتی ہوں۔ مگر ایک بات اور ہو
 کہ آپ اقرار کرتے ہیں کہ آپ اس
 تیس لاکھ کی رقم سے کچھ بھی نہ ملائیں
 گے۔ اور صرف اس پر قناعت کریں گے
 جو اس سے آپ کو نفع کے طور پر آوی

میں آپ کے تباہ کار و بار کو پہرہ دست
کرنیکے لئے مدد دے سکتی ہوں مگر میں
دوسروں کی تباہی میں راضی نہیں ہوں
ڈینگر کے مگر میں جو کہتا ہوں کہ ان
تیس لاکھ کے ساتھ

یو جین : آپ میری بات کا جواب دیں
کہ آیا آپ اس رقم کو چھوٹے بغیر
اپنی پہلی شہرت حاصل کر سکتے ہیں
ڈینگر : ہاں اگر شادی میری مرضی
کے مطابق ہو جائے اور میرا اعتبار

پہر اپنی اصلی حالت پر قائم ہو جائے
یو جین : کیا آپ مستر کیول کنتی
کو وہ پانچ لاکھ دیدیں گے جو آپ
میرے چیز کے واسطے اقرار کرتے
ہیں

ڈینگر : توں ہال سے واپس آنے
پر وہ اسکو مجا دینگے

یو جین : اچھا
ڈینگر : اور کیا چاہتی ہو۔

یو جین : میں جانتا جاہتی ہوں کہ
اپنا دستخط کر دینے کے بعد اپنے جسم

میں آزاد رہونگی یا نہیں
ڈینگر : بالکل آزاد

یو جین : اچھا تو اس شرط پر میں
مستر کیول کنتی کے ساتھ شادی

کر نہیں راضی ہوں
ڈینگر : مگر تمہاری تجاویز کیا ہیں

یو جین : یہی تو میرا راز ہے اس
میں تو آپ پر مجھ کو غلبہ ہے کہ اپنا
ہیڈن تباؤں اور آپ کا ہیڈ لیلوں
ڈینگر نے اپنے ہونٹ کاٹے اور
کہا کیا پھر تین روز تک اس معاملے
کا فیصلہ ہو جائیگا

یو جین : ہاں
ڈینگر : بہت خوب یہ کہہ کر اس
نے اپنی بیٹی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا
اور اسے دبا یا

یو جین : راتھک : بس اب گفتگو
ختم ہے نہ

ڈینگر : بس میں نے اور کچھ
نہیں کہنا

اس کے پانچ منٹ بعد اس جگہ
راگ کی آواز سنائی دی۔ میڈیم
آرمیلی اور یو جین تھوڑی دیر کا کافی
رہیں تھوڑی دیر کے بعد سٹیفن
نے جاکر ان کو کہا کہ گھوڑے تیار
ہیں۔ اور میڈیم یو جین کا انتظار
کر رہے ہیں۔

ہاں اور بیٹی گاڑی میں بیٹھ
کر ولفرٹ کے ہاں گئیں اور وہ

حال ہم بھی بڑھ آئے ہیں

پچانوین باب

(شکاح)

اس واقعہ کے تین روز بعد جو ہم بیان کیا ہے یعنی اس دن کے پانچ بجے جو کہ یوحنین اور اینڈریا کی شادی کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اس باغ کے پھول جو کہ کونٹ آف مانی کرسٹو کے گھر کے سامنے تھا ہوا کے جھونکوں سے ہل رہے تھے۔ کونٹ باہر جانے کے لئے تیار تھا۔ اور اسکی گارس کے گھوڑے زمین پر بے صبری سے اپنے پاؤں مار رہے تھے اور گاری ہان اپنی جگہ پر کونٹ کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک فٹن گاڑی جس سے کہ ہم خوب واقف ہیں مشر کیول کشتی کو لئے ہوئے دروازہ پر آکھڑی ہوئی۔ مشر کیول کشتی شاہزادوں کی طرح لباس پہنے ہوئے تھا۔ اور ایسا بلباش تھا کہ گویا وہ کسی شاہزادی سے شادی کرنے کو بے اس سہنے۔ کونٹ کی بابت اپنی معمولی بے

تکلفی سے لڑکوں سے پوچھا اور پھر پہلی منزل پر چڑھ کر وہ کونٹ سے جا ملا۔ اور بولا۔ سلام کونٹ صاحب۔ کونٹ (شخص آمیز آواز میں) آئیے مشر اینڈریا یا سلام کیا حال ہے؟ اینڈریا نے بہت اچھا۔ میں آپ سے ہزاروں باتیں کرنی ہیں مگر میں آپ یہم بتائیں کہ آپ باہر سے آئے ہیں یا باہر چلے ہیں؟ کونٹ نے میں تو باہر چلا تھا۔ اینڈریا نے اچھا تو پھر آپکا ہرج نہ ہو میں بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھ جاتا ہوں۔ اور میرا انوکرا تمام میری فٹن پیچھے پیچھے لے آئے گا۔ کونٹ۔ حقارت سے مسکرایا کہ یونٹ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس جوان آدمی کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا جاوے اور بولا۔ انہیں میرے پیارے کیول کشتی میں آپ سے ہمیں باتیں کرونگا گھر میں باتیں اچھی ہوتی ہیں اور کوچان کے کان پر بھی نہیں پڑتیں۔ کونٹ یہ کہہ کر بیٹھ گیا اور اس نے اینڈریا کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اینڈریا بیٹھ ہی بلباشت سے بولا۔ پیارے کونٹ آپ جانتے ہیں کہ

دکاح آج ہو نیا لالہ ہے۔ بس ۹
بجے میرے گھر کی کے مکان پر تمام
رسومات ادا ہو جاویں گی اور اقرار
نامہ لکھا جاویگا۔

کوٹھ "خوب سچ سچ"
اینڈر یا نے آپ تو ستر بڑے
حیران ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو مسٹر
ڈینگل نے اس معاملے کی پہلے سے خبر
نہیں دی؟

کوٹھ "مسٹر کیول کنٹی آپ بہت
خوش نصیب ہیں آپ کو ایک بہت
اچھی جگہ مل گئی ہے اور نہ میڈیم
یو جین ایک خوبصورت لڑکی ہے۔"
اینڈر یا نے ہاں ہے تو اچھی خوب
صورت۔

کوٹھ "سب سے بڑھ کر یہ بات
ہے کہ وہ دولت مند ہے کیوں نہ میرا
تو کم سے کم یہی خیال ہے۔"
اینڈر یا نے کیا آپ خیال کرتے
ہیں کہ وہ بڑی دولت مند ہے۔

کوٹھ "کیوں نہیں مینے سنا ہے
کہ مسٹر ڈینگل اپنی نصف جائیداد ہمیشہ
چھپائی رکھتا ہے۔"

اینڈر یا "رہنوشی سے بچو اور اس
بات کو وہ خود ماننا ہے کہ اسکے پاس
دو تین کروڑ نقد ہے۔"

کوٹھ "اور یہی اس بات کا ذکر

ہی نہیں ہے کہ اس کو ایک بڑا کام
ہاتھ لگا ہے۔ جو اس کے حق میں
سونے کی کان ہوگا۔

اینڈر یا "ہاں ہاں مینے سمجھ لیا
ہے کہ آپ کس بات کی
طرف اشارہ کرتے ہیں آپ اس
ریل کی سٹرک کا ذکر کرتے ہیں نہ
جبکہ اس کو ٹھیکہ ملا ہے۔"

کوٹھ "ہاں عام خیال ہو کہ اسکو
اس کام میں کم از کم ایک کروڑ
بجٹ ہوگی۔"

اینڈر یا اس الفاظ کی سنہری آواز
سے ہنست خوش ہوا اور بولا۔ ایک
کروڑ بڑی کثیر رقم ہے۔

کوٹھ "ایک اور بات ہے کہ
اس کا تمام روپیہ تم کو ملے گا کیونکہ
اس کی ایک ہی بیٹی ہے اور جب
وہ تنہا رہی ہوگی تو اس کا روپیہ

بھی تنہا رہے گا۔ علاوہ ازیں تنہا رہی
اپنی جائیداد کب کم ہے۔ لیکن
اب روپیہ کی باتوں کو چھوڑو۔

معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس معاملے
میں بڑی ہوشیاری اور جلال کی بات
کی ہے۔

اینڈر یا "کیا کموں میں تو خبر نہیں
دیکھ لیتے کیوں سٹے پیدا ہوا تھا
کوٹھ "کیا وہ نہیں محبت کرتی

اینڈریا۔ ماں کرتی ہے مگر ایک بات مجھے بولنی نہیں چاہئے اور وہ یہ ہے کہ میرا امداد عجیب طرح پہنچ رہی ہے۔

کوٹ۔ "جیہی فضول"

اینڈریا۔ میں سچ کہتا ہوں۔

کوٹ۔ "کس نے مدد کی ہے؟"

اینڈریا۔ "آپ نے"

کوٹ۔ "میں نے شہزادہ صاحب

پرگز نہیں۔ مینو آپ کا کیا کیا ہے کیا

آپ کا نام آپ کی دولت اور آپ کی ذاتی

وجاہت کافی نہیں ہے۔"

اینڈریا۔ "نہیں کوٹ صاحب نہیں

یہ آپ کی نفسی ہے میں خوب

جانتا ہوں کہ میری جائیداد میری

وجاہت وغیرہ آپ کی امداد کے

بغیر کچھ نہیں۔"

کوٹ۔ "دعائت سے شہزادہ

صاحب اگر آپ کا ایسا خیال ہے

تو آپ غلطی پر ہیں۔ آپ کی اور

میری تو آشنائی تک پہنچ نہ تھی

صرف میرے دو دوستوں لارڈ

ولمر اور ابی لبونی کے ذریعہ سے

آپ کی اور میری ملاقات ہوئی اور

اپنے باپ کے نام کے آگے میری

حشیت ہے کیا کہ میں آپ کا مربی

بنوں۔"

اینڈریا معلوم کر گیا کہ کوٹ اس کے قابو میں نہیں آئیگا اور پہر بات بدل کر بولا "اچھا میرے باپ کے پاس سچ سچ بڑی دولت ہے۔"

کوٹ۔ "جی ناں ایسا ہی معلوم

ہوتا ہے۔"

اینڈریا۔ "کیا آپ کو معلوم ہے کہ

میرا معبودہ جنم آ گیا ہے۔"

کوٹ۔ "مگر وہ میرے میں لاکھ"

کوٹ۔ "وہ تو غالباً راستہ

پر آرہے ہیں۔"

اینڈریا۔ "تو پھر وہ مجھ کو بچا دیکے

کوٹ۔ "مگر اب آپ کو روپیہ

کی کچھ ضرورت ہے۔"

اینڈریا۔ "مجھ حیران سا ہوا اور

پھر اس نے ایک اور بات شروع

کر دی۔ اور بولا "اب میں آپ سے

ایک درخواست کرتا ہوں امید ہے

کہ آپ اسکو منظور فرماویں گے۔"

کوٹ۔ "چلو بولو"

اینڈریا۔ "خدا کا شکر ہے کہ میں

نے بہت سے دوست بنا لئے ہیں

مگر وہ شادی کرنے میں میرے

کام نہیں آ سکتے اس معاملے

میں میری لپشت پناہ کوئی بڑا

مشہور و معروف آدمی چاہئے

جو مجھے خود گرجے میں لیجا دے آپ

جانتے ہیں کہ میرا باپ اپنے کار کا
 ضروری اور اپنی کمزوری کے سبب
 سے انہیں سکتا۔ سو ایسی صورت
 میں میرا آپ کے سوا کوئی اور نہیں
 ہے جو اس کی بجائے میرا ہاتھ پکڑے
 کوٹ ۱۱ جی ۱۵۔ اٹھو س ہے
 کہ میرا آپ کے ساتھ بہت دیر سے
 تعلق ہے۔ مگر ابھی تک آپ میرے
 پورے واقف نہیں ہوئے اگر آپ
 مجھ سے بارخ دس لاکھ بطور قرضے
 کے مانگتے تو کو اتنا قرضہ نہ کوئی لیتا
 ہے نہ دیتا ہے مجھ سے اتنا برا
 نہ ہوتا آپ یاد رکھیں کہ میں ایسے
 معاملات میں کبھی دخل دیا کرتا
 اینڈریا۔ دیا یوس سا ہو کر
 اچھا تو میرا آپ انکار کرتے ہیں
 کوٹ ۱۱ یقیناً۔ اور اگر آپ میری
 بھائی اور بیٹی ہی ہوتے تب بھی
 میں ایسا ہی کرتا
 اینڈریا ۱۱ پھر کیا کیا جاوے
 کوٹ ۱۱ تم نے ابھی کہا ہے کہ تمہارا
 سینکڑوں دوست ہیں
 اینڈریا ۱۱ ہوتے ہی سہی۔ مگر
 میری ملاقات مسٹر ڈینگل سے
 آپ ہی نے کرائی تھی
 کوٹ ۱۱ ہرگز نہیں اصلی واقعات
 کو یاد کرو۔ آپ کی تو میرے اپنے

مکان پر ملاقات ہوئی ہے اور
 ڈینگل کے مکان پر آپ خود بخود
 گئے تھے
 اینڈریا۔ مگر میری شادی کا
 ہندوستان تو آپ ہی نے کرایا ہے
 کوٹ ۱۱ آپ یقین کریں کہ یہ
 ہرگز نہیں ہوا۔ آپ یاد رکھیں
 شادیاں کرنا میرے اصول کے
 بالکل برخلاف ہے
 اینڈریا ۱۱ اچھا آپ وہاں چلے گئے
 یہی کہ نہ کوٹ ۱۱ ہاں۔
 اینڈریا ۱۱ یقیناً
 کوٹ ۱۱ تو سب میں سے ایک
 میں ہی ہوں گا
 اینڈریا ۱۱ اچھا اتنا ہی سہی۔ مگر
 آپ مجھے کچھ نصیحت تو دیں کہ اس
 سے بھی انکار ہے
 کوٹ ۱۱ کس بارے میں نصیحت
 چاہتے ہیں
 اینڈریا۔ کیا میری بی بی کی حبیاد
 یا جینے یا بچ لاکھ ہے
 کوٹ ۱۱ مسٹر ڈینگل سے تو میں
 نے اتنا ہی سنا ہے
 اینڈریا۔ کیا میں اسے اپنے
 ہاتھ میں لے لوں یا ڈینگل کے پاس
 ہی رہے دوں
 کوٹ ۱۱ مستور تو یہی ہو کہ تم

آئیے لیں۔

ایڈریا۔ میری بات کے پوچھنے کی وجہ یہ ہے میں نے اپنے سر کو ایک موقع پر یہم کہتے سنا تھا کہ وہ ہماری نقدی کو اس ریلو کے کارخانہ میں خرچ کرے گا۔

کوٹ۔ ایسا ہی سنا ہے کہ اس طریقے میں ہمارا سر ہمارا دولت کو دگنا کرنا چاہتا ہے میرا ڈیگر ایک نیک باپ ہے اور وہ احسان کرنا چاہتا ہے۔

ایڈریا۔ خیر اور تو سب معاملے دیکھتے ہی تجھے صرف آپ کا انکار میرے برے رنج کا باعث ہوا۔ کوٹ۔ مجھے ایسے موقعوں پر کچھ ایسے ہی وہم پڑ جاتے ہیں۔

وہ اصل میں بات تو کچھ نہیں۔ ایڈریا۔ خیر جیسی آجکی مرضی اچھا آج شام نو بجے شریف ضرور آئے گا۔

یہ کہہ کر اس نے کوٹ سے مصافحہ کر کے لے لے ہاتھ بڑھایا اگرچہ کوٹ کے چہرہ کا اس کی اس حرکت پر رنگ

تغیر ہو گیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ بھی کچھ پر سے کھینچا تاہم ایڈریا نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اور اسے بوسہ دیا پھر وہ اپنی گاڑی میں

سو بیٹھا اور غائب ہو گیا۔ یہ وہ پہرے کے بعد کا وقت تھا اور ایڈریا نے نو بجے تک حیار پانچ گھنٹہ ایسے نئے دوستوں کو ملاقات دینی اور ان کو بڑے عظیم الشان دعوتوں اور جلسوں کے لئے میں

پانی بہہ دینے والے وعدے دیتے ہوئے گزارے ساڑھے آٹھ بجے شام تک ڈرائنگ روم کے ساتھ والا ماندہ ملاقاتیوں اور تماش بینوں کے جھنڈے بہرگی

ان تمام لوگوں کو اس واقعہ کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں تھی وہ ان لوگوں میں سے تھے جو عجوبہ

لینڈی کے سبب ہر ایک نے واقعہ کو دیکھنے کیواسطے چلے جاتے ہیں۔ ڈیگر کا مکان شاندار انداز سے آراستہ کیا ہوا تھا جہاں اور کافی طرف جل رہی تھی

اور اپنی چند بیادیں والی روشنی سے ناظرین آنکھوں کو خیرہ کرتے تھے۔ فرش فرش کا سامان بڑا

پر تکلف تھا۔ یوحین نے بڑی سادہ پوشاک پہنی تھی۔ ایک سفید غنچہ جو کہ آدھا اس کے سیاہ بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ صرف اسکا ایک زیور تھا

اسکی وضع میں سادگی کے علاوہ
بڑی مناسبت پائی جاتی تھی۔
انٹیم ڈسنگر کچھ فاصلہ پر لیوسن
بیو جینٹ اور زمرہاؤ کے ساتھ
ساتھ تھے۔

ڈسنگر پہلے حملہ اور ان لوگوں کے
حلقہ میں کھڑا تھا جبکہ ملک کے
موصول اور زمرہاؤ اسی کے ساتھ
تعلق ہوتا ہے اور ٹیکس لگا سکی ایک
نئی تدبیر پر بحث کر رہا تھا اور کہہ رہا
تھا اگر اب کبھی یہ مجھے وزارت میں
جگہ ملے تو میں اس تدبیر کو ضرور عمل
میں لاؤں گا۔

ایڈریانے مغرور اور ولیہ نظر آنے
کے لئے بڑی ولیہانہ صورت بنائے
ہوئے اپنے ایک دوست کے بازو
پر سہارا لگائے کھڑا تھا۔ اور اسکو
کہہ رہا تھا کہ دیکھو میں اب پیرس
کی فیشنل دنیا میں کیسے نئے تھے۔

فیشن ایجا و کرتا ہوں میری آمدنی
کثیر ہے اور لوگ دیکھنے کے کہ ایک
دولتمند کی زندگی کیسی گزرا کرتی ہے
زائرین کمروں میں اسطرح ادھر ادھر
پہرتی تھیں کہ گویا وہ جسم پہرہ اوڑھنا
ہیں۔ معمول کے موافق پورے عورتیں
زیادہ شاندار لباس پہنے ہوئے
تھیں اور سب بدھورت لیڈیاں

اپنے آپکو زیادہ خوبصورت دکھانا
چاہتی تھیں۔ اگر تم کسی خوبصورت
ناشگفتہ تازنین کی تلاش کرنی چاہو
تو تمہیں کسی چھپے ہوئے کونے میں
اس کی تلاش کرنی پڑے گی۔

ہر ایک لحظہ زامیرین کے تھپہ اور
گفتگو کے درمیان چھپا کی لپکاری
جاتی تھی جبکہ وہ کسی مشہور جنگی افسر
یا محکمہ مال کے اعلیٰ حاکم کے آنے کا
اوپنی آواز سے خبر دیتا تھا۔

بڑے بڑے لوگ آئے مگر کسی
کے آنے نے لوگوں میں کچھ تغیر یا قوم
پیدائش کی مگر جب کہ پورے نو بجے تو
حضرت کوٹ آف انائی کر سٹو کی
تشریف آوری کی آواز آئی۔ سینے

اچانک اور بے اختیار دروازہ
کئی طرف آنکھیں آٹھا پس سکون
لئے اپنی عادت کے موافق سادہ
لباس پہنا ہوا تھا اس کے اوپر
سیاہ رنگ کا کوٹ بدن کے ساتھ

ملا ہوا تھا اور اس سبب سے اسکی
چوڑی چھاتی اچھی طرح سے ظاہر
ہو رہی تھی اسکی واسکٹ سفید
تھی اور اسکی شعا میں پڑنے سے
اس کا چہرہ اور پی زیادہ زود

معلوم دیتا تھا۔ اسکا زور صرف
سولے کی ایک بار یک زبیر تھی اتنی

باریک تھی کہ واسکٹ پر پڑی ہوئی معلوم ہی نہ دیتی تھی۔ کونٹ کے داخل ہوتے ہی اس کے گرد ایک حلقہ بن گیا۔ کونٹ نے ایک ہی نگاہ میں دیکھا کہ میڈیم ڈینگلس ڈرائنگ سواوم کے ایک سرے پر کھڑی ہے۔ اور مسٹر ڈینگلس دوسرے پر۔ اور یوجین اسکے مقابل میں تیار ہے وہ پہلے میڈیم ڈینگلس کی طرف بڑھا جو میڈیم ولفرٹ کے ساتھ باتیں کر رہی تھی اس کے پاس سے ہو کر وہ یوجین کی طرف ہوا اور اسکی اس نے ایسے ہاپے ہوئے اور پُر اثر الفاظ میں تعریف کی کہ اس حیاں مصو پر اسکا اثر ہوا۔ یوجین سے ملاقات کرنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو مسٹر ڈینگلس کے پاس پایا جو اسکو دیکھنے پر خود اس کے گلے کے لئے آگے بڑھا تھا تینوں صاحبان خانہ کے ساتھ ملاقات کرنے کے بعد کونٹ اب کمرے کے درمیان گزرا ہوتا اور زبان حال سنو گویا یہ کہتا تھا کہ میں اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب دوسروں کو چاہئے کہ وہ اپنا فرض ادا کریں۔ اینڈریا جو کہ کونٹ کے آنے کے وقت پاس کے کمرے میں تھا اب اسی لئے کیلے آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے گرد ایک حلقہ بند ہوا

ہے اور سب اسی سے بات کرنے کے لئے مشتاق ہیں۔ کونٹ اور اینڈریا میں ابی بہت باتیں نہ ہوئی تھیں کہ تو بڑی آگے انہوں نے آتے ہی کاغذات وغیرہ ایک میز پر درست کیے جس پر ایک زردوزی کتب خانہ کی چادر بھی ہوئی تھی۔ اور جسکی پائے عمدہ قسم کے پادری کی طرح تھے ایک نوٹری تو اسات وہ ہی رہا اور دوسرا میڈیکل اسٹوڈنٹ کی شہرہ ہو گیا وقت آیا رعوئیں تو حلقہ بنا کر بیٹھ گئیں اور مرد و جنس سے بعض اینڈریا کے کپڑوں کی تعریف کر رہے تھے۔ اور بعض یوجین کی ستائش کی داد دے رہے تھے اس حلقے کے باہر کھڑے رہے۔ نوٹری نے سب کو خاموش رہنے کے لئے کہا۔ جب سب خاموش ہو گئے تو قرار نامہ پڑھ کر سنا یا گیا اس کے ختم ہونے کے بعد روپیوں کی گنتی شروع ہوئی۔ لپیڈیوں کے اس نظارے کو دیکھ کر منہ میں یانی بہر آیا۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو یہ تسلی دی کہ یہ روپیہ ان کی خوبصورتی کو زیادہ نہیں کر سکتا۔ اینڈریا اپنے دوستو کی خوشامدیں اور تعریفیں سن رہا تھا۔ اور اس کو

قریباً یقین ہو گیا تھا کہ اسکی خواب پوری ہوئی والی ہے۔
 نوٹری نے قلم لی اور اپنے سر کے اوپر گھا کر کہا "صاحبان اب جا رہے
 کہ اقرار نامہ پر دستخط ہو جاویں وگھڑ شروع ہونے پہلے دستخط بیرن کے ہوئے
 پھر مسٹر کیول کٹنی کے وکیل کے۔ اب میڈیم ڈیٹگل کی باری آئی۔ میڈیم
 ولفرٹ کے بازو پر سہارا لئے ہوئے تھی۔ اور بولی "کیا انوس کی بات
 نہیں ہے کہ کوئٹ آف مانی کرسلو کے گھر جو چوری ہو گئی اور جہاں ایک شخص
 کا خون بھی ہو گیا اس نے مسٹر ولفرٹ کی صحبت اور ملاقات سے محروم رہا
 ڈیٹگل نے "اں بڑے انوس کی بات ہے۔"
 کوئٹ "مجھے بھی بڑا انوس ہے کہ اس غیر حاضری کا میں ہی باعث
 ہوں۔"
 میڈیم ڈیٹگل "آپ انکی غیر حاضری کا سبب ہیں یا دیکھیں کہ اگر یہ بات
 سچ ہے تو میں آپ کو کبھی معاف نہ کروں گی۔"
 ان باتوں کے سننے سے اینڈریا کے کان کھڑے ہو گئے۔
 کوئٹ "مگر میرا اس معاملے میں کوئی قصور نہیں ہے۔ اس بد معاش
 کو جو مجھے لوٹنے کے لئے آیا تھا اسے ساقی نے قتل کیا تھا جب اس کے
 زخموں کی ڈاکڑ نے دیکھ بہال کی تو اس کے کپڑے اتار کے گئے ان سب
 کپڑوں کو پولیس کے افسر نے گئے مگر ایک واسکٹ انکی نظر سے
 رہ گئی۔"
 اینڈریا کان باتوں کو سن کر رنگ رنگ
 وہ وحشت کے مارے دروازہ کھلیں
 ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی طوفان
 بلا آئیالا ہے جو اس کے سر پر برے
 بغیر نہیں رہے گا۔"
 کوئٹ "آج یہ واسکٹ ملی ہو۔
 یہ خون سے لہری ہوئی ہے اور اس
 میں دل کے موقع پر ایک سوراخ
 ہے۔"
 اس بات کے سننے سے عورتوں کی
 چیخیں نکل گئیں، اور شاید ایک دو
 بیہوش ہو گئیں۔"
 کوئٹ "خیر یہ واسکٹ میرے
 پاس لائی گئی۔ میں نے خیال کیا کہ
 یہ کوئی جتن ہے مگر میں نے تاڑ لیا کہ
 یہ مقتول کی واسکٹ ہے میرے
 نوکرنے اس کی جیبیں سولتے ہوئے
 اس میں سے ایک کاغذ نکالا جب
 پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ بیرن صاحب
 یہ آپ کے نام ہے۔"

ڈینگل (دوشت سے) میرے
نام۔

کوٹ۔ ہاں آپ کے نام چونکہ کانڈ
بہا خون سے لکھڑا تھا اسلئے پہلے تو
مجھ سے کچھ نہ پڑا کیا مگر بڑی دھنوں
سے جب میں نے کچھ حرف پہچانے
تو آپ کا نام لگا لگا۔

میڈیم ڈینگل۔ مگر اس کا مسٹر
ولفرٹ کے نہ آنے سے کیا تعلق
کوٹ۔ میڈیم وہ واسکٹ
اور وہ خط گویا دو نقطہ کی شاہد تھی
میں نے ان کو ولفرٹ کے ہاں بھیجا
دیہ۔ میرن صاحب آپ سمجھتے ہیں
کہ قانونی کارروائی میں کسی قسم کا
خطرہ نہیں ہوتا شاید یہ آپ کے
برخلاف کوئی منصوبہ ہو۔

ایڈریا نے سنسکرتی باندھ کر پیر کوٹ
کی طرف دیکھا اور دوسرے کمرے
میں ہو گیا۔
ڈینگل۔ کیا وہ مقتول ایک ہاگا
ہو ا قیدی نہیں تھا۔

کوٹ۔ ہاں وہ ایک قیدی ہی
تھا اور اس کا نام گلیں پارڈ تھا۔
ڈینگل۔ رنگ ہوا ہو گیا اور ایڈریا
باہر کی ڈیوڑھی میں چلا گیا۔

کوٹ۔ پہلا دستخط کرتے جاؤ
میں خیال کرتا ہوں کہ میری اس کہانی

نے سامعین میں کچھ اضطراب پیدا
کر دیا ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو اسکو
دائستے معافی مانگتا ہوں۔

میڈیم ڈینگل نے اب دستخط کئے
اور قلم نوٹری کو دیدی۔
نوٹری۔ شاہزادہ کیول کئی نشانہ
کیول کئی کہاں ہے بہت سے دوسرے

جان آدمی جو شاہزادہ کے سنا تہہ
زیادہ بے تکلف ہو گئے تھے زور
سے رہا کرنے لگے۔
ایڈریا کدہ بھونک
ڈینگل۔ اچھی شاہزادہ صاحب کو
بلاؤ اور انہیں کہو کہ اب دستخط کرنے
کی انکی باری ہے۔

مگر اس وقت سارے کے سار جہان
بڑے دالان میں دوشت زدہ اور حیران
دوڑے ہوئے گئے گویا کہ ان کے
پچھو کوئی خوفناک آفت پڑی ہوئی
ہے۔ اور ڈرنے کے لئے وہ بھی ہی
کیونکہ ایک پولیس کا افسر سرائیک
کمرے کے دروازہ پر دو دو سہا ہی
کھڑے کر رہا تھا اور ڈینگل کا بیٹہ

پوچھ رہا تھا۔ میڈیم ڈینگل تو بیہوش
ہو گئی۔ ڈینگل کھانوں کے پاس دوشت
زادہ اور سراسیمہ آیا۔
کوٹ۔ سرائیک پولیس سے مخاطب
ہو کر کہیوں جی کیا ہوا ہے۔

افسر۔ (بغیر جواب دینے کے) آپ

صاحبان میں اینڈریا کیول گنتی کس کا نام ہے۔

تمام حاضرین میں سے وحشت کی ایک چیخ نکلی۔ انہوں نے دریافت کیا انہوں نے دریافت کیا انہوں نے تلاش کی مگر اینڈریا کہاں؟

ڈینیگل۔ (حیرانی میں) مگر اینڈریا کیول کیلنی ہے کون؟

افسر۔ ایک فلام جو لوہوں کے قید خانہ سے بھاگا ہوا ہے۔

ڈینیگل۔ اس نے جرم کیا ہے؟

افسر۔ اسیر الزام ہے کہ اس نے اپنے ساتھی گیس پارو کو جبکہ وہ کوٹ کے گھر سے چوری کر کے نکل رہا تھا۔

قتل کر دیا۔

کوٹ نے اپنے ارد گرد دیکھا اینڈریا صاحب رنو چکر ہو گئے۔

چھاپوین باب

(مجیم کی طرف روانگی)

پولیس افسر کے مسٹر ڈینیگل کے مکان پر آنے سے جو وحشت اور سراسیمگی

واقع ہوئی اس کے چند ہی منٹ بعد تمام حاضرین وہاں سے ایسے بھاگے

کہ جیسے کوئی پیٹھے یا اوپر کسی خطرناک وبا سے بھاگتا ہے پس وہاں صرف

ایک ڈینیگل رہ گیا جو کہ افسر پولیس کے پاس اپنے اظہار لکھا رہا تھا

دوسری اسکی بی بی میڈیم ڈینیگل جو اپنی بیٹیک میں حیران و پریشان

بیٹھی تھی۔ تیسری یوجین جو حقارت سے منہ جڑ دے ہوئے اپنی دوست

آرمیلی کو لیکر ایک علیحدہ کمرے کی طرف چلی گئی ہوئی تھی۔ ان

کے علاوہ چند ایک ٹوکر تھے جو اسی موقعہ کے لئے مختلف جگہوں سے

کھانے پکانے اور اور سامان تیار کرنے کے لئے بلائے گئے تھے

اور جو کہ اب گالیاں اور برا بھلا کہنے سے اپنا غصہ نکال رہے تھے

کہ ان کا اتنا حرج کیا گیا ہے۔

ان سب میں سے ہم یوجین اور میڈیم آرمیلی کا ذکر کرتے ہیں۔

یوجین حقارت آمیز الفاظ کہتی ہوئی اور منہ جڑ دے ایک ملک

کی طرح جسکی تہک ہو گئی ہو اپنے ساتھی کو لئے ہوئے جیسر کہ اس

حادثہ کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا۔ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی ہوئی تھی۔

اس کمرے میں پونچنے پر یوحین نے دروازہ کا تالا لگایا اور آرمیلی ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور بولی کہ کسی آفت آئی ہے کسی کو بہلائیے شک گزر سکتا تھا کہ شاہزادہ صاحب غوثی۔ اور بہانے ہوئے قیدی ہیں۔

یوحین نے ناک چڑھائی۔ اور بولی میری قیمت ہی ایسی ہے البرٹ سے بچی تھی اور پھر کیوں کفنی کے حالہ ہونے لگی تھی۔

آرمیلی۔ ان دونوں کو آپس میں نسبت ہی کیا ہے۔

یوحین۔ بس جی خاموش رہو آدمی سب ہی ایسے ہوتے ہیں اب میری حقارت اور یہی زیادہ ہو گیا ہے۔

آرمیلی۔ اب ہم کیا کریں۔ یوحین۔ کیا کریں وہی جو کئی روز سے بھائی ہوئی ہے۔ بس روانہ ہو جاویں۔

آرمیلی۔ آپ کی تو شادی ہوئے والی ہے روانہ کیسے ہو جاویں۔

یوحین۔ آرمیلی سنو۔ اس دنیا کی زندگی میں بڑی بدشیں اور روکیں ہیں۔ مگر میری طبیعت ان بندشوں کو پسند نہیں کرتی

میں ہمیشہ سے یہی چاہتا ہوں کہ مصورتوں اور آزادانہ پر داہ زندگی بسر کروں۔ میں اس جگہ نہ رہوں اس لئے کہ وہ اب ایک جہنم انتظار کر کے میری لیسٹن و باری سے شادی کر دیں گے نہیں آرمیلی نہیں۔ میں ایسے معاملات میں اب کبھی کسی کا کہا نہ مانوں گی اور آجکا واقعہ میرے لئے کافی عذر ہے

آرمیلی۔ تم کیسی دلیر ہو۔ یوحین۔ کیا تم مجھے پہلے سے نہیں جانتیں بس ان باتوں کو چھوڑو۔ اب ہم اپنی باتیں کریں گے۔

یوحین۔ آرمیلی۔ تین دن سے اس جگہ موجود ہیں جہاں سے ہم نے سوار ہونا ہے۔

یوحین۔ پروانہ راہداری۔ آرمیلی۔ یہ ہے۔

یوحین نے کاغذ لیا اور پڑھا۔ آرمیلی۔ لیون آرمیلی عمر میں بڑے بال سیاہ۔ آنکھیں سیاہ۔ اپنی پہن کے ہمراہ سفر کر رہا ہے۔

یوحین۔ واہ خوب۔ یہ کیسے ہوا۔

آرمیلی۔ جب میں کوئٹہ آفا تھا

ہیں چھیا لیس ہزار کے ساتھ ہم
دو سال تک امیرانہ زندگی بسر
کر سکتے ہیں اور چار سال تک تحفظ
درجہ کی۔ لیکن جب مہینہ سے پہلے
پہلے تم اپنے باجے سے اور میں پی
آواز سے خبر نہیں کیا کچھ بنالیں

سو یہ روپیہ تمہارے حوالے ہے
اور زیورات والی مندوچی میں
رکھتی ہوں اگر ایک جاتا رہیگا تو
دوسرے کے پاس تو رہیگا۔ اب
جلدی سے تیاری کرو۔ اور آرمیلی
مسٹر ڈیکلر کے دروازہ کے پاس
جا کر ڈراہیرو

یو جین۔ تمہیں دُر کس بات
کا ہے
آرمیلی۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں کوئی
دیکھ لے

یو جین۔ دروازہ کو ٹالا لگا ہوا
ہے
آرمیلی۔ شاید وہ ہمیں اس کے
کہولنے کے لئے کہیں

یو جین۔ وہ بیشک کہیں ہم نہیں
کہوں گے۔ یہ باتیں کر کے ابھور
لے ایک تھیلے میں تمام اشیاء ڈال لی
شروع کریں

کر سکو کے پاس وہ سفارشی خط لینے
گئی تھی تو میں نے اس کے پاس یہ
خطرہ ظاہر کیا تھا کہ میں اکیلی عورت
کیسے سفر کروں سو وہ میرے لئے
یہ مردانہ راہداری کا پروانہ لے
آیا اور میں نے آگے اسپر یہ الفاظ
زیادہ کر لئے ہیں۔ اپنی بہن کے ہمراہ
سفر کر رہا ہے

یو جین۔ لیس اب صرف اس بات
ہی باندھنے کی دیر ہے
آرمیلی۔ یو جین خوب سوچ
لینا چاہئے۔

یو جین۔ میں نے سب کچھ سوچ
چھوڑا ہے۔ یہاں میں نوٹوں
چٹکوں اور بلوں کی باتیں سنو
تھک گئی ہوں۔ مگر اس جگہ لو مبار
ڈی کے میدانِ رد مہ کے محلِ دُش
کی نہریں۔ پرندوں کا گانا اور ٹھنڈی
ہوائیں۔ میرا ان چیزوں کے لئے

دل تڑپ رہا ہے پہلا تپاؤ تو ہمارے
پاس کتنا سرمایہ ہے۔ آرمیلی نے
ایک صندوقچی کھولی اور اس میں سے
اس نے نوٹ لٹکا لٹکائے یہ تعداد
میں تیس تھکے۔

یو جین۔ تیس ہزار بہت خوب
اور اتنا ہی ہمارے پاس زیورات
وغیرہ ہوں گے لیس ہم خاصے میر

یو جین - تو تم یہ تھیلا بند کرو میں
میں کپڑے بدل لیتی ہوں ۛ

آرمیلی نے بہتیرے کوشش کی
تھیلا کا منہ اس سے بند نہ ہو سکا
اور دو بولی ۛ چھو تو یہ کام نہیں
ہو سکتا آپ خود ہی کریں ۛ

یو جین ۛ بہت بہتر مجھ کو معلوم
نہ تھا کہ تم ایسی ہی گئی گزری ہو۔
و میں خود ہی کر لیتی ہوں ۛ

یو جین نے تھیلا بند کیا اور پھر
اپنا بیکر کھوکھلا اس میں سے ایک لیتی
حفاظت نکالا اور آرمیلی کو کہا ۛ لو
دیکھو میں نے سب کچھ بند و بست
کر لیا ہوا ہے یہ تمہیں سردی سے
محفوظ رکھو گا ۛ

آرمیلی ۛ تم خود کیا کرو گی ۛ

یو جین ۛ مجھ کو کچھ پرواہ نہیں
ہے مجھ کو سردی نے کیا لینا ہے ۛ
آرمیلی ۛ ہمیں پوشاک بد لو گی ۛ
یو جین ۛ تمہیں کیوں فکر پڑی ہے
ہمارے سارے نوکر کام میں مشغول
ہیں اور کوئی ہمیں دیکھتا نہیں پھر
ہمیں در کس کا ہے۔

آرمیلی ۛ بس اب میری تسلی
ہو گئی ہے ۛ

یو جین ۛ آؤ مجھے مدد دو ۛ
یہ کہہ کر اس نے ایک صندوق سے

پورا مردانہ لباس بوٹ سے لیکر کوٹ
تک نکالا۔ پھر ایسی بھرتی سے کہ گونا
ہمیشہ سے مشتاق ہے اس نے
تینوں چڑھائی اور کوٹ وغیرہ پہن کر
بالکل مردوئی صورت بنائی۔

آرمیلی حیرانی سے اس کی طرف
نگاہی رہ گئی اور توقف کے بعد بولی
بات تو عجیب بن گئی مگر کیسے یہ گہنی
لمبی زلفیں مردانہ ٹوپی کے نیچے سما
جاوے گی ۛ

یو جین ۛ میں سب ٹھیک کر آؤں گا
کر دیکھائی تھوں ۛ

یہ کہہ کر اس نے اپنے سیاہ لمبے بال
اپنا ایک ہاتھ سے اکٹھے کر کے پکڑے
اور دوسرے ہاتھ سے ایک لمبی
چوخی پکڑی تھوڑی دیر میں چوخی کے
دونوں پہلے بالوں کے بیچ میں سے
گزر کر ایک دوسرے سے ملے۔ اور
مالوں کے چھپے اس جوان مردانی
عورت کے پاؤں پر آگرے پھر
یو جین نے بغیر کسی افسوس یا تردد
کے اپنے سامنے کے بال کاٹ
ڈالے۔ رخ افسوس تو درکنار
اس کی آنکھیں یہ کام کر کے اور
بھی خوشی اور بشارت کے نشان
دکھانے لگیں ۛ
آرمیلی - رامنوس سے ہائے

کیسے عجیب بال تھے۔

یو جین۔ اپنے سر پہ ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں کیا اب پیٹے سے سوگنا بہلی معلوم نہیں ہوتی بالوں کا افسوس تو جب میری صورت میں

کچھ فرق پیدا ہو۔ میں تو خیال کرتی ہوں کہ میں پیٹے سے بہت خوب صورت نظر آتی ہوں۔

آرمیلی۔ اُن ناں تم بہلی معلوم ہوتی ہو نہ حال میں بہلی معلوم ہوتی ہو۔ پہلا تہلکا اب جاؤ گے کدھر۔

یو جین۔ میری تو مرضی ہے کہ برسیز کی طرف چلیں وہاں سے ہو کر پھر سوئٹزر لینڈ چلیں گے۔ اور وہاں سے ہوتے ہوئے کوہ سینٹ گاتھرو کے راستہ بلجیم جاؤ گے یہ تجویز ٹھیک ہے نہ۔

آرمیلی۔ ہاں۔

یو جین۔ دیکھتی کیا ہو۔ آرمیلی۔ بس تمہاری طرف دیکھتی ہوں لوگ تو یہی خیال کریں گے کہ تم مجھے دکا کر لے چلے ہو۔ یو جین۔ میں یہ خیال غلط تو نہیں ہوتا۔

یہ باتیں کر کر انہوں نے چراغ گل کئے اور اسباب اٹھا کر۔

ڈرائنگ سر و دم کا گمراہ بھولا۔ اس میں سے ایک سیرٹی میں سے ہوتی ہوتی وہ صحن میں پہنچی صحن بالکل خالی تھا گھڑی بارہ بج رہی تھی۔

یو جین نے تہلکا آرمیلی کے پاس رکھ کر اور اسے کھڑا کر کے آپ وہاں کی تلاش میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ اپنی کوٹھری میں ایک کرسی پر

سو یا ہوا ہے یو جین والیں آئی اور آرمیلی کو ایک طرف چھپا کر اور خود دروازہ کے سامنے ہو کر پوری

مردانہ آوازیں بولی۔ یہاں تک یہاں تک دربان اٹھا اور چند قدم آیا کہ وہ سمجھ کر دروازہ کھلانے والا کون ہے مگر جب اس نے دیکھا کہ ایک جوان آدمی بے صبری سے اپنے پوٹ

پر اپنا بید مار رہا ہے تو اس نے فوراً پچھانک لے لیا۔

یو جین کا دل اگرچہ معمول سے زیادہ دھڑک رہا تھا تاہم متانت اور سمجھدگی سے باہر نکلی۔ آرمیلی ہی اس کے پیچھے نکلی باہر نکلتے ہی انہوں نے اپنا اسباب ایک فرور کو اٹھوایا اور اس کو ۳۶ سر وڈیا

دکٹوس کا پتہ دیکر اس کے پیچھے بولیں جب وہ اس جگہ پہنچیں تو یو جین نے

شانوین باب

ریل اور بوتل کے ہول

اب ہم یوجین اور آرمیلی سے کچھ دیر کے واسطے رخصت ہوتے ہیں اور اپنے غریب دوست اینڈریا کیبول کتنی کیطرف آتے ہیں۔ ماسٹر اینڈریا اگرچہ عمر کا جوان تھا مگر ہوشیار اور چالاک بنی عمر سے بڑھ کر تھا۔ ہم نے دیکھا کہ پولیس کی افواج کے اڑنے پر وہ دوسرے والان میں ہو گیا تھا۔ اور وہاں سے آہستہ آہستہ کھسک کر دروازہ تک آ پہنچا تھا۔ ہم نے ایک بات بیان نہیں کی جو بیان کرنے کے لائق ہے جب اینڈریا والان میں پہنچا تو وہاں اس نے دیکھا یوجین کے ہر طرح کے قیمتی زیورات اور قیمتی کپڑے بندھے اسکی نظر پر ان اشیاء میں سب سے قیمتی اٹھائیں یہ سامان لیکر واکہڑی کے بیچ میں سے کودا تھا وہ مضبوط اور شد کا لمبا تھا باہر نکلتے ہی پہلے تو کوئی

خردور سے اسباب رکھوایا اور اسے کچھ پیسے دیکر رخصت کیا پھر اس نے سسرالے کے دروازہ کو دستک دی سسرالے کی مالک کو پہلے خبر دی گئی تھی اس نے فوراً دروازہ کھولا

یوجین - سسرالے والے سے یہ تو پانچ روپیہ میں خردور سے اسباب اندر رکھوایا اور اسے گاڑی لائے کیواسطے کہو سسرالے والے نے حیرانی سے یوجین کی طرف دیکھا لیکن پانچ روپیہ لیکر اس نے خردور کو روانہ کیا کوئی بندر منت میں گاڑی بالکل تیار آ پہنچی اسباب وغیرہ اٹھا کر اس میں رکھا گیا گاڑی والا صاحبان کس طرف یوجین - فان ٹین بلو کیطرف دونوں دوست اسباب رکھ کر گاڑی میں پہنچے پہلو بٹھ گئیں گاڑی روانہ ہوئی جب وہ پیرس سے باہر نکلی تو آرمیلی پولی لوچی پیرس سے باہر آ گئے ہیں یوجین ان کام خوب ہو گیا ہے تمہاری شہر و غیرہ بھی نہیں ہوا۔ اور نکلی ہی آئے ہیں

گاڑی اب زور سے چلتی اور ڈیٹیکٹر کی لڑائی اس سے کھلتی گئی

دس منٹ تک وہ پھر تار کا کیڑا لکے
اسے پتہ نہیں تھا کہ کس طرف کو جاوے
میں وہ منٹ بلیٹ میں سے ہو کر
اس نے اپنے آپ کو رولیفیسی
کے سر کے پر پاپار اسجکے میں اس
کے ایک طرف تھا اور سینٹ لارڈ
کا وسیع بیان یا دوسری طرف اینڈیا
کے دل میں اس وقت یہ سوال اٹھا
کہ میں ضائع ہو جاؤنگا اگر میں دُرا
ہو شیرازی برتوں تو امید ہے کہ میں
نکل جاؤنگا میرا بچا اب صرف تیزی
اور چستی پر موقوف ہے گا اس وقت
اس نے دور سے ایک گاڑی آتی دیکھی
اسکا چلائو الاظہر افا ہوگ سینٹ
ڈینیسی کی طرف جارہا تھا
بنی ڈیوڈ میاں گاڑی واپس
گاڑی والی جی صاحب کیوں
بنی ڈیوڈ کیا تمہارا گھوڑا تھکا ہوا
ہے
گاڑی والی تھکا ہوا کیوں
نہیں اس نے اس مبارک و نہیں
کچھ بھی نہیں کیا۔ صرف سات روپیہ
نے میں جنہیں سے مالک کو دینے میں
بنی ڈیوڈ سات متہارے پاس
آئے ہیں یہ نو دس اور نو
گاڑی والی بڑی خوشی سے دس
روپیہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کو

حقارت سے چھوڑ دیا جاوے لائیے
اور اپنا کام فرمائیے
بنی ڈیوڈ کام میرا بہت آسان
ہے اگر تمہارے گھوڑے تھکے نہ
ہوں
گاڑی بیان میں میرے گھوڑے ہوا
کا طرح جاوے گا آپ یہ بتا دیں کہ
آپے جانا کدھر کو ہے
بنی ڈیوڈ میں لاؤر کی طرف جیو
گاڑی بیان کہ اوہ میں خوب جانتا
ہوں
بنی ڈیوڈ بس پھر چلو۔ میں نے اپنے
ایک دوست کو جا کر بتا ہے۔ میں نے
کل اس کے ہمراہ فٹکار کھینٹ تھا
اسجکے میرا گیارہ بجے تک انتظار کر لیا
مگر چونکہ بارہ بج گئے ہیں اس لئے
وہ شاید آگے نکل گیا ہوگا
گاڑی بیان کہ ہوں
بنی ڈیوڈ اچھا پھر لو اسے پکڑو
گاڑی بیان کہ لو گاڑی آ رہی ہے
بنی ڈیوڈ اگر تم لاؤر سے پہلے پہلے اسے
پکڑ سکو تیس روپیہ ملیں گے اور تم کل
ہونچنے تک اسے پکڑ لو تو چالیس
گاڑی بیان کہ بہت خوب۔ دیکھو
تو خدا کی کرشمہ
اینڈیا کا گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی
روانہ ہو گئی دوست کو پکڑ نیک تو یہاں نہ

غائب ہو گئی۔ وہ سڑک پر ہولیا اور مضبوط قدم کے ساتھ دو کوس اور چلنے کیلئے تیار ہو گیا۔ چلتے چلتے وہ سڑک پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ کہاں ٹھہرے اور کدھر جاوے گاڑی میں سفر کرنا اسے بغیر راہداری کے محال نظر آیا۔ سڑک کے میں ٹھہرنا قریب ناممکن کے تھا کہ اسکی بڑی سخت حفاظت کیجاتی تھی اور بغیر پٹنہ کے اسیں کسی کو داخل نہیں دیا جاتا تھا آخر اس کے دل میں ایک تدبیر سوچی اس کا ارادہ یہ ہو گیا۔ اپنے کپڑے وغیرہ درست کر کے وہ جیل سروسول کی طرف گیا اور وہاں جا کر دروازہ پر دستک دی اس اجازت کے میں ہی ایک سرائے تھی۔ سرائے والے نے دروازہ کھولا۔

اینڈریا نے میرے دوستینے سٹن میں پہنچنا ہے۔ میں فاف لیکن سے چلا تھا۔ مگر راستہ میں میرے گھوڑے نے مجھے گرا دیا آخر میںے اسے چھوڑ دیا۔ اگر آج رات ہی میں اپنی منمنزل پر نہ پہنچ جاؤں تو میرے گھر کے آدمیوں کو بہت فکر پیدا ہوگی۔ سو تم اپنا ایک گھوڑا مجھے کرایہ پر دو۔ سرائے والوں کے پاس ہمیشہ کرایہ کیواسے گھوڑے

ہی تھا تاہم اینڈریا ہر ایک گزیدے سے پوچھتا جاتا تھا کہ آیا کسی نے اس سڑک پر ایک سبز رنگ کے گھوڑوں والی گاڑی دیکھی ہے چلتے چلتے وہ ایک گاڑی کے پاس سے گذرے جو نہایت خوبصورت تھی اور جبکے آگے دو گھوڑے بہت مضبوط تھے اینڈریا نے اپنے دلیں کہا کاش کہ میرے پاس یہ گاڑی اور یہ گھوڑے اور ایک پر فائدہ راہداری ہوتا۔ یہ سوچ کر اس نے ایک آہ سرد بھری اس گاڑی میں یو جین اور آرمیلی جا رہی تھیں۔

اینڈریا والی گاڑی بغیر کسی دوست کی گاڑی کے ملنے کے آخر لاوسرا میں پہنچی اس جگہ پہنچتے ہی اینڈریا نے کہا: یار دوست تو ملتا ہی ملیگا مگر کہیں تمہارا گھوڑے نہ مر جاویں یہ تو تم اپنے تیس روپیہ میں اس جگہ چنیول سرائے میں رات کاٹو گے اور صبح سڑکاری گاڑی میں بیٹھ جاؤ گے بس سلام کہہ کر اس نے گاڑی والے کے ہاتھ میں روپیہ دیا گاڑی والے نے روپیہ جیب میں ڈالے اپنی راہ لی۔ اینڈریا نے بہانہ تو کیا کہ گویا وہ چنیول روگ میں ٹھہر گیا مگر جب گاڑی نظر سے

ہوتے ہیں خواہ وہ اچھے ہوں خواہ بُرے سو اُنہیں اپنے اطمینان کے نوکر کو بلایا۔ اور ایک ہراساں گھوڑا تیار کرایا۔ نوکر کو کہا کہ اینڈریا کے ساتھ جاوے۔ اور سفر ختم کرنے کے بعد گھوڑا واپس لے آوے۔ اینڈریا نے دس روپیہ لٹکا کر اس کے ہاتھ میں دیئے۔ جنہیں جیب میں ڈال کر وہ خوش ہو گیا۔ گھوڑا تو مردہ سا تھا مگر قریباً تین گھنٹہ لگاتار چلنے کے بعد یہ نوکر کو سچلا اور کوم پین میں جا پہنچا۔

اینڈریا کو خوب یاد تھا کہ اس موضع میں ایک سرائے ہے۔ جسکو کہیں اور توپل کی سرائے کہا کرتے ہیں اس پر اب وہ گھوڑے پر سے اتار اور نوکر کو رخصت کر کے اس سرائے کے دروازہ پر گیا۔

اسے خیال تھا کہ رات میں سے چار پانچ گھنٹہ ابھی باقی ہیں اس میں وہ آرام بھی کر سکتا ہے اور اچھی طرح تروتازہ بھی ہو سکتا ہے۔

تھوڑا دیر کھڑ کھڑانے کے بعد ایک نوکر نے دروازہ کھولا۔

اینڈریا یاد نوکر سے دوست میں سنیتھ جین کی سرائے میں کہاٹا کھا رہا تھا۔ اور اس انتظار میں تھا

کہ سرکاری گاڑی گزرے تو اس میں سوار ہو جاؤں۔ مگر میری منتظر سے مجھے وہ سواری ہاتھ نہ لگی۔

اب میں چار گھنٹہ سے راستہ گم کئے ہوئے اس جنگل میں بھڑک رہا ہوں۔ تم میرے لئے ایک چھوٹا کمرہ جو صحن کے سامنے ہو تیار کرو اور میرے لئے شراب کی ایک بوتل اور ایک بھونا ہوا مرغ لادو۔ نوکر کو کسی قسم کا شک پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اینڈریا کی وضع کو دیکھ کر شک پیدا ہونا محال تھا۔

خیر نوکر مکان تیار کرنے کے لئے گیا۔ مالکہ سرائے ابھی اینڈریا اسے بڑے نپاک سے ملا اور اور بولا۔ مجھ وہی نمبر ۳ دیجئے جو کہ میں پچھلی بار نے تھے جبکہ میں یہاں ٹھہرا تھا۔

مالکہ۔ افسوس ہے کہ نمبر ۳ میں ایک جوان آدمی آگیا ہے جو اپنی بہن کے ہمراہ سفر کر رہا ہے۔

اینڈریا اس بات کو سن کر کچھ مایوس سا ہو گیا۔ مگر مالکہ نے اسے اس بات کے کہنے سے تسلی دیدی کہ نمبر ۳ ابھی بالکل ہر طرح سے ایسے ہی ہے جیسے کہ نمبر ۳ اصل میں اینڈریا کا نمبر ۳ لینے

پر اتنا اصرار کرنا ہے وجہ نہ تھا اس
 کمرے سے وقت پر نکلنا بہت
 آسان تھا اور ساتھ ہی وہ کمرہ
 ایسی جگہ واقع تھا کہ جہاں آدمی
 بڑے آرام سے رہ سکتا تھا۔
 اتنے میں تو کرکھانا لایا۔ مرغ
 تازہ تھا اور شراب پہاٹی آگ
 بھی خوب جل رہی تھی اینڈریا کہانے
 پر بیٹھا اور اس نے معلوم کیا کہ اس
 ایسی بھوک لگی ہوئی ہے کہ کوئی کچھ
 بھی واقع نہیں ہوا۔ روٹی کھا کر وہ
 لبتیرے پر گیا اور جلدی گہری غنید
 سو گیا۔
 اس نے اپنے بچنے کی یہ تجویز کی
 ہوئی تھی کہ صبح سویرے ہی اپنا
 کرایا وغیرہ ادا کر کے سرائے میں
 سے نکل جاوے اور جنگل میں پہنچ کر
 پر جنگل کے سیر کے یہاں سے کسی
 دشمن کی جہاں نوازی پر ہر روز
 کرے۔ پر اپنے ذہن کی طرح سے بہرہ
 اور اپنے بال سیسے کی کشمبھی سے
 میل کر کے اور اپنا رنگ ایکسانی
 سے جو ایک دوست کے مدد سے
 پہلے اسکو بتائی ہوئی تھی وہ جنگلوں
 میں سے ہوتا ہوا تھوڑے دیکھ سیر ہر
 پر پہنچ جاوے۔ مگر جسے گورکھ
 اس کا نشانہ تھا جہاں پہاڑ تھیں

روپہ پیدا کرے اور اورا
 کثیر رقم کیساتھ اس روپ
 بیکاس ہزار کی رقم سے تو
 ان تیلی وہ خیالات نے
 گہری غنید میں ڈالا۔ اس
 کہ وہ صبح سویرے جانے
 کھرکیوں کو کھلا ہی رکھا
 کی بی لگا دی اور میر کے
 کھلا ہوا چاقو رکھ دیا۔ جو
 وہ خوب جانتا تھا اور جو
 جدا نہیں ہوتا تھا۔ ساتھ
 سورج کی گرم اور روش
 اینڈریا کے چہرہ پر پڑے
 کیا جو بھی اس نے اپنی
 اسے خیال گذرا کہ وہ بہت
 سویا رہے وہ لبتیرے
 اور کھرکی کیطرف گیا
 سپاہی صحن میں پھر رہا
 کے سپاہی اس قسم کے
 کہ انہیں دیکھ کر آدمی
 اندیشہ پیدا نہ ہو۔ خاص
 کو اپنے جرم کی خبر ہو تو
 کھا ویکھنا تو گویا بجلی کے
 برابر ہوتا ہے اینڈریا
 دیکھ کر اپنے دل میں کہہ
 یہاں کیوں آیا ہے یہ
 اس نے اپنے اس

دیا۔ کہ سرائے میں پولیس والے
کا ہونا کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے
سو میں کیوں حیران ہوں جیوں
اور پوشاک پہنوں؟ اس نے جا کر
پوشاک پہنی۔ اور اپنے دل میں
کہا: خوب میں اس کے جلنے تک
یہاں ٹھہرتا ہوں اور ہر کسک کا ٹکڑا
یہ سوچ کر وہ ہر کڑی کی کھچڑی
تیار کر اب کی دفعہ کیا دیکھتا ہے
کہ نہ صرف وہی سپاہی وہاں موجود ہے
بلکہ ایک اور سپاہیوں کے آگے کھڑا
ہے۔ اور ایک تیسرا بندوق کند ہونے پر
اٹھائے گئی والے دروازہ کے آگے
کھڑا ہے اور اس کے گرد بہت سے
تماش بینوں کا ہجوم ہے۔

پہلا خیالی جواب اینڈریا کے دل
میں گزرا یہ تھا کہ وہ میری تلاش کرتے
ہیں! اسپراسکا چہرہ زرد ہو گیا اور
اس نے حیرانی سے اپنے ارد گرد
دیکھا اس کے کمرے سے باہر نکلتے
کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ
سب لوگوں کو نظر آتا تھا۔ دوسرا
خیال اس کے دل میں یہ پیدا ہوا کہ
میں مارا! یہ خیال اس کا بچا تھا
کیونکہ اگر وہ کھڑا جاتا تو اس کی گرفتاری
ثبوت اور قتل میں ایک ہی بات تھی
پہلے تو اس نے اپنے سر کو اپنے

لٹھوں کے درمیان دبایا اور سوچ
میں غرق ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد
امید کی ایک کرن اس کے دل میں
چمکی اس کے چہرہ پر ایک خفیف سی
مسکراہٹ ظاہر ہوئی اس نے
اپنے گرد دیکھا اور طاقی کے اوپر
سیاہی کا غذا اور قلم و اوتار پائی۔
قلم اٹھا کر اس نے اطمینان سے مضمون
ذیل سطریں کاغذ پر تحریر کیں:
”میرے پاس اپنے بل آوا کرنے کے
لئے کوئی نقدی نہیں ہے۔ لیکن میں
بددیانت آدمی نہیں ہوں سو اپنے
ضمانت کے طور پر میں اپنے بیچوی بہ
سنہری پن چھوڑ جاتا ہوں جو میرے
بل سے دس گنا قیمت کی ہے میرا
صنم سویرے نکل جانا معاف رکھا
جاوے گا کیونکہ مجھوشرم آتی تھی
اس نے پن لکھا کہ کاغذ پر کبھی پھر
دروازہ کھول کر یہ معلوم کرانے
کے لئے کہ گویا وہ نکل گیا ہے اس نے
چھینٹی کا پتہ لکھا یا اور بڑے
مشاق بازی کی طرح اس چھینٹی
کے نسل میں سے چڑھنا شروع
کیا اسی وقت ایک سپاہی پولیس
کے افسر کے ہمراہ اوپر چڑھ آیا
پولیس والوں کے اس طرح جلدی
اینڈریا کے بیچوی آجائے کا باعث یہ تھا

تھا کہ صبح سویرے ہی ہر طرف تاریں
 و پڑادی گئی تھیں۔ اور گیس پارڈ
 نہ قاتل کی گرفتاری کے واسطے سخت
 حکم روانہ کر دیئے گئے تھے یہ قصہ
 میں سہرا لے تھی اسمیں ایک بڑی ہاروی
 پولیس کی چیف کی تھی اس لئے جونہی اس
 چیف کی میں آتا پولیس والوں نے
 وہیں کارروائی شروع کر دی۔ اور
 بل اور بوتل کی سہرائے ایک بڑی
 مشہور جگہ تھی اس لئے پہلے پہل وہ
 وہیں آئی جو سنترامی کہ اس بوتل
 کے دروازہ کے رات کے وقت محفوظ
 کے واسطے کھڑا تھا۔ اسے یاد تھا۔
 کہ ایک جوان آدھی رات کے وقت
 گھوڑے پر سوار اس سہرائے
 میں آیا ہے سپاہی کو اس کے دیکھتے
 ہی اصل میں نوٹس گزر گیا تھا کیونکہ
 اس کا آنا ہی ایسے وقت میں تھا۔ کہ
 خواہ مخواہ شک گزرے اس لئے
 اس نے کمرے کی طرف دہسنا کہا
 تھا۔ اب جو اور سپاہی آئے تو انہوں
 نے اس کی راہبر سے پہلے اسی کے
 کمرے کی طرف رخ کیا جب وہ
 وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ
 دروازہ کھلا ہے افسر بولا یہ دروازہ
 کھلا ہونا تو ایک بڑا ہی نشان ہوتا
 ہے یہ جب اند گئے تو اس کاغذ اور

پن سے افسر کے شک کی تصدیق کر دی
 اینڈر یا حقیقتاً بہانہ کیا تھا سپاہی
 نے ہر طرف دیکھا۔ آخر اس کی نظر
 چینی پر پڑی اینڈر یا نے پاؤں کے
 نشان بالکل مٹا دیئے تھے تاہم سپاہی
 چینی کو بغیر تلاش کے نہیں چھوڑ سکتا
 تھا اس نے کچھ کڑیاں اور ہوس
 منگوایا اور اسے چینی میں رکھ کر آگ
 لگائی اس امید میں کہ اگر کوئی بیج
 میں ہوگا تو وہ وہیں کے سبب نیچے
 آجائیکا مگر اس کی امید پوری نہ ہوئی
 سو وہ مایوسی کے لہجہ میں بیکار لادہ
 یہاں نہیں ہے۔ اینڈر یا کو کچھ تسلی
 ہوئی مگر وہ سہرا سپاہی کی اس بات
 نے تسلی نہ کی اس لئے زیادہ توجہ سے
 جہانکا شروع کیا اینڈر یا نے خیال
 کیا کہ اس جگہ میرا پتہ لگ گیا تو پھر
 میرا بچنا محال ہوگا مگر سپاہی نا امید
 کی حالت میں اپنے اس کام سے
 ہٹ گئے اینڈر یا چینی بہ چینی ہوتا
 ہوا ایک محفوظ جگہ میں ہو بیٹھا۔
 سپاہی۔ افسر نے پھر کیا
 بات بنی۔
 افسر نے اس سویرے
 نکل گیا ہے مگر کوئی بات نہیں
 ابھی جنگل میں آدھی روانہ کر دیئے
 جاتے ہیں اور وہ یقیناً پکڑا جائیگا

جو انہی افسر نے یہ بات ختم کی وہیں
کچھ چٹیں سنائی دیں۔ اور ان
کے ساتھ ہی زور سے گھنٹہ بجنے
کی آواز آئی۔

افسر ”دیکھیں تو یہ کیا معاملہ ہے؟
سراے والا کس کمرے سے
یہ آوازیں آرہی ہیں شاید کمرے
والے کو کچھ ضرورت ہو۔ نوکر جاؤ اور
پتا لو۔“

افسر ”یہ نوکر والا معاملہ نہیں ہے
ہم خود جاتے ہیں چٹیں خفیف ضرورت
کے واسطے نہیں نکلا کرتیں اس کمرے
میں کون ہے؟“

سراے والا ”ایک جوان آدمی
آیا تھا جو اپنی بہن کے ہمراہ سفر کر رہا
ہے۔“ پھر گھنٹہ کی آواز آئی۔

افسر ”سپاہیوں سے؟“ آدمی
”جیسے آؤ۔“

سراے والا ”اس کمرے کی
طرف دوڑتے ہیں ایک اندرونی
اور ایک بیرونی۔“

افسر ”بہت خوب۔ بندو قیں کسی
ہوئی ہو گی۔ تم پرانے دروازہ کی
حفاظت پر کھڑے رہو۔ اگر وہ جہاں
کی کوشش کرے پس بند وقت سے
کام تمام کر دو۔ جسکی بابت نامہ آئی ہے
وہ کوئی چوہا مجرم نہیں ہے۔“

فیصلہ کر کے وہ اس کمرے کی طرف گئی
جس سے کہ شور سناؤی ویا تھا۔ معاملہ
یوں تھا کہ اینڈریا بڑی ہوشیار رہی
سے ایک چٹنی سے اتر آیا تھا مگر جب
وہ فرش سے کچھ اوپر تھا تو اسکا پاؤں
بھسل گیا تھا اور وہ ایک دیوار کے
ساتھ بچھے گرا تھا۔ اگر کمرہ خالی ہوتا
تو کوئی بری بات نہ تھی مگر کمرے میں
دو لیلڈیاں تھیں جو کہ شور سے
جاگ اٹھیں۔ جب ان دونوں نے

اس جگہ کی طرف نظر کی جہاں سے
شور اٹھا تھا تو انہوں نے معلوم
کیا کہ کوئی آدمی ہے انہیں سے
ایک نے جو کمرہ پر تھی شور مچا دیا جبکہ
دوسرے کی نے جو زیادہ مضبوط تھی
گھنٹہ بجایا۔

پس اب اینڈریا کبختی میں گھر گیا۔
اینڈریا نے معلوم کر کے کہ اسکا
مخاطب کون ہے؟ ”خدا کے واسطے
کسی کو نہ ملاؤ۔“ بچے سچا لور اور میں
تمہیں کوئی ضرر نہ دوں گا۔“

ایک لیلڈی ”اینڈریا قاتل۔“
اینڈریا ”جو حیرانی سے“ یو جین میں
یہ کہتا ہے۔“

ایک لیلڈی ”دو۔“ اسے زور سے
گھنٹہ بجا دیا۔
اینڈریا ”ہائے خدا مجھے سچا لولڈ

یو جینؑ اب نہیں وہ آپہ پہنچے ہیںؑ

اینڈریاؑ مجھے کہیں چھاپو تم اپنے
دک کا کوئی بہانہ بنا سکتی ہوؑ

دونوں لیڈئیں اسکی طرف سے
دہیان ٹہا کر کچھ دیر کھڑی رہیں آخر

یو جین بولیؑ تو کبھی ظالم اسی
راستہ سے چلے جاؤ اور ہم کہیں

کہ کچھ ہی نہیں ہواؑ
اسی وقت ایک آواز باہر ہم کہتی

ہوئی سنائی دی کہ آؤ یہ وہی ہے
مہی اس نے ایک دروازے سے

اینڈریا کو کھڑے منتیں کرتے ہوئے
دیکھ لیا اور بندوق کے منہ سے

دروازہ کو توڑ کر اندر گھس آیا اینڈریا
دوسرے دروازہ کی طرف دوڑاتا

کہ اس میں سے نکل بھاگے مگر
جو نہی کہ وہ دروازہ کے پاس پہنچا

وہ قریب بیہوش اور شہ مردہ اپنا
بیکار چاقو تہ میں پکڑے چھپے گر گیاؑ

آرمیلی (رحم میں آکر) بھاگ بھاگ
یو جینؑ اپنے تئیں آپہی

مار ڈالوؑ
اینڈریا نے حیرانی سے یو جین

کی اس بات کو سنا اور کہا۔ ہیں میں
اپنے آپ کو ماروں۔ وہ کیوںؑ

یو جینؑ اچھا نہ سہی۔ تم برے

سے برے مجرموں کی طرح مرو گئےؑ

اینڈریاؑ ہوں۔ کیوں دوست
کام نہیں آتےؑ سپاہی تلوار لئے اس

کی طرف بڑھاؑ
اینڈریاؑ آؤ تلوار کو بے شک

بند کر لو۔ میں خود ہی حوالہ کر دیتا ہوں
یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھوں کو بند ہوا لیا

آرمیلی نے اور یو جین نے اس تمام
نظارہ کو حیرانی سے دیکھا کہ کیسے

ایک ظاہری رئیس ایک پرلے درجہ
کا مجرم بن جاتا ہےؑ

اینڈریا۔ (مسکراتے ہوئے) یو جین اگر
کوئی ڈینگ کے نام پیغام ہو تو دیدو۔

کیونکہ میں غالباً پیرس ہی کو جاؤنگا
یو جین نے اپنا منہ ہاتھوں سے ڈھانپ

لیا۔ اور اسکی بات کا کچھ جواب دیاؑ
اینڈریا۔ شرمندہ کیوں ہوتے ہو

کیا میں قریباً تمہارا خاوند نہیں بن گیا
تھاؑ

اس مضحکہ کے بعد اینڈریا باہر چلا
گیا۔ دونوں لڑکیاں پیچھے رہ گئیں

مگر وہ بڑی شرمندہ نہیں اور لوگ
بھی انکی طرف انگشت نمائی کرنے لگے

تہوڑی دیر کے بعد ان دونوں نے
زمانہ لباس پہنے۔ اور گاری میں

سوار ہو کر نکلیں۔ مگر راستے میں
انہوں نے لوگوں میں سے گذرنا

تھا۔ جنہوں نے انہیں ہر طرح کے ٹھٹھے آڑا
یو جین نے تو اپنی آنکھیں اور کان
بند کر لئے۔ خیر وہ گئیں۔ دوسرے روز
وہ شہر میں سلسلہ میں ہڈیوں کی
فلانڈس میں یو جینیں۔ اسی روز
ایڈریا حوالات میں ہو گیا۔

اٹھانویں باب

(قانون)

ہم دیکھ آئے ہیں کہ یو جین اور آریلی
نے کس طرح اپنا آپ چھپا یا ہے اور
کس طرح وہ نکل گئی ہیں۔ اس کا
بڑا بہاری سبب یہی ہے کہ ہر ایک
اپنے ہی دہندے میں لگا تھا۔ اور کسی
کو دوسروں کا خیال نہ تھا۔ ڈینگل اپنے
کثیر قرضے کے رجسٹروں کو دیکھنے
بہانے میں مصروف تھا اور دوالہ
نکلنے کا مہیب دیوا اسکی آنکھوں کے
سامنے پھیر رہا تھا۔ خیر ان سب سے
ہم رخصت ہوتے ہیں اور میڈیم ڈینگل
کا عجیب حال بیان کرتے ہیں میڈیم ڈینگل
پر یہ صدمہ ایسے بڑا تھا جیسے کسی
پر بجلی گرتی ہے اور وہ گہرا ہٹ

اور اضطراب کی حالت میں اپنے
معمولی صلاح کار لیوسین ڈوباری
کے پاس گئے۔ تھی میڈیم ڈینگل اس
شادی کی اتنی خواہش مند اس لئے
تھی کہ اسکو امید تھی کہ شادی ہو
جانے سے وہ یو جین جیسی طبیعت
کی لڑکی کی حفاظت سے سبکدوش
ہو جائے گی اور ساتھ ہی اس کے
اسے یو جین کی فراست اور تارک
بھی ڈرگلتا تھا اس نے کئی بار غور
کیا تھا کہ یو جین ڈوباری کی طرف
بڑی حقارت سے دیکھتی ہے اور
اس سے صاف عیاں ہوتا تھا کہ
وہ ڈوباری اور میڈیم ڈینگل کے
ناجائز تعلق سے واقف ہے۔
ان وجوہات سے میڈیم ڈینگل کو
بڑا رنج تھا کہ یو جین کی شادی کیوں
نہیں ہوئی کیونکہ اگر یہ ہو جاتی تو وہ
خود بالکل بے فکر اور آنا دہو جاتی
سو اس طرف سے باپوس ہو کر وہ
ڈوباری کے ہاں وہ رہی گئی جو کہ
عام تائشبینوں کی طرح اس عجیب
واقعہ کو دیکھ کر صدمی سے اپنے
مکان پر چلا گیا۔ یو جین جب میڈیم
ڈینگل ڈوباری کے مکان پر پہنچی
تو اس وقت وہ اپنے کسی دوست
کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی

اسکا دوست اس بات پر اسے ترغیب دے رہا تھا کہ وہ مس ڈینگر سے شادی کیوں نہیں کر لیتا اور ان لاکھوں کا مالک کیوں نہیں بن جاتا جو اس کے چہیز میں آویں گے۔ دو باری یہ غدر کرتا تھا کہ وہ لڑکی ذرا آزاد اور سخت سی طبیعت کی ہے اس لئے اس کے ساتھ اسکا رشتہ ہونا ذرا مشکل سا ہے۔ اس گفتگو میں نو دوست کوئی ایک بجے تک مشغول رہے۔

میڈیم ڈینگر بھی ہنپتی ہوئی اس سبز کمرے میں جا بیٹھی جہاں وہ اور اسکا دوست اکثر مزے میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جوان دونوں نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا ہوا تھا مگر اسکو بڑا انتظار کرنا پڑا۔ آخر گیارہ بجے پر چالیس منٹ گزرے انتظار سے تھک کر وہ کمبخت عودت اپنے گھر واپس چلی گئی۔ وہ اپنے گھر اس احتیاط سے داخل ہوئی جس سے کہ اس کی بیٹی اس سے نہ کی گئی وہ دیے پاؤں سیڑھیاں چڑھتی اور ایک در و مندول کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتی جو یو جین کے کمرے کے متصل واقع تھا۔

تھوڑی دیر تک تو وہ اپنی بیٹی کے کمرے سے کسی آواز کے سننے کی منتظر رہی۔ آخر جب کوئی آواز نہ آئی تو وہ دروازہ پر گئی مگر دیکھا کہ بیٹی لگی ہوئی ہے اس نے خیال کیا کہ شاید وہ تھکان کے باعث سو رہی ہوگی پہر خاوندہ کو بلا کر اسے اس کی بات نہ پوچھا۔

خاوندہ کو بیگم صاحبہ پوچھیں اور آرمی دو نو اکٹھے اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں اور پھر انہوں نے چاندلوش کی تھی اور پھر بچے رضعت کر دیا تھا۔ اس کے بعد خاوندہ بچے اتر گئی تھی اور دوسروں کی مانند اسے بھی اپنی خیال تھا کہ وہ دو نو کمرے ہی میں ہیں اس کے بعد میڈیم ڈینگر بغیر کسی تشویش کے سو رہی جب وہ لیٹی تو اس کے دل میں گذشتہ خیالات آنے شروع ہوئے اس نے سوچا کہ یہ واقع صرف مصیبت کا باعث ہی نہیں ہے بلکہ سخت دولت اور بے عزتی کا باعث ہے اور پھر اس کو معلوم ہوا کہ مرسہ تو ہیں یہی درحقیقت رحم کے قابل ہے۔ خیر اس کے بیٹے اور خاوندہ کے باعث ایسے حد سے آئے ہیں اس نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے شروع

کہے گئے یہ معاملہ تمام دنیا سنگی
 اور پچھلے پچھلے نسلوں کے ناقابل علاج
 زخم ہیں گے۔ خیر لیکن یوحین الیسی
 طبیعت کی ہے کہ وہ اس صدمہ کو
 معلوم نہیں کر سکے گی۔ یہ اینڈریا کوئی تھا
 نام بھی اسکا بہت بڑا تھا اور یہ ظاہر
 کیا جاتا تھا کہ دولت بھی اس کے پاس
 بکثرت ہے۔ قحطادہ بد معاش مگر
 ہونا تھا معلوم اچھا تربیت اور
 تعلیم یافتہ۔ اسکی بابت کچھ سمجھ میں
 نہیں آتا کس کے پاس جاؤں
 اور کس سے پوچھوں ڈباری کے پاس
 جاؤں۔ اس کے پاس گئی تھی اس نے
 بات بھی نہیں کی۔ ہوں ہوں۔ ایم ڈی
 ولفرٹ کے پاس چلوں۔ لیکن اس
 کے پاس کیسے جاؤں۔ اسی نے
 تو ہم پر یہ مصیبت ڈالی ہے۔ اسی
 نے تو یہ سب فساد کی جڑ قائم کی ہے
 مگر کیا وہ بے رحم ہے۔ نہیں وہ حقیقتہً
 قانون کا بندہ اور ظلم اور بد معاشی
 کی جڑ اکہارنیو والا ہے اور اس نے
 ہم پر ایک طرح سے احسان کیا ہے کہ یہ
 معاملہ ہی بند ہو جاوے اور ایک بد
 چین کے ساتھ ہمارا تعلق پیدا نہ ہو
 ولفرٹ نے کوئی خرابی نہیں کی لیکن
 اب بہتر ہے کہ ولفرٹ کی قانون
 کی پابندی یہیں ختم ہووے وہ اس

معاملہ پر ڈباری اور اینڈریا کو سنرا
 دیوے اچھا میں گل اس کے پاس
 جاؤں گی اور پرانے افسانے یاد
 لاؤں گی پرانے گناہ۔ آلودہ مگر خوش
 دنوں کا قصہ چھیڑ دینی اس سے ولفرٹ
 مان جاتا تھا۔ اور اینڈریا بچ جاوے گا۔
 اور ہمارے بے عزتی بھی نہ ہوگی یہ
 دلیں دوڑا کر میڈیم ڈیکٹر سو رہی۔
 دوسرے روز بچے صبح کے اٹھے
 ہی اس نے رات کی طرح اپنے سادہ کپڑے
 پہنے اور بغیر کسی کو خبر کئے کے اپنے
 گھر سے نکل پڑی راستہ میں ایک
 گاڑی لیکر سیدھی ولفرٹ کے
 مکان کی طرف روانہ ہوئی یہ گھر
 چند دنوں سے گویا ایک قبرستان
 بنا ہوا تھا۔ اکثر کمرے بند تھے اور
 نوکر بھی کوئی کوئی نظر آتا تھا۔
 ہمارے ایک دوسرے اس کی
 نسبت باتیں کرتے تھے۔ کیوں
 ہمارے آج بھی اس ملعون گھر سے کوئی
 جنازہ نکلا ہے یا نہیں؟
 میڈیم ڈیکٹر کو اس گھر کا خیال کرتے
 ہی کیکی آگتی خیر وہ گاڑی سے اتری
 اور اس نے دروازہ کھینکھا یا نوکر نے
 آکر دروازہ کھولا۔ مگر شبی دیر کے
 بعد اتنا کھولا کہ جس میں سے اسکی
 آواز سنائی دے سکے۔

میڈیم "کیا تم دروازہ کھولنا نہیں چاہتے؟"

یہ کارڈ لو اور اپنے آقا کو جا کر دیدو۔
نوکری "میڈیم پہلے یہ بتادیں کہ آپ کو کئی میں چھوڑ کر آپ اندر گیا تھا؟"

نوکری نے دروازہ بند کیا۔ اور میڈیم
دیر کے بعد واپس آیا۔ اور دروازہ
کھول کر میڈیم کو دیکھ کر اندر داخل کیا
میں گئے ہو۔

نوکری "میڈیم اب بچے سب کو بھلا
دیا ہے؟"

میڈیم "ارے کہیں پاگل تو نہیں
ہو گئے؟"

نوکری "آپ آئی کہاں سے ہیں؟"

میڈیم "اوس کرو۔ بہت کروی
ہے؟"

نوکری "میڈیم معاف فرمیں میں
معذوریں مجھ کو حکم ہی ملا ہے؟"

میڈیم "میرا نام میڈیم ڈینگلر ہے
تجھے مجھے میں دفعہ دیکھا ہے؟"

نوکری "شاید اب آپ بناویں کہ
آپ کو کام کیا ہے؟"

میڈیم "اچھا میں ولفرٹ کو کہو گی
کہ آپ کے نوکر بڑے کستخ ہیں؟"

نوکری "میڈیم یہاں حکم ہے کہ ڈاکٹر
یا ولفرٹ کی اجازت کے بغیر کوئی

اندر نہ آوے؟"

میڈیم "اچھا مجھے ولفرٹ صاحب سے
کام ہے؟"

نوکری "کیا آپ کو ضروری کام ہے؟"

میڈیم "کیا تم دیکھ نہیں سکتے ہو
یہ کارڈ لو اور اپنے آقا کو جا کر دیدو۔
نوکری نے دروازہ بند کیا۔ اور میڈیم
دیر کے بعد واپس آیا۔ اور دروازہ
کھول کر میڈیم کو دیکھ کر اندر داخل کیا
میں گئے ہو۔
نوکری "میڈیم اب بچے سب کو بھلا
دیا ہے؟"
میڈیم "ارے کہیں پاگل تو نہیں
ہو گئے؟"
نوکری "آپ آئی کہاں سے ہیں؟"
میڈیم "اوس کرو۔ بہت کروی
ہے؟"
نوکری "میڈیم معاف فرمیں میں
معذوریں مجھ کو حکم ہی ملا ہے؟"
میڈیم "میرا نام میڈیم ڈینگلر ہے
تجھے مجھے میں دفعہ دیکھا ہے؟"
نوکری "شاید اب آپ بناویں کہ
آپ کو کام کیا ہے؟"
میڈیم "اچھا میں ولفرٹ کو کہو گی
کہ آپ کے نوکر بڑے کستخ ہیں؟"
نوکری "میڈیم یہاں حکم ہے کہ ڈاکٹر
یا ولفرٹ کی اجازت کے بغیر کوئی
اندر نہ آوے؟"
میڈیم "اچھا مجھے ولفرٹ صاحب سے
کام ہے؟"
نوکری "کیا آپ کو ضروری کام ہے؟"

ولفرٹ نے اپنا سر جسیر کہ غموں کا بار
گراں پڑا ہوا تھا اٹھایا اور اسی سے
مسکرا کر کہا۔ میڈیم صاحب میرے
نوکروں کو آپ معذور سمجھیں چونکہ
انہیں بڑا خطرناک شک پڑا تھا اس
لئے وہ بھی اب شک ہو گئے ہیں۔
میڈیم ڈینگلر نے پہلے اس سے ولفرٹ
اور اس کے گھر کی خطرناک اور ڈرونی

حالت کا قیاس نہ کیا تھا۔ مگر ولفرٹ کے اور اس کے مکان وغیرہ کے دیکھنے سے اس نے اندازہ کیا کہ وہ کیا کمبخت ہے۔ اور بولی کہ اچھا پر تم ہی قسمت اور ناخوش ہوئے۔

میڈیم نے ہاں میں ہاں ملایا کہ کیا آپ مجھ پر رحم کرتے ہیں؟ ولفرٹ نے دل سے کہ

میڈیم آپ کو معلوم ہے کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں؟

ولفرٹ نے آپ مجھ سے اس معاملے کی بابت بولنا چاہتی ہوئی تھی۔ جو ابھی واقعہ ہوا ہے۔

میڈیم نے ہاں صاحب ایک خوفناک مصیبت۔

ولفرٹ نے ہاں البتہ ایک معمولی اتفاقی بات تھی۔

میڈیم نے یہ ایک اتفاقی بات تھی۔ ولفرٹ نے اتفاقی تو نہیں۔ اول

مصیبت وہ ہوتی ہے کہ جس کی کسر جبر نہ ہو سکے۔ آپ کی بیٹی آج دنیا ہی

کل سہی۔ علاوہ ازیں آپ نے ایک ایسے بد معاش داماد سے خلا بھی پالی

ہے۔

میڈیم نے حیرانی سے ولفرٹ کی طرف دیکھا اور بولی کہ کیا میں دوست کے پاس بھیجی ہوں؟

ولفرٹ نے آپ جانتی ہیں کہ آپ دوست کے پاس ہیں؟ اس بات پر اس کے خیال پرانے واقعات کی طرف چلے گئے جو میڈیم کی یاد میں پہلے ہی سے ڈیرہ چائے تھے

میڈیم نے اچھا اگر آپ میرے دوست ہیں تو میرے پیارے دوست ذرا زیادہ محبت سے گفتگو کریں میرے پاس

میڈیم نے نہیں بلکہ میرا دوست ولفرٹ نہیں۔

ولفرٹ نے میڈیم بات یہ ہے کہ جب میرے پاس کوئی اپنی مصیبت

کا ذکر کرتا ہے تو مجھے اپنے مصائب یاد آ جاتے ہیں اور میرے حجب میں اپنی

مصیبتوں کا مقابلہ کرتا ہوں تو اس کی مصیبتیں مجھے ایک معمولی اتفاقات

سے زیادہ نظر نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کی مصیبت کو اتفاق کہا

ہے اچھا ان باتوں سے آپ کو تکلیف ہوئی ہے۔ آؤ اس مصنون کو بدل دیں

آپ کہہ رہی تھیں۔

میڈیم نے میں یہ پوچھنے آئی تھی کہ اس جوئے دغا باز کے ساتھ کیا کیا

جاوینگا۔

ولفرٹ نے نہ ہوتا۔ دغا باز میڈیم آپ کی عجیب عادت ہے کہ بعض باتوں میں تو آپ مبالغہ کرتے ہیں۔

واقعہ ہوئی ہیں یہ کسی قاتل اور خونی

کے ہاتھ سے چھوئی ہیں؟

میڈیم: "نہیں مجھو اس کا ہرگز خیال

نہ تھا۔"

ولفرٹ: "نہیں رمان جاؤ کہ تمہیں

انہیں کا خیال آ رہا تھا اور تمہارا

خیال بجا تھا۔"

بیرونس زرو ہو گئی اور اس نے

اعتراف کر لیا۔

ولفرٹ: "تمہارا یہ خیال ہے

کہ اپنے گھر کے خونی کو بیٹے سزا کیوں

نہیں دی۔ یا درکھو کہ بعض مجرم ماموں

ہوتے ہیں۔ ان کے معاملے میں انسان

معذور ہوتا ہے مگر جب مجرم معلوم

ہو جاوے تو میں تم کہا کر کہتا ہوں

کہ وہ ہرگز نہیں بچو گا۔ اور انصاف

کی تلوار اس کی گردن پر ضرور چلے گی۔"

میڈیم: "مگر کیا آپ کو یقین ہے

کہ وہ مجرم ہے۔"

ولفرٹ: "یہ اس کا علیہ ہے۔ بیٹی

دو سو سال کی عمر میں دائم الحبس

کیا گیا۔ اب اس نے قتل کی ہے دیکھا

کیا ہو نہا جو ان تھا۔"

میڈیم: "مگر یہ بد بخت پر کون ہے؟"

ولفرٹ: "خدا معلوم۔ اس کے

والدین کا بھی پتا نہیں ملتا۔"

اور بعض باتوں کو بہت گہنا کر بیان

کرتی ہیں وہ چوٹا ہی ہے۔ بکھر سا ہتھ

اس کے اس کو قاتل ہی کہنا چاہیے۔

میڈیم: "بات تو آپ صحیح کہتے ہیں

مگر اصل مطلب یہ ہے کہ جتنا آپ

اس کا زیادہ چھپا کر رکھتے اتنی ہی چار

خاندان کو زیادہ صدمہ پہنچے گا۔ سو

آپ اسے کچھ دیر کے لئے ہلاک

اور اس کا نقاب کرنے کے بجائے

اسے نکل جانے دیں۔"

ولفرٹ: "میڈیم آپ بہت

دیر لگا دی ہے اب تو ادھام جاری

ہو چکے ہیں۔"

میڈیم: "اچھا اگر وہ بکڑا جاوے

تو آپ اسے قید خانہ سے کسی طرح

نکلواویں؟ ولفرٹ یہ نہیں ہو سکتا۔

میڈیم: "ہیں کیا میرے لئے بھی

نہیں ہو گا؟"

ولفرٹ: "آپ کے لئے تو کیا میری

اپنے لئے بھی نہیں ہو سکتا۔"

میڈیم: "ڈینگلر نے کچھ دیر ولفرٹ

کی طرف دیکھا اور پھر اس کے منہ سے

بے اختیار ایک بلند آواز نکلی۔"

ولفرٹ: "میں جانتا ہوں کہ آپ

کی اس آواز کا کیا مطلب ہے آپ کے

دل میں اس وقت وہ افواہیں اڑ رہی

ہیں جو کہ میرے گہر میں یہ چند موتیں

سے لایا تھا ۚ

ولفرٹ ۚ وہ بھی کوئی اسی فاش کا بد معاش تھا جو اسی کے ہاتھ سے قتل ہو گیا ہے ۚ

میڈیم ۚ ولفرٹ خدا کے لئے ۚ ولفرٹ ۚ بڑی مضبوط آواز سے جس میں کچھ سختی بھی تھی۔ میڈیم خدا کے واسطے اس ظالم کجبت کے لئے رحم کی التجا مت کرو۔ میں تو قانون مجسم ہوں

قانون کی آنکھ نہیں ہے کہ آپ کے آنسوؤں کو دیکھے اس کے کان نہیں کہ آپ کی آواز کو سنے۔ اس کی یادداشت نہیں ہے کہ پرانی محبت کے واقعات کو یاد کرے۔ میڈیم ہاتھوں جب حکم دیتا ہے تو ساتھ ہی ملتا بھی

ہے۔ اسمیں رحم نہیں ہے۔ آپ میری طرف مروت دیکھنا۔ مجھ اپنے گناہ یاد کر کے شرم آتی ہے۔ اچھا شرم آنے دو۔ شاید میں نے ان سے زیادہ

کئے ہوں مگر چونکہ مجھ کو اپنی گناہ یاد ہیں اس لئے میں دوسروں کے بھی پردہ فاش کرونگا۔ مینو لوگوں کا بڑا استخوان

لیا ہے۔ اور میں نے خوب غور سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جیسا میں گنہگار ہوں ویسی ہی ساری دنیا ہے۔ فرق کچھ بھی نہیں ہے۔ ساری دنیا ہی

شر ہے۔ سو آؤ ہم شرارت کی

بیچ کنی کریں ۚ

میڈیم ۚ مگر یہ جوان آدمی اگرچہ قاتل اور بد معاش ہے۔ مگر ایک

یتیم ہے اور دنیا میں اس کا کوئی نہیں ۚ

ولفرٹ ۚ یہ تو اور بھی اچھا ہے اس کی موت کا بیچ کسی کو نہ ہوگا

میڈیم ۚ یہ تو غریبوں کو ستاتا ہے ولفرٹ ۚ میں قاتل غریب ہی ہوتے ہیں ۚ

میڈیم ۚ اسکی بے عزتی میری آتی ہے۔ آپ چھ جینے تک انتظار کریں اور پھر اسکو سزا دیں ۚ

ولفرٹ ۚ ہرگز نہیں۔ حکم احکام جاری ہو چکے ہیں اور پانچ روز میں سب فیصلہ ہو جاوے گا۔

میڈیم ۚ اے آپ بہاگ جلنے کیوں نہیں دیتے اسمیں آپ معذور سمجھو جاویں گے ۚ

ولفرٹ ۚ میڈیم مینو آپ کو ابھی کہا ہے کہ اس بات کا موقعہ گزر گیا اور شاید اسی لمحہ میں ۚ اسوقت

ایک نوکر آیا اور بولا ۚ حضور ایک سیاہی آیا ہے اور وزیر داخلہ کی طرف سے یہ مراسلہ آگیا ہے ولفرٹ

نے مراسلہ پکڑا اور اسے جلدی سے کھولا۔ میڈیم دیکھو خوف کے مارے

کا بیٹے لگی۔

ولفرٹ خوشی کے مارے چونک پڑا

اور یکا را گرفتار ہو گیا بس فیصلہ ہوا

میڈیم۔ ڈینگرا اپنی جگہ سے اٹھی

اور بولی: صاحب سلام!

ولفرٹ: میڈیم سلام! یہ کہہ

کر وہ اس کے ساتھ دروازہ کے باہر

نکل گیا۔ والپس آکر اپنی مینر کی طرف

گیا اور اپنے دل میں اس نے کہا: خوب

اب میرے پاس ایک جعل کا مقدمہ

ہے تین ڈاکہ کے اور دو آگ لگنے

والوں کے بس ایک قاضی کی ضرورت

ہی۔ لو وہ بھی آگیا ہے! اب کے

سشن خوب ہو گا!

ننانویں باب

(مرد)

ویلنٹین اپنی اچھی نہیں ہوئی تھی وہ

ابھی بسترے کو چھوڑ نہیں سکتی

تھی۔ اور اس نے یوحین کے پہاگ

جانے اور اینڈریا کی دل کنٹی یا مینی

ڈلو کے ماخوذ ہونے کے واقعات

میڈیم ڈی ولفرٹ کے زبانی سنے

تھے۔ مگر وہ کچھ ایسی کمزور تھی کہ ان

واقعات نے ان پر وہ اثر نہ کیا جس

کی تندرستی کی حالت میں وہ کرتے

اس کے دماغ میں کچھ عجیبے ٹھکانے

سے خیالات بھرے رہتے تھے۔ ابتر

اور بے ڈھنگی صورتیں اور یہودہ شکنیں

ہمیشہ اس کی آنکھوں کے سامنے

پہنچتی رہتی تھیں۔ دن کے وقت

ویلنٹین کچھ زیادہ ہوش میں آتی

وجہ یہ تھی کہ نوٹیر ہر وقت اس کے

پاس رہتا تھا۔ اور پھر رات بھر

اس کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ ولفرٹ

بھی کبھی کبھی گھنٹہ دو گھنٹہ اس کے

پاس آکر گزارا کرتا تھا۔ چھ بجے

ولفرٹ اپنے مطالعہ خانہ کی طرف

چلا جاتا تھا۔ آٹھ بجے ڈاکر آور گئی

آتا تھا اور رات کے وسطے تیار کی

ہوتی دوائی لاتا تھا۔ اس وقت

نوٹیر اپنے کمرہ میں چلا جاتا تھا بھر

ان کے بعد ایک دایہ آتی تھی جس کو

کہ آور گئی نے خور کہا ہوا تھا۔ اور وہ

ایکے تک لیجے جرت تک کر ویلنٹین

کو نیند نہ پڑ جاوے وہیں رہتی تھی۔ دایہ

نکلنے وقت ویلنٹین کے کمرے کی چابی

ولفرٹ کے حوالہ کی جاتی تھی۔ تاکہ کوئی

شخص ویلنٹین کے کمرے میں سوائے

میڈیم ولفرٹ اور ڈو سارڈ کے کمرے

کے راستہ نہ پہنچ سکے۔ موریل
 ہر روز نوٹیس کے پاس ویلنٹین
 کی خبر پوچھنے کے واسطے آتا اور اس
 سے اپنے دل کی تسلی کرتا اگرچہ ویلنٹین
 کی حالت اب بھی بہت ابتر تھی۔ تاہم
 پہلے سے وہ بہت اچھی تھی۔ علاوہ
 ازیں مانتی کر سکتے اسے اسکی بیماری
 کی وجہ پہلے روز ہی جیکہ وہ خستہ حالت
 میں اس کے گھر دوڑ گیا تھا۔ بتا دی
 تھی کہ اگر وہ وہ کہنہ بھی رہی تو پھر
 نہیں مرے گی۔ اب چار روز گزر
 گئے تھے اور ویلنٹین ابھی تک زندہ
 تھی۔ ہم کہہ آئے ہیں کہ اسکی حالت
 بے سے اچھی تھی تاہم اس کا دماغ
 کچھ ایسا ابتر تھا کہ سونے کے
 ساتھ ہی عجیب قسم کی صورتیں اس
 کے آگے پہرنے لگ جاتی تھیں کبھی
 تو وہ دیکھتی تھی کہ اسکی سوتیلی ماں
 اسکو ڈرا رہی ہے۔ کبھی موریل کو
 اپنے بازو اسکی طرف بھیلے
 دیکھتی تھی کبھی اسکی آنکھوں کے
 سامنے کونٹ آجاتا تھا۔ یہ حالت
 کوئی ایک بجے صبح تک رہتی تھی
 اس کے بعد ایک بیماری نیند اسپر
 غالب ہو جاتی تھی جس سے وہ
 صبح سے پیشتر نہیں جا سکتی تھی جس
 روز کہ اس نے یوجین کے متعلق

واقعات سے اسدن اس کی طبیعت
 کی عجیب حالت تھی رات کے گیارہ
 بج گئے تھے دائیہ ڈاکٹر سی تیار کی
 ہوئی دوائی بیمار کے قریب رکھ کر
 دروازہ کو تالا لگا کر چلی گئی ہوئی
 تھی اور وحشت سے ان کہانیوں
 کو سن رہی تھی جو کہ نوکر باورچی
 خلع میں اس کے گھر کی نسبت بیان
 کر رہے تھے۔ دائیہ کو گئے سوئے
 دس منٹ کے قریب گزر گئے ہوئے
 کہ ویلنٹین نے چراغ کی مدہم روشنی
 میں کیا دیکھا کہ اسکی کتابوں والی
 الماری کا جو چینی کے پاس ہے۔
 دروازہ اچانک کھل گیا ہے اور
 کسی قسم کی آواز وغیرہ نہیں نکلی
 اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ کہنہ
 بجائی اور مدد بلا لیتی مگر موجودہ حالت
 میں اسکو کچھ چنداں حیرانی نہ ہوئی
 اسکی عقل نے اسے کہہ دیا کہ
 صرف خیالات ہیں اور اس کا
 بڑا بیمار ہی ثبوت یہ ہے کہ دن
 کے وقت انکا کوئی نشان باقی
 نہیں رہتا خیر اس دروازہ کے
 پیچھے ایک انسانی صورت نمودار
 ہوئی ویلنٹین کے دل پر وزا بھی ہر اس
 نہ ہوا بلکہ اس نے اس کو پہچاننا
 چاہا۔ یہ صورت بستر کے کیلئے

بڑھی اور معلوم ہوا کہ وہ بڑی گہری
 قویہ سے کچھ سنتی ہے اس وقت
 اس رات کے ملاقاتی کی صورت
 پر لب سے روشنی کی ایک کرن
 پڑی ویلنٹین نے اپنے دل میں کہا۔
 کہ یہ وہ تو نہیں ہے اور اس امید
 میں رہی کہ یہ ابھی اپنی صورت بدل
 لیگا۔ اس نے اپنی نبض دیکھی تو
 ویسی ہی تیز مین رہی تھی آخر اس
 کے دلیں آیا کہ ایسے خیالات سے
 کچھ بچنے اور دماغ کو آرام دیتے
 کا سب سے عمدہ علاج وہی دوا
 ہے جو اکثر تیار کر کے رات کو کھچر
 جاتا تھا۔ اسپر اس نے اپنا ہاتھ
 گلاس کی طرف بٹھایا مگر جو بڑی کہ
 اس کا ہاتھ بستر سے لٹکا وہ شخص
 نامعلوم اور یہی جلدی سے بڑھا
 اور ویلنٹین کے اتنا قریب آیا کہ
 ویلنٹین نے خیال کیا کہ اس نے
 اس کے دم کی آواز ہی سنی ہے۔ اب
 ویلنٹین کا وہم تبدیل ہو یقین ہوئے
 لگا اور اس نے خیال کیا کہ وہ
 سوتی نہیں بلکہ جاگتی ہے اور یہ
 جو کچھ ہے سب حقیقت ہے۔
 اس شخص نے بڑھ کر گلاس اٹھالیا
 اور چراغ کی طرف جا کر اسے دیکھا
 کہ آیا شفاف ہے یا نہیں پھر اس

نے اس سے ایک چمچہ خود پیا ویلنٹین
 نے یہ سب دیکھا مگر وحشت کے
 مارے اس کے حواس گم ہو گئے اس کا
 خیال تھا کہ وہ خیالی شخص ابھی گم ہو
 جاوے گا مگر یہ کہاں۔ وہ شخص اس
 کے بستر کی طرف آہستہ سے آیا اور
 مضطرب سی آواز میں بولا۔ بس
 اب بیشک بی لو
 ویلنٹین کا تب ابھی یہ پہلی دفعہ
 تھی کہ اس نے ایک خیالی صورت
 کو اپنے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے
 سنا۔ قریب تھا کہ وہ چیخ مارے گلاس
 شخص نے دینا ہاتھ اپنے ہونٹ پر رکھا
 اور اس کو کہا کہ خاموش رہو ویلنٹین
 آہستہ آواز میں بولی کہ او کوٹ
 آف مائی کرسٹو اب ویلنٹین کے
 سارے شکوک رفع ہو گئے۔ اس
 کے ہاتھ وحشت کے مارے کانپنے
 لگے اس نے اپنے کپڑوں کو اپنے
 ساتھ ساتھ کھینچنا شروع کیا تاہم
 کوٹ آف مائی کرسٹو کا ایسے وقت
 میں دیوار میں سے نکل آنا اسے
 غیر ممکن ہی معلوم ہوتا تھا۔
 کوٹ آف ویلنٹین کسی کو مت
 بلاؤ۔ کوئی فکر مت کرو۔ یہ آدمی
 جو تمہارے سامنے کھڑا ہے دیکھو
 یہ خیالی نہیں ہے، باپ سے بھی

زیادہ پیار کر نیوالا اور کچھ درجہ کا غرت
 کر نیوالا دوست ہے ویلنٹین کوئی
 جواب نہ دلیکی۔ اس کے منہ سے
 آواز تک نہ نکلتی تھی۔ لیکن اسکی
 آنکھیں بیکہتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں
 اگر تم دوست ہو تو پھر اسوقت یہاں
 آئیے تمہارا کیا مطلب؟
 کوئٹہ سمجھ گیا کہ اس جوان لڑکی
 کے دل میں کیا گز رہا ہے اور بولا
 میری بات سنو کیا بہتر سوچ میرے
 چہرے کی طرف دیکھو یہ معمول سے
 زیادہ زرد ہے کہ نہیں میری آنکھوں
 کو دیکھو یہ تکان کے مارے سرخ
 ہیں کہ نہیں چار روز سے بیٹے ان
 آنکھوں کو بند نہیں کیا کیونکہ
 دن رات میں تمہاری حفاظت
 میں مصروف رہتا ہوں تاکہ تمہیں
 مورہلی کے لئے بچاؤں سوریل
 کا نام سنکر ویلنٹین کا چہرہ سرخ
 ہو گیا اس لئے یہ نام کئی بار دہرایا
 اور پھر کہا ہے میں سوریل نے آپ کو
 سب کچھ بتا دیا ہے؟
 کوئٹہ نے سب کچھ اس نے مجھے
 کہا تھا کہ تمہاری زندگی اس کی زندگی
 ہے اور میں نے اس سے اقرار کیا
 تھا کہ تم زندہ رہو گی؟
 ویلنٹین نے اپنے اس لئے اقرار کیا
 ہے کہ میں زندہ ہوں گی؟
 کوئٹہ نے کہا ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ آپ
 میری حفاظت کرتے رہے ہیں کیا
 آپ ڈاکٹر ہیں؟
 کوئٹہ نے اور ایسا ڈاکٹر ہوں کہ
 موجودہ حالت میں اس سے بہتر نہیں
 ہو سکتا؟
 ویلنٹین نے مگر آپ رہے اتنی
 دیر کہاں میں میں نے تو آپ کو نہیں
 دیکھا؟
 کوئٹہ نے اس الماری میں اس
 دروازہ کے نیچے چھپا تھا یہ اس
 ساتھ کہ گھر میں ہے اور بیٹے وہ
 کرایہ پر لیا ہے۔
 ویلنٹین بڑھایا اور غور سے
 آپ نے سخت مداخلت بجا کی ہے
 اور حفاظت کرنے کی بجائے آپ
 میری سخت ہتک کی ہے؟
 کوئٹہ نے ویلنٹین سنو کہ میں
 کرتا کیا ہوں۔ میں دیکھتا تھا کہ کون
 سے لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے آتے
 ہیں۔ کیا غذا تیار کی جاتی ہے اور
 کوئی دوائی دی جاتی ہے اگر یہ دوائی
 مجھ خطرناک معلوم ہوتی تھی تو میں
 اس زہر کی بجائے جو کہ موت
 پیدا کرتا اچھی دوائی رکھ دیتا تھا جو کہ

موجب حیات ہوتی تھی۔

ولینٹین: زہر۔ موت۔ ناے

اجی آپ یہ کہہ گئے ہیں

کوئٹ: پیاری لڑکی خاموش

رہو۔ ہاں میں موت اور ہم وہ نام

لیا ہے۔ مگر یہ لو اور آج رات یہی

یہ کہہ کر اس نے ایک چوٹی سی

بوتل نکالی اور اس میں سے حنیقہ

گلاس میں ڈالے اور گلاس لینٹین

کی طرف کیا ولینٹین نے دے کے

منہ گلاس کی طرف سے ہٹا لیا کوئٹ

نے گلاس اپنے منہ سے نکال کر آؤ

پیا اور پھر باقی اس کی طرف ولینٹین

نے لیکر باقی دوائی پی لی اور بولی

ہاں یہ وہی دارو ہے جو میرے

دماغ کو آرام دیا کرتا ہے صاحب

خدا آپ کو جزا دے۔

کوئٹ: بس اس کے ذریعہ سے

تم یہ گزشتہ چار روز زندہ رہی ہو

خدا یا اسی وقت میری کیا حالت ہوتی

تھی کیا کیا درد میرے دل میں لگتے

تھے اور سطح میرا دل جھٹکتا تھا۔

جبکہ میں اس گلاس میں زہر ڈالا

جاتے دیکھتا تھا اور میں کیسے کانپتا

تھا جبکہ میں خیال کرتا تھا کہ ایسا

نہ ہو کہ میرے آنے سے پہلے تم اس

زہر کو پی جاؤ

ولینٹین: دوست زوہ ہو کہ

جناب آپ کہتے ہیں کہ آپ نے

اس آدمی کو یہی ضرور دیکھا ہو گا۔

جو زہر ڈالتا تھا

کوئٹ: ہاں۔ میں نے دیکھا ہے

ولینٹین: دلہنہ سے ترستے

ہیں آپ نے دیکھا ہے

کوئٹ: ہاں

ولینٹین: او آپ کی باتیں بڑی

خطرناک سی ہیں۔ آپ مجھ کو خبر

نہیں کیا بتا رہے ہیں۔ ہیں! میں

اپنے باپ کے گھر میں اور مجھے

مارنے کی فکر کی جاوے۔ یہاں تک

ہے آپ مجھ کو امتحان میں ڈال رہے

ہیں۔ جہاں کر کے یہاں سے چلے

جاتے

کوئٹ: کیا تم بلی ہو جس کو اس

باتہ نے مارنا چاہا۔ کیا تم نے ہیڈیم

سینٹ صران۔ سینٹ صران

اور میرے دل کو مرتے نہیں دیکھا

کیا نوٹیر ہی اب تک مر نہ چکا ہوتا

اگر وہ اس زہر کے ترپاتی کا عادی

نہ ہوتا

ولینٹین: ناے خدا۔ یہی وہ ہے

کہ میرے دادا نے مجھے پہلے جہنم

سے دھرتی کی کہلا نا شروع کیا

تھا

کوٹھ میں بس آپ کے داماد کو ہی لکھا ہے۔ آپ کو تین
 ہے کہ اس جگہ ایک زہر دینے والا ہے۔
 ہے۔ شاید اس کو کسی پریشک پی ہو
 اسی واسطے تو اس نے تمہیں اس
 تریاق کا عادی کر دیا تھا تاکہ تمہیں
 اس زہر کا اثر نہ ہو۔ مگر چار روز سے
 زہر دینے والے نے ایک اور زہر
 چنا ہوا ہے اور اگر میری حد نہ ہو تو
 تو وہ تریاق کسی کام نہ آئے گا۔
 ویلنٹین "مگر یہ قاتل یہ خون ہے
 کون ہے؟"
 کوٹھ "مجموعہ ایک سوال کا جواب
 دو۔ کیا تم نے کسی آدمی کو اپنے کمرے
 میں داخل ہوتے دیکھا ہے؟"
 ویلنٹین "میں بھی خیالی صوفی
 دیکھتی رہی ہوں میں نے آپ کو
 بھی نہیں میں سے ایک جانتا تھا۔"
 کوٹھ "جس۔ پھر تم کو اپنی قاتل کا
 پتا نہیں ہو سکتا اچھا پتا لگ جائیگا
 ویلنٹین "وہ کیسے؟"
 کوٹھ "اسلئے کہ آج رات تم پوری
 باہوش ہو۔ بارہ بجنے لگے ہیں اور قاتل
 بھی وقت اپنے کام کے واسطے زیادہ
 سنبھرتے ہیں۔"
 ویلنٹین "اے خدا! پسینہ اسکی
 پیشانی پر جمع ہو گیا اور اسکا رنگ
 زرد ہو گیا۔"

سوال باب

(سائب)

ویلنٹین اب تنہا رہ گئی۔ یہ جگہ خاموشی
 ہی خاموشی تھی صرف کبھی کبھی گارڈیل
 کے چلنے کی آواز آتی تھی۔
 ویلنٹین اپنے خیال میں مستغرق تھی
 اور سمجھ سکتی تھی کہ وہ کسی کو کیا ہتھکان
 یا ضرر پہونچاتی ہے کہ اس کی موت کے
 مستحق ہے۔ اندیشہ ہاتھی ہیں۔ اور مارنے
 سے اسکی دشمنی میں عرض کیے۔

اور اپنے دم کو ایسے بنایا کہ گویا وہ بڑی
فید میں سوی ہے۔ ایک آواز بولی
وہیلین۔ لیکن وہیلین نے نہ جانے
کا اقرار کیا ہوا تھا۔ پہلا وہ کہاں پہلے
بھر وہیلین نے اس گھاس میں جس
کو اس نے ابھی خالی کیا تھا کچھ پانی
کی قسم ڈالا جانے کی آواز سنی۔ اس
آواز میں وہیلین نے شاید کچھ حرکت
کی وہ عورت اس بات کے دیکھنے کے
لئے آیا وہ جاگتی تو نہیں اس کے
بستر پر چکی۔ یہ میڈیم ٹوی ولفرٹ
تھے اپنی سوتیلی ماں کے شناخت کرنے
پر وہیلین کا اپنی اس طرح کہ اس کا
بستر مل گیا۔ میڈیم ولفرٹ دیوار
کے ساتھ لگ گئی۔ وہیلین نے ہتیرا
چاہا کہ آنکھیں بند کرے مگر اس سے
نہ ہوسکا آخر اس نے بڑی مشکل
سے اپنے دم کو درست کیا۔ میڈیم
ولفرٹ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ سوئی
ہوئی ہے تو پھر اس نے باقی بوتل بھی
اس میں الٹ دی اور پھر آہستہ سے
چلی گئی۔ وہیلین نے اس کے خوبصورت
وضعدار بازوؤں کو دروازہ پر پیرتے
دیکھا اور اب اسے کچھ آرام آیا
جب وہ نکل گئی تو وہیلین کچھ ہوش
سی ہو گئی مگر الماری کا دروازہ آہستہ
سے کھلا اور کونٹ سے آخر اسکو

پر کبھی وہ یہ خیال کرتی تھی کہ اگر
قاتل زہر کو چھوڑ کر چاقو یا تلوار سے
اس کا کام تمام کرنا چاہے تو پھر کیا ہوگا
ہیں! کیا اس کا آخری وقت آہوٹا
ہے اور وہ موریل کو بھر بھی نہ دیکھو گی
جبکہ یہ وحشت بھرے خیالات اس کے
دل میں گزر رہے تھے اس کے دلمیں
ایسا درد سما یا کہ قریب تھا کہ وہ مدد
مانگنے کے لئے گھنٹہ بجا دیوے۔ مگر پھر
وہ سنبھل گئی اور اس کو کونٹ کی جرابانی
اور پروانہ حفاظت یاد آگئی اس طرح
سے نہیں پہاڑ جیسے منٹ گزرے اور
پھر دس اور گزرے حتیٰ کہ گھر کے اگلے
سائے بارہ بجائے اس وقت اس نے
الماری کے دروازہ کے پیچھے آہٹ سنی
جیسے اس کو یقین ہو گیا کہ کونٹ ابھی تک
اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ عین اسی
وقت اس نے خیال کیا کہ اسے ادورڈ
کے کمرہ کے دروازہ کے پٹنے کی آواز
آئی ہے اس نے وہاں لگا کر سننا
شروع کیا آخر حضور ہی دیر کے بعد
تالا کھلا اور دروازہ آہستہ سے کھلا
وہیلین نے اپنی آنکھیں بند کر لیں
اور ناقابل بیان وحشت سے انتظار
کرنے لگی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے کوئی
شخص بستر کے قریب آیا وہیلین نے
بڑی مشکل سے اپنے حوصلہ کو قائم رکھا

بیہوشی سے جگایا اور آتے ہی بولا
 کیوں ویلنٹین کیا ابھی کچھ شکم ہو
 ویلنٹین "اوه" کوٹ کیا مئے
 دیکھ لیا ہے۔ "مائے افوس"
 کوٹ "کیا تھے پیچا پلہے"
 ویلنٹین "میں بھی نا تو ہے مگر مجھے
 یقین نہیں آتا"
 کوٹ "تم اپنی اور موریل کی موت
 چاہتی ہو"
 ویلنٹین "ہائے کیا میں کہیں ہواگ
 نہیں جاسکتی کیا میں اس گھر کو نہیں
 چھوڑ سکتی"
 کوٹ "لڑکی جہاں کہیں تم جاو گے
 یہ ہاتھ تمہارے پیچھے جائیگا تمہارے
 نوکر روپیہ کے طمع سے قابو کر لئے
 جاتیں گے اور موت تمہیں ہر صوف
 میں پیش کیا دیگی۔ تم اسے چشمو
 کے پانی میں اور درخت کے پھولوں
 بھی پافنگی"
 ویلنٹین مگر آپ نے ابھی کہا تھا
 کہ میرے دادا نے مجھے کوئی دوا ایسی
 دی ہے کہ مجھ پر ہر شے نہیں ہو سکتا
 کوٹ "اگر بہت دیا جاوے
 تو اثر کیوں نہیں ہوتا اس نے اس
 گلاس کو اٹھایا اور اپنے ہونٹوں
 سے اسے لٹکایا ہیر کہا "یہ لو۔ میں
 پیچاں کیا ہوں اگر تم اسے پی لیتیں

تو میں تمہارا فیصلہ تھا"
 ویلنٹین "مگر اسکو چھو اسقدر
 دشمنی کیوں ہے میں نے تو اس کو کبھی
 بھی تکلیف نہیں دی"
 کوٹ "تمہاری طبیعت کی نیکی
 تمہیں کسی پر بدظن نہیں ہونے دیتی
 تم دیکھتی نہیں کہ تم امیر ہو اور تمہارا
 ہونا اس کے بیٹے کی وارث ہونے میں
 مانع ہے"
 ویلنٹین "مگر جو میری دولت ہے
 وہ اس سے تو میں نے نہیں لی"
 کوٹ "یہ ٹھیک ہے اسی واسطے
 تو پہلے تمہاری نانی اور نانا مادے گئے
 تھے اور پھر تمہارے خاندان پر ہاتھ پڑ
 ہونے لگا تھا اور پھر اب تم میراث
 یہ ہے کہ اگر تم سب کا فیصلہ ہو جائے
 تو تمہارا سبب دولت و لغت کو جاوے
 اور و لغت کا وارث پھر اس کا بیٹا
 ہے"
 ویلنٹین "ایہ وہ ڈھریب ہے کچھ
 یہ سب کچھ تیری خاطر ہو رہا ہے مگر
 میرے دادا کو وہ کیوں نہیں
 مارتے"
 کوٹ "اس کے مارنے کی اسے
 ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ
 اس کی جائداد طرہ اس کے بیٹے
 کو اس کے خاوند کے ذریعہ پہنچ جائیگی

و یلینٹین۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اتنے کو تیار تھی ؟
 جہاں صرف ایک عورت کے دل میں
 کی سہارا ت کا نتیجہ ہے ؟
 کوٹ۔ تمہیں یاد ہے کہ شہر میں
 کے ہونٹوں میں ایک بار
 تنہا ہی سوئی تھی میں نے ایک سیاہ
 خضائی میں پڑے آدھی سے ایکوا
 تانا کی بابت پوچھا تھا بس اسی روز
 سے شیطانی تجویز اس کے سر میں پک
 رہی ہے ؟
 و یلینٹین (آنسو بہ کر) اچھا تو مجھے
 موت کا فتویٰ لگ چکا ہے ؟
 کوٹ۔ نہیں و یلینٹین نہیں۔ کیونکہ
 مجھ کو اسکی تمام شرارتیں معلوم ہو گئی
 ہیں۔ اب تنہا دشمن مغلوب ہو گیا
 ہے تم مردگی نہیں بلکہ خوش و خرم
 زندگی بسر کرو گی۔ اور ایک خریف
 دل کو خوش و شادمان کرو گی۔ لیکن
 ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے
 پورا پورا سہ کیا جاوے ؟
 و یلینٹین۔ مجھے آپ حکم کریں میں
 سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوں ؟
 کوٹ۔ بس تمہیں اندھوں کی طرح
 کہا لینا چاہیے جو میں تمہیں دے دوں اور
 میری پوری فرمائیں دار کی کرنی چاہئے
 و یلینٹین۔ افسوس۔ اگر یہ سب کچھ
 صرف میری ہی خاطر ہوتا تو میں مرتے

کوٹ۔ تمہیں کسی پر اعتماد نہ کرنا
 چاہئے یا پھر باپ پر بھی نہیں ؟
 و یلینٹین۔ کیا باپ بھی اس خوفناک
 کام میں شریک ہے۔
 کوٹ۔ شریک تو نہیں ہے لیکن
 وہ ایک میجر ہے جو قانون کا
 پتلا ہے اسے اتنا تو جانا چاہئے تھا
 کہ یہ سب موتیں فطرتی نہیں ہیں۔
 اسے چاہئے تھا کہ تنہا ہی حفاظت
 کرتا اس پر واجب تھا کہ وہی وہ کام
 اختیار کرتا جو میں نے اپنے ذمہ
 لیا ہوا ہے یعنی زہر کے پیالے کو
 خالی کرتا ؟
 و یلینٹین۔ اچھا میری زندگی
 کے واسطے جو کچھ آپ فرمائیں کرو گی
 کیونکہ مجھے دو شخصوں کی زندگی کا
 مدد ہے میرے دادا کی اور موریل
 کی ؟
 کوٹ۔ سب کی خبر گیری کرو گے
 مگر دیکھو خواہے تیرے کچھ ہی کیوں نہ
 واقع ہو۔ ورنہ تمہیں۔ تنہا ہی نظر
 بھی جاتی رہے گی۔ تم بیہوش بھی
 ہو جاؤ گی۔ تم سن بھی نہ سکو گی اور
 تمہیں معلوم نہ ہو گا کہ تم کہاں ہو
 یہ سب کچھ ہو گا۔ لیکن تمہیں ڈرنا
 مست۔ بس حوصلہ کرو اور اتنا یاد رکھو

اور ڈال رہے۔ گلیوں میں تمام شور
مبہ ہو گیا ہے۔ اور خاموشی کچھ رادنی
سی ہے اس وقت اور دے کے تھرہ کا
دروازہ کھلا اور وہی سر جو ہم نے
پیلے بھی دیکھا تھا ایک شیشے میں سے
نمودار ہوا یہ میڈیم ولفرٹ کا سر تھا
جو کہ اپنے زہر کی تاثیر دیکھتے ہوئے
آئی تھی وہ پیلے تو دروازہ میں کچھ
دیر کھڑی رہی اور پھر میز کی طرف لگی
تاکہ دیکھے کہ ویلنٹین کا گلاس خالی
ہے یا نہیں جیسا کہ ہم بیان کر آئے
یہ ابھی تک ایک چوتھائی پیرا ہوا
تھا میڈیم ولفرٹ نے اسے اٹھا کر
چیلے کی راکہ میں لٹ دیا اور پھر اسکو
صاف کر کے وہیں میز پر رکھ دیا۔ پھر
وہ کچھ جھنجکیا تھی ہوائی ویلنٹین کی طرف
بڑھئی اور ویلنٹین پر لنگی لگا کر دیکھنے
لگی ویلنٹین کے منہ کو ہم نہیں مکتا
تھا۔ اس کے ہونٹ نہیں ہٹتے تھے
اسکی آنکھیں پھرائی ہوئی معلوم ہوتی
تھیں اور اس کے بال اس کے خالوں
پر پڑ رہے تھے۔

میڈیم ولفرٹ نے اس کے
سینے پر ہاتھ رکھا مگر وہاں کوئی حرکت
نہ تھی۔ ایک بازو بستر سے باہر نکلا

تھا اور دوسرا سلیٹ پر پڑا ہوا تھا
ہاتھ کی انگلیاں اکڑی ہوئی تھیں

کہ ایک باپ تمہاری عکرائی کر رہا ہے
یہ کہہ کر کونٹ نے اپنی جیب سے
ایک زمرہ کی ڈبیائی نکالی۔ اسکا ڈکھنا
اتار کر اس نے اس میں سے ایک گولی
ڈکالی جو مٹر کے دانے کے برابر ہونگی۔ یہ
اس نے ویلنٹین کے ہاتھ میں دی ویلنٹین
اسے لیکر نکل گئی۔

کونٹ: "لو میری بچی اب تم نیک گئی
ہو، ویلنٹین اچھا آپ جانیں جو کچھ
ہو میں ڈرونگی نہیں۔"

ویلنٹین کو آہستہ آہستہ اس گولی کی
تاثیر سے بیدار ہو گئی۔ کونٹ پیلے اس کے
چہرہ کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے
اس گلاس کی تین چوتھائی چیلے میں
الٹ دی اور باقی رہنے دیا تاکہ یہ
خیال کیا جاوے کہ اس نے پی لیا
ہے اور پھر اسے میز پر رکھ دیا۔ پھر
ویلنٹین کی طرف ایک نگاہ ڈال کر
چلا گیا۔

باب ایک سو ایک

(ویلنٹین)

جراغ ابھی تک اپنی سرخ روشنی
ویلنٹین کے بستر کے ریشمی سچلے دیکھے

نہ سکی اور اس نے چاہا کہ کچھ اور آرام کرے۔ وہ ایک آرام کر سی اینڈ گئی اور سو گئی آٹھ بجے اسے جاگ آئی اپنے مریض کی اتنی لمبی اور غیر معمولی نیند اور اس کا بازو ابھی تک بستر سے نکلا دیکھ کر وہ ڈر گئی وہ بستر کے قریب گئی اور اس نے پہلے ہی بار ویلنٹین کے سفید ہونٹ دیکھے اس نے اس کے بازو کو اندر کھینچنے کی کوشش کی مگر بازو اکڑا ہوا تھا وہ دائیہ تھی فوراً سب بات کو سمجھ گئی اور باہر دوڑتی ہوئی چلائی "مادر۔ مادر"

ڈاکٹر آدور گئی جو اپنی ڈیوٹی پر معمول کی طرح آ رہا تھا۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر بولا "کیا ہوا ہے اتنے میں ولفرٹ بھی اپنے کمرے سے نکلا اور بولا "کیوں کیوں کیا بات ہے ڈاکٹر صاحب سنا ہے یہ کیا کہتی ہے"

ڈاکٹر "ہاں سنا ہے۔ جلدی جلدی کی یہ شور ویلنٹین ہی کے کمرے سے نکلا ہے لیکن پیشتر اس کے کہ باپ اور ڈاکٹر اس کمرے میں داخل ہوئے لاکر جو کہ اسی فرش پر تھے۔ اس میں گئے اور ویلنٹین کو زوردار بے حرکت دیکھ کر زمین پر ایسے گر گئے کہ گویا وہ مٹی کے بت ہو ولفرٹ۔ رائے کمرے کے دروازے

اور ان کے ناخن سیاہی پائی ہو گئے تھے۔ اب میڈیم ولفرٹ کے سارے شکوک رفع ہو گئے۔ کام ختم ہو چکا تھا۔ اور کسی قسم کی کسر باقی نہ رہی تھی۔ بس اب اس کا کمرے میں کیا کام تھا۔ بس وہ جلدی سے نکلی اور جانے ہوئے پر وہ کہنے لگی۔ ٹھیک اس وقت لمپ اٹھایا اور تھوڑی دیر میں بجہ کیا۔ میڈیم ولفرٹ ہیبت زدہ ہو گئی۔ اس وقت گھر کی نے سارے چار بجائے۔ گھبراہٹی ہوئی میڈیم ولفرٹ اپنے کمرے میں پہنچی۔ کوئی دو گھنٹہ تاریکی رہی پھر مدہم سی روشنی ویلنٹین کے کمرے میں پڑنے لگی اور کمرے کی اشیاء نمودار ہونے لگیں۔ اس وقت دائیہ پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے اس کمرے کی طرف آئی۔

باپ یا عاشق کو دروازہ سے داخل ہوتے ہی معلوم ہوتا کہ اندر کیا بنا ہوا ہے۔ مگر اس بے مہر سخت گو ویلنٹین صرف سوئی ہوئی معلوم ہوئی۔ دیکھتے ہی وہ بولی "خوب اس نے دوائی لی لی ہے کلاس با کھل خالی ہے"

جہاں میں جا کر اس نے آگ جلائی اور آگ جلا کر چوہا بھی سو کر اٹھ گیا۔ مگر ویلنٹین کو تنہا چھوڑ کر وہ رہا۔

میڈیم ولفرٹ کو بلاؤ۔ میڈیم ولفرٹ کو جگاؤ۔

مگر اس بات کو کون سے نوکروں نے بجائے اس کے کہ میڈیم ولفرٹ کو بلانے جاؤں ڈاکٹر کی طرف دیکھنا شروع کیا جو ویلنٹین کی طرف گیا اور جاتے ہی جس نے اسکو اپنے بازو میں اٹھالیا اور کہا میں یہ یہی افسانہ یا یہ کب ختم ہوگا۔ اتنے میں۔ ولفرٹ بھی آگیا۔ اور ڈاکٹر کی یہ بات شکر بولا ڈاکٹر کیا کہہ رہے ہوں۔

ڈاکٹر دو حسنت ناک آوازیں کہتا ہوں کہ ویلنٹین مر گئی ہے۔ ولفرٹ اس بات کو سنکر لڑکھڑا کر گر پڑا اور اس نے اپنا سر لیٹر کے کپڑوں سے ڈھنپ لیا۔ نوکرا اس بات کو سنتے ہی

کا لبیاں دیتے ہوئے بہا گئے اور سب اکٹھے ہو کر اس لعنتی اور مردود گھر سے چلے گئے ٹھیک اس وقت میڈیم ولفرٹ چھ روتی اور جوئے آنسو آنکھوں میں لاکر ویلنٹین کے کمرے کی طرف چلی۔ اب تک ۵۔ میز کی طرف جیسر گلاس پڑا ہوا تھا وادی۔ اس نے دیکھا کہ ڈاکٹر آگئی گلاس کو دیکھ بہال رہا ہے اس نے خیال کیا کہ میں نے تو اسے رات کو مالی کر دیا تھا۔ مگر یہ یہ ایک تہائی دن پہر گیا ہے۔ اب ویلنٹین کی

روح زہر دینے والے کی آنکھوں کے سامنے اٹھی اور اسے ڈرانے لگی۔ گلاس میں وہی زہر تھا جاس نے رات کو اس میں ڈالا تھا اور جبکو ویلنٹین نے پیا تھا۔ ڈاکٹر اسے غبر سے دیکھ رہا تھا اور کہیں نہ تھا کہ اسے دھوکا لگے اسے یہ عجیب بات معلوم

ہوتی تھی کہ باوجود اس قدر بڑی صفی کے یہ بھی کچھ نشان جرم کا پتا دینے کے لئے باقی رہ گیا تھا۔ خیر ڈاکٹر ڈاکٹر میں گلاس لئے ہوئے کہہ کی گئی طرف آیا اس نے اس میں اپنی انگلی ڈالی۔ اور اسے جیکہ کر کہا تو ابکہ وہ پہلا زہر نہیں ہے دیکھو تو پہلا کیا ہے۔

یہ کہہ کر اس نے ایک لاری سے ایک چوٹی سی شیشی نکالی جس میں کچھ شور دیکر تیز آہ تھا اور اس کے ایک دو قطرے گلاس میں ڈالے زہر کا رنگ فوراً بدلی کر سرخ خون کی طرح ہو گیا۔ ڈاکٹر اس تجربہ کو دیکھ کر ایک ایسے طالب علم کی خوشی سو

جو کسی سوال کو حل کر لیتا ہے اور ایسے رنج کی متانت اور سنجیدگی سے جو کہ کسی جرم کا پتہ دکالت ہے بولا۔ آہ معلوم ہو گیا ہے۔ میڈیم ولفرٹ کی آنکھیں چکریں آگئیں وہ کہہ کر

ایک چوٹی سی شیشی نکالی جس میں کچھ شور دیکر تیز آہ تھا اور اس کے ایک دو قطرے گلاس میں ڈالے زہر کا رنگ فوراً بدلی کر سرخ خون کی طرح ہو گیا۔ ڈاکٹر اس تجربہ کو دیکھ کر ایک ایسے طالب علم کی خوشی سو

اور پہر ایک لحظہ میں غائب ہو گئی۔
 حضورؐ کی دیر کے بعد ایک ایسی آواز
 سنائی دی گویا کوئی بڑا بہاری
 بوجھ زمین پر گرتا ہے۔ مگر کسی نے
 اس کی طرف توجہ نہ کی۔ مگر ڈاکٹر
 میڈیم ولفرٹ کی حرکت کو تاہتا
 رہا تھا اور اب آدھم ڈو کے کمرے
 میں سے دیکھ کر اس نے دیکھا
 کہ میڈیم ولفرٹ فرش پر بھان
 گری ہوئی ہے اس نے یہ دیکھ کر
 دایہ کو کہا "میڈیم ولفرٹ کی خبر لو
 وہ بیمار ہے"
 دایہ "کسی خبروں۔ میڈیم ولفرٹ
 کی"

ڈاکٹر اس کو اب مذکور کیا ضرورت
 ہے وہ تو مر چکی ہے"

ولفرٹ "ہیں مر چکی ہے"

ایک تیسری وارڈ مر چکی ہے

کون کہتا ہے کہ ویلنٹین مر چکی ہے

ڈاکٹر اور ولفرٹ نے سرسیر اور

صومریل کو دروازہ پر وحشت

زدہ اور تھکھڑا دیکھا بات سب

اس طرح ہوئی تھی کہ صومریل معمول

کے موافق نوٹیر کے کمرے کے

دروازہ سے جو کھلا تھا۔ وہاں

میں داخل ہو گیا اور وہاں اس

انتظار میں تھا کہ کوئی نوکر آدھی

اسے اور اسے نوٹیر کے پاس لے
 جاوے گا مگر نوکر تمام چلے گئے ہوئے
 تھے۔ صومریل کے پاس ورنے کی کوئی
 وجہ نہ تھی۔ کیونکہ نوٹ نے اسے
 تسلی دی ہوئی تھی کہ ویلنٹین زندہ
 رہے گی تاہم یہ خاموشی اسے عجیب
 معلوم ہوئی اس نے دو تین گالیوں
 دیں مگر کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے
 اوپر جانیکا ارادہ کیا جب وہ
 نوٹیر کے کمرے میں پہنچا تو اس
 نے دیکھا کہ بورڈ آدمی ایسی معمول
 جگہ پر بیٹھا ہے۔ مگر اس کے چہرہ
 پر سخت وحشت جھائی ہوئی ہے
 صومریل "کہنا۔ بلا جی کیا حال
 ہے"

بورڈھا آدمی "آ نکھیں بند

کر کے آجیا ہے" مگر اس کی حالت

سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ برا بھلا

ہے"

صومریل "آب متفکر معلوم

ہوتے ہیں کیا میں نوکر کو بلاؤں"

نوٹیر "ہاں۔ صومریل نے گھٹنہ

بجایا مگر وہاں کوئی نوکر نہ آیا"

صومریل "اجی کیوں نہیں آتے

کیا کوئی گھر میں بیمار ہے بورڈ ہے کی

آنکھیں قریب تھا کہ اپنے خانوں

سے نکل ٹہریں"

موریل: "اجی آپ مجھے ڈرا رہے ہیں ویلنٹین کا کیا حال ہے بنا و صاحب نوٹیر نے دروازہ کی طرف اشارہ کیا۔ موریل دروازہ کی طرف گردان دوڑا۔ اور بہت سے گروں میں سے ہوتا ہوا آخر ویلنٹین کے کمرے میں پہونچا۔ دروازہ کھلا تھا اس نے وہاں پہونچتے ہی ایک آہ سرد سنی اور ایک آدمی کو لستر کے کپڑوں میں سر دیئے ہوئے دیکھا اسی وقت اسنے کسی کو یہ کہتے ہوئے ست ویلنٹین مر گئی ہے اور پھر وہ خود بولا: "ہیں مر گئی ہے"

باب ایک سو دو

(موریل)

ولفرٹ اس طرح روتے ہوئے دیکھا جانے پر شرمندہ ہو گیا اور اٹھا اس کی پہلی نظر موریل پر پڑی اسے دیکھتے ہی بولا: "کیوں جی آپ کون ہیں آپکو معلوم نہیں کہ اس گھر میں موت واقع ہو گئی ہے کہ آپ اس طرح دلیری سے چلے آئے ہیں" مگر موریل بت کی طرح کھڑا رہا

اس میں بولنے کی طاقت نہ تھی وہ اس رزولاش کی طرف دیکھتا ہوا رہ گیا۔ ولفرٹ: "سنئے ہو چلو نکلو۔ ڈاکٹر آور گئی نے موریل کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکالا۔ موریل نے پہلے تولانش کی طرف دیکھا اور پھر ایک نظر اپنے گرد و آلی۔ اور بولنے کی کوشش کی مگر کہاں آخر وہ باہر نکلا۔ مگر اس کی طرح وضع کچھ اس طرح کی تھی کہ ولفرٹ اور ڈاکٹر نے ایک دوسر کی طرف اس طرح سے دیکھا کہ گویا وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کوئی دیوانہ ہے۔

کوئی پانچ ہی منٹ گزرے ہوئے تھے کہ سیڑھی پر ایک بڑا بھاری بوجھ چڑھتا ہوا معلوم ہوا۔ موریل بوڑھے نوٹیر کی کرسی کو اٹھائے آ رہا تھا۔ جب وہ سیڑھیاں چڑھ چکا تو وہ کرسی کو ٹھیل کر ویلنٹین کے کمرے میں لیگیا۔

پہلے تو ڈاکٹر اور ولفرٹ اس بات میں حیران تھے کہ وہ ایسی بھاری کرسی کو اٹھا کیسے لایا ہے مگر ولفرٹ اور یہی وحشت زدہ ہو گیا جبکہ اس نے نوٹیر کے ساتھ اپنی آنکھیں دوچار کیں اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کی رگیں جوش قلب سے پھول رہی تھیں۔

موریل کرسی کے نیچے کھڑا تھا اور ایک ہاتھ اسنے ویلنٹین کی لاش کی طرف چھو رہا

میری ہے یہ کہہ کر وہ گر پڑا اور ہوش
 ہو گیا۔ اور سب کے لئے آپ اسے
 لگیں۔ آخر ولفرٹ نے اپنے تئیں
 سنبھالا۔ اور کہا آپ کہتے ہیں کہ
 آپ ویلنٹین سے محبت رکھتے تھے
 میں اسکا باپ تھا اور مجھے اس بات
 کی ہرگز خبر نہ تھی مجھے اس بات پر سخت
 ناراض ہونا چاہئے لیکن میں دیکھتا
 ہوں کہ تمہاری محبت ایسی ہی سچی
 تھی جیسا کہ اب تمہارا رنج بچا اور
 حقیقی ہے۔ سو میں تمہیں معاف کرتا
 ہوں مگر تم دیکھتے ہو کہ جو اس گھر میں

رہتا تھا اب اڑ گیا ہے اور اب اس
 لاش کو آؤ میونکی محبت کی کوئی ضرورت
 نہیں ہے۔ سوا سے اب آخری النوع
 کہو۔ اور مہربانی کر کے رخصت ہو جاؤ
 ویلنٹین کو اب صرف پادری کی ضرورت
 ہے۔

موویلے ایک زانڈ پرائیڈ کر خباب
 آپکو غلطی لگی ہے ویلنٹین کو صرف
 پادری ہی کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ایک
 بدل لینے والے کی بھی ضرورت ہے۔
 سو آپ پادری کو بلاتیں میں بدل لینے
 والا بنو دگا۔

ولفرٹ روحشت زدہ ہو کر کیوں جی
 صاحب ان باتوں سے آپکے منہ سے
 نہیں۔

ہوا تھا۔ اس حالت میں وہ بھرے
 ہوئے دل سے لپکا راہیم دیکھوا انہوں
 نے کیا کر دیا ہے میرے باپ دیکھو
 ولفرٹ اس بات کو سن کر پیچھے ہٹ گیا
 اور ایک جوان آدمی کو جو اس سے
 بالکل نا آشنا تھا۔ نو شیر کو اپنا باپ
 کہتے ہوئے سن کر حیران ہوا۔ اس وقت
 معلوم ہوتا تھا کہ آؤ یا نو شیر کی ساری
 روح اس کی آنکھوں میں آ گئی ہے
 اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ اور اس پر ایک
 قسم کی بیہوشی طاری ہو گئی غموری ویر
 میں ڈاکٹر کے ہوش میں لایا۔

موویلے نو شیر کا ہاتھ پکڑ کر یہ
 کہتے ہیں کہ میں کون ہوں اور یہاں
 آنیکا میرا کیا حق ہے آپ جانتے ہیں
 آپ نہیں بتائیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے
 آہی مارنی شروع کیں۔ مگر اس کا
 غم اس قدر تھا کہ اس کے آنسو

نکلنے لگے۔ نو شیر اس سے زیادہ
 غم و شہمت تھا۔ اسکی آنکھوں سے
 آنسو نکلے۔

موویلے بابا جی آپ انہیں بتائیں
 کہ میری اس سے منگنی ہوئی ہوئی ہے
 آپ انہیں بتائیں کہ وہ میری محبوبہ
 غنی اور وہی ایک جہان میں میری
 آسودگی اور خوشی کا باعث تھی اور
 آپ انہیں بتائیں کہ یہ لاش اب

موریل - ویکمیں صاحبنا

آپ ہیں بلکہ منصف ہی ہیں باپ کی حیثیت میں اپنے کافی روپیہ

لیا ہے۔ اب حج کی حیثیت میں اپنا کام کریں اور مجرم کو نکالیں

نوٹیران باتوں کو سرخوش ہوا اور ڈاکٹر نزدیک آیا

موریل - صاحبان میں جانتا ہوں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور میں وہ

بھی جانتا ہوں جو کچھ کہہنے لگا ہوں سو آپ کو واضح ہو کہ ویٹنیں آئی

سے نہیں مری بلکہ قتل کی گئی ہے ڈاکٹر اب اور پی نزدیک آیا اور

نوٹیران نے اپنی آنکھوں سے اپنے ہاں ظاہر کی۔ پھر موریل بولا اب ان

دونوں اگر کوئی جائز طریقے میں مار ڈالا جاوے۔ تو خواہ وہ کیسا ہی

حقیر اور ذلیل آدمی کیوں نہ ہو اسکی موت کے اسباب کی تحقیق کیجا گی

ہے منصف صاحب میں رور سے کہتا ہوں کہ مجرم کا پتا لگایا جاوے

اور قاتل کو سزا دیجاوے اسپر کوئی رحم نہ کیا جاوے

یہ کہہ کر موریل کی آنکھوں سے دلفرٹ سے سوال کیا۔ دلفرٹ نے پہلے

ڈاکٹر کی طرف دیکھا پھر نوٹیران کی طرف مگر کسی کی آنکھوں میں اسے

ہمدردی نظر نہ آئی۔ مگر وہ موریل کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے معلوم ہوئے۔

دلفرٹ - واسپے جو شاید اس کا کام کریں اور مجرم کو نکالیں

ہوا ہے یہاں کوئی مجرم نہیں ہوا۔ یہ میری قیمت ہی کی تھی ہے معاملہ

تو بڑا عجیب اور حیرت انگیز ہے قاتل وغیرہ کا الزام نہیں ہے

اس بات کو سنکر نوٹیران گنگو لا ہو گیا ڈاکٹر نے ہونے کی کوشش کی مگر

موریل نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دیا اور وہ ہاتھ اور صاف

لہجے میں کہا میں صاف صاف کہتا ہوں کہ گذشتہ جا رہنوں میں چار

شکار ہوئے ہیں۔ جسے یہ جانتا ہے میں پھر کہتا ہوں کہ چار روز سے

ویٹنیں کی جان لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور وہ صاف صاف کہتا ہے

بندی کی بدولت یہی بنی۔ اور ان کے ہر کی مقدار دوسری تھی

اور زہر بھی تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اسی واسطے اس نے اپنا کام کر دیا

ہے میں پھر صاف صاف کہتا ہوں کہ یہ باتیں آپ کو بھی معلوم

ہیں جیسی کہ یہ مجھ سمجھ میں ہیں اور ڈاکٹر اور گنہ گروں کی حیثیت

اور بحیثیت ڈاکٹر آپ کو اس بات کا بہت
دیر پہلے اطلاع دیدی ہوئی ہے۔
ولفرٹ - رالزام سے بچنے کی کوشش
کرتے ہوئے آپ دیوانے ہو گئے
ہیں ہوش میں آؤ۔

موریل - میں دیوانہ ہوں اچھا
ڈاکٹر پر یہی بات رہے کیوں جی
ڈاکٹر آپ کو یاد ہو گا کہ میڈیم
سینٹ مران کی موت کے روز اپنی
سٹر ولفرٹ کو باغ میں آہستہ کیا
باتیں کہی تھیں آپ اس وقت
اپنے تئیں اکیلا جانتے تھے۔ اور
جو سب اس وقت اپنے اس بڑھیا
کی موت کا اقرار دیا تھا۔ وہی سبب
لوئینہ ویلنٹین کی موت کا ہے۔
ولفرٹ اور ڈاکٹر نے ایک دوسرے
کی طرف دیکھا۔

موریل - ہاں ہاں یا کر و تم نے
اپنے آپ کو اکیلا خیال کیا تھا
مگر میں سن رہا تھا۔ ولفرٹ کی خاموشی
دیکھ کر چاہیے تھا کہ میں حاکموں کی
طرف رجوع کروں۔ تب پیاری
ویلنٹین میں تیری موت میں شریک
نہ ہوتا۔ جیسا کہ میں یقیناً ہوں مگر
خیر تیرا بدلا ہی میں ہی لوں گا یہ سب
دار و ارباب سب پر عیاں ہیں۔ اور
اگر تیرے باپ نے تجھے چھوڑ دیا تو پیاری

ویلنٹین میں خود تیرے قاتل کا پتہ لوں گا
اسدفعہ نوٹیر نے اسپر رحم کیا اس کے
آنسو نکل پڑے اور وہ رونے لگا ہوا بستر
کے پاس گر پڑا۔
تب ڈاکٹر آدھ گئی بولا کہ میں ہی سٹر
موریل کے ساتھ انصاف مانگنے میں
شریک ہوں۔ میرا خون اس خیال
پر اپنے گناہ کے میں نے اپنی کمزوری
کے سبب ایک خون کروایا ہے۔
ولفرٹ - ہائے رحیم خدا!
موریل نوٹیر کی طرف دیکھا جس کی
آنکھیں اسکو غیر معمولی روشنی سے
چمکتی معلوم ہوئیں۔ موریل بولا کہ
ٹھہرو۔ نوٹیر کہہ رہا تھا ہے۔
موریل - کیا آپ قاتل کو جانتے ہیں۔
نوٹیر - ہاں جانتا ہوں۔

موریل - کیا آپ ہمیں بتا دیں گے
ڈاکٹر صاحب سنو نوٹیر نے موریل
کی طرف غور سے دیکھا اور پہچانی
آنکھیں دروازہ کی طرف لگائیں۔
موریل - کیا میں جلا جاؤں۔
نوٹیر - ہاں۔
موریل - بڑھے مجھے رحم کرو۔
اچھا کیا مجھے پھر واپس آنے کی اجازت
ہے۔
نوٹیر - ہاں۔

موریل - کیا میں اکیلا ہی جاؤں۔

نوٹیسر " نہیں "

موریل " اور کسکو ساتھ لیاؤں "

ڈاکٹر کو یا ولفرٹ کو "

نوٹیسر " ڈاکٹر کو "

موریل " کیا وہ آپ کی بات سمجھ گیا "

ولفرٹ اس بات سے خوش ہوا کہ

اسکا باپ اس راز کو اسیر کیلے ظاہر

کرنا چاہتا ہے اور وہ بڑی خوشی سے

بولتا " ہاں ہاں " میں اپنے باپ کی

خوب سمجھتا ہوں "

اسیر ڈاکٹر اور موریل دونوں کمرے سے

نکل گئے کوئی پندرہ منٹ کے بعد ایک

لڑکھاتی ہوائی جہاز کی آواز اس

کمرے کے دروازہ پر سنی گئی جس میں

کہ موریل اور آدرگنی بیٹھے ہوئے

تھے اور پھر ولفرٹ اڑکولا آپ صاحبان

کو اندر آنے کی اجازت ہے " یہ کہہ کر

وہ ان دونوں کو نوٹیسر کے پاس گیا "

موریل نے ولفرٹ کی طرف دیکھا اس

کا چہرہ سرخ ہوا ہوا تھا اور وہ اپنی

ہاتھوں سے اس قلم کو چیر رہا تھا جو

اس نے پکڑی ہوئی تھی آخر اس نے

آہستہ آواز میں کہا " صاحبان

غچہ سے اقرار کرو کہ راز ہم میں اور

آپ ہی میں رہیگا " اور باہر نہیں

نکلے گا " اس بات کو سنکر ڈاکٹر اور

موریل بھی ہٹ گئے "

ولفرٹ " نہیں میں آپ کی منت

کرتا ہوں "

موریل " مگر قاتل " خونی مجرم "

ولفرٹ " دردمت میرے باپ

نے مجرم کا پتا بتا دیا ہے " وہ بھی

انتقام کے لئے ایسا ہی جوش میں ہے

جیسے کہ آپ ہیں مگر وہ بھی یہ ہریت

کرتا ہے کہ یہ بات ظاہر نہ ہو " کیوں

باپ تھیک ہے "

نوٹیسر " اشارے سے " ہاں "

موریل کے منہ سے حیرانی اور وحشت

کا ایک لغزہ نکلا "

ولفرٹ " موریل کا بازو پکڑ کر حاجی

صاحب میرا باپ جو ایسا زبردست

طبیعت کا آدمی ہے " اگر وہ یہ ہریت

کرتا ہے تو اس سے آپ کو جان لینا

چاہئے کہ ویٹین کا بدلا بڑی سختی سے

لیا جاوے گا " وہ منجھے جانتا ہے اور میں

نے اس سے اقرار کر دیا ہے " آپ یقین

رکھیں کہ میں تین روز میں اپنی بچی کے

قاتل سے ایسا بدلہ لوں گا " کہ جن کو

سنکر سخت سے سخت دل کا نپا پھر

جب اسنے اپنے دانت پیسے اور

موریل کا ہاتھ زور سے دبا یا "

موریل " نوٹیسر صاحب کیا یہ

اقرار پورا کیا جاوے گا "

نوٹیسر " ہاں ضرور "

ولفرٹ: "اچھا پھر آپ صاحب قیسم
 اٹھائیں کہ میرے گھر کی عزت کو آپ
 خراب نہ کریں گے۔"

دونوں نے قسم اٹھائی موبیل دوڑ کر
 بشر کی طرف گیا اور اس نے ویلنٹین
 کے سردار ورنر دھونٹوں پر ایک بوسہ
 دیا اور ایک دردناک چیخ ماری ڈاکٹر
 کے منہ سے بھی ایک چیخ نکلی۔

ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ تمام نوکر ہانگ
 گئے ہوئے تھے۔ اس لئے مشر ولفرٹ
 کو آدرگنی سے درخواست کرنی پڑی
 کہ تجہیز و تکفین وغیرہ کا وہی بندوبست
 کرے۔ ولفرٹ یہ بندوبست کر کے
 اپنے مطالعہ خانہ کی طرف چلا گیا۔ ڈاکٹر
 آدرگنی اس ڈاکٹر کو بلانیکے لئے گیا
 جس کا کام تھا کہ مردوں کو دیکھنے
 آنا کہ آیا وہ زہر وغیرہ سے تومارے
 نہیں گئے۔ زہرہ منٹ کے بعد وہ
 مردوں کے ڈاکٹر کو لئے ہوئے
 آ پہنچا۔ دونوں ڈاکٹر موت کے کمرے
 میں داخل ہوئے مردوں کا ڈاکٹر
 بستر کے قریب آیا اور اس نے ویلنٹین
 کے منہ سے چادر اٹھائی اور اس کے
 ہونٹ کھولے۔

آدرگنی مری ہوئی ہے چھوڑو
 اب کیا باقی ہے؟

ڈاکٹر دیا زہرہ (مرکب) ہاں مری ہوئی ہے

ہے اب مردوں کے ڈاکٹر نے اپنی رپورٹ
 لکھی اور اپنا کام کر کے ڈاکٹر آدرگنی
 کے ساتھ باہر نکلا۔ راستہ میں اسے
 ولفرٹ ملا جس نے اس کا شکریہ ادا
 کیا۔ جب وہ چلا گیا تو ولفرٹ نے
 ڈاکٹر آدرگنی کو یادری کے بارے میں
 کہا۔

ڈاکٹر: کیا آپ کا کوئی خاص یادری ہے؟
 ولفرٹ: نہیں۔ بس جو سب نزدیک
 ہوئے لے آنا چاہیے۔

ڈاکٹر: یہاں تمہارے پاس ہی ایک
 یادری رہتا ہے؟ جو زہرہ سے
 کہہ میں اسے بلاؤں؟

ولفرٹ: بہت بہتر ہے۔ یہ جاپانی
 آپ لے لیں اور اسے ویلنٹین کے
 کمرے میں لے آویں۔ میں یہاں نہیں
 ٹھہر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے
 کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے کام میں
 مشغول ہو گیا۔ ڈاکٹر باہر نکلا۔ دوسرے
 دروازہ کے پاس اسے ایک شخص
 اپنی کالیاں پہنے ہوئے نظر آیا۔ وہ
 سمجھ گیا کہ یہی یادری ہے۔ وہ اس کے
 پاس جا کر اس سے اس طرح بولا۔

کیوں ابی صاحب کیا آپ خدا کے
 لئے کسی ایسے شخص پر مہربانی کریں گے
 جس کی بیٹی مری ہوئی ہے۔ وہ آپ کا ہمسایہ
 ہے اور آپ اسے جانتے ہوں گے

باب بیسویں

(رہینگہ کی مہر)

دوسری صبح ہو گئی رات کے وقت
دفن کرنے والوں نے، نیا ادا
کرنے والا کام ختم کر دیا تھا اور
لاش کو ایک ریشمی کفن میں لپیٹ
کر اس کی جائے آرام میں لٹانے
کے لئے تیار رکھا تھا۔ وہ آدمی نوٹیر
کو بھی اس کی پوتی کے کمرے سے
لے گئے تھے اور اس کے پوتے کمرے
میں چھوڑ آئے تھے۔ ابی بسوئی
نے تمام دن اس گھر میں بیٹھے دعا کی
اور شام کے وقت بغیر کسی تو کہے
کے چلا گیا۔ صبح کے اٹھ بجے اور گئی
آیا۔ اور ولفرٹ کو جو نوٹیر کے
کمرے کی طرف جا رہا تھا ملا۔ وہ
اس کے ساتھ گھلاور دیکھا کہ نوٹیر اپنے
آرام چوکی میں بڑے مزے کی لمینڈ
سو رہا ہے۔ وہ دونو حیران و متحیر
دروازہ میں کھڑے رہے۔

آؤں گئی "مسٹر ولفرٹ دیکھو قدرت
خود جانتی ہے کہ رنج و غم کا ہمارا
عہدہ علاج کیسے کرنا چاہئے۔ کوئی

وہ مجسٹریٹ ہے۔"

ابی۔ دائی کے ملک کے بچہ میں ہیں
میں نے پہلے ہی سنا ہے کہ اس گھر
میں موت ہے۔"

ڈاکٹر۔ پھر آپ تشریف لیجیں
ابی۔ میں آپ کے کہے کے بغیر ہی
جائے کو تیار تھا۔ یہ تو ہمارا عین
فرض ہے۔ میں مردہ سے بھی واقف
ہوں اور میں اس کے حق میں دعا
کرتا ہوں۔"

ڈاکٹر۔ "جزاک اللہ۔ پھر آپ چلیں
اور سب گھر والے آپ کے مشکور
ہوں گے۔"

ابی۔ "اچھا چلیں۔ انشا اللہ۔ میری
دعائیں بڑی سچوش ہو گئی۔"
ڈاکٹر ابی کو اب ویلنٹین کے کمرے
میں لے گیا۔ اور زندوں اور مردوں
کو اس کی حفاظت میں کر کے آپ
رحضت ہوا نوٹیر اسی کمرے میں
رہا۔ جب ڈاکٹر چلا گیا تو ابی نے نہ
صرف ویلنٹین کے کمرے کا بیرونی
دروازہ ہی بند کیا بلکہ وہ دروازہ
بھی جو میڈیم ولفرٹ کے کمرے
کی طرف جاتا تھا۔"

نہیں کہہ سکتا کہ نوٹیر کو اپنی پوتی سے محبت نہ تھی مگر میری دیکھو وہ سوتا ہے ۵

ولفرٹ (حیران ہو کر) ہاں اپنے سچ کہا ہے اس حالت میں اس کا سوتا اور یہی تعجب کا مقام ہے کیونکہ اس کی عادت ہے کہ اس کی طبیعت کے ذرا بھی برخلاف کوئی بات کیجاو تو یہ دورایتیں نہیں سویا کرتا ۶

آخر گئی روپس آتے ہوئے غم نے اسے بے حس کر دیا ہے ۷

ولفرٹ ۸ افسوس ہے مجھو غم بے حس نہیں کرتا۔ میں دورات سے نہیں سویا۔ دیکھو میرا بستر بغیر شکن کے ہے۔ مگر میری میسر کی طرف دیکھو میں نے یہ تمام کاغذ لکھے ہیں۔ اور قاتل مینی وٹو پر دفعہ

جائی ہے۔ بس کام ہی میری جان ہے۔ یہی میری خوشی اور یہی میری آسودگی ہے۔ اور یہی میرے رنج کو ہلکا کرتا ہے ۹

ولفرٹ ۱۰ اب تو کوئی ضرورت نہیں بس اب گیارہ بجے ہیں آؤ۔ اد میری پیاری بیٹی یہ کہہ کر اس کے آتش لعل آتے اور وہ نالہ و زاری کرنے لگا ۱۱

اور گئی۔ کیا آپ ہمانوں کے

جمع ہونے کے کمرے میں موجود ہوں گے ۱۲

ولفرٹ ۱۳ نہیں ڈاکٹر صاحب میں کام کروں گا۔ جب میں کام میں ہوں میں سب کچھ بھول جاتا ہوں میرا ایک چچرا بہائی ہے یہ کام اس کے سپرد ہے ۱۴

ڈاکٹر اب چلا گیا اور ولفرٹ سچ جج جا کر کام میں مشغول ہو گیا ڈاکٹر راستہ میں اس کے چچرے بہائی کو ملا۔ اس شخص کو ہمارے فنانسے کوئی لمبا چوڑا تعلق نہیں ہے۔ بارہ بجے فابریک کھولتو ساری کا مھن ایک انبوہ کثیر سے بہر گیا بیرس کے تمام اچھے اچھے شخص جن میں ہمارے دوست لیوسین رناؤ اور بیو جیمپ بھی تھے ماتم کرنے کے لئے آئے ماتم کا تان لوگوں کو کہاں خیال تھا ۱۵

اصل میں ان کی عادت تھی کہ وہ ہر ایک رونق کے موقع پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ چاہے وہ خوشی کا کام ہو چاہے ماتم کا جو جوان اشخاص میں سے کسی کے آشنا تھے وہ چھوٹی چھوٹی جماعت بن گئے اور باتیں کرنے لگے۔ وہ جماعت سناٹا لیوسین اور بیو جیمپ کی تھی۔

لیوسین۔ ماتم زیادہ چہرہ بنا کر غریب لڑکی۔ کیسی خوبصورت کیسی

امیر کسی جوان مرنا ڈ کیا آپکو اس بات کا اس وقت دیکھی مگر رسکتا تھا۔ جبکہ ہم نے تین ہفتہ ہوئے ہیں اسکو دیکھا کہ ہاں نکاح کے روز دیکھا تھا۔
 سرفاڈ: تو بہ۔ کہاں خیال آسکتا تھا۔
 لیو سین: کیا تم نے کبھی اس سے بات کی۔
 سرفاڈ: میں نے دو تین دفعہ اس کے ساتھ میڈیم مار سرف کے ہاں بات کی تھی وہ خوبصورت توکل تھی مگر خدا داد اس سی تھی۔ اسکی سوتیلی ماں کہاں ہے کیا آپ کو معلوم ہے۔
 سرفاڈ: وہ اس جنگل میں کی بوی کے ساتھ دن بسر کر رہی ہے چہاڑے ان جہاں رہے۔
 لیو سین: وہ صاحب کون ہے۔
 بیو چیمپ: ابھی کسی کو کیا معلوم جلنے بھی دو۔
 لیو سین: کیا تھے یہ موت اپنی اخبار میں بیان کی ہے۔
 بیو چیمپ: بیان تو کی گئی ہے۔ مگر آرٹیکل میرا نہیں اگر اسے مسٹر ولفرٹ پڑھیں گے۔ تو خوش نہیں ہوگا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ اگر چار لگاتار موتیں کسی اور کے گھر میں ہوتی تو میسٹر بیٹ صاحب خبر نہیں کیا کچھ نہ کرتے

مگر اپنے گھر کی حضرت کو خبر بھی نہیں سرفاڈ: ڈاکٹر اور گنی جو میری ماں کا علاج کر رہے کہتا ہے کہ اس اپنے معاملہ کی بابت بھی سوچ روٹے مگر دوبارہ میری صاحب تم کسی تلاش میں ہو۔
 ڈبا ری: میں کونٹ آف مانٹی کر سٹو کی تلاش میں ہوں۔
 بیو چیمپ: میں اوپر رہتے ہوں اسے بونی ڈور میں ملا تھا میرا خیال ہے کہ وہ پیرس کو خیر باد کہے کو ہے کیونکہ وہ اپنے بیکر کے پاس چلا تھا۔
 سرفاڈ: بیکر کی طرف اس کا بیکر دیکھ کر ہے ہے نہ۔
 لیو سین: ان دیکھ ہی ہے مگر اس جگہ سے صرف کونٹ غیر حاضر نہیں ہے۔ بلکہ موریل بھی نظر نہیں آتا۔
 سرفاڈ: کیا اس کو ولفرٹ اور اسکا گھر نہیں جانتے ہیں۔
 لیو سین: ان میڈیم ولفرٹ سے اسکی واقفیت ہے اب ہم ان آدمیوں کو گفتگو کرتے ہوئے یہاں چھوڑتے اور اور طرف جاتے ہیں۔ بیو چیمپ نے ہڈیک کہا تھا جبکہ اسے بیان کیا تھا کہ میں نے کونٹ کو دیکھ کر کی طرف جلتے دیکھا ہے۔ دیکھ کر نے کونٹ

ڈینگلر "میر کی بیٹی"

کونٹ "یوحین"

ڈینگلر "بس ہم کو چھوڑ کر چلی گئی ہو"

کونٹ "خدا کی قدرت! کیا یہ بات"

درحقیقت سچ ہے"

ڈینگلر "بالکل سچ میرے پیارے"

کونٹ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اسودہ

وہی ہوتے ہیں۔ جنکی نہ بی بی ہوتی ہے

نہ بیٹی"

کونٹ "ہاں کیا آپکا یہ خیال ہو"

ڈینگلر "ہاں میرا تو یہی خیال ہے"

کونٹ "اچھا یوحین کیوں چلی گئی ہے"

ڈینگلر "وہ اس بے عزتی کی بدولت"

نہ کر سکی جو اس کینجٹ ظالم کے ذریعے سے

ہم پر آئی ہے بس اس نے مجھ سے

سفر کرنے کی اجازت مانگی میں خیال

کرتا ہوں کہ اسکا غرور اب اسے

خزانہ کی طرف کبھی نہیں آنے دینگا"

کونٹ "خیر ایسے مصائب اور دُشمن"

تو بہت گراں ہوتے ہیں لیکن ایک

لکھتی آدمی ان کی برداشت کر سکتا

ہے امید ہے کہ آپکا رویہ آپ کو بہت

تہوڑی دیر میں تسلی کر دیوے گا۔ ہاں

اگر دیکھا جاوے تو آپ جیسا امیر

کون ہے آپ نے تو ایک طرح سے

یورپ کی سلطنتوں کو سنبھالا ہوا

کی گارسی کو اپنے احاطہ پر داخل ہوتے

دیکھا اور بناوٹی اخلاق اور کشادہ

پیشانی سے اس کا استقبال کرتے

کے لئے اٹھا۔ جب کونٹ گاڑی سے

نکلا تو ڈینگلر اسکو مخاطب ہو کر بولا

کونٹ صاحب شاید آپ میرے ساتھ

سہرہ روی کرنے کے لئے آئے ہیں کیونکہ

میرے گھر پر سچ بڑی تباہی آئی

ہوئی ہے جب گاڑی آئی تو میں اسوقت

یہی خیال کر رہا تھا کہ بیچارے مار سرف

کے ساتھ بیٹھے کیا بدی کشی ہے۔ بیٹے

تو صرف انکار کیا تھا اور اسیں کوئی

بڑی بات نہ تھی۔ کیونکہ وہ خدا شنک

سا آدمی معلوم ہوتا تھا نہ خیر نہ کجی ہوا

سو ہوا مگر ہماری جاغت کے سبب

آدمی اس سال بڑی تباہی اور بد قسمتی

کا شکار بنے رہے ہیں۔ اس وقت

میں مجسٹریٹ کی طرف دیکھو اسکی نہ طرف

ایک بیٹی ہی مری ہے بلکہ سارا گھر انہ

ہی برباد ہو گیا ہے۔ مار سرف بیچارہ

ذلیل ہو کر مر گیا ہے۔ میرا حال آپ نے

دیکھ ہی لیا ہے کہ مجھے اس حرامی بیٹی

ڈٹو کی بدولت کیا خرابی آئی ہے

علاوہ ازیں"

کونٹ "اور کیا"

ڈینگلر "ہیں کیا آپکو پتا نہیں"

کونٹ "نہیں۔ اور کوئی نئی مصیبت"

ڈینگل نے اسکی طرف اس بات کو منکر
ترجیحی لگا ہ سے دیکھا۔ کیونکہ اسکو
شک پڑا کہ کونٹ اس کے ساتھ تسخیر
کرتا ہے۔

پھر کہا "ہاں مگر روپیہ تسلی کا باعث
ہو سکتا ہے تو میری ضرورت تسلی ہوئی
چاہیے۔ دولت مند تو میں ضرور ہوں"
کونٹ "دولت مند تو آپ ایسے

ہیں کہ آپ کی دولت مصر کے مینا علی
کے مانند ہے۔ اگر آپ خود ہی اسکو برباد
کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔

ڈینگل "دستکار (کر) آپ نے مجھے یاد دلایا
ہے میں پانچ چھوٹی سی سنڈیوں پر
دستخط کرنے کو تھا۔ دو سچو تو میں نے
کر دیا تھا مگر تین ابھی باقی ہیں مہربانی

کر کے آپ اجازت دیں کہ میں انہیں
بھی کر دوں۔"

کونٹ "ہاں کریں۔"

کچھ دیر بالکل خاموشی رہی۔ جیسے سو
ڈینگل کی قلم کے اور کسی چیز کی آواز
سنائی نہ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد کونٹ

بولایا "یہ کس جگہ کی ہیں۔"

ڈینگل "یہ سب بنٹ آف فلنس
کے نام ہیں اور دشمنی ہیں۔ کونٹ

صاحب ہیں اگر دولت کا بادشاہ
ہوں تو آپ اس کے شاہنشاہ ہیں
بہلا میں دیکھوں تو کہ آپ کے پاس

اس رقم کے لینے دس لاکھ کے کتنے
ایسے کاغذ ہیں۔"

کونٹ نے وہ کاغذ جو ڈینگل نے
ایسے غرور سے اس کے پیش کیا
تھائے لیا۔ اور اسے پڑھا۔ بنگ
کے گورنر کی طرف مہربانی کر کے حاصل
کو اس رقم کے دیکھتے ہی دس لاکھ
دیدیں۔

راقم میرن ڈینگل

کونٹ "ایک دو تین چار پانچ دس
لاکھ کے۔ گو یا کل پچاس لاکھ کی ہوئیں
مگر ڈینگل آپ تو قارون زبان ہیں۔"
ڈینگل "میرے سب کام ایسے
ہی ہوا کرتے ہیں۔"

کونٹ "میرے جیسا آدمی ایسے
کام دیکھ کر ضرور حیران ہو جاتا ہے
پھر یہ ہیں سب دشمنی رہے اور بھی
حیران کرنے والی بات ہے۔"

ڈینگل "مگر اس میں حیرانی کی کوئی
بات نہیں ہے۔"

کونٹ "اتنا اعتبار ہوتا بڑی بات
ہوتی ہے بس فرانس ہی پر ایسی باتیں

ختم ہیں کہ پانچ مھینے کاغذ کے
تکڑے پچاس لاکھ کی قیمت کے ہوں
سچ جانو کہ دیکھنے کے بغیر اس کا یقین
جہیں آ سکتا۔"

ڈنیکلر! کیوں آپکو کچھ شبہ ہے؟“
 کونٹ: نہیں۔“
 ڈنیکلر: آپ! ایسے لہجہ میں کہتے ہیں
 کہ گویا آپکو یقین نہیں آتا۔ بھیر میں
 آپکو یقین دلاتا ہوں۔ میرے کلاڑ
 کو تک میں لیجاؤ اور اسکو وہاں سے
 خزانہ کے نام اتنی ہی رقم کی ہنڈوی
 لیجاوے گی۔“
 کونٹ نے ساغذ لیٹے اور کہا۔ نہیں
 نہیں یہ بات ایسی عجیب ہے کہ میں
 خود ہی تجربہ کرونگا میرے آپ کی
 طرف ساتھ لاکھ تھے۔ جنہیں سے
 نو لاکھ میں لئے ہوئے ہیں۔ اب
 میرے آپ کے نام اکیا دن لاکھ ہوتی
 ہیں سو میں ان پانچوں کاغذوں کو
 اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اور یہ ساتھ
 لاکھ کی رسید ہے۔ جو میں پہلے سے
 لکھ رکھی ہوئی ہے۔ کیونکہ مجھے روپیہ
 کی آج سخت ضرورت ہے۔“
 یہ کہہ کر کونٹ نے کاغذ تو اپنی جیب
 میں ڈال لیئے اور رسید ڈنیکلر کی طرف
 کی۔ ڈنیکلر تو اس بات کو دیکھ کر ایسا
 وحشت زدہ ہو گیا۔ جیسے آسیر بکلی
 گر گئی ہو۔ پھر وہ بولا کہ میں کیا یہ
 آپ روپیہ لیجاتا چلتے ہیں یہ تو میں
 شفا خانہ فند کا دنیا ہے اور آج ہی
 کا اقرار ہی ہے۔“

کونٹ: ”خیر کوئی بات نہیں ہے
 مجھے پھر دیدینا۔ میں تو صرف اس بات
 کا خود تجربہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ کو ایک
 منٹ اطلاع دینے کے بعد پچاس لاکھ
 کی رقم ملجاتی ہے۔ کچھ پرواہ نہیں ہے
 یہ لیں آپکی ہنڈیاں پڑی ہیں۔ یہ
 کہہ کر اس نے ہنڈیاں جیب سے نکالیں
 اور منبر پر رکھ دیں۔ ڈنیکلر نے انہیں
 اس طرح سے کپڑا جیسے کوئی بھوکا
 کتا اپنے شکار کو کپڑا ہے تھوڑی
 دیر میں پھر اس نے اسے تئیں سنبھالا
 اور کہا: ”خیر کونٹ صاحب آپکی رسید
 ہی روپیہ ہے۔“
 کونٹ: اس میں کیا شک ہے اگر آپ
 روم میں ہوں تو وہاں کے ساہوکار
 میری رسید دیکھنے پر کروڑ دینے کو
 تیار ہیں۔“
 ڈنیکلر: آپ معاف فرماویں میں
 غلطی کی ہے۔“
 کونٹ: ”تو پھر میں ان کو رکھوں
 ڈنیکلر! اچھا آپ رکھیں کونٹ نے
 پھر ہنڈیاں اپنی جیب میں ڈال لیں
 اور وہ اپنی زبان حال سے یہ کہتا ہوا
 معلوم ہوتا تھا: ”اب ہی وقت ہے
 سوچ لو!“
 ڈنیکلر: ”اُن ان کو رکھیں کوئی بات
 نہیں ہے شفا خانہ والوں کو پھر دیدیا

جاوینگا۔ یہ کہہ کر وہ مسکرایا اور پھر
تھوڑی دیر کے بعد بولا: مگر ابھی
ایک لاکھ باقی ہے۔

کونٹ: دھندیاں حبیب میں ڈالیں
اجی ایک لاکھ کیا ہوتا ہے ہمارا
نتہا راحساب مباح ہے۔

ڈینگل: اچی تمسخر کیوں کرتے ہو۔
لاکھ نہ ہوا مینا ہوا۔

کونٹ: میں سہا ہو کاروں کے ساتھ
تمسخر نہیں کیا کرتا یہ کہہ کر وہ اٹھا اور
دروازہ کی طرف گیا پھر اتنے میں ڈینگل
کے نوکر کی باہر سے آواز آئی: ایم دی
بادل شفا خانہ کے گورنر تشریف لائے
ہیں۔

کونٹ: بہت خوب میں بھی توقف
پر آگیا تھا ورنہ یہ صاحب میرا صاحب
کہاں صاف ہونے دینے لگے تھے۔

ڈینگل: پھر زرو ہو گیا۔ اور اس نے
صلہ دی سے کونٹ کو رخصت کیا جو نہی
کہ وہ مکمل گیا ہم بادل ڈینگل کے کمرے

میں آیا کونٹ تو سیدہ اب بک کی طرف
روانہ ہوا۔ اور ادھر ڈینگل تمام رنج
غم و اندوہ کے آثار چھپا کر ایم بادل کو ملنے

کے لئے بڑا جانتے ہی اس نے اس کے
ساتھ ملا یا اور کہا: گد مارنگ قرض
نواہ صاحب: گد مارنگ آپ قرض

نواہ ہی ہیں۔

ایم بادل: جی ہاں غریبوں اور یتیموں
نے یہ کام میری سپرد کیا ہے کہ میں
آپ سے پچاس لاکھ روپیہ خیرات
کے طور پر مانگنے کے لئے آؤں۔ ایک
میرا کل والا خط تو مل گیا ہوگا۔
ڈینگل: ہاں۔

بادل: میں رسید بھی لکھ کر لے آیا
ہوں۔

ڈینگل: میرے پیارے بادل آپ کے
یتیموں کو کم سے کم چوبیس گھنٹہ انتظار
کرنا چاہیے کیونکہ ان کے پچاس لاکھ
ابھی کونٹ آف مانٹی کر سٹو لیکھا ہے
آپنے اسے دیکھا ہی گا۔ اس نے
آپ کو سلام بھی کیا تھا۔

بادل: اچی بندہ خدا۔ یہ آدھی پچاس
لاکھ لیگیا ہے خدا کے لئے سچی باتیں
کیا کرو۔

ڈینگل: یہ دیکھو کہ اسکی رسید
موجود ہے۔ خرابہ ہوا اور مانوے
بادل نے رسید اس کے ہاتھ سے

لی اور پڑی اور کہا ہے تو سچ پچاس
لاکھ اس کے آپ کے نام تھے۔ یہ کوئی
نواب ہوگا۔

ڈینگل: یہ تو مجھے معلوم نہیں
ساتھ ملا یا اور کہا: گد مارنگ قرض
نواہ صاحب: گد مارنگ آپ قرض
نواہ ہی ہیں۔

سب پر مجھ کو ترجیح دی ہے اور ایک لاکھ کا حساب بھی میرے ساتھ باقی رکھ گیا ہے۔

باؤلؔ خوب تو میں پھر اس کے پاس جاؤنگا اور اس سے شفاخانہ کیواسطے کچھ خیرات مانگوں گا۔

ڈینگلؔ بہت خوب ہے آپ کی بھی معقول رقم ملے گی، کیونکہ اس کی خیرات ہی کوئی مہینہ ہزار کے قریب مانہ ہو جاتا ہے۔

باؤلؔ بہت خوب میں نو نہ کے طور پر اس کے پاس میڈیم مارسرف اور اس کے بیٹے کا واقعہ بیان کروں گا۔

ڈینگلؔ کونسا واقعہ؟
باؤلؔ انہوں نے اپنی تمام جائداد شفاخانہ میں دیدی ہے۔

ڈینگلؔ وہ کیوں؟
باؤلؔ اس لئے کہ وہ ایسے بڑے طور سے حاصل کی ہوئی دولت کو لیند نہیں کرتے۔

ڈینگلؔ اور وہ گذارہ کس طرح کریں گے؟

باؤلؔ بس بیلا لشکر میں داخل ہو گیا ہے اور مالی اس کے ساتھ رہے گی۔

ڈینگلؔ تھا ان کے پاس کل کتنا؟

باؤلؔ کچھ بہت نہ تھا کوئی تیرا لاکھ تھا اچھا اب اپنی بات کرو۔
ڈینگلؔ کیا آپ کو اشد ضرورت ہے؟

باؤلؔ بڑی اشد ضرورت کیونکہ کل ہمارے رقومات کی پڑتال ہو گئی۔
ڈینگلؔ کل پہلے کیوں نہیں آئے؟
کہا۔ ایک دن تو سو برس کے برابر تھا ہے۔ پھر گھبراہٹ کی کوئی بات ہے اچھا کونسے وقت پڑتال ہو گئی؟

باؤلؔ دو بجے۔
ڈینگلؔ اچھا بارہ بجے آئیے اور اگر آج چاہتے تو یہ کوٹ کی رسید لیجائیے پانچ چھ ہزار کا مٹی کا مالدینا پڑیگا۔
روپیہ آپ کو مل جاوینگے۔

باؤلؔ نہ میں اتنا خسارہ نہیں اٹھاتا کل ہی لیلوں گا۔

ڈینگلؔ اُن ضرور۔ باؤلؔ مصافحہ کرتے ہوئے پہلا آپ میڈیم ولینٹین کے جنازہ پر نہیں گئے۔ مجھ وہ راستہ میں ملا تھا۔

ڈینگلؔ نہیں میں اس میں دُکولے معاملے کے سبب کچھ مضحکہ خیز جگہ بن گیا ہوں۔ موسم پیچھے ہی رہتا ہوں اور دوسروں کو کم متا ہوں۔

باؤلؔ مگر اس میں آپ کا کیا قصور؟
ڈینگلؔ آپ کو معلوم نہیں جس نے

باب ایک سو چار

(پیرس لایس کا قبرستان)

ایم ڈی بادل نے پرجہ ویشین کا
خازنہ قبرستان کی طرف جاتا ہوا
دیکھا۔ موسم برا پر شور اور طوفانی تھا
لھندی تیر ہوا باقی ماندہ پتوں کو اڑا
رہی تھی جو ابھی تک شاخوں پر قائم تھیں
ایم ڈی ولفرٹ صرف پیرس لایس کے
قبرستان کو اپنے خاندان کے آدمیوں کی
لاشوں کے واسطے مناسب جگہ خیال
کرتا تھا اس لئے اس جگہ ایک گنبد کمرہ
خرید رکھا ہوا تھا جو قریباً اس کے گھر
کے آدمیوں سے بہرہ چکا تھا اس گنبد
دار کمرے کی پیشانی پر ولفرٹ کی سلی
بی بی سرائی کی خواہش کے مطابق
ہیہ الفاظ کندہ کئے ہوئے تھے سینٹ
مران اور ولفرٹ کے خاندان اس جگہ
آرام کر رہے ہیں اس لئے ویشین
کا عظیم الشان خازنہ فابوگ ہولوگ
سے اس قبرستان کی طرف روانہ ہوا
شہر پیرس میں سے ہوتا ہوا یہ
فابوگ سینٹ عقیل میں پہنچا اور

کبھی بے غرق نہ دیکھی ہوا اس کی طبیعت
میں جس کچھ زیادہ ہوجاتی ہے
بادل "لوگوں کو آپ کے ساتھ اور
خصوصاً آپ کی بیٹی کیساتھ بڑی ہی
پہلوروی ہے"

ڈینگرس "یو جین" آپ کیا کہتے
ہیں وہ تو اب غریبی زندگی بسر کر رہی
وہ اس واقعہ کے بعد یہاں ایک
روز بھی نہیں ٹھہری اور ایک میرے
واقف کے ہمراہ اعلیٰ کی طرف چلی گئی
ہے"

بادل "اوہو بڑے افسوس کی بات
ہے اچھا صبر کرنا چاہئے وہ کہہ کر چلا
گیا ہے۔ ابھی وہ نکلا ہی تھا کہ ڈینگرس نے
کوٹ والی رسید اپنی جیب میں ڈالی
اور اپنے آپ کو کہا۔ "ہوں بیوقوف جب
تو بارہ بجے آئیگا تو میں خبر نہیں اس
وقت کہاں کا کہاں ہوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے
اپنی تمام ڈسرا سرائی خالی کئے روپیہ پیسے
سارا جمع کیا۔ کچھ کاغذ جلا دیئے اور کچھ
زمین پر پھینک دیئے۔ اور میڈیم ڈینگرس
کے نام ایک خط لکھنا شروع کیا۔ خط
ختم کر کے اس نے کہا میں خود اسے
اسکے میز پر رکھ دوں گا۔ پھر اس نے ایک
پروانہ راہداری لکھا لا اور کہا۔ پس ابھی
یہ خود چھینہ اور کام دے سکتا ہے"

درختوں اور چٹانوں کے بیچ میں سے
دیکھنا شروع کیا۔ اور جلد ہی اسکی
امید برآئی کیونکہ دو درختوں کے
بیچ اسے ایک سایہ سا گذرنا ہوا
معلوم ہوا یہ موریل تھا۔

پھر موریل اچھی لارڈ اور ہڈوں کی
قبر کے چھپے سے گذرا اور تابوت کے
ساتھ بولیا اور پھر اس کے ساتھ
ساتھ قبر پر پہنچا ہر ایک آدمی اپنے
اپنے خیال میں محو تھا مگر کونٹ کی توجہ
اسی طرف لگی ہوئی تھی اور وہ یہ تار
رہا تھا کہ آیا موریل نے اپنے کپڑوں
کے نیچے چھپا کر کوئی ہتھیار تو نہیں رکھا
موریل نے ایک کوٹ پہنا تھا جس
کے بٹن گلے تک بند کئے ہوئے تھے۔

اسکا چہرہ سرخ تھا اور اس نے
اضطراب سے ٹوپی اپنے ہاتھ بٹری
ہوئی تھی وہ ایک ایسی جگہ جہاں سے
کہ وہ جنازہ کی ساری کیفیت کو دیکھ
سکے ایک درخت کے ساتھ سہارا
لگائے کھڑا تھا۔

ہر ایک بات معمول کے مطابق
کی گئی۔ چند آدمیوں نے ولینٹین کی
جوانی کی موت پر افسوس کا اظہار
کیا بعضوں نے اس بات پر تقریر
چھپائی کہ وہ مرتی ہوئی اپنے
لاپ سے التجا کر گئی ہے کہ مجرموں

وہاں سے پھر جلدی قبرستان میں
جا پہنچا۔ جنازہ کے پیچھے بس تو اتنی
گھڑیاں تھیں اور ان کے پیچھے کوئی
پچاس کے قریب اور لوگوں کی گھڑیاں
تھیں اور ان سب گھڑیوں کے پیچھے
کوئی پانچ سو آدمی بیدل آرہے تھے۔

یہ پچھلے وہ لوگ تھے جن کو کہ ولینٹین
کی موت نے حقیقی صدمہ پہنچایا تھا
اور باوجود موسم کی سختی کے وہ چاہتے
تھے کہ اس معصوم جوان اور خوبصورت

لڑکی کا جنازہ ٹیرے بغیر نہ رہیں ابھی
وہ پیرس سے نکلے ہی تھے کہ چار

گھوڑوں والی ایک گاڑی آئی۔ اسیں
کونٹ آف مانٹی کرسٹو تھا۔ وہ فوراً
گاڑی میں سے اترا اگر وہ میں شامل
ہو گیا۔ روناؤ نے اسے دیکھ لیا اور فوراً

اپنی گاڑی چھوڑ کر اس کے ساتھ

بولیا کونٹ ہر طرف نظر دوڑاتا تھا

اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کی تلاش

کر رہا ہے۔ مگر اسکی تلاش کامیاب

نہ ہوئی آخر وہ بولا کہ موریل کہاں

ہے کیا ان صاحبوں میں سے کسی

نے اسکو نہیں دیکھا۔

سناٹا۔ پچھنے خود کچھ بار یہی سوال

کیا ہے مگر اس کا کہیں تینا نہیں ملا۔

کونٹ چپ ہو گیا آخر وہ قبرستان

میں پہنچے کونٹ کی تیز آنکھ نے

بیرحم کیا جاوے۔ آخر انہوں نے اپنی
اپنی تقریریں ختم کیں مگر ناشی گرسٹو
نے ان تقریروں میں سے کسی میں
داخل نہیں ہوا تھا۔
اسکی نظر موریل سے بالکل نہیں
ہٹی تھی جس کی ہیئت اور شکل کا
ناظرین پر اسوقت ایک عجیب اثر
ہو رہا تھا۔ یہو جیب نے کیوسین
کی توجہ موریل کی طرف کھینچ کر کہا
دیکھو وہ اس جگہ کیا کر رہا ہے۔
لیوسین "میں سمجھتا ہوں کہ اسے
سر دی لگتی ہے۔"
یو جیب "بالکل نہیں میرا خیال
ہے۔ کہ وہ بڑی اضطراب کی حالت
میں ہے اسکی طبیعت بڑی نرم اور
مثلاً تر معلوم ہوتی ہے۔"
سرنائیڈ۔ واہ۔ وہ تو میڈیم ولینٹین
کو جانتا ہی نہ تھا۔
لیوسین "جانتا کیوں نہ تھا، اسرف
کے گھر میں جو ناچ ہوا تھا اسین تین
بار اس کے ساتھ ناچا تھا۔ کیوں
کوٹ صاحب آپنے وہ ناچ دیکھا
کہ نہیں۔"
مگر کوٹ موریل کے دیکھنے میں
ایسا مھوٹھا کہ اسنے بالکل اٹکی گشتو
کو نہیں سنا تھا اس لئے اس نے

اسکی اسات کا کچھ جواب نہ دیا۔
جنارہ کی کاروائی سب ختم ہو چکی اور
لوگ سب بیرس کی طرف واپس چلے
گئے۔ کوٹ اپنے ساتھیوں سے اسطرح
جد لکھ رہا کہ کسی نے معلوم نہ کیا کہ
کدیر کیا ہے۔ اس سے پیشہ
کو ایک بری شہرہ پھیل رہی تھی
وہاں موریل کے آنے کا انتظار تھا۔
لگا۔ موریل ہی اسب شہرہ
قبر کی طرف آیا۔ مگر راستہ میں وہ
ولینٹین کی قبر کے پاس کھڑا ہو گیا
اور گہنٹوں پر گنگر بولا "اے
ولینٹین "کوٹ ہی اتنے میں آگے
بڑھ آیا تھا۔ اور جب میں نے موریل
کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو اسکا
دل جھٹ گیا۔ آخر موریل کے کندھ پر
ہاتھ رکھ کر وہ بولا۔ میرے دوست
میں تمہاری تلاش کر رہا تھا۔
کوٹ کو امید تھی کہ وہ سخت روٹے گا
مگر اس امید کے برخلاف موریل
سے اسکی طرف بھرا اور بولا "آپ
دیکھتے ہیں کہ میں دعا کر رہا ہوں۔"
کوٹ موریل کو میرے پاؤں تک
تاڑ گیا اور پھر اسکا دل
اور اس نے اسکو کہا "میرے
کاروی میں بیٹھ کر شہر کو چلتے ہو۔"

موریل نے جہاں مگر میں نہیں رہنا چاہتا ہوں

کوٹھ میں تم کیا چاہتے ہو؟

موریل نے بس مجھے دعا کرنے کے لئے چھوڑ دو؟ کوٹھ میں کیا

مگر وہ چلا نہیں گیا میں نے اپنے آپ کو

ایک درخت موریل آخر کار اٹھا اور

خاک اپنے گھٹو پر سے جہاز کر کے

دیکھنے کے بغیر بیرس کی طرف روانہ

ہوا۔ کوٹھ یہی چپ چاپ اس کے

پچھے روانہ ہوا

تھوڑی دیر میں موریل اپنے مکان

میں جا داخل ہوا اس کے پانچ منٹ

بعد کوٹھ بھی جا داخل ہوا۔ جو

موریل کی بہن دروازہ پر کھڑی تھی

کوٹھ کو دیکھ کر وہ اس خوشی کے

ساتھ جو اس گھر کے ہر ایک شخص

کو اس کے دیکھنے پر ہوا کرتی تھی

کہا آئیے کوٹھ صاحب

کوٹھ نے موریل ابھی والیں آیا

تھا

جولیا نے اسے ایسی گزرتے

دیکھا ہے مگر آپ المیہ تو

پاس جائیں

کوٹھ نے نہیں مجھے موریل سے

محنت ضروری کام ہے کوٹھ اندر

گیا۔ وہ سیڑھیوں پر چڑھا جو کہ موریل

کے کمرے کی طرف جاتی تھیں۔ چڑھ کر

وہ خاموش کھڑا رہا۔ مگر اندر کمرے

کے بالکل سنسنائی تھی۔ کمرے کے

دروازوں پر کھینچے گئے تھے۔ دروازہ

کوٹھ لالنگا ہوا تھا۔ اور موریل اندر بند تھا

اندر سے نظر کھینچ نہ آتا تھا کیونکہ

موریل نے تیشوں کے آگے ایک

سرخ پردہ کھینچ دیا ہوا تھا۔ کوٹھ

بڑا متفکر ہوا۔ اور بولا اب میں کیا

کروں کیا گھنٹہ بجائوں۔ نہیں گھنٹہ

کی آواز موریل کے ارادہ کو اور بھی

پورا کرے گی۔ اور پھر گھنٹہ کی آواز کے

بعد کوئی اور آواز سنائی دے گی سوچ

سوچ کر کوٹھ کو آخر ایک بات سوچ

اس نے جلدی اپنا ہاتھ مار کر ایک تیشہ

توڑ دیا۔ اور دیکھا کہ موریل اپنے میز پر

بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے۔ جب اس نے

کوٹھ کو دیکھا تو وہ جگہ سے اٹھ

کر اٹھا

کوٹھ نے میں نہ ہزار معافی مانگا

ہوں۔ دیکھو میں پھسل کر گر گیا تھا۔ او

آپ کے دروازہ کا ایک تیشہ کوٹھ

گیا ہے۔ خیر اب آپ بیٹھے رہیں

خود ہی دروازہ کھول کر اندر آ جاتا ہوں

یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ اندر ڈالا

اور دروازہ کو کھولا۔ موریل آسے
منے کے لئے آیا مگر اسکی نیت اس
کے نذر لانے کی نہ تھی۔ بلکہ زیادہ
ترابہر نکالنے کی تھی۔

کوٹ۔ راجی کہنی کوٹتے ہوئے
واہ جی۔ یہ سب آپکی سیٹیوں کا
قصور ہے۔ آدمی انپر ٹھہر نہیں سکتا
یہ ایسی جگہیں ہیں جیسے شیشہ۔
موریل۔ (سر دھری سے) لگی
تو نہیں۔

کوٹ۔ نہیں مگر آپ وہاں کیا
کر رہے تھے آپکی انگلیوں کو سیاہی
لگی ہے کچھ لکھ رہے تھے۔

موریل۔ میں۔ نہیں۔
کوٹ۔ وہ دیکھ۔ انگلیوں کو
سیاہی لگی ہوئی ہے۔

موریل۔ ہاں بیشک لکھ رہا تھا
میں باوجود سیاہی ہونے کے اکثر
اوقات لکھ کرتا ہوں۔

کوٹ۔ (اپنے گرویکھ کر) آپکے
ہینول بچا آپکے مینیر پر ہے
موریل۔ (حقارت سے) اچھی میں
ایک سفر کی تیاری میں ہوں۔

کوٹ۔ میرے دوست میرے
پیارے دوست موریل دیکھو میں
منت کرتا ہوں کہ جلد بازی نہ کرو
موریل۔ میں جلد بازی کرتا ہوں

کیوں سفر میں کوئی عجیب بات ہے۔
کوٹ۔ میرے دوست ایسے
کہ ہم دونو اپنے چہروں سے پرہیز نہیں
کیا ضرورت ہے کہ آپ مجھے دھوکا دیں
اور میں آپکو رسوا آپکو معلوم ہوئے
کہ میرا شیشہ توڑنا اور اس طرح
ایک تنہا بیٹھے ہوئے دوست کو بے
آرام کرنا یہ تو نہیں تھا بلکہ مجھ سخت
اضطراب نے اور ایک یقین نے مجبور
کر دیا تھا کہ میں یہ کچھ کروں۔

موریل۔ آپکے دہمیں عجیب عجیب
خیال پیدا ہوتے ہیں۔

کوٹ۔ میرے دوست میں آپکے
صاف صاف کہتا ہوں کہ آپ اپنے
آپکو تباہ کرنے کو تیار تھے۔ اور
اس بات کا ثبوت یہ ہے یہ کہہ کر

اس نے دو کاغذ اٹھا لیا۔ جو موریل
نے کہہ کر مینیر پر رکھا ہوا تھا۔ وہ جیٹا
کہ کاغذ اس کے ہاتھ سے چینے
مگر کوٹ نے اپنے لوبے کے ہاتھوں

سے اس کی کلائی کو پکڑ لیا۔ اور کہہ کر
اپنے کو اس نے لگے تھے اور تم نے یہی
کہا ہے۔

موریل۔ راجی چہرہ بدکر! اچھا
یوہی سہی اگر میں یہ ہینول اپنے
سر میں مار نیکا ادا دہ کیا۔ تو اس میں
کسی کو کیا کوئی مجھے روک سکتا ہے۔

میری امیدیں تباہ ہو گئی ہیں میرا
دل ٹوٹ گیا ہے میری زندگی میرے
سر پہ ایک بوجھ ہے اور مجھے تمام
اداسی ہے اداسی نظر آتی ہے مجھے
مار ڈالنے پر رحم کرنا ہے کیونکہ اگر
میں زندہ رہوں تو میں دیوانہ ہو جاؤں گا
اے صاحب جب میں نے آپ کو
یہ سب بتا دیا تو کیا پھر آپ مجھے
اب بھی روکیں گے۔ اور کہیں گے
کہ میں غلطی پہنچوں گا

کوٹ: "اے میں ایسا کر لوں گا
موریل: رخصتے اور ملامت افیر
پھر سے، تم جس نے مجھے چھوٹی
امیدیں دلائیں تم جس نے مجھے چھوٹی
اور بیہودہ اقراروں سے دھوکا دیا ہے
تم چھوٹے اور دغا باز۔ اگر تمہارے
چھوٹے اقرار نہ ہوتے تو کم سے کم
میں مرتے وقت تو اسکے پاس ہوتا
تم دعوے کرتے ہو کہ سب ٹھیک جلتے
ہو اور کہتے ہو کہ گویا تم ایک عافظ
فرشتے ہو۔ تم اتنے دعوے کرنے
والے مگر تمہیں ایک معمولی زہر کا
تربیاتی قند ملے میں سچ کہتا ہوں کہ
مجھے تم سے حقارت آتی ہے اور اگر
حقارت نہ آتی تو رحم آتا۔ اے میں تم سے
کہا کہ ہمیں اپنے چہروں پر سے پرہ
ہٹا دینا چاہئے۔ سو میں نے ہٹا دیا ہے

جب قبرستان میں تم نے مجھ سے بات
کی تو میں نے تمہیں جواب دیا۔ یہاں
تم آتے تو میں نے تمہیں اندر آنے دیا
مگر تم میرے لئے نئی نئی تکالیف ایجاد
کرتے ہو۔ حالانکہ میں نے خیال کیا
تھا کہ اب میری تکالیف کا خاتمہ
ہو گا۔ تم چھوٹے دوست اب تم اپنے
دوست کی موت اور خودکشی دیکھو گے
یہ کہہ کر وہ دیوانہ وار پھر لپٹول کی طرف
پڑھا

کوٹ: "میں پھر کہتا ہوں کہ تم
موریل: کبھی خودکشی نہیں کر سکتے۔
موریل: "اپنے آپ کو چھڑانے کی
کوشش کرتے ہوئے اچھا پھر مجھے
دک لوگ

کوٹ: "دیکھو روکتا ہوں۔"
موریل: "اور تم ہو کون سکے اس
طرح سے مجھ پر اپنا ظالمانہ حق جالتے
ہو۔"

کوٹ: "میں کون ہوں۔ سنو میرے
ہی دنیا میں ایک ایسا آدمی ہوں
جو یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ موریل
تمہارے باپ کا بیٹا آج اس طرح
نہیں مرے گا۔ یہ کہہ کر وہ بڑی فحاشات
سے اس کی طرف بڑھا یا پھر آپ کوٹ
کی طرف سے ایک قدم پیچھے ہٹ
گیا۔ اور پھر لولاک میرے باپ کا

نام درمیان میں کیوں لاتے ہو؟
 کوئٹہ اس لئے کہ میں وہی
 ہوں جس نے تمہارے باپ کی جان
 سبائی تھی جبکہ وہ تمہاری طرح اپنے
 آپکو تباہ کرنے لگا تھا۔ میں وہ ہوں
 جس نے فیصلی تمہاری بہن اور چھان
 فرعون تمہارے بوترے موریل کو بھیجا
 تھا۔ میں اڈھنڈ ڈینٹس ہوں
 جس نے اپنی گود میں تمہیں پرورش کیا
 تھا۔

موریل بے دم اور بے حس ایک اور
 قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اسکی سطاقت
 سلب ہو گئی۔ اور وہ سیدھا کونٹ
 کے قدموں پر گر پڑا۔ اب اسکی ستری
 طبعیت بدل گئی۔ اور وہ کمرے سے
 کودتا ہوا باہر نکلا۔ اور پکارا۔ جولی
 جولی المینوئیل المینوئیل۔
 مانی کرسٹو نے کوشش کی کہ نکل
 جاوے مگر موریل نے دروازہ کے
 کواڑوں کو بند کر لیا۔ اور اسے ٹکفے
 نہ دیا۔ جولی اسکا خاوند اور کچی کوکر
 موریل کی آواز سنکر دڑتے ہوئے دوڑ
 موریل نے ان کے ہاتھ پکڑے اور
 چوٹ بھری آواز میں انہیں اندر بھاگ
 دیکارا۔ سجدہ کروا کر گٹھن کے بل
 کر جاؤ۔ یہ بھارا مری با مری اور
 ہمارا نجات دہندہ یہ ہے۔

وہ کہہ اٹھا کہ یہ اڈھنڈ ڈینٹس ہے
 مگر کونٹ نے اسکا بازو پکڑا اور اسے
 روک لیا۔ جولی نے کونٹ کے گٹھن
 پکڑ لئے المینوئیل اس کے گلے چبھا
 موریل اس کے قدموں پر گر پڑا۔ اب
 یہ نوچے کے دل والا آدمی نرم ہوا
 اسکا دل بہر آیا اس نے اپنا سر پیچھے
 کیا اور رویا۔ جولی بچوں کی طرح دوڑا
 گئی اور وہ تھیلی اٹھا لائی جو ان کے نام
 مری نے اپنی ڈی حلاق کو دی
 تھی۔ المینوئیل نے کونٹ کو دل شکست
 آواز میں کہا۔ کونٹ صاحب ہم
 جواتنی مدت سے آپ کے سامنے
 اپنے مری کا ایسی شکر گزار سی اور محبت
 سے ذکر کرتے تھے تو آپ نے کیوں
 اپنے آپکو ظاہر نہ کیا۔ ہمارا قول
 رہتا تھا۔

کونٹ نے بات تو ظاہر اب بھی
 نہ ہوتی مگر موریل کی مہربانی ہے
 خیر اب وہ بھی سمجھتا ہوا ہوگا۔ المینوئیل
 کا ہاتھ پکڑ کر دیکھو ایک بات میں
 تم کو کہتا ہوں۔ ذرا موریل کو دیکھتے
 رہنا۔
 المینوئیل۔ حیران ہو کر کیوں کیا؟
 کونٹ۔ بس اتنا کہہ دینا ہی کافی
 ہے۔
 المینوئیل نے اتنے میں مینریتوں

پڑی دیکھی۔ وہ سب بات سمجھ گیا
اور انہیں اٹھانے کے لئے دوڑا کہ
کوٹھ لے رہو دو کوئی در نہیں ہوگا
اتنے میں جولی تھیلی لے آئی۔ اور بولی
یہ وہ تھیلی ہے۔ جو میں اپنی جان سے
غزیر ہے۔

کوٹھ میری بچی۔ جہربانی کر کے
مجھے یہ تھیلی دیدو۔ اب چونکہ تم نے
میرا چہرہ دیکھ لیا ہے۔ امید ہے
کہ آپ اسکو یاد رکھیں گے۔

جولی۔ دھیلی کو سینے سے لگا کر
نہیں نہیں آپ جہربانی کریں۔ اور
اسے رچنے دیں کیونکہ شاید کسی
کسبخت زور آپ ہم سے ضرور جدا
ہو جاویں گے۔ کیوں ٹھیک ہے
کہ نہیں۔

کوٹھ۔ تنہا قیاس صحیح ہے
شاید ایک ہفتہ میں میں اس ملک
سے چلا جاؤں گا۔ جہاں تک اتنے آدمی
جو خدا کے انتقام کے سزا وار تھے
مزے میں گزار رہے تھے جیکہ

میرا باپ بہوک اور زخم کے مارے
مر گیا تھا۔ اب کوٹھ نے موریل
کی طرف دیکھا کہ اسکی اپنے عزیز
جانے کے خبر بیان کرنا بھی موریل
پر کچھ اثر کرتا ہے یا نہیں۔ مگر موریل
ویسا ہی پتھر کی طرح پڑا رہا اس

نے تب ایک اور کوشش کرنی چاہی
تاکہ وہ اس کو اس کے غم بھلا دے
پھر جولی اور المینول کے ہاتھ بیکر کر
اس نے کہا کہ آپ اب جاویں اور
موریل کو اور مجھکو اکیلا چھوڑ دیں
جولی نے دیکھا کہ کوٹھ اس تھیلی کو
بھول گیا ہے۔ اور اب اس کے لیجانے
کا موقع ہے۔ سو اس نے اپنے خاوند
کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ آؤ اب
ہم چلے جائیں۔

کوٹھ اب موریل کے ساتھ اکیلا
رہ گیا۔ مگر موریل بالکل بت کی طرح
بیجاں تھا۔ کوٹھ نے اس کے کندھوں
پر ہاتھ لگایا اور کہا کہ اٹو۔ پھر آدمی
بٹے ہو کہ نہیں۔

موریل۔ ہاں بن گیا ہوں کیونکہ
پھر مجھے رنج و غم ہونے لگے ہیں۔

کوٹھ۔ رٹوڑ ہی چڑھا کر موریل
یہ خیالات اور یہ اطوار ایک سچے
عیسائی کے نمایاں نہیں ہیں۔

موریل۔ (دسکا کر)۔ اور پیارے
دوست اب کچھ اندیشہ نہ کرو۔ میں
اب اپنی جان مارنے کی کوشش
نہ کروں گا۔ اپنے غم کا علاج کرنے کے
لئے تلوار اور بندوق سے بڑھکا لیتا
دوا کی سوچی ہے۔

کوٹھ۔ افسوس۔ بھلا تبتلاؤ

تو وہ کیا ہے؟

موریل بس میرا غم خود بخود اپنا

علاج کر لیگا اور مجھے مار ڈالے گا۔

کوٹ ادا اس ساہوکر سنو کیا

دوست سنو۔ ایک روز ایسی ہی لڑائی

کیا حالت میں میں نے پی اپنے آپ

کو مار ڈالنے کی سوچی تھی۔ تمہارے

باپ نے پی ایک روز ایسا ہی کام

کرنا چاہا تھا۔ اگر اس وقت جبکہ اس نے

سینٹول اپنے سر تک اٹھایا تھا۔ اور

اس وقت جبکہ قید خانہ میں وہ خود رک

جو مجھے اور قیدیوں کی طرح ملی تھی

میں نے ہٹا دی اگرچہ کو کوئی شخص

کہتا اپنی جان نہ مارو۔ وہ روز آتا ہے

جبکہ تم آسو وہ ہو گے اور زندگی میں

خوش ہو گے۔ تو خواہے وہ کہنے والا

کون ہو تا میں اور تمہارا باپ دونو

حقارت سے اسکی آواز کو سنتے۔ مگر

باوجود اس کے دیکھو تمہارے باپنے

ملکوں کے لگا کر کتنی دفعہ زندگی کی تعریف

کی ہے اور خدا کا شکریہ ادا کیا ہے

اور میں نے خود۔۔۔۔

موریل دیکھ میں بولکر، اچا بس

آپکی صرف آزادی گئی ہے اور میرے

باپ کی صرف دولت مگر میرا آپ جانتے

چپ کیا گیا ہے میری ولینٹین گئی ہے

کوٹ رحمت کے لہجہ میں۔ موریل

دیکھو۔ میری طرف دیکھو تم دیکھتے

ہو کہ میری آنکھوں میں آنسو نہیں ہیں

اور میرے چہرے پر غم کے آثار

ہیں تاہم میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہیں

غم ہے کیونکہ میں اپنے بچے کے برابر

پیار کرتا ہوں اب اگر میں تمہیں زندہ

رہنے کے لئے حکم دوں یا منت سے

کہوں تو یاد رکھو کہ یہ صرف اس

تفین سے ہے کہ کسی روز تم زندہ

رہنے کے لئے میرا شکریہ ادا کرو گے

اور زندگی پر برکت پہنچو گے۔

موریل اللہ اللہ کوٹ کیا کہتے

ہو۔ ہوش سے بولو۔ مگر تمہارا کوئی

قصور نہیں تم نے کبھی عشق دیکھا

نہیں؟

کوٹ ہوں۔ ابھی تم بچے ہو۔

موریل میرا یہ مطلب ہے

کہ میری مانند آپ نے کبھی عشق

نہیں دیکھا۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ جیسے

میں نے ہوش سنبھالا ہے میں ایک

سپاہی ہوں۔ اب میری عمر انتیس

برس کی ہو گئی ہے۔ اب تک میں

کبھی عاشق نہیں ہوا۔ لیکن اب میں

ولینٹین کو دیکھا اس کی خوبصورتی

اس کی نیکی اس کے حیا اب میرے

دلپر ایسی منتقش ہو گئی ہیں کہ اس کے بغیر جینا مجھے محال ہے۔ اور مجھے دنیا ایک ویرانہ نظر آتی ہے۔

کوئٹہ میں نے تو تم کو کہا ہوا ہے کہ امید کو ہاتھ سے نہ دو۔

موریل میں پھر کہتا ہوں کہ ہوش سے بات کرو۔ آپ مجھے پسندانا

چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گئے تو یقین سمجھو

کہ میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔ کیونکہ پھر میرے دل میں دلہن کے دوبارہ

دیکھنے کی امید بہت غالب ہو جاوے گی۔ کوئٹہ مسکرا کر امید رکھو۔

موریل میں پھر کہتا ہوں کہ سمجھ سوجھ بات کرو۔ میں آپ کو

اپنے باب کی بجائے جانتا ہوں ایسا نہ ہو کہ کہیں بات دگرگوں

ہو جاوے اچھا میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔

کوئٹہ میں پھر کہتا ہوں کہ امید کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

موریل بدل کر آہ آپ مجھے حسم کر رہے ہیں۔ آپ مجھے ایسا

پرچار رہے ہیں جیسے کہ مائیں جھوٹے اقرا روں سے اپنے بچوں کو خوش

کردیتی ہیں تاکہ ان کی روئے کی آواز

ان کو تکلیف نہ دیکے۔ اچھا اب میں اپنے غم کو اپنے دل میں الیا

جیسا کہ لگا رہا ہے آپ کو تیار تک یہی نہ

گئے تھے۔ اور آپ کو میرے ساتھ بہر روی یہی ہوتی۔ بس الوداع الوداع

کوئٹہ الوداع کہاں۔ برخلاف اس کے اب تم کو میرے ساتھ رہنا

ہو گا۔ اور ایک ہفتہ تک شاید ہم یہاں سے کہیں دور گئے ہوئے

ہو گئے۔ **موریل** اور تب یہی مجھے آپ امید لائے جا میں گئے۔

کوئٹہ میں پھر کہتا ہوں کہ امید کرو۔ کیونکہ میرے پاس تمہارے

علاج کا بہت عمدہ طریقہ ہے۔ **موریل** (حقارت سے) آپ سمجھتے

ہوں گے کہ میرا رنج معمولی سا ہے اور جگہ بدلنے سے جاتا رہے گا۔ برے

افسوس کی بات ہے کہ آپ نے مجھے سمجھا نہیں ہے۔

کوئٹہ مجھے اپنے علاج پر وثوق کامل ہے اور تمہیں اس پر وثوق ہونا

چاہئے۔ **موریل** نہیں آپ میرے غم کو اور بھی زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔

کوئٹہ معلوم ہوتا ہے کہ تم

مجھے تجربہ بھی نہیں کرنے دو گے۔ تم
نہیں جانتے کہ کونٹ آف مانی کر سکتا
کیا کچھ کر سکتا ہے۔ تمہیں معلوم
نہیں ہے کہ دنیاوی چیزیں اسکے اختیار
میں ہیں۔ اور وہ معجزہ بھی اگر چاہے
تو کر سکتا ہے۔ پس مجھے معجزہ کے
لئے ہمت دو!

موریل۔ کیا!

کونٹ۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ میں تم کو
ناشکر گذار کہہ بیٹھوں!

موریل۔ کونٹ مجھے رحم کرو!

کونٹ۔ اگر میں ایک مہینہ تک

تمہارا علاج نہ کر دوں سارے وقت کو
گھنٹوں تک بیشک شمار کرتے رہوں

تو پھر میں اپنے ہاتھوں پرے ہوں
پستول اور قاتل زہر کا پیالہ تمہارے

سامنے رکھ دوں گا!

موریل۔ اچھا پیرا قرار ہوا!

کونٹ۔ مانی میں بچے دل سے
اقرار کرتا ہوں تم جانتے ہو کہ میں

اقرار سے بچنے والا نہیں ہوں!

موریل۔ اچھا پیرا ایک چھینکے

بعد میرا غم دور نہ ہوا تو پھر میں اپنی
زندگی کا آپ مالک ہوں گے بہت خوب!

کونٹ۔ بہت خوب آج پانچ تمبر
ہے دقت یا در کہو سوس برس ہونگے

ہیں کہ انہی دنوں تمہارے باپ نے

خودکشی کی نیت کی تھی۔ اور میں نے
اُسے بچا یا تھا!۔ موریل نے کونٹ کے
ہاتھ کو کیپس اور اسے چوم لیا، اچھا ایک
مہینہ کے بعد تمہارے سامنے
میز پر عمدہ لیٹول اور نہایت نفیس
زہر رکھا ہوا ہو گا۔ لیکن یہ اقرار
کر دو کہ اس کے پہلے خودکشی کا ارادہ
نہ کرو گے!

موریل۔ میں حلف اٹھا کر اقرار
کرتا ہوں کہ میں آپکی مرضی کے

برخلاف نہ کروں گا!

کونٹ۔ اسے گے لٹکا کر ہاتھ کل

کے بعد میرے پاس آکر رہنا۔ مہینہ
والے کمرے میں میں تمہیں رکھوں گا

اور میں جانوں گا کہ بیٹی گئی ہے اور
بیٹا آگیا ہے!

موریل۔ رحیران ہو کر کیوں بیٹھی

کو کیا ہوا ہے!

کونٹ۔ وہ گذشتہ رات چلی گئی ہے
موریل۔ کیوں چودہ گئی ہے!

کونٹ۔ میرا انتظار کرنے کے

لئے۔ اچھا اب مجھے اس گہرے بغیر
کسی کی نظر پڑنے کے نکال دو۔ اور

کل چیمپ الی سلس میں مجھے

موریل نے مسکرایا۔ اور بچوں
کی مانند اس کے جیک کی تعمیل کی!

باب ایک سو پانچ

البرٹ اور میڈیم مار سرف نے سینٹ جرمین کے پاس پیرس میں ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اس مکان کا چھلا فرش جس میں صرف ایک ہی کمرہ تھا ایک عجیب سے شخص کو کرایہ پر دیا گیا ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا شخص تھا جس کا چہرہ کبھی دربان نے ہی نہیں دیکھا تھا سردی کے دنوں میں تو وہ اپنے منہ کو ایک بڑے رومال سے ڈھک رکھتا تھا اور گرمی میں نظر ہی کم آتا تھا۔ دستور کے برخلاف اس کے حرکات وغیرہ کی کوئی پرتال ہی نہ کرتا تھا کیونکہ یہ پہلے ہی سے مشہور ہو چکا تھا کہ وہ ایک عزت و آدھی ہے اور نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے افعال میں مداخلت کرے۔ یہ شخص رات کو اس مکان میں بہت کم رہتا تھا۔ مگر دن کے چار بجے ضرور اس جگہ موجود رہتا تھا سردی کے موسم میں ساڑھے دس بجے یا سلیقہ تو کر آگ جلا دیا کرتا تھا اور گرمی کے موسم میں اسی وقت میز پر برف

رکھ دیا کرتا تھا اور جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں چار بجے وہ عجیب شخص آ جا پاتا کرتا تھا۔ بیس منٹ بعد ایک گاڑی دروازہ پر آ جا کر تھمتی اور ایک لیڈی ٹیلی پوٹاشک پہننے ہوئے اس میں سے نکل کر سائیکل کی طرح سیر یہاں چڑھ جا کر تھمتی تھی۔ کسی نے کبھی اس سے نہیں پوچھا تھا کہ وہ کون ہے۔ اس لئے وہ بھی اس شخص کی طرح نامعلوم ہی تھی۔ وہ پہلے ہی فرش کے کمرے پر ٹھہر جا کر تھمتی تھی۔ اور دروازہ کھٹکھٹا کر تھوڑی دیر کے بعد اندر داخل کر لیا تھی۔ جلنے میں بھی احتیاط کیا کرتی تھی۔ عورت پہلے جا کر تھمتی تھی۔ اور اس کے بیس منٹ بعد آدمی بھی اپنے رومال سے منہ کو ڈھانپے ہوئے نکل جا پاتا کرتا تھا۔ جس روز کہ کونٹ آف مانی کر سنوڈینگ کے ٹاں گیا اس کے ایک دن بعد وہ عجیب آدمی چار بجے کے بجائے دس بجے اپنے مکان پر گیا۔ اس کے بعد فوراً ایک گاڑی آئی اور وہ پردہ دار عورت بھی اتر کر اس مکان کے دروازہ پر پہنچی۔ لیکن بیشتر اس کے کہ دروازہ کھلے وہ عورت بیکار گئی۔ اولیوسین۔ اوپیر کے دوست لیوسین اب دربان نے پہلی بار سنا کہ اس شخص کا نام لیوسین ہے۔ مگر چونکہ وہ ایک

جو امر و آدمی تھا۔ اس نے اپنی بی بی کو
یہ راز نہ بتایا۔ خیر لیڈی کی اس طرح
کی آواز سن کر لیوسین بولا کہ ہوں کیا
بات ہے میری پیاری بتاؤ کیا بات
ہے۔

عورت لیوسین کیا میں تمہارے
اعتماد کر سکتی ہوں۔

لیوسین ہاں کیوں نہیں جلدی
بتاؤ مجھے زیادہ گہرا دوست۔

عورت لیوسین ایک بڑا عجیب
واقعہ ہوا ہے۔ دو ٹھیکر گذشتہ رات
کہیں چلا گیا ہے۔

لیوسین چلا گیا ہے کہاں چلا
گیا ہے۔

عورت مجھے معلوم نہیں۔

لیوسین مگر کیا وہ واپس نہیں
آئیگا۔

عورت غالباً کہہ تو دہ گیا ہے
کہ وہ خان ٹیس بلو کی طرف چلا ہے
ٹھیکر وہ میرے نام ایک خط چھوڑ گیا
ہے۔

لیوسین لفظ۔

عورت ہاں یہ کہہ کر بیرولنس

نے ایک خط اپنی جیب سے نکالا
اور دوبارہ کو دیا۔ دوبارہ خط لیکر
پہلے کچھ سوچ میں پڑ گیا جس کے معلوم
ہوتا تھا کہ وہ اس سوچ میں ہے کہ

خط پڑھ کر پھر اسے کیا کرنا چاہئے خیر
اس بات کا اپنے دل میں فیصلہ کر کے
اس نے خط بیچنا شروع کیا۔

خط

میڈیم اور بڑی وفادار بیوی۔
یہ ٹھیکر دوبارہ نے بیرولنس کے چہرہ
کی طرف دیکھا۔

بیرولنس سخت شرمندہ ہوئی اور اپنا
سر جھپکا لیا۔

دوبارہ نے پھر ٹھیکر شروع کیا۔
”جب تمہیں یہ خط ملے تو سمجھ لیں
کہ اب کوئی تمہارا خاوند نہیں ہے۔

ڈرومٹ تمہارا اس میں بہت نقصان
نہیں ہوگا۔ بس میں اب فرانس سے

چلا جاتا ہوں اب میں تمہیں بتاتا

ہوں کہ میری اس حرکت کا کیا باعث
ہے۔ سنو آج صبح کو بچاس لاکھ روپیہ

آئے جو میں نے فوراً ایک قرض خواہ

کو دیدیئے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد

ایک اور بچاس لاکھ والے آئے تاکہ

تقاضا شروع کیا۔ آج تو بٹنے اس سے

منت سماجت سے پیہا چڑایا اگر کب

تک سو آج میرا الادہ ہے کہ میں

یہاں سے روانہ ہو جاؤں امید ہے

کہ آپ ان باتوں کو سمجھتی ہیں اور

ضرور سمجھتی ہونگی۔ کیونکہ آپ میرے
معاملات سے میری نسبت زیادہ

ادا کرتا ہوں۔ کہ تنے مجھے بہت عمدہ
نمونہ دیا ہے والسلام فقط

تمہارا غبت کرنے والا خاوند مرین دیگلس

میرونس ڈباری کو یہ خط پڑھتے ہوئے
دیکھتی رہی اور اس نے دیکھا کہ دو تین
بار اس کے چہرہ کا رنگ دگرگون ہوا
ہے۔ جب اس نے خط پڑھ لیا تو اس
بندر کے پیر پیچے کی طرح متفکر صورت
بن کر بیٹھ رہا۔

میڈیم ڈینگلر اب بتاؤ۔

لیوسین کیا بتاؤں۔

میڈیم آپ کے دل میں اس خط
نے کیا خیال پیدا کئے ہیں۔

لیوسین صاف بات چاہیے

دل میں تو یہی خیال پیدا ہوا ہے۔

کہ ڈینگلر کو تمہیں شک تھا

میڈیم تو یہ واضح ہے۔ لیکن اور کیا
ہے۔

لیوسین میں تمہارا مطلب نہیں
سمجھتا۔

میڈیم وہ چلا گیا ہے اور اب کبھی
واپس نہ آئے گا۔

لیوسین یہ تمہارے صرف خیال

واقف ہیں۔ جہاں کہ میرے سر ہائے
کے ایک کثیر حصہ کا مجموعہ نہیں ہے
اور آپ کو اس کا یقینا پتا ہے۔

بس میرے ذوال پر خیر ان مت
ہونا چاہئے تو صرف آگ دیکھی ہے
مگر آپ کو اس آگ سے امید کچھ
سونا مل گیا ہو گا بس یہی بات مجھے
لتی دیتی ہے۔ اور ایک اور بات
مجھے لتی دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ
اب تم کو بالکل آزادی ہو گئی۔

اسکو ہی میں ذرا واضح کر کے بیان
کر دوں۔ جنٹیک کہ میرا خیال تھا کہ تم
میرے امد میری بیٹی کی بہتری کے
لئے سب کچھ کرتے ہو۔ تب تک تو میں
نے خوشی سے تمہاری کارروائی پر اپنی
آنکھیں بند رکھیں مگر اب اپنے میرے
گھر کو برباد کر شروع کر دیا تھا اور ایک

اور گھر کی بنیاد رکھنی شروع کی تھی۔

سو اسکو میں برداشت نہ کر سکتا تھا

جب میں نے تمہارے ساتھ شادی

کی تو تمہارے پاس جائیداد تھی مگر

بہت نہ تھی۔ ان پندرہ برس میں

وہ جائیداد بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر

اجانک ہی آپ نے اس جائیداد

میں سے اپنے لئے ایک علیحدہ جائیداد

بنانی شروع کر دی اب مجھے بھی

اپنا خیال پیدا ہوا ہے اور میں شکریہ

ہیں۔ آویگا کیوں نہ؟

میڈیمؑ نہ ایسا خیال بہرگز مت کرو وہ بڑے منصوبہ آراوے کا آدمی ہے اور کبھی بھی اب واپس نہیں آویگا۔

اگر میرے وجود سے اسکا فائدہ نکل سکتا تو وہ مجھے ضرور ساتھ لیتا

لیکن اس نے دیکھا کہ میں اسے کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ اس لئے وہ مجھے

حبوڑ گیا ہے اور اب میں بالکل آزاد ہوں یہ کہہ کر اس نے چہرہ کو ایسا

بنوایا کہ گویا لیوسین سے کچھ پوچھتی ہے مگر لیوسین نے کچھ جواب نہ دیا۔ آخر یہ

توقف کے بعد وہ بولی۔ کیا آپ مجھے کچھ جواب نہیں دینگے؟

لیوسینؑ میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم کیا

کرنیکا ارادہ رکھتی ہو؟ بیروئنس۔ (دھڑکتے دل سے)

میں تم سے یہی بات پوچھنے کو تھی۔ لیوسین۔ اچھا تو پھر تم میری

صلاح پوچھنا چاہتے ہو؟ میڈیمؑ ہاں میں تمہاری صلاح

پوچھتی ہوں۔ لیوسین۔ (سر دھری سے) اچھا اگر میری صلاح پوچھتی ہو تو

میں تمہیں سفر کرنے کی صلاح دوں گا بیروئنس (رہیں) سفر کرنے

کی صلاح؟

لیوسینؑ میں تو تمہیں یہی صلاح دوں گا۔ میری رائے میں تمہارا

ان دوہری مصیبتوں کے بعد پیرس سے چلا ہی جانا بہتر ہے پندرہ روز

تک یہاں رہ لو۔ اور لوگوں کو گویا خبر کر لو۔ کہ تمہارا خاوند تم سے بڑائی

کر کے تمہیں حبوڑ گیا ہے۔ پھر اسکا گھر بار چھوڑ کر یہاں سے نکل جاؤ

لوگ خیال کریں گے کہ تم غریب ہو اور تمہاری بے نفسی کی تعریف کر کے

بیروئنس نے اس تقریر کو سنا مگر اس کا رنگ اڑ گیا اور اس پر ایک دشت

طاری ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بولی۔ میں حبوڑی گئی؟ ہاں صاحب

اب ٹھیک فرماتے ہیں میں حقیقت حبوڑی گئی ہوں۔ اور اب مجھ پر اپنی

حالت خوب معلوم ہو گئی ہے۔ لیوسین نے کچھ کاغذ نکالے

اور انہیں میز پر پھیلا کر کہا لیکن تم دولت مند ہو۔ بڑی دولت مند

ہو۔ میڈیم (ننگلے ان کاغذوں کو نہ دیکھا۔ وہ اپنے ہی خیالات میں غور

اور اپنے آئینوں کو جو اسکی آنکھوں میں آنا چاہتے تھے۔ روکنے میں مصروف تھی۔ آخر اس کا کبیر اس کے جوش

پر غالب آیا۔ اور اس نے اپنے آئینوں کو روک لیا۔

ڈبیری میڈیم ہماری آسانی چھ جہینہ سے ہے تینے پہلے پہل ایک لاکھ سرمایہ ہم بیوچی یا تھا ہماری

شرکت اپریل سے شروع ہوئی مئی میں ہم نے کام شروع کیا اور اس ایک جہینہ میں ہمیں ساڑھے

چار لاکھ منافع ہوا۔ جون میں ہمارا منافع نو لاکھ تک پہنچ گیا جولائی میں ہم نے بسترو لاکھ اور زیادہ کئے تھو

معلوم ہے کہ یہ ہسپانیہ کی اس تجارت کا جہینہ تھا۔ اگست کے شروع میں ہمیں تین لاکھ کا خسارہ ہوا اگر جہینہ

کی تیرہ کو اس خسارہ کی کسر جبر ہو گئی اس حساب سے ہماری شرکت کے شروع سے لیکر اب تک ہمارے

پاس چوبیس لاکھ بنتے ہیں۔ ہمیں سے ہر ایک کا اس طرح بارہ بارہ لاکھ حصہ آیا۔ اب میرے پاس اور اتنی

ہزار سود گے بھی ہیں جنہیں چالیس ہزار آپ کے حصہ کے علاوہ ازیں اس ایک لاکھ کے جس سے کام

شروع کیا ابھی آپ کے میرے نام باقی ہیں۔ اس حساب سے کل آپ کے تیرہ لاکھ چالیس ہزار

بنے میڈیم میں اس رویہ کا پہلے

سے بندوبست کر رکھا ہے یہ گیارہ لاکھ کے نوٹ ہیں اور باقی میرے بنگر

کے نام ہندوی ہے یہ نو آپ حب چاہیں وصول کر سکتے ہیں۔ میڈیم ڈیٹنگ کرنے یہ رقم اٹھا کر اپنے بیگ

میں رکھ لی۔ اعلیٰ خشک آنکھوں میں جو ش سے بھرے ہوئے دل سے وہ لیوسین کے سامنے کوئی

محبت اور شفقت کا لفظ سننے کے لئے کھڑی رہی مگر اس کی امید فصول نکلی۔

آخر برسے توقف کے بعد دوبارہ جلائے میڈیم تمہارے پاس اب ایک بڑا سرمایہ ہو گیا ہے جسکے ذریعہ سے تم

ایک معقول سالانہ رقم پیدا کر سکتی ہو۔ اور اپنے دل کے تمام شوق پور کر سکتے ہو۔ لیکن اب تمہارا سرمایہ کافی

نہ ہو تو تم محض قرض اٹھا سکتی ہو۔ میں بڑی خوشی سے گذشتہ کی خاطر اپنا سارا سرمایہ تمہیں بطور قرضے

کے دینے کو تیار ہوں۔ میڈیم آپ کو خدا جزا دے بھجو اب تم کی ضرورت ہے۔ اپنے جتنا

مجھے دیا ہے یہی میرے جیسی کمزور عورت کے لئے ضرورت سے زیادہ ہے۔ خاص کر کے اس حالت میں

جیکہ میں کچھ دیر کے لئے دنیا سے

نارہ کرنے والی ہوں۔“

ٹوباری کچھ حیران سا ہوا لیکن آخر اس نے اپنا سر ہٹا یا اور اس سے اسکا یہ مطلب پایا مگر یہ کہ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ جو تنہا رہی مرضی ہے کرو میڈیم ڈینیٹر نے اس وقت تک کچھ امید رکھی ہوئی تھی مگر اب جو اس نے میوسین کی سرور دھری دے دی ہے تو وہ مشاہدہ کیا تو وہ بکتر سے اٹھی اور بغیر کچھ کہنے سننے کے میڈیموں پر سے اتر گئی اور جاتے ہوئے اس شخص کو سلام اور الوداع تک بھی نہ کہی۔ اس طرح اس سے قطع تعلق

ہوا۔ جب وہ چلی گئی تو ٹوباری لولا کہ واہ اب وہ فارغ اور آزاد رہو گی اور جو اکیلے گی ہنسوس ہے کہ

ویلنٹین، مرگئی وہ میرے خوب لائق ہے۔ اگر زندہ ہوتی تو میں اس کے ضرور شادی کر لیتا اس کے بعد وہ انتظار کرتا رہا کہ میں منٹ گزر جائیں اور وہ روانہ ہو۔ اس کمرے کے اوپر

میں ہیں کہ میوسین بیٹھا تھا۔ ایک لمبہ تھا جسمیں کمرے کے دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ ہمارے اس قصبہ میں بہت دکر ہوا ہے۔ ہم مرسی ڈیس اور اسکا بیٹا البرٹ تھے مرسی ڈیس کی نہ وہ وضع تھی نہ وہ صورت اس کے

ہونٹ خشک تھے اس کے چہرہ کی چمک اور آنکھوں کی روشنی اتر گئی ہوئی معلوم ہوتی تھی کہ جیسے کوئی شاہزادی ملندی اور اوج سے ایک کمرے میں ڈال دی جاتی ہے۔ یہ کئی شخص جو ہمیشہ سے روشنی میں رہتا ہو سخت تاریکی میں گرایا گیا ہو اس کے چہرے کی مسکراہٹ اور اس کے لباس کی خوبی بالکل نہیں رہی تھی اور وہ اب بالکل تبدیل شدہ معلوم ہوتی تھی جس کمرے وہ بیٹھی تھی وہ عہدہ نہ تھا۔ دیوانہ و نیر صرف ایک سادہ کاغذ لگا ہوا تھا۔ اور کمرے کی باقی وضع بھی بالکل سادہ تھی۔

ہوٹل چھوڑنے کے بعد میڈیم مارف بھی مکان میں رہا کرتی تھی۔ مکان کے تنہا ہونے کے سبب وہ بہت اداس رہا کرتی تھی۔ لیکن چونکہ البرٹ اس کے نہانی خیالات کو معلوم کرنے کے لئے اس کے چہرہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا۔ اس لئے وہ ایک بناوٹی سی مسکراہٹ انہو چہرہ پر رکھا کرتی تھی یہ مسکراہٹ سورج کی روشنی کی طرح تھی جس میں گرمی نہ تھی۔

البرٹ بھی کچھ بے چین رہا کرتا تھا وہ چین اور عیش کا لہجہ ہوا اس طرح

یہ تین ہزار قبول کرنا چاہیے۔
البرٹ کیوں کیا حرج ہے
 آپ کو معلوم ہے کہ وہ مارسیلز
 میں الیس ڈی صلان کے مکان
 میں دفن کئے ہوئے ہیں۔ بس دوسو
 مارسیلز تک پہنچنے کے لئے جائیں
 مان "ذرا سوچ لو"

البرٹ "کیوں اماں جان جاؤ
 آپ کے دہشتک ہو پھٹنے کے لئے
 ایک سو پورا چاہیے۔ حساب کرو"
 گاڑی ۳۵

جلین سے لیونزنگ ۶
 لیونز سے مارسیلز تک ۷
 راستہ کے اخراجات ۶۶

مان "بس لیکن بیاتم کیا کرو گے"
البرٹ "میں بس میرے لئے یہ اتنا
 ہی کافی ہیں میں جو ان آدمی ہوں اور
 اسی پر خوب گزارہ کر سکتا ہوں"

مان "لیکن یہیم دو سو ہم کہاں گئیں"
البرٹ "یہیم دیکھو دو سو کی بجائے
 چار سو پے بیٹے اپنی گھڑی ایک سو
 پینچھی ہے اور باقی اشیاء تین سو پر

سو ہمارے پاس دو سو کے قریب
 سفر کا خرچہ نکال کر بھی بچ رہیں گے۔
 اس کے بعد البرٹ نے اپنی ماں کے
 دو نوہر حصار و پیر بوسہ دیا اور کہا
 اماں جان آپ کو معلوم نہیں کہ میں

رہتے ہوئے بڑا گھبراتا تھا۔ مگر چونکہ
 ماں بیٹا تھے۔ دو نوہر شریف اور دانا
 ایک دوسرے کو سمجھ گئے ہوئے تھے
 اور ہمیشہ سمجھ کر چلا کرتے تھے آخر انکی
 یہاں تک حالت ہو گئی تھی کہ ایک
 روز جب البرٹ نے کہا کہ اماں جان
 اب ہمارے پاس کوئی روپیہ بیسہ
 نہیں ہے تو اس کی ماں کے چہرہ
 پر کچھ ہی اثر ہوا۔

حالت تنگی بہت نازک ہو گئی تھی
 مرسی ڈلیس نے کبھی غریبی نہ دیکھی تھی
 جب وہ کیٹین لان میں ہو کر تھی
 تھی تب ہی اسکی حالت اچھی تھی اور
 اس نے کبھی حاجت کا منہ نہیں دیکھا
 تھا۔ اب وہ دیکھتے تھے کہ کھانے
 والے تو وہ دو ہیں مگر پاس کچھ نہیں
 ہے۔ ایک روز مرسی ڈلیس سیڑھیاں
 اتر رہی تھی کہ البرٹ نے کہا۔ اماں
 جان آؤ اپنی دولت کا حساب کریں
 میں سہ ماہہ چاہتا ہوں تاکہ گزارہ
 کی صورت بن جاوے۔

مان "بیٹا سہ ماہہ کیا"
البرٹ "یار بھائی تین ہزار
 فقور ابھی نہیں ہوتا۔ اور ان تین ہزار
 پر ہم مزید زندگی بسر کریں گے۔"
 مرسی ڈلیس (چہرہ بدل کر)
 افسوس میرے بچے کیا ہمیں یہ

کہ میں آپ کو کیسا خوبصورت خیال کرتا ہوں۔ وہ حقیقت تم دنیا میں رہیں اور سب شریف عورت ہو۔
ماں۔ (آنکھوں میں آنسو بہ کر) نصیحت تو آتی تھی مگر میں اس بات کو نصیحت نہیں جانتی تھی۔ کیونکہ میرا تم جیسا بیٹا ہے۔
البرٹ۔ آہ تو آزمائش کا وقت ابھی آنے کو ہے۔ ماں جان آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے کیا فیصلہ کیا ہوا ہے۔

ماں۔ کیا فیصلہ ہوا ہے۔
البرٹ۔ بس یہ فیصلہ ہے کہ آپ مارسیلز میں رہیں گی اور میں افریقہ میں جاؤں گا۔ جہاں کہ میں اپنے موجودہ نام کو بڑا بنانے کی کوشش کروں گا۔ اور اس نام کو اپنے پیسے سے دو کر دوں گا۔ جواب تک میں نے اپنے اوپر گوارا کیا ہے۔ مرسی ڈیس نے ایک آہ سرد بہری۔

البرٹ۔ ماں جان میں نے کل زمرہ سپاہیاں میں اپنا نام لکھا دیا ہے میں نے خیال کیا کہ میرا جسم میرا اپنا ہے اور میرا اختیار ہے کہ جسے چاہوں اپنے خیال کیا ہوا تھا کہ میری قیمت کم تر ہے گی۔ مگر اب بدستور نہ رہا۔ بلکہ مجھے دو ہزار ملے گا۔ اب تک

تو مرسی ڈیس کے آنسو ٹپکے ہوئے تھے مگر اب ان کو روک نہ سکی اور وہ اس کے رخسار و نپے سے بہنے لگے۔ اور وہ بولی۔ بچہ یہ تمہارے خون کی قیمت ہے۔

البرٹ۔ رہنکر، اگر میں مارا جاؤں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی حفاظت کروں گا کیونکہ اب میرا زندہ رہنے کو بڑا ہی جی چاہتا ہے۔ مرسی ڈیس نے آہ سرد بہری۔

البرٹ۔ مگر ماں جان آپ نے یہ کس طرح سے خیال کیا ہے۔ کہ میں ضرور مارا ہی جاؤں گا۔ کیا میں مارا گیا تھا۔ کیا بیٹا مارا گیا تھا۔ کیا موریل جبکہ ہم جانتے ہیں ملدا گیا تھا۔ ماں جان اپنے اس وقت کی خوشی کا تصور کرو۔ جبکہ میں اعلیٰ درجہ کی جنگی پوشاک میں کر آپ کے سامنے آؤں گا۔ دیکھنا تو

پھر اس وقت میں کیا نظر آؤں گا۔ مرسی ڈیس نے پھر ایک آہ بہری کیونکہ وہ نہ چاہتی تھی کہ تمام نصیحت کا بوجھ اس کے پیارے بیٹے ہی کے سر پر ہے۔

البرٹ۔ اچھا، ماں جان آپ کے سچے بیٹے ہیں۔ میں آپ کو بار بار

فرسٹ ایک لاؤنگا۔ جنپر آپ دوسال
گزارہ کر سکتی ہیں۔

ماں: دوسال کیا تم ایسا خیال
کرتے ہو۔ یہ الفاظ کچھ ایسے دردناک
ہوچے ہیں بولے گئے۔ کہ البرٹ ان کے
معنوں کو فوراً سمجھ گیا اور اپنی ماں
کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بولا
ہاں اماں آپ جیتے رہیں گے۔
ماں: اگر میں نے زندہ رہنا ہے
تو تم پھر مجھ سے جدا نہ ہو۔

البرٹ: اماں جان مجھے جاننا ضرور
ہے۔ آپکی مجھ سے محبت ایسی نہیں
ہے کہ آپ یہ چاہیں کہ میں بے کار
بیٹھا رہوں۔ علاوہ ازیں میں نے
تحریر کو ہی ہے۔

ماں: اچھا اپنی مرضی کرو۔
البرٹ: اپنی مرضی نہیں بلکہ عقل
کی بات اور ضرورت ہم دونوں مایوس
مخلوق ہیں۔ یہ زندگی آپ کے لئے
کیا ہے کچھ ہی نہیں۔ اور میرے لئے کیا
ہے۔ آگے بغیر حقیقتاً کچھ نہیں یقین
کر رہے کہ اگر آپ نہ ہوتیں تو میں اسی
روز مر جاتا جس دن میں نے اپنے

باپ کا نام چھوڑا تھا۔ مگر کروں
کیا۔ ضرورت کچھ نہیں کرنے دیتی۔
اچھا اگر اب آپ مجھے امید دلائیں
کہ آپ آرام سے رہیں گی تو میری

طاقت دوگنی ہو جاوے گی۔ میں انجرائز کے
گورنر کے پاس جاؤنگا۔ وہ ایک شاندار
دل کا آدمی ہے۔ اور سب اسی بنکر
اسکے پاس اپنی درد کہہ کی کہانی
بیاں کرونگا۔ اگر اس نے ہر ماں
کی توجہ دیکھنا کہ جینے کے عرصہ میں یا تو
میں افسر بن جاؤنگا۔ اگر میں افسر
بن گیا تو پھر ہم دونوں کے لئے اشتیاق
کے سامان بہت۔ اگر میں مر گیا تو اماں
جان پھر اپنے ہی مرجانا اور تب

ہمارے مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا
ہر سب ڈیس۔ میرے پیارے
یہ ٹھیک بات ہے۔ ہمیں ایسا ہی
کرنا چاہیئے۔

البرٹ: ہاں۔ ہمیں فکر نہیں کرنا
چاہئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
کہ ہم ضرور آسودہ ہوویں گے۔ مجھے
تو کئی پر جان لینے دو۔ میں یقیناً دوستانہ
ہو جاؤنگا۔ آپ ایچ ڈیلنی کے گھر
میں آرام سے رہیں گے۔ سو اب ہمیں
کوشش کرنی چاہئے کہ ہم بشارتیں
اور خوش ہوویں۔

ماں: اچھا بیٹا یہی ہونا ہے تو یہی

سہی۔
البرٹ: اب چاہئے کہ ہم جدا
ہوویں۔

ماں: جدا کس طرح۔ آپ کدھر

جاتے ہیں۔

البرٹ میں چند روز ابھی ہیں
ٹھہر ونگا کیونکہ سفارشی خط لیتے
ہیں اور افریقہ کی بابت کچھ دریافت
کرنا چاہتے۔ بس مارسیلز میں آپ کو
آلوونگا

مرسی وٹس گلا اپنی لپٹینہ کی
چادر جو اس کے ابھی تک پاس تھی
اپنے کندھوں پر ڈالکر، بڑا اچھا چلوٹ
البرٹ نے اپنے کافذات وغیرہ
جمع کئے مالک مکان کو بلایا اس کا
کرایہ وغیرہ ادا کیا اور اپنی ماں کا
بازو پکڑوہ دونوں ہاتھ بیٹھا سیڑیوں
پر سے اترے۔ کوئی شخص ان کے
سہنے غارہ تھا۔ اور جب اس نے
کپڑوں کی سنسناہٹ سنا تو وہ پیچھے
پہرا البرٹ کے منہ سے نکلا۔ ڈبیری

ڈبیری تا تم البرٹ کے تینے میں
ڈبیری کی نظر البرٹ کی ماں پر پڑی
اسے دیکھتے ہی وہ بولا البرٹ مجھے
معاف فرمادو میں جانتا ہوں یہ
اگر وہ ٹھہر گیا۔

البرٹ اس کے خیالات کو تاڑ گیا
ور بولا اے ماں جان یہ ڈبیری ہے
وزیر داخلہ کا سیکرٹری ہے یہ
بھی میرا دوست تھا۔
ڈبیری کبھی کیسے۔

البرٹ میں ٹھیک کہتا ہوں

میرا اب کوئی امد دوست نہیں ہے
اور نہ اب مجھے کسی کی ضرورت ہے۔
ڈبیری آگے ہوا اور البرٹ کا ہاتھ
دبا کر بولا یہ پیارے البرٹ سچ جانتو
کہ تمہارے مصائب سے میرے
دلبرٹ نارنج ہے اور اگر کسی طرح
میں تمہارے کام آ سکتا ہوں
تو آپ ابھی بتا دیں کیونکہ آپ میرے
مالک ہیں۔

البرٹ نہیں خدا کا شکر ہے
کہ باوجود غریبی کے میں پہر ہی امیر
ہوں مجھے کسی کی مدد کی ضرورت
نہیں دوسرے روز اس نے ایک
نہایت عمدہ مکان خرید، در اپنے
تمام رویہ کو جیک میں رکھوا دیا جس
سے اس کو بیس تیس ہزار کی آمدنی

آنے لگی۔ دوسرے روز پانچ بجے
دوپہر کے بعد ماں اپنے بیٹے سے
بغلگیر سوکر گاڑی میں بیٹھی۔ گاڑی
کا دروازہ بند ہوا۔ ایک آدمی لائسنس

کے بک بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مینیم
مارسرف کو بھی دیکھا اور البرٹ کو
بھی دیکھا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنی
پیشانی پر پیرا امد وہ چلا گیا۔ اسے
میں وہ خوشی اور آسودگی کس طرح
سے دے سکتا ہوں جان معصوم

جے گنہ شخصوں سے بیٹے جیسی لی ہے
اسے خدا امیر کا عذر کرے۔

باب ایک سو چھ

(شیر کی غار)

قید خانہ لا فورس کا ایک حصہ جس میں
کہ بڑے خطرناک اور دلیر قیدی رکھو
جاتے ہیں۔ کورٹ آف سلیٹ
بونا لٹ کھلاتا ہے۔ قیدی اسے
اپنی زبان میں شیر کی غار کہا کرتے
ہیں۔ یہ ایک قید خانہ در قید خانہ ہے۔
اور اسکی دیواریں باقی دیواروں کی
نسبت دو گنی موٹی ہیں اس حصہ کا
محکم بڑی بڑی دیواروں

سے گہرا ہوا ہے جو سورج کی کرنوں
کو اندر آنے سے روکتی ہیں۔ محکم میں
ہر وقت صبح سے شام تک زرو
مصیبت کے مارے ہوئے قیدی
ٹپتے نظر آتے ہیں۔ بعض اوقات
وہ محکم کی دیواروں کے ساتھ لگے
ہوئے ایک دوسرے سے باتیں کرتے
نظر آتے ہیں۔ بعض اوقات نہوڑی
دیر کے لئے دروازوں کی طرف دیکھتے

ہیں۔ جو کہ کئی بار اس غرض سے کہلتا
ہے کہ اس عجیب مجلس سے ایک
کو باہر نکلے اور کسی اور سوسائٹی
کے متروک بد قسمت کو اندر بھٹکے۔
اس محکم میں جسکا ہم نے ذکر کیا
ہے ایک جوان آدمی جیلوں میں
گاہنہ والے پہل رہا تھا۔ دوسرے
قیدی اس کی طرف اکثر تعجب اور
حیرانی سے دیکھتے تھے اس کے
کوٹ کی قطع ایسی تھی جیسے کہ شریف
لوگوں کے کوٹ کی ہوا کرتی ہے
چونکہ وہ چھپا ہوا تھا اس لئے وہ
کچھ پرانا معلوم ہوا کرتا تھا۔ مگر قیدی
کے ہاتھ نے اسے جلدی بالکل نیا بنایا
سہا تھا۔ ابھی اس نے اپنے دانش
کے بوٹ کو بھی اپنے ریشمی روباں سے
صاف کیا تھا۔ باقی قیدیوں نے
اس کے کپڑے درست کرنے کو
بڑی توجہ سے دیکھا۔ اور ایک چور
دوسرے کو کہا۔ دیکھو شہزادہ اپنے
آپ کو خوبصورت بنا رہا ہے۔
دوسرا قیدی "وہ قدرتا بڑا
خوبصورت ہے اور اگر اس کے
پاس ایک کنگھی اور ایک شیشہ
ہوتا تو وہ بڑے اچھے جنین کے
برابر نظر آئے۔
پہلا "اس کا کوٹ قریباً نیا معلوم

اور اس کے بوٹ بھی چکے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے ایسے سفید پوش بھائی ہیں۔ ان سپاہیوں بڑی سپردگی کی کہ اس کے لئے کوٹ کو پہنا ڈالا۔

ایک اور اس کی وضع ایسی ہے کہ گویا وہ کسی رتبہ کا آدمی ہے۔ اس کے کپڑے پہننے کی طرز تو دیکھو دیکھو وہ جو ان کس قسم کا ہے۔

اتنے میں وہ صاحب جنگی تعریف ہو رہی تھی ایک کھڑکی کے پاس آئے جہاں ایک سپاہی کھڑا تھا۔ اس سپاہی کو مخاطب کر کے بولے۔ ارے میاں

مجھے میں روپیہ قرضہ کے طور پر دو۔ سچ کہتا ہوں کہ تمہیں جذبی بھائی مجھو دینے میں تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میرے رشتہ دار ہیں۔ جنگے

پاس لاکھوں نہیں کروڑوں ہیں لاؤ بیس روپیہ لٹکا لو۔ تاکہ میں ایک نیا کوٹ خریدوں ایک ہی کوٹ کا ہونا فائدان کیوں کتنی کے شاہزادہ کے لئے ذرا باعث شرم معلوم ہوتا ہے۔

سپاہی نے یہ باتیں سنکر اپنا سر ہیر لیا۔ یہ باتیں اسے ایسی لغو معلوم ہوئیں کہ انہیں ہنسی ہی نہ آئی۔ اور اس نے ایسا معلوم کر دیا کہ گویا

اس نے سننا ہی کچھ نہیں۔ اینڈریا تم تو بڑے بے رحم ہو۔ دیکھو تو تمہیں موقوف کرتا ہوں کہ نہیں۔ اس بات کو سنکر سپاہی قہقہہ مار کر ہنس۔ اتنے میں قیدیوں نے آکر اینڈریا کے گرد ایک حلقہ بنا لیا۔

اینڈریا اُن میں کہتا ہوں کہ اگر دیوے تو میں ایک کوٹ اور لے لیتا جس میں کہ اس مشہور و معروف افسر کے ساتھ ملاقات کرتا جسکا ہر روز انتظار کرتا ہوں۔

قیدی اُن سچ کہتا ہوں۔ دیکھو وہ اندھونکو ہی ایک جنگین نظر آتا ہے۔

سپاہی اچھا تو اسے دو۔ جبکہ ہاتھ ہے۔ وہ تمہارا ساتھی ہے۔

اینڈریا میں ان لوگوں کا ساتھی نہیں ہوں خبردار اس طرح سے میری ہتک مت کرو۔

سپاہی تو بھائی سن لیا ہے یہ تو تمہاری ہی خبر لیتا ہے۔ دعا سے جلدی روپیہ دو۔

قیدیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور منہ میں کچھ باتیں کیں۔ بس بھرتو ہمارے امیر قیدی کے سر پر ایک طوفان چڑھ آیا۔ سپاہی نے

بھی کوئی روک نہ کی کیونکہ اس سے
 بد لالین چاہتا تھا۔ اور ساتھ ہی
 چاہتا تھا کہ کچھ دل لگی ہو تاکہ لمبا
 دن اچھی طرح سے گزرتے۔
 بعض قیدیوں نے تو یہ پکارتا شروع
 کیا کہ لاسیوسی ساسیوسی! یہ
 ایک سنڑ تھی جو قیدی اپنے کسی
 بے عزت ساتھی قیدی کو دیا کرتے
 تھے۔ اور اسے برا لے کر لے کر جاتی
 سے خوب مارا کرتے تھے۔
 بعضوں نے پکارتا شروع کیا۔
 لارینگول لارینگول یہ ایک اور قسم
 کی سنڑ تھی۔ وہ رومال کو ریت اور
 کنکروں سے بھر لیتے تھے۔ اور
 کھجوت مجرم کے سر پر اس مال
 کو مارنے لگتے۔ بعضے بولے کہ آؤ
 اس منٹکین کو چابکیں لگائیں۔
 اینڈریا نے انکی طرف کہہ کر کہے
 آنکھیں چند بار چھپکیں اور اپنی
 زبان اپنے رخساروں کے گرد
 پھیری اور کچھ اور حرکات کیں
 جنکو دیکھ کر سارے قیدی جیب
 ہو گئے۔ یہ نشان اسی کو مینی ڈوٹو
 نے رکھا ہے ہوئے تھے۔ انہوں
 نے جوتی اور رومال اپنے ماتوں
 سے چوڑے دیئے اور چلے گئے۔
 اس نظارے کو دیکھ کر بڑا حیران

ہوا۔ اس نے دل میں خیال کر لیا
 نظر کی تاثیر نہیں ہو سکتی بات شاید
 کچھ اور یہی ہوئے۔
 اس نے اینڈریا کے جسم کا امتحان
 شروع کیا اتنے میں ایک آواز آئی
 بدنی ڈوٹو۔
 اینڈریا۔ لو بہائی مجھے آواز پر جا
 وہی آواز۔ والان کی طرف آؤ۔
 اینڈریا تم دیکھتے ہو کہ میرے
 رتبہ کا آدمی ایسے عام آدمیوں کی
 طرح سلوک نہیں کیا جائے گا۔ یہ
 کہہ کر وہ رواد ہوا اور سب کو حیرت
 کے سمندر میں غرق چھوڑ گیا اینڈریا
 اصل میں بڑا مطمئن تھا۔ وہ اپنے
 دل میں یہ خیال رکھتا تھا کہ میں
 کسی طاقتور آدمی کے زیر سایہ
 ہوں۔ میرے راستے سے تمام روکیں
 دور ہو گئی تھیں ہر قسم کے آرام میرے
 ہو گئے تھے۔ سونا چھپر جینہ کی طرح
 برستا تھا مجھے ایک شاندار کام
 مل گیا تھا۔ اور ایک بڑے امیر کے
 گھر میرا دشت ہو گیا تھا۔ بات یہ ہے
 کہ یہ صرف ایک اتفاق ہو گیا ہے
 کہ میں اس حالت میں پڑ گیا ہوں
 اور جیب میرے محافظ کو اس
 سب واقعہ کی خبر ملی وہ ضرور پھر
 میری دستگیری کر لے گا۔ اور یا تو

مجھے قید خانہ سے ہر گالی بچے گا۔
اور یا حج کو رشوت دیکر مجھے چوڑا دیگا
اچھا میں فیصلہ نہیں کرتا جب تک کہ
مجھے ہرات کا یقین نہ آجائے۔
اس امید میں کہ یہ ملاقات کرنیوالا
وہی ہوگا۔ جسکی اسے امید تھی وہ
نالاں میں گیا۔ مگر وہ سخت حیران
ہوا جبکہ سلاخوں کے پیچھے سے اس
نے بٹرو شیو کا تاریک اور ڈٹاونا
برہ دیکھا۔

مہر و شیوہ گد مارنگ مسٹر
 بی بی دلو گد مارنگ
 سندرپا - دلتے ہوئے اپنے
 رو دیکھ کر ہلے تم
 مہر و شیوہ کمبخت بچے کیا تم
 بچے پہناتے نہیں
 سندرپا خاموش - دیو ایری کان
 ہوتی ہیں - خدا کے لئے اتنا اونچی نہ
 لو

بشروشیو نے ایک سپاہی کو بلا کر
 لب کاغذ دکھایا کہ
 مندر یا علیہ کیا ہے ؟
 بشروشیو " یہ ایک حکمنامہ ہے
 جس کا مضمون یہ ہے کہ "مجھے تم سے
 تیرے کرنے کے لئے ایک علیحدہ کمرے
 جانے کی اجازت بجاوے کہ
 مندر یا اس بات کو سنکر ہڑا

خوش ہوا اس نے سمجھا کہ میرے
محافظ نے ابھی مجھ فراموش نہیں
کیا۔ اور بشر شہد کو اس نے سچا
دہنہ اکیلے بات کر کے مکیا معنی
نے ایک اعلیٰ افسر کی اجازت لیکر
علیحدہ کمرہ انہیں دیدیا۔
بشر و شہد تو کرسی پر بیٹھ گیا اور
اینڈریا لیٹر پر لیٹ گیا سپاہی چلا
گیا۔

بشر و شیوہ! اچھا بولو۔ تم نے مجھے
کیا کہنا ہے؟
انڈریا! تم پہلے بولو۔
بشر و شیوہ! نہ تم؟
انڈریا! نہ تم۔ کیونکہ تم جھک کر مجھے
دیکھنا آئے ہو۔
بشر و شیوہ۔ سنو تم نے اپنی حرام نگ
کو نہ چھوڑا۔ تم نے چوری کی تم نے
خون کیا؟

اینڈیا "واہ یہ باتیں میں پہلے
سے جانتا ہوں۔ اگر اسید اسٹے عجیب
بلانا تھا تو پھر تکلیف نہ ہی کرتے
اگر بولتا ہے تو وہ باتیں بولو جو میں
نہیں جانتا۔ پہلے یہ تو بتاؤ کہ تمہیں
بھی کیا کس نے ہے؟
بشر و شیو "سنئے جاؤ۔ اسپر ہی
جلدی آجاتے ہیں۔"
اینڈیا "اے اچھا پھر تمہیں

کس نے بھیجا ہے؟
 بشر و شیو "کسی نے ہی نہیں"
 اینڈریا "ہجرت تم مجھ کو کیسے
 جانتے ہو؟"
 بشر و شیو "میں نے اکثر تمہیں
 چپ الی سس میں گھوڑے
 پر سوار دیکھا تھا"
 اینڈریا "اچھا یہ بتاؤ کہ میرا باپ
 کون ہے؟"
 بشر و شیو "خوب تو میں کون ہوں
 اینڈریا - تم میرے اصلی باپ
 کہا تم نے ہی ایک لاکھ روپیہ مجھے
 دیدیا تھا۔ جو مجھے چند مہینوں میں
 خرچ کر ڈالا تھا۔ کیا تم نے ایل
 میں میری دعوت کی تھی۔ جہاں کہ
 پیرس کے بڑے بڑے شخصوں کا
 کی صحبت میں میں نے کھانا
 کھایا تھا۔ انہی اشخاص میں ایک
 منصف تھا۔ کاش کہ میں نے اس
 کے ساتھ دوستی پیدا کی ہوتی تاکہ
 وہ اس وقت میرے کام آتا۔ کیوں
 بچی کیا تم ہی تھے۔ جو میری اتنی
 خاطر کرتے تھے بولو؟"
 بشر و شیو "میں کیا کہہ رہا تھا؟
 اینڈریا - تم چپ الی سس
 کا ذکر کر رہے تھے؟"
 بشر و شیو "ہاں؟"

اینڈریا "اسجگہ ایک امیر آدمی
 رہتا ہے؟"
 بشر و شیو "جس کے مکان پر تمہیں
 خون کیا تھا؟"
 اینڈریا "ہاں۔ تو کیا میں اس کے
 بغلیں گھوڑوں اور اسکو باپ کہوں
 بشر و شیو "یعنی ڈو ٹو نہ تمہیں
 کرو۔ اور اس نام کو ڈرا ہوش سے
 بولو۔ کیونکہ اس پر خدا کا بڑا فضل
 ہے اور وہ تمہارے جیسے حرامیوں
 کا باپ نہیں ہو سکتا؟"
 اینڈریا "واہ یہ تو عجیب الفاظ
 ہیں؟"
 بشر و شیو "ایسی میہو دگی کرو گے
 تو تمہارے ساتھ کام بھی عجیب
 کئے جاویں گے؟"
 اینڈریا "دیکھو میں تو میں
 نہیں ڈرتا؟"
 بشر و شیو "درمنا نہ سے، دیکھو
 جانتے ہو کس کے ساتھ باتیں کر رہی
 ہو۔ میں انجان نہیں ہوں میرے
 ساتھ ہوش سے باتیں کرو۔ تم خدا کے
 قہر کے نیچے آئے ہوئے ہو۔ ذرا
 سمجھنا کہ چلو۔ اور اپنے گھر کو
 چھوڑ دو؟"
 اینڈریا "مگر میرے یا لیکھا کیوں
 نہیں بتاتے خواہ کچھ کیوں نہ ہو؟"

میں تو اسکا پتہ پوچھے بغیر نہیں رہ
سکتا۔

بشرو شیو۔ "لو۔ میں یہی بتانے
کے لئے تو آیا ہوں۔"

ایشیڈریا کی آنکھیں اسات کو سنکر
خوشی کے مارے جھک اٹھیں۔ مگر
اتنے میں دروازہ کھلا اور ایک چابی

لئے اندر آکر کہا "قید خانہ کا دعوہ
قیدی کو بلاتا ہے۔"

ایشیڈریا "بس ہماری ملاقات ختم
ہوگئی۔"

بشرو شیو۔ "میں کل پھر آؤں گا۔"

ایشیڈریا۔ "مگر مجھے چند روپیہ دیکھنا
مجھے کچھ ضرورت ہے۔"

بشرو شیو۔ "روپیہ اسکی طرف
بھنگ کر، یہ لو میں جاتا ہوں۔"

ایشیڈریا۔ "دل میں، یہی مجھے ہوگا
لگتا ہے۔ اچھا کل معلوم ہو جاوے گا۔"

بشرو شیو (اچھا پھر کل۔)

باب ایک سو ت

(منصف)

ہم کہہ آتے ہیں۔ کہ الی لیبوٹی اکیلا
ڈنیر کے پاس ویٹشیں کے گھر میں

رہا تھا۔ ڈنیر کو حالانکہ دینشین نے
ساتھ بڑی الفت تھی مگر وہ بالکل

باوجود ہوشیار تھا۔ کوئی نہیں
سکتا تھا کہ اسے یہ حوصلہ کیوں تھا

آپا بانی کی قتل کی شکل کا نتیجہ تھا۔ بلکہ
کبھی اور سبب کا گراں اس کو ادا کی

حقیقت کوئی نہ تھی۔ ایم ڈی ولفرٹ
سوت کی صبح سے اپنے باپ کے پاس

نہیں آیا تھا۔ گھر کا تمام انتظام بدل
گیا ہوا تھا۔ ولفرٹ نے اپنے لئے

ایک علیحدہ بہرہ رکھا تھا اور میڈیم
ولفرٹ کے واسطے اور دو عورتیں

رکھی تھیں۔ تقدیموں کے دن قریب
لگتے ہوئے تھے۔ اور ولفرٹ گیس

پارو کے قتل کی مثل مرتب کرنے کے
لئے اپنی کوٹھری میں بند رہتا تھا۔

قاتل کے برخلاف کسی قسم کا قانونی ثبوت
نہیں تھا کیونکہ مقدمہ کی ساری بنا

گئیں پارو کی تحریر پر تھی اور یہ ممکن
تھا اس نے یہ اس لئے لکھ دی ہو کہ

اسکو اپنے ساتھی سے عداوت ہوئی
مگر منصف کا ارادہ مصمم ہو چکا تھا۔ کیونکہ

اس کو یقین ہو گیا ہوا تھا کہ مینی ڈو
ضرورتاً قاتل ہے۔

ولفرٹ نے اس کے بعد اپنے
باپ کو صرف ایک دفعہ دیکھا اور یہ

اس وقت تھا جبکہ بشرو شیو سے

سے دوبارہ ملاقات کی مجھ پر تک
 گرا اور کوفتہ ہو کر اپنے مکان کے باغ
 میں اترا۔ اور وہاں اس نے پہلنا شروع
 کیا اس نے اپنے پیچے کی انجی اس کے
 ساتھ کھیل تو ہوسے آواز سنائی اور دل
 میں اس کے بڑی خوشی حاصل ہوئی
 اس دن میں اس کی نظر مکان کی طرف
 گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ نوٹیر ایک
 طاقی میں بیٹھا وہو پتا یہ رہا ہے
 اور اس کی آنکھیں ایک طرف لگی
 ہوئی ہیں۔ اور اس کی آنکھیں اس
 قدر غضب ناک اور خقارت اور نفرت
 سے بھری ہوئی ہیں۔ کہ ولفرٹ نے
 بے اختیار وہ بیان کیا کہ وہ کہہ کر دیکھ
 رہا ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ میڈیم ولفرٹ
 و دختوں کے نیچے بیٹھی ایک کتاب پڑھ
 رہی ہے اور اس کے پاس اس کا بیٹا
 ہے جس کو وہ کبھی کبھی کتا چھوڑ کر گو
 میں لیتی ہے۔ اور اس کے چہرہ پر بوسہ
 دیتی ہے۔ ولفرٹ کا رنگ ارگیا اس
 نے بوڑھے آدمی کا مطلب سمجھ لیا۔
 نوٹیر میڈیم ولفرٹ کی طرف دیکھتا
 رہا۔ مگر عاجز اس کی نظر ولفرٹ پر
 چاہی۔ ولفرٹ اس کی غضب اور
 دھمکی والی طرز کو برداشت نہ کر سکا
 اور اس نے آنکھیں نیچے کر لیں
 مگر بوڑھے کی نظر میں اس وقت کوئی

ایسی کشش تھی کہ وہ بے اختیار مکان
 کی طرف کھینچا آیا۔ نوٹیر کی آنکھ اس پر
 نہ تھی۔ جب ولفرٹ قریب آیا نوٹیر
 نے اپنی آنکھ آستان کی طرف اٹھائیں
 گویا کہ وہ ولفرٹ کو اس کی فراموش شدہ
 قسم یاد دلانا ہے۔
 ولفرٹ کا اچھا صاحب اچھا۔ ایک
 روز اور صبر کرو۔ جو کچھ میں نے کہا ہے
 ضرور پورا کرو گا۔
 نوٹیر کے ان الفاظ سے تسلی ہو گئی
 اور اس نے آنکھیں بے پرواہی سے
 دوسری طرف پھیر لیں۔ ولفرٹ سخت
 اضطراب کی حالت میں اپنے ماتھے
 پر ہاتھ پھرتا ہوا اپنے مطالعہ خانہ
 کی طرف گیا۔
 رات بڑ گئی۔ سارے گھر کے آدمی
 سو گئے۔ مگر ولفرٹ جاگت رہا اور صبح
 کے پانچ بجے تک کام کرتا رہا۔
 اس نے مقدمہ وغیرہ کی ساری شلیں
 وغیرہ تیار کیں۔ اور اپنی ڈٹو کے
 مقدمہ کے لئے ایک شیخ مرتب
 کی۔ جیسی شاید اس نے آگے کبھی
 نہ کی تھی۔
 دوسرے روز پیر کا دن تھا۔ اور
 عدالت کی پہلی نشست ہوئی تھی
 صبح ہوئی۔ ولفرٹ کچھ تھوڑی سی پوری
 سویا تھا کہ لمب کی ٹشاپٹ نے آو

دوگ جلگے اس نے کپڑوں کا کہتا
میں دلفرٹ کا اپنے لڑکوں کو کہتا
بچے کا شور کرنا سب کچھ سنا پھر
اس نے اپنے بہو کو بلایا بہو اس کے
کافلات اور ایک پیالہ چائے لیکر حاضر
ہوا

دلفرٹ : یہ کیا لائے ہو
نوکر : حضور جاد کا پیالہ ہے
دلفرٹ : میں نے تو یہ نہیں مانگا
میں کس نے ہر بانی کی ہے

نوکر : حضور میری آقا سید دلفرٹ
نے وہ فرمائی تھی کہ چونکہ آج مقدمہ
قتل کے سبب ہم بہت سے اسٹے یہم
اچھی ہے۔ دز تر و تازہ رکھتی ہے

یہ کہ اس نے پیالہ نیز پر رکھ دیا۔ وہ
چلا گیا۔ دلفرٹ نے پیالہ اٹھا کر فوراً
پی لیا۔ معلوم نہیں کہ شاید یہ جادو
گنتی مچی اچھی تھی یا شدہ سمجھتا تھا کہ
اس میں زہر ہے جو ہر رنج و غم سے
مجھے نجات دیدیگا خیر پی کر وہ اٹھا
اور کمرے میں وہ ٹپلے لٹکا۔ زہر
وغیرہ تو کچھ ثابت نہ ہوا۔ اب

دسٹر دلفرٹ
دسٹر دلفرٹ پر نہ گیا نوکر پھر آگیا۔
نوکر حضور سیدیم صاحبہ فرماتی
ہیں کہ تم گیارہ بج چکے ہیں۔
کے وقت میں صرف ایک گھنٹہ باقی

بیدار کرو یا۔ اس نے دیکھا کہ اسکی
انگلیاں ایسی تیراور سرخ ہیں گویا
کہ وہ لہو میں ڈوبی ہوئی ہیں

دلفرٹ نے کپڑے کو پی۔ صبح سہاوی
تھی سو درج کی درد تیرچی کرتی کمرے
کے اندر آکر دیواروں کو روشن کر رہی
تھیں باہر منوے آسمان کی طرف اڑ کر
چارپے تھے اور اپنے پیسے راگ سے
ہوا کو بہرے تھے باہر کی ٹھنڈی ہوا
نے دلفرٹ کے حافظہ کو تروتازہ کیا

اور اس نے اپنے دل میں کہا آج وہ
شخص جس کے ہاتھ میں عدالت کا
چاقو ہے اسے ہر طرف چلا لٹکا وہ
فدایہ نہیں کریگا۔ خواہ کون آگے آجاو

بے اختیار اسکی آنکھیں ٹوٹنے کے کمرے
کی طرف گئیں یہ وہ اس کپڑے کی پرگرا
ہوا تھا جس میں سے اس نے گزشتہ
رات اپنے باپ کو دیکھا۔ تاہم اس
نے باپ کی صحت اس کے دل میں
ایسی تازہ تھی کہ گویا اس کے سامنے

بیٹھا ہے اور اس نے اس طاق کی طرف
تہہ کر کے کہا : تسلی ہو۔ تسلی ہو
اس خیال پر اسکا سر جھک گیا اور
وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ایک پلنگ
پر معہ کپڑوں کے لیٹ گیا مگر سوئے
نے لے نہیں بلکہ اپنے اعضاء کو ذرا
رام دینے کے لئے رفتہ رفتہ گہرے تھم

یابہ
لفٹ "بھریا"
کر "میڈیم صاحبہ نے پوشاک
یہ پہن لی ہے اور وہ چھٹی میں کہ
وہ آپ کے ہمراہ کپڑی میں دیکھتے

لفٹ "کیا کرنے کے لئے"
کر "میرے آقا کی بڑی خواہش
کہ مقدمہ کو دیکھے"

لفٹ "دچونک کر ہوں کیا
مکانیہ بڑی خواہش ہے"
کر "ایک قدم پیچھے ہٹ کر حضو

را کیلئے ہی جانا چاہتے ہیں تو میں
اگر ان سے عرض کر دیتا ہوں
لفٹ "کچھ دیر تفکر ہو کر
یڈیم کو کہو کہ میں اس سے کچھ بات

لنی چاہتا ہوں۔ اپنے کمرے میں
را انتظار کرے"
وکر "بہت خوب"

لفٹ "بھریا کر میری حجامت
روا اور مجھے پوشاک پہناؤ"
وکر بھریا گیا۔ اور اسکی حجامت

غیرہ میں مشغول ہوا۔ ختم کر کے
س نے کہا یہ حضو راہوں نے
را پا عا کہ وہ انتظار میں ہیں حضو

بلدی تشریف لیا دیں
لفٹ اپنے کاغذات لعل میں

اور اپنی ٹوپی ہاتھ میں لئے اپنی بی بی
کے کمرے کی طرف گیا دروازہ پر وہ
لینہ ہو چنے کے لئے کچھ دیر بیٹھا
بھریا داخل ہوا میڈیم ولفٹ ایک
کھینچ پر بیٹھی ہدی اخبار میں پڑھ رہی
تھی وہ باہر جانے کے لئے تیار ہوئی

ہوئی تھی۔ اور اس کی ٹوپی اس کے
پاس کر سی پر پڑی تھی۔ دستے وغیرہ
پہی اس نے پہنے ہوئے تھے جب
اس نے اپنے غاوند کو دیکھا تو وہ

اپنی سنجیدہ آواز میں بولی۔ آپ تشریف
لے آئے ہیں۔ مگر یہ آپ کا رنگ کیسا
ند سا ہے۔ شاید آپ پیر کا م کرتے

رہے ہیں۔ پھر آپ کہا نا کہانے
ہی نہیں آئے مجھے آپ اپنے ساتھ
لیجلیں گے۔ یا میں خود اورو کوہی

ساتھ لیجاؤں"
میڈیم ولفٹ نے اتنے سوال لگاتار
کئے کہ شاید کسی ایک کا جواب ملجاوے

مگر ولفٹ دیوار کی طرح گنگ و
ساکن کھڑا رہا۔ آخر نیچے سے مخاطب
ہو کر وہ بولا "بیٹا اورو ڈ۔ جاؤ باہر

کھیلو۔ میں تمہاری اماں سے بات
لنی چاہتا ہوں۔ میڈیم ولفٹ
اس عجیب و غریب تنہید اور ولفٹ

کے ترش چہرہ اور سخت آواز سے کچھ
کہہ کر اسی گئی۔ اورو نے اپنے خواں

ن طرف دیکھا۔ اور چونکہ اس طرف سے اسکے باپ کے حکم کی تصدیق معلوم نہ ہوئی۔ وہ اخباریں پھاڑنے میں لگا رہا۔

ولفرٹ - سخت آواز سے اُدھر

سننے نہیں جلدی جاؤ نکلو
اُدھر دُٹنے کبھی پہلے ایسا سلوک نہیں دیکھا تھا سو وہ گھبرا کر اٹھا اور ہر گین میڈیم ولفرٹ حیران و پریشان ہوا اس کے پیچھے دروازہ بند کر آئی۔ انہو نے خاوند کے چہرہ کو بہتیرا تازا کہ بات معلوم کرے مگر ولفرٹ ویسا ہی

خس رہا آخر جب وہ دروازہ کو بند کر کے آئی اور اپنی جگہ پر بیٹھی تو ولفرٹ کے اور دروازہ کے درمیان کھڑا دگیا۔ اور بغیر کسی تمہید کے بولا۔

میڈیم وہ زہر کہاں رکھا ہے جو تم شر استعمال کیا کرتی ہو میڈیم ولفرٹ کی تو ایسی حالت ہو گئی جیسی ن پرندے کی ہو جاتی ہے جو دیکھتا

ہ کہ میرے پاؤں دام صیادیں ہ گئے ہیں ماس کے منہ سے ایک پیب آواز نکلی جو نہ آہ کوئی جاسکتی

۔ نہ چیخ اس کا رنگ مٹی کی طرح دھو گیا اور بولی میں آپنی بات نہیں سمجھتی یہ کہہ کر وہ زمین پر پڑی

ولفرٹ - ویسی ہی آواز میں پوچھا ہوں کہ وہ زہر کہاں ہے جس کی مدد سے تم نے میرے سر سینٹ مران اسکی بی بی بیرونس اور میری بی بی وینس کو مارا ہے

میڈیم - روتا ہوا کہتا ہوں صاحب یہ آپ تکیا فرماتے ہیں
ولفرٹ - تمہارا کام پوچھنا نہیں۔ جواب دو

میڈیم - آیا میں بچ سے بول رہی ہوں یا خاوند سے

ولفرٹ - بچ سے بچ سے میڈیم ولفرٹ کا چہرہ دیکھنے سے اسوقت وحشت آتی تھی۔ اس کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ اور وہ آخر بولی

ہائے ہائے بس اتنا کافی ہے
ولفرٹ سکرایا۔ مگر اس کا مسکنا اس کے غصے سے بھی زیادہ وحشت ناک تھا۔ اور بولا خوب تم مانتے ہو تو انکا رہنیں کر پتے میری محبت نے مجھے اندھا کر دیا تھا۔ اور میں تمہاری شرارتوں کو نہ دیکھ سکا۔

میڈیم مران کی موت سے مجھے معلوم تھا کہ کوئی زہر دینے والا میرے گھر میں ہے۔ اور کئی نے ہی مجھے اطلاع دیدی تھی۔ بیرونس کی موت پر مجھے ایک فرشتہ پر شک

ہوا۔ وہ جیسے شک کرنا ہی گناہ ہو۔
 مگر وہ یقین کی موت کے بعد مجھے
 یقین ہو گیا ہے۔ اور اور ہی یقینوں
 کو یقین ہو گیا ہے۔ اس طرح
 تمہارا جسم اب ظاہر ہو گیا ہے
 اور میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ میں
 اب تمہارا راج ہوں غاوند نہیں
 ہوں۔ جو ان عورت نے اپنا چہرہ
 اپنے ہاتھوں میں چھپا یا اور چھپائی
 جناب ظاہری باتوں پر یقین نہ کریں
ولفرٹ کے بزدلی بنتی ہو۔ مگر
 دہر دینے والے ہمیشہ بزدل ہوا کرتے
 ہیں۔ مگر تم بزدل کیسے ہو سکتی ہو۔
 جس میں اتنا حوصلہ تھا کہ چار مونیوں
 اپنے ہاتھ کی کی ہوئی دیکھے اور چار
 معصوم آدمیوں کی جان کندن
 کے مشق کئے۔ افسوس تم نے اپنی
 تجاویز تو بڑی بکی سوچیں نہیں سگر
 تمہیں اتنی سوچ نہ آئی کہ اگر تمہارا
 جسم ظاہر ہو گیا تو کیا نتیجہ ہو گا۔
 امید ہے کہ ایسے موقع کے واسطے
 تم نے شاید اپنے لئے یہی ضرور
 کوئی نہ کوئی تیرہ پہر رکھا ہوا ہو گا
 ضرور رکھا ہو گا۔ کیونکہ تم غیرت
 مند عورت ہو۔
سٹیڈیم ولفرٹ نے ہاتھ پھیلائے
 اور سجدہ میں گر گئی۔

ولفرٹ نے ہاں اب تم ہاں ہو
 مگر اس ماننے کا کچھ فائدہ نہیں تم
 جج کے سامنے مان رہا ہی ہو۔ اب
 سزا کم نہیں ہو سکتی۔
سٹیڈیم ولفرٹ نے سزا سزا
 آپ نے یہ لفظ دودفعہ بولا ہے۔
ولفرٹ نے خوب کہا ابھی تم کو کچھ
 کی امید ہے۔ ہرگز نہیں تم جانتی
 ہو کہ میں کون ہوں۔ ہرگز نہیں۔
 لمبی پھانسی زہر دینے والے کے لئے
 تیار ہے ہاں ایک صورت سے بچاؤ
 سے بچ سکتی ہے کہ اس نے اپنے لہو
 پہی زہر رکھ لیا ہو۔ جو اس نے
 دوسروں کو دیا ہے۔ **سٹیڈیم** ولفرٹ
 کے چہرہ کا رنگ عجیب ہو گیا۔ اور وہ
 زمین پر گر پڑی۔
ولفرٹ نے اور پھانسی سے نہ ڈر و
 میں نے یہ غلط کہہ دیا کیونکہ اس میں
 میری اپنی بے عزتی ہے۔ آپ پھانسی
 پر نہیں مریں گی۔ آپ کے لئے زہر
 اچھا ہو گا اور میں آپ کا شکریہ ادا
 کروں گا۔
سٹیڈیم کس بات کے لئے میرا
 شکریہ ادا کریں گے۔
ولفرٹ اسی بات کے لئے
 جو میں نے پہلی کہی ہے۔
سٹیڈیم او میرا دل آگ ہو گیا ہے

میں کچھ نہیں سمجھتی۔ آپ پھر کہیں ۚ
ولفرٹ ۚ بس وہ زہر کہاں کہا
 ہوا ہے جو دوسروں کو دیتی ہو ۚ
میڈیم ۚ **ولفرٹ** نے اپنے بازو
 آسمان کی طرف اٹھائے اور دشت
 سے کہا ۚ نہیں نہیں آپ کی یہ مرضی
 نہیں ہو سکتی ۚ
ولفرٹ ۚ میری صرف یہ مرضی
 نہیں کہ تم کچھ انٹی پر مرد۔ میں چاہتا
 ہوں کہ عزت سے مرو ۚ
میڈیم ۚ رحم رحم ۚ
ولفرٹ ۚ نہیں۔ انصاف کی حد
 نہیں توڑی جاوے گی ۚ میں دنیا میں سزا
 دینے کے لئے ہوں اگر کوئی اور موت
 ہوتی تو خواہ وہ کدھی کیوں نہ ہوتی
 میں اسکو پہناتی پر بھیجتا مگر تم پر یہ
 رحم کرتا ہوں کہ خود کشی کرو۔
میڈیم ۚ مگر حضور مجھے معاف فرماؤ
 اور مجھ جان سے نہ گنوائیں ۚ
ولفرٹ ۚ کیا تم اس قدر بے عمل ہو ۚ
میڈیم ۚ بزدل! میں تو تمہاری
 بانی ہوں ۚ
ولفرٹ ۚ تم زہر دینے والی ہو ۚ
میڈیم ۚ خدا کے واسطے ۚ
ولفرٹ ۚ نہیں ۚ
میڈیم ۚ اس محبت کیواسطے جو
 نہیں تبھی مجھ سے تھی ۚ

ولفرٹ ۚ نہیں ۚ
میڈیم ۚ میرے بچے کی خاطر ۚ
ولفرٹ ۚ نہیں نہیں۔ اگر میں
 تمہیں زندہ رہنے دوں تو شاید
 تم کسی روز اسکو بھی زہر سے ہلاک
 کرو گی ۚ
میڈیم ۚ میں اپنے بچے کو ماروں
 ہیں اپنے بچے کو مارے گا۔ آخری جملہ
 سنا نہ گیا۔ اور وہ ایک دیو کی مانند
 قہقہہ مار کر مٹی۔ اور اپنے غامد
 کے قدموں پر گر پڑی ۚ
ولفرٹ ۚ اس کے گلن میں ۚ
میڈیم ۚ یاد رکھو اگر میرے آنے تک
 تم زندہ رہیں تو میں خود اپنے آپ
 سے تمہیں عدالت میں گرفتار کرواؤں گا
 سمجھا۔ میں ایک اور قاتل کو سزا
 دینے چلا ہوں ۚ
میڈیم ۚ **ولفرٹ** کے بچے کچلے
 اس کی آنکھیں پینے کے قریب
 ہو گئیں۔ اور وہ سید ہو گئی
 ایسا معلوم ہوا کہ **ولفرٹ** کے
 دل میں کچھ رحم آیا اور اسکے قریب
 ہو کر بولا کہ **میڈیم** بس الوداع ۚ
 یہ لفظ **میڈیم** **ولفرٹ** کے دل پر تھا
 کی طرح لگا۔ اور وہ بیہوش ہو گئی
ولفرٹ پھر دروازہ کو دوہراتا ہوا
 لگا کر باہر چلا گیا ۚ

باب ایک سو آٹھ

(عدالت)

بنی ڈو کے محلے نے پیرس میں بڑا شور مچایا ہوا تھا اخباروں میں اس کی پہلی امیری اور اس کے موجودہ قتل کے بڑے بڑے فقے چھپے۔ بہت سے لوگ جو کہ اینڈریا کیوں کئی کے دوست بنے ہوئے تھے خیال کرتے تھے کہ عدالت کو سخت دھوکا لگا ہے کہ انہوں نے خواہ مخواہ ایک شریف آدمی کو کھڑ لیا ہے۔ اکثر ان کا یہ خیال تھا کہ اینڈریا کے حامیوں نے یہ سب تجویز گانٹھی ہے۔ کئی کتو تھے کہ اس کا باب اپنے مظلوم بیٹے کو چھڑانے کے لئے خود عدالت میں حاضر ہوگا۔ ان وجوہات سے لوگ چاہتے تھے کہ عدالت میں جاویں اور مقدمہ دیکھیں صبح کے آٹھ بجے کے پہلے ہی ایک بڑا مجمع جمع ہو گیا تھا۔ ان میں سے بعض آدمی ایسے تھے جو کہ نہیں بیٹھ سکتے پس وہ ایک

دوسرے پاس جا بیٹھے اور باتیں کرنے لگے۔

ہمارا مشہور اخبار نویس جو چیمپ بھی ادھر آدھرتا رہا تھا کہ کوئی شخص نظر آوے تو اس سے بات چیت کرے۔ آخر اس نے رناؤ اور لیوسین ڈوباری کو دیکھا اور انہوں نے اس کی طرف آنے کا اشارہ کیا وہ اپنی جگہ کو ایک دوست کے سپرد کر کے بوچیمپ کے پاس آئے۔

بوچیمپ کو بھائی آج تو بڑی دیر کے بعد ہم اپنے دوست کو دیکھیں گے۔

ڈوباری: "ہاں شاہزادہ صاحب کو۔ خدا ان اہلی کے شاہزادوں کو غارت کرے۔"

رناؤ: وہ تو اپنی نسبت ڈیٹی سے ملا تھا۔ واہ بے دعا بلا امارت تو خوب رنگ لائی۔ ڈوباری: بوچیمپ سے سزا سوت ہی ہوگی۔

بوچیمپ: ان باتوں کو تم ہم سے ریاوہ جانتے ہو۔ ڈوباری: لوگ اسے کہتے تھے کہ وہ شاہزادہ ہے۔ مگر میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ وہ ایک معاشر

ہے۔ گو میں نے کسی پر ظاہر نہیں کیا۔
 بیو چیمپؑ بھائی شاہزادہ بن کر
 تو اس نے خوب دکھلایا اور تم شاید
 معلوم کر گئے ہو گے۔ مگر ہم تو دھوکا
 کھائے تھے۔

ڈبیریؑ مگر تم مصنف کے اُن
 گئے ہو گے تم کو کچھ خبر نہیں۔

بیو چیمپؑ گذشتہ ہفتہ ولفرٹ
 بالکل اکیلا ہی رہا ہے وہ صرف یہ
 ہے کہ اسپر بڑی بڑی عجیب قسم کی خانگی
 آفتیں آتی ہیں۔ مگر سب عجیب یہ
 اسکی بیٹی کی موت۔

ڈبیریؑ بیو چیمپ عجیب کس طرح
 سے۔

بیو چیمپؑ عینک چڑھا کر کیونکہ
 یہ باتیں وزیر کے گھر معلوم ہوتی ہیں۔
 ڈبیریؑ یہ عینک کدھر لگائی ہے
 بیو چیمپؑ ٹھہر دہیم دھوکا تو نہیں
 ہے۔

ڈبیریؑ کیا ہے۔

بیو چیمپؑ وہی ہے۔

ڈبیریؑ کون ہے۔

بیو چیمپؑ وہ نہیں جانتے جاتا
 جین ہے۔

ڈبیریؑ اسے تو گئے ہوئے
 قارو گزر گئے ہیں۔ شاید اسکی
 ن ہو۔

ڈبیریؑ اس بات کو سن کر کچھ شرمندہ
 سا ہوا اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔
 یہ تو کوئی پردہ دار عورت ہے۔ کوئی
 شاہزادی ہے۔ شاید شاہزادہ
 کیوں کئی کی ماں ہو۔

رناؤؑ مگر بیو چیمپ تم کیا سنانے
 گئے تھے۔

بیو چیمپؑ میں ویشن کی عجیب سے
 کی بات کہنے لگا تھا مگر آج میڈیم
 ولفرٹ نظر نہیں آتی۔

ڈبیریؑ وہ ہمیں شفاخانوں کے
 مریضوں کے لئے دو آئی تیار کر رہی
 ہوگی۔ بڑی نیک عورت ہے میں تو
 تو اسے بڑا پسند کرتا ہوں۔ کوئی دو

تین ہزار سال میں اس کام پر چھ
 کئی ہے۔

رناؤؑ میں تو اس سے سخت
 نفرت کرتا ہوں۔

ڈبیریؑ وہ کیوں۔

رناؤؑ مجھے معلوم نہیں۔ مجھ کو
 قدرت اس سے نفرت ہے۔

ڈبیریؑ شاید ایسا ہی ہو مگر
 بیو چیمپ وہ بات تو کرو۔

بیو چیمپؑ اس بات کا سبب کہ
 ولفرٹ کے گھر میں لوگ اتنے جلدی
 مرجاتے ہیں یہ ہے کہ اس گھر میں
 کوئی قاتل ہے۔

اس بات پر دونوں جوان آدمی کانپ اٹھے۔ کیونکہ ان کو پہلے بھی اکثر یہ بات سوچی تھی۔ آخر رناؤ بولا۔ بس یہ سب اُدور دسکا کام ہے لوگ جو سن رہے تھے ہنس پڑے مگر رناؤ نے کچھ خیال نہ کیا۔ اور پھر کہا۔ اُس اُدور وہ ہے۔ وہ مارنے کے فن میں بڑا ماہر ہے۔

ڈوباریؑ تم تسخّر کر رہے ہو۔ رناؤؑ نہ میں سچ کہتا ہوں۔ میں یہ سب معاملہ ولفرٹ کے ایک نوکر سے دریافت کیا ہے۔ وہ دلفر کو چودہ میرے پاس آیا تھا۔ مگر چونکہ وہ عدت سے زیا وہ کہتا ہے۔ اس لئے اس کو بعد ہی نکال دوں گا۔ اس سے دریافت ہوا ہے کہ اُدور دس کو کہیں سے ایک بوتل مل گئی ہے جس میں کچھ دوائی ہے۔ بس جو اس کو ناراض کرتا ہے اس کو وہ دوائی دیدیتا ہے۔

پیرے سینٹ مران اور اس کی بی بی نے اس کو ناراض کیا۔ سو اس نے اس آکسیر کے تین ہی قطرے دیئے۔ اور بس وہ بیچارے اگلے جہاں پہنچے پھر اس نے نوکر کا کام تمام کیا۔ پھر دیشین کی ماری آئی۔ اس سے اس کو حد تھا۔ سو اس کا بھی کام تمام کیا۔

ڈوباریؑ اے اکیا ہے ہو وہ کہانی

سن رہے ہو۔ بیو چمپؑ سچ بڑی لغو معلوم ہوتی ہے۔ رناؤؑ خیر تم زمانہ۔ مگر بات ایسی ہی سنی جاتی ہے۔

بیو چمپؑ یہم اکیسرا اُدور ڈٹے لیا کہاں سے ہے۔ رناؤؑ اپنی ماں کے کیا خانے سے۔

بیو چمپؑ تو پھر اس کی ماں اپنے گھر نہ رہی رکھا کرتی ہے۔ رناؤؑ مجھے کیا معلوم تم تو مجھے اس طرح پوچھتے ہو جیسے کوئی لیجسٹریٹ پوچھتا ہے۔

بیو چمپؑ بات ماننے میں آنے والی نہیں۔ رناؤؑ ماننے میں کوئی حرج نہیں۔ تم نے جو بچپن سال وہ چھوٹا لڑکا دیکھا تھا کہ نہیں جوا اپنی بہنوں اور بہائیوں کو کان میں سوئیاں جھونے سے مار دیا کرتا تھا۔ یہاں صاحب آئینہ لینے بہت ہوشیار رہیں۔ ہمارا تمہارا زمانہ اب گزرا۔

بیو چمپؑ کہیں کوٹ آف مائی گرسٹو نظر نہیں آتے۔ رناؤؑ وہ پیرس سے سپر ہو گیا۔ علاوہ انہیں اب وہ سنہ نہیں

باب ایک سو نو

(فسر و جرم)

ہر طرف خاموشی نہ گئی۔ سچ اپنی
اپنی جگہ آگئے۔ جیوری بھی بیٹھ گئی
ایم ڈی ولفرٹ جسکی طرف ہر ایک
کی جرات اور تعریف پہری تو میرنگی
ہوئی تھی۔ ایک آرام چوکی میں آ بیٹھا
اور اس نے اپنے گرد سنجیدہ نگاہ
ڈالی۔

پرنسپل ڈنٹ کے سپاہیوں قیدی کو
اندھلا ڈالے

ان الفاظ پر عام قوجہ اس دروازہ
پر لگ گئی جس میں سے کہ مینی ڈوٹ نے
اندھلا کر ڈالا تھا۔ دروازہ جلدی کھلا اور
مجرم داخل ہوا اس کے دیکھنے سے
ناظرین پر ایک ہی قسم کا اثر ہوا۔
اس کے چہرہ پر کسی قسم کے گہراٹ
کے آثار نہ تھے۔ اس کی آنکھیں
برابر پہلے کی طرح روشن تھیں۔ اسکا
ایک ہاتھ اپنی ٹوپی پر تھا۔ ایک اور
اپنی واسکٹ کی جیب میں اور یہ
ہاتھ ذرا کانپ نہیں رہے تھے۔
جو پتی کہ وہ اندر آیا اس نے تمام
لوگوں اور مجسٹریٹوں پر ایک نگاہ

نہیں دکھا سکتا۔ اس جعلی شہزادہ
نے اسکو چوڑے طعنا دکھائے تھے۔ اور
اس سے ایک لاکھ روپیہ اڑا لیا تھا
اب اگر وہ باہر آوے تو لوگ اس
کو بیوقوف کہیں گے۔ یہی وجہ ہے
کہ وہ باہر نہیں نکلتا۔ مگر یہائی سوہیل
کا کیا حال ہے؟

بھوجپ میں تین دفعہ اس
کے گھر گیا ہوں۔ مگر وہ ملا نہیں۔ اس
کی بہن کہتی تھی کہ وہ گھر نہیں آتا
لیکن ہے بخیر؟

ڈا. بری کے اولو بہائی وہ دیکھا ہے
وہ اس مقتول گیس پڑوکی کرتی ہو۔
وہ میز پر پڑی ہوئی ہے اور خون سے
پہری ہوئی ہے۔ اس سے خط نکلا
تھا کہ بیٹی ڈوٹ کے جرم کی شہادت
میں پیش ہوا تھا۔ یہہ کرتی کوٹ
آف مانٹی کر سٹو کے گھر سے نکلی تھی
معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی گواہی پراویگا
بھوجپ ٹھیک ہے؟
رٹاؤ۔ بس خاموش۔ عدالت شروع
ہونے کو ہے۔ چلو اپنی اپنی جگہ پر چلیں
وربا ان۔ بس۔ صاحبان۔ عدالت
شروع ہے۔ بس؟

ہوں مگر ویسا ہی ہے باکانہ نگاہ سے وہ دیکھتا رہا۔ آخر کار تحریر ختم ہوئی پر پریڈنٹ ستمبر کا نام وغیرہ کیا ہے؟

مجرم دروخت زدہ آواز میں حضورؐ معاف فرماویں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ایسی طرح کے سوال کرنے لگے ہیں جنکا اس طرح جواب دینا میرے واسطے مشکل ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ میں اس معمولی طرز میں جواب نہیں دوں گا۔ سو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کے مرتبہ سے جوابوں در نہ میں جواب بالکل ہی نہیں دوں گا۔ تمام حاضرین نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا مگر اینڈریا پر کچھ اضطراب کا نشان ظاہر ہوا۔ پریڈنٹ: "تمہاری عمر؟" مجرم: حضور میں سب کا جواب دوں گا مگر باری باری۔

پریڈنٹ: "تمہاری عمر؟" مجرم: میں اب چند روز میں اکیس سال کا ہوں گا۔ کیونکہ ستمبر کی تاریخ کو پیدا ہوا تھا۔

ایم ڈی ولفرٹ نے جو کہ کچھ کہنے میں مشغول تھا۔ اس تاریخ کے سننے پر سر اٹھایا۔

پریڈنٹ: "تم کہاں پیدا ہوئے؟"

ڈانی: اسکی نظریہ پریڈنٹ پر بہت زیادہ ٹھہری رہی اور ولفرٹ پر اس سے بھی زیادہ۔ ٹھہری رہی اور ولفرٹ پر اس سے بھی زیادہ۔ اینڈریا کے پاس وہ وکیل کھڑا تھا جسکو کہ عدالت نے اسکی طرف سے بولنے کے لئے مقرر کیا۔ وہ جان آدمی تھا۔ اسکی

بال بھرے تھے۔ اور اس کے چہرہ پر ہنسنا۔ قریب کی کافی مانگی۔ یہیں معلوم ہے کہ اسکو ولفرٹ کی ہوشیار قلم نے مرتب کیا تھا۔ اس کے پڑھ جانے کے اثنا میں عام تو ج سب اینڈریا کی طرف

لگی تھی جبکو خبر ہی نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ ولفرٹ نے یہ تحریر بری فصاحت و بلاغت کے رنگوں سے تحریر کی ہوئی تھی مجرم اور مجرم سکی زندہ تصویر بنا دی ہوئی تھی۔ مجرم کی گذشتہ زندگی اسکی یکھت تبدیلی اسکی زندگی کے دوسرے حالات اس طرز سے بیان کئے گئے تھے کہ بس

ہی گندی تھی۔ اس طرح سے فتویٰ سنئے جانے سے پہلے ہی مینی ڈ لوگو لوگ حقارت سے دیکھنے لگ گئے

اینڈریا نے ان تمام الزامات کی کوئی پروا نہ کی جو سپر لائے گئے۔ ایم ولفرٹ نے اسپر بتیری گہری نگاہ سے دیکھا کہ کسی طرح اس کی آنکھیں نیچے

تھے۔

ملزم۔ پیریش کے نزدیک آئیل میں
ایم ولفرٹ نے پھر اپنا سراٹھایا اور
ملزم کی طرف دیکھا۔ اس کا رنگ سرخ
ہو گیا۔ جب کہ ملزم نے نخرے سے
اپنے ہونٹ ایک ریشمی رومال سے
پونچے۔

پیریش پلڈٹ۔ تمہارا پیشہ
ملزم۔ پہلے میں جعل سے روٹی کہا یا
لوتا تھا۔ پھر میں چور بنا۔ اس کے بعد
خونی کے عہدہ پر پہنچا۔ کیا لوگ اور
لیا ج۔ ان باتوں کو سن کر آگ ہو گئے
انہوں نے دیکھا کہ ایک انسان کا بچہ
یسی بے شرمی اور ولیری سے اپنی
بیاں ظاہر کر رہا ہے گویا کہ وہ ہنر
ہیں۔ ایم ڈی ولفرٹ کا چہرہ سرخی
سے زردی پائل ہو گیا تھا۔ اس نے
پے گرد دیکھا اس طرح سے کہ گویا
وہ حواس باختہ ہو گیا ہے۔

پیشی ڈو۔ منصف صاحب کیا تلاش
رہے ہیں یہ بات ملزم نے بڑی
یک عجیب طرح کی ہنسی کے ساتھ
ما ولفرٹ نے کچھ جواب نہ دیا مگر اس
نے اپنے تئیں ایک کرسی میں ڈال دیا
پیریش پلڈٹ۔ ان کیوں جی اس نام ہی
باؤ گئے کہ انہیں عدالت چاہی ہو کہ ان کی
در اخلاق دونوں کی خاطر ایک ایسے

مجرم سے کچھ سختی کرے جو اپنے جرم
کو اپنی عزت کی بنا خیال کرتا ہو معلوم
ہوتا ہے کہ تم چاہتے تھے کہ تمہارے
نام کے ساتھ ہم سب خطاب لگ
جاویں تو تب تم اپنا نام بولو
پیشی ڈو۔ رویہ ہی ثبات سے،
پیریش پلڈٹ صاحب حیرت کی بات
ہے کہ آپ نے میرے دل کی بات
بوجھی ہے۔ یہی تو میں کہتا تھا کہ سوائے
کی ترتیب بدل دی جاوے۔

ان باتوں کے سننے سے لوگوں کا
غضب حد تک پہنچ گیا۔ اور قریب
تھا کہ وہ ایک طوفان کی طرح اس
پر ٹوٹ پڑیں۔
پیریش پلڈٹ۔ اچھا تمہارا نام
ملزم۔ مجھے اپنا نام تو یاد نہیں مگر
اپنے باپ کا یاد ہے۔ اگر کو تو بول
دوں۔

پیریش پلڈٹ۔ اچھا باپ کا ہی
بولو مگر ایک انتظار میں کھڑا تھا کہ وہ
حراجی کیا بولتا ہے۔
ایڈریا۔ رات سے، میرا باپ
ایم ڈی ولفرٹ ہے۔
پیریش پلڈٹ۔ بکا بکا رہ گیا۔ اور وہ حیرانی
سے بولا ہیں۔ منصف۔ منصف۔
لوگ جواب تک بہت تھمے ہوئے
تھے۔ زیادہ صبر نہ کر سکے۔ ان کے

خیال میں عدالت کی ہتک حد تک
 بڑھ گئی تھی بیج ہی نہ چاہتے تھے۔
 کہ لوگوں کو روکے سو کچھری میں ایک
 ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کوئی اینڈریا کو
 گالی دیتا تھا۔ کوئی اسپر لعلت بھیجتا
 تھا۔ کوئی اس کے مارنے کے واسطے
 دوڑتا تھا۔ مگر اس سب شور و غوغا
 نے اینڈریا پر فدا اثر نہیں کیا وہ لیا
 کھڑا تھا جیسے ایک بادشاہ کھڑا ہوتا
 ہے۔ آخر پانچ منٹ کے بعد یہ
 شور رفع ہوا۔
 پرنسز یڈنٹ "ملزم عدالت سے
 تسخیر کر کے دوسرے لوگوں کو بھی
 فساد کے لئے نمونہ دیتے ہو۔ یہ
 اچھا نہیں ہے۔" اتنے میں بہت
 سے لوگ ولفرٹ کے پاس پہنچے
 جو کہ قریباً اپنی کرسی میں دب گیا
 ہوا تھا۔ سب نے اس سے ہمدردی
 کا اظہار کیا اور اس کو تسلی دی۔
 اینڈریا نے پرنسز یڈنٹ کا سوال
 سنا اپنے آپ کو سیدھا کھڑا کیا اور
 بڑی متانت سے بولا "صاحبان
 میں سچ کہتا ہوں کہ میرا ہرگز منشا
 نہیں کہ عدالت کی ہتک کروں
 اپنے میری عمر بوجھی۔ بیٹھتی
 پھر میری پیدائش کی جگہ پوچھی
 میں نے بتائی۔ اب تم میرا

پوچھا گیا۔ سو چونکہ مجھے
 تھا۔ اس لئے میں نے اس
 پتا بنا دیا۔ اور میں اب
 اور ثابت کرنے کو تیار
 باپ کا نام ولفرٹ ہے
 کے بولنے سے کچھ خلاص
 پائی گئی۔ اس لئے شورا
 ہو گیا۔ اور تمام آنکھیں
 کی طرف لگ گئیں۔ جو کہ
 پر ایک لاش کی طرح بیٹھ
 ملزم۔ صاحبان بیٹھے اپنے
 ثبوت دینا ہے۔ لو سنو۔
 پرنسز یڈنٹ "رخفا ہو
 اپنا کہا ہوا نام بیٹی دلوں
 نے خود کہا ہوا ہے کہ تم کا
 رہنے والے ہو۔"
 ملزم "خیر اور جبکہ جو میر
 ہوئی میں نے کہا۔ اب میر
 سکتا ہوں۔ کہ میں شاید
 کو اسل میں پیدا ہوا تھا۔
 ولفرٹ کا بیٹا ہوں اگر
 معلوم کرنا چاہو تو سن لو
 شہر ۲۰ لافان ٹین میں آیا
 میں پیدا ہوا تھا جسکی دیوار
 کپڑا لٹکا تھا۔ میرے باپ
 ہاں کو کہا کہ میں ہر وہ ہوں
 ہیں جو کہ میرے گروہ کے

میں زندہ دفن کر دیا۔ حاضرین ان بیانات کو سن کر کانپ اٹھے اور اب انہیں ملزم کی باتوں پر کچھ یقین آنے لگا۔ ولفرٹ بیچارے کا رنگ خاک ہوتا جاتا تھا۔

پرنس بلڈنٹؔ مگر یہ سب باتیں تمہیں کس طرح معلوم ہو گئیں؟ ملزمؔ یہ بھی سن لو۔ ایک شخص نے میرے باپ سے انتقام لینے کی سخت قسم اٹھائی ہوئی تھی۔ اور وہ ہمیشہ موقع کا منتظر رہتا تھا۔ جس روز کہ میں پیدا ہوا اس دن وہ کسی طرح سے اس باغ میں گھس گیا ہوا تھا۔

اور وہ ایک جہاز کی کچے چھپ چھپا ہوا تھا۔ کہ اس نے میرے باپ کو زمین میں کچھ دفن کرتے دیکھا اس نے اس کو چہرے سے زخمی کیا۔ اور یہ خیال کر کے کوفینہ کچھ قیمتی چیز ہوئی اس نے زمین کو کھودا اور مجھے زندہ پایا۔ وہ شخص مجھے شفا خانہ میں لے گیا۔ جہاں کہ میرا نام نمبر ۷۷ کے نیچے داخل کر لیا گیا۔ تین ہفتہ بعد ایک عورت سر و لگی اینوسے پیرس میں آئی اور مجھے اپنا بچہ کر کے شفا خانہ سے چہرے کر لے گئی۔ اس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ اگر میں پیرس میں پیدا ہوا تھا مگر میری پرورش کلاڈیکا

میں ہوئی تھی؟ کچھ دیر خاموشی سی ہو گئی رکھ پر پرنس بلڈنٹؔ نے کہا، اچھا چلو۔ ملزمؔ میں ان اچھے لوگوں کے درمیان جو ایک طرح سے میری پرستش کرتے تھے۔ بہت آسودہ رہتا مگر میری شہرہ اور خدی طبیعت ان تمام نیکیوں پر غالب آ گئی۔ میرا سوتیلے باپ تو مجھ کو نیکی سکھانا چاہتا تھا۔ گو میں شرارت میں مرتی کرتا گیا یہاں تک کہ میں نے جرم کرنے شروع کر دیئے۔ ایک دن جبکہ میں خدا کو اس بنا پر گالی دے رہا تھا کہ اس نے مجھے شہر کیوں بنایا ہے تو میرے باپ نے مجھے کہا۔ اوالکم بخت لڑکے کیوں کہتا ہے۔ خدا کا کوئی ذمہ نہیں۔ مگر گناہ ہے۔ تو تیرے باپ کا ہے۔ سو اسی برکت مجھے اس وقت سے میں نے خدا کو گالی دینی جوڑ دیں۔ اور اپنے باپ برکت یعنی شروع کی میری نیکی گفتگو نے تم لوگوں پر بہت برا اثر کیا ہوگا۔ لیکن اگر اس میں میرا قصور ہو تو مجھے لعنت کرو۔ لیکن اگر میرا نہ ہو میرے خالیم باپ کا ہو تو میرا رحم کرو۔ کیونکہ میں رحم کا مستحق ہوں۔

پر نریڈنٹ ! لیکن تمہاری ماں
کون ہے ؟

ملزم ! میری ماں نے مجھے مردہ
خیال کیا تھا۔ اس لئے اس کا کوئی
جرم نہیں ہے اور نہ ہی مجھے اس کا
نام معلوم ہے !

لہتے میں عورتوں کے گروہ میں
سے کسی عورت کے پیچھے کی آواز
آئی یہ عورت بینی ڈلوی دلاوت کا

حال سننے ہی بیہوش ہو گئی تھی
لوگ اسے اٹھا کر باہر لے گئے اس

کا موٹا برقعہ اس کے منہ پر سے ہٹ
گیا اور پیچ میں سے میڈیم ڈیگر

کا چہرہ ظاہر ہوا ولفرٹ دیوانہ
دار اٹھا اور اس کی طرف گیا !

پر نریڈنٹ ! ثبوت ثبوت
اس قسم کی وحشتناک باتیں

بغیر ثبوت نہیں مانی جاوے گی !
بنی ڈلوی رقبہ مار کر ! ثبوت

ابھی کچھ ثبوت باقی ہیں !
پر نریڈنٹ ! ہاں !

بنی ڈلوی ! اچھا پہلے ولفرٹ
کی طرف دیکھو اور پھر مجھ سے

ثبوت مانگنا۔ ہر ایک نظر اب
ولفرٹ کی طرف لگی وہ لڑکھاتا

ہوا بال سر کے بکھرے ہوئے
اور چہرہ انگڑا ہوا پھر کی کے درمیان

گیا !

بنی ڈلوی۔ اس کی طرف مخاطب
ہو کر بولا ! باپ یہ مجھے ثبوت

ہیں۔ آپ کچھ بولیں !
ولفرٹ ! ڈوخت بہر کا آواز

میں ! نہیں کوئی ضرورت نہیں۔ بس
کوئی ضرورت نہیں !

پر نریڈنٹ ! کیوں ضرورت
نہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں !

ولفرٹ ! اس لئے کہ میں صاف
دیکھتا ہوں کہ میں ایک مستقیم فرشتہ

کے ہاتھ میں پڑا ہوں۔ جو کچھ اس
شخص نے کہا ہے۔ سب سچ ہے

زیادہ ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں !
لوگ تو اس بات کو نہ سکتے

متعجب ہوئے اور پر نریڈنٹ !
اضطراب میں بولا۔ ہیں ! ولفرٹ

آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ اس الزام کے سننے سے آپ

حواس باختہ ہو گئے ہوش سنبھالو۔
ولفرٹ نے اپنا سر جھکا لیا اس

کا رنگ پہلے ہی سے نک تھا۔ آخر
بڑی کوشش سے وہ بولا ! نہیں

صاحب میرے حواس بالکل کال
ہیں جو الزام مجھ پر لگایا گیا ہے

وہ سب حق ہے۔ میں مجرم ہوں
اور جواب میری جگہ منصفی پر آوے

باب ایک سو بیس

(کفارہ)

اگرچہ لوگوں کا جہنم بڑا کثیر تھا تاہم
ولفرٹ کو گزرنے کے لئے رستہ
مل گیا۔ بڑے بڑے مصائب
کی حالت میں کوئی چیز ایسی دو
کو اکٹھے مانی اور ہمدردی پیدا
کرنے والی ہوتی ہے۔ کہ خواہ
مخوہ نصیب زدہ آدمی کے ساتھ
ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے۔ لوگ
ولفرٹ کو اسی ہمدردی کی نگاہ
سے دیکھتے تھے
ولفرٹ لوگوں کے گروہ میں سے
ہوتا ہوا کھیری سے نکل گیا۔ اس
کی رگیں پھولی ہوئی تھیں اس کا
چہرہ بالکل سرخ ہو رہا تھا۔ اس
کی آنکھیں پینے کو تیار تھیں۔ اس
کا دل منہ کو آ رہا تھا۔ اور معلوم
ہوتا تھا کہ اس کے دماغ میں کچھ
نتورسا ہو گیا ہے۔ عادیانہ رشتہ
کو طے کرتا گیا۔ اس نے اپنے تجربہ
کے لباس کو اتار کر پینک دیا
کیونکہ وہ اب اس کا وزن برداشت
نہیں کر سکتا تھا۔ وہ سادہ

وہ ابھی بچے گرفتار کرے۔ یہ باتیں
کہہ کر وہ دروازہ کی طرف گیا۔ دربان
نے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ باہر نکل
گیا۔ تمام لوگ حیرت سے گونگے
ہوئے۔ انہوں نے امید کچھ کی
ہوئی تھی۔ اور نکل کچھ آیا۔
بیو جیمپ۔ واو جی یہ ناگ خوب
ہوا ہے۔
رٹاؤ۔ بس اب تو کوئی دسرف
کی طرح بندوق کی گولی اسکے لئے
بھی بڑی اچھی دوا ہے۔
پیر تھریڈ ٹکٹ۔ صاحبان آجکا
اجلاس پر ملتوی کر دیا گیا ہے
دوسرے اجلاس میں اور تحقیقات
کیجاویگی۔
اینڈریا کے چہرہ پر ان تمام
واقعات نے ذرا بھی تغیر پیدا نہیں
کیا تھا۔ سیاسی اس کو حوالہ کسی
طرف نے نہ گئے اور یہ سب
سنگامہ ختم ہوا۔

سرافق بہر شکل سے پہنچا۔ وہاں اس نے اپنی گاڑی دیکھی خود ہی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اور اس نے میت کی طرح اپنے آپکو ایک تنکیہ پر ڈال دیا پہرہ نوکر کو اٹھ کر سینٹ ٹھونو سہی کی طرف اشارہ کیا گاڑی روانہ ہوئی اب ولفرٹ کو سب نتائج نظر آرہے تھے۔ وہ اس معاملے کو ایک معمولی قاتل کی بے پرواہی سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے صاف نظر آگیا کہ اس ساری کارروائی میں خدا سمانہ غلطی کر نیوالا ہاتھ ہے گاڑی سیرپٹ جا رہی تھی۔ اور ولفرٹ اندر ادھر ادھر ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر پورے تھا کہ اس نے اپنے پاس کوئی چیز چھپی ہوئی معلوم کی۔ اس نے اسے اٹھایا۔ اور دیکھا کہ وہ ایک ٹکپا ہے جو سیدیم ولفرٹ نے گاڑی میں رکھا تھا۔ اسکو دیکھ کر گویا اس کے دماغ میں ایک تیر لگ گیا۔ اسے اپنی بی بی کا خیال آگیا۔ اس کے دل میں گویا گرم لوہے کے برچھے گھٹنے لگے پہلے تو اسکو صرف اپنے ہی جرم کا وہاں تھا۔ اب ایک واقعہ اس کے سامنے آگیا اس نے خیال کیا کہ میں نے اپنی عورت پر کوئی رحم

نہ کیا میں نے اسکو موت کا فتویٰ دیا۔ اور اب وہ غریب کمزور عورت اپنے بچے کے بوجھ سے دب کر اپنی پریشانی اور غم سے عاجز کر شاید مرنے کو تیار ہو رہی ہوگی۔ شاید وہ مجھ سے معافی مانگنے کے لئے اب میرے نام آخری خط لکھ رہی ہوگی۔ یہاں پر پھر اس نے ایک پیچ ماری، اٹھتے یہ عورت صرف میری محبت سے محروم تھی ہے۔ میں ہی یہ مرض اپنے ساتھ لے گیا اور مجھ سے یہ اسکو بیضہ یا بچاؤ کی مانند لگ گئی ہے یا وجود اس کے میں نے اسکو سزا دی میں نے اسکو مرنے کے لئے کہا مگر نہیں وہ نہیں مرے گی۔ وہ میرے ساتھ رہے گی۔ ہم یہاں سے بہاگ جا دیں گے۔ اور زمین کے کسی دور دراز کونے میں چھپ کر رہیں گے میں نے اس کو پہاڑی کی دہلی دی مگر میں اس بات کو بھول گیا تھا کہ یہ پیش ہی آئی نہیں۔ ہاں ہم بہاگ جا دیں گے۔ میں اپنی تمام واردات اس کے روبرو بیاں کر دوں گا۔ اور شیر اور سانپ کا کیا ہی جوڑ ہوگا ایسا خاوند اور اسکی ایسی بی بی یہ کہتے ہوئے اس نے کہہ کر کی کو روز سے لات ماری اور کہا۔ جلدی

جلدی نکو جوان اور گھوڑے اس کے پاس سے گذرا تو اس نے اس بات کو منکر دے گئے اور گاڑی پہلے سے ہی زیادہ چلنے لگی۔

ولفرٹ بھرا پتے والے میں نکو زندہ رہے گی۔ وہ توجہ کرے گی۔

اور میرے بچے کو جو کہ میرے سارے خاندان کا بقیہ ہے تربیت کرے گی۔

وہ اسے پیار کرتی ہے۔ اور اسی کی خاطر اس نے اتنے جرم کئے ہیں وہ

تو یہ کرے گی۔ اور کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ وہ مجرم ہے۔ اگرچہ یہ واردات

بہت سخت سی ہے۔ لیکن یہ لوگوں کو جلدی بھول جاویگی۔ اور اگر کوئی دشمن انہیں یاد دہی رہے گا تو میں

انہیں اپنے ہی ذمہ لے لوں گا۔ اس طرح میری عورت اور میرا بیٹا اس

بدنامی سے بچ جاویں گے۔ وہ خزانہ اپنے ساتھ ہی لے جائیگی اور خوشحال

زندگی بسر کریں گے۔ یہ میری طرف سے ایک نیک کام ہوگا۔ اور اس

سے میرا دل ہلکا ہوگا یہ خیال کر کے ولفرٹ کی طبیعت کچھ ہلکی ہو گئی۔

گاڑی ہوٹل کے دروازہ پر ٹھہری ولفرٹ اترا اس نے اپنے نوکروں

کو دیکھا کہ وہ گویا اس کے جلدی چلا آئے پرجیسا فی ظاہر کرتے ہیں خیر وہ چلا گیا جب وہ نوٹیر کے کمرے

کے پاس سے گذرا تو اس نے اس کمرے میں دو اشخاص دیکھے۔ اس نے انکی طرف کچھ دھیان نہ کیا۔ اور

آگے چلا جب وہ اپنی بی بی کے کمرے کی سیڑیوں کے پاس پہنچا

تو اس نے دیکھا کہ ہر چیز بحالت سابقہ ہے اس نے کمرے کی

ڈکیر ہی کا دروازہ بند کیا اس خیال سے کہ کوئی اور نہ آوے اور وہ اپنی

بی بی کے ساتھ اکیلا ہی بات کرے اس نے دروازہ کے قریب ہو کر اسکو

کہولا اور چہلے کمرے میں داخل ہوا جہاں نہ آؤر ڈسویا کرتا تھا۔ مگر اس نے دیکھا کہ نہ ہاں آؤر ڈسویا ہے۔ نہ

اس کی ماں اس نے فوراً تارکید کہ وہ وہاں نہیں ہے اس پر اس نے

قیاس کیا کہ وہ کسی دوسرے کمرے میں ہوگی۔ وہ اس لئے خواہ گاہ کی طرف

گیا۔ اس نے دیکھا کہ دروازہ کو تالا لگا ہوا ہے وہ کانٹا ہوا لپکا مارا

میدیم ولفرٹ اندر سے اس کی بی بی کی آواز آئی کہ کون ہے؟ مگر یہ

آواز بڑی کمزور تھی۔

ولفرٹ دروازہ کھولا۔ میں

مگر باوجود اس درخواست کے اور باوجود اس دردناک لہجہ کے جس میں یہ درخواست کی گئی دروازہ بند ہی رہا۔ ولفرٹ نے

اُسے تو ڈر کر کہول لیا۔ کیا دیکھتا ہے
 کہ میڈیم ولفرٹ دروازے کے پاس
 کھڑی ہے۔ اس کا رنگ اڑا ہوا ہے
 اس کی رنگیں پیو پی ہوئی ہیں۔ اور اس
 کا چہرہ بگڑا ہوا ہے۔ وہ اس کی اس
 خوفناک حالت کو دیکھ کر یکبارہ اکیوں
 کیا بات ہے۔ کیا بات؟ جوان عورت
 نے اپنا کڑا ہوا سیدھا ہاتھ اس کی طرف
 پھیلا دیا۔ اور کہا، بس فیصلہ ہو گیا ہے
 اب اعدا آپ کیا چاہتے ہیں یہ کہہ کر
 وہ چپت فرس پر گر پڑی۔ ولفرٹ حشت
 زدہ اس کی طرف دوڑا گیا۔ کیا دیکھتا
 ہے کہ اس کے ہاتھ میں ایک سفید
 پوتل ہے۔ جس کا سنہری ڈھکنا ہے
 بس اب سب واضح ہو گیا۔ میڈیم
 ولفرٹ مردہ تھی۔ ولفرٹ خوف
 سے دیوانہ ہو کر بہر دروازہ کی طرف دوڑا
 اور یہ چلاتے ہوئے نکلا کہ میرا بیٹا
 اڈورڈ کہاں ہے۔ اڈورڈ۔ اڈورڈ۔
 تو کہہ۔ جناب ماسٹر اڈورڈ نیچے تو
 نہیں ہے۔

ولفرٹ وہ بارغ میں کھیل رہا
 ہوگا۔ جاؤ اور دیکھو۔

تو کہہ۔ نہیں اس جگہ ہی نہیں
 ہے۔ میڈیم ولفرٹ نے اسے اپنے
 کمرے میں بلوایا تھا۔ اور تب سے
 اسے باہر نکلتے نہیں دیکھا۔

ولفرٹ کی پیشانی سے سر و پڑ
 بھوٹ نکلا اس کی ٹانگیں لڑکھڑکھنے
 لگیں۔ اور وہ دیوانہ وار بولا کہ
 میڈیم ولفرٹ کے کمرے میں کمرے
 میں جاتے ہوئے اسے پھر اپنی بی بی
 کی لاش نظر پڑی تھی جس کا خیال ہو
 اسے دیوانہ کر دینے کے لئے کافی تھا
 خیر وہ حوصلہ کر کے اندر گیا۔ راستہ
 میں میڈیم ولفرٹ کی لاش فرش
 پر چپت پڑی ہوئی کمرے کی رکھوال
 کر رہی تھی۔ وہ اس کے اوپر سے
 گذر کر پاس کے کمرے میں گیا۔ وہاں
 اس نے دیکھا کہ اڈورڈ ایک پیننگ
 پر لیٹا ہے۔ ولفرٹ کے تار یک
 اور مایوس دل میں امید کی ایک
 کرن جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ بس
 اس نے دو قدم جا کر اپنے بیٹے کو اٹھا
 اور وہاں سے بہاگ نکلتا تھا۔
 ولفرٹ اب اصل میں آدمی نہ رہا تھا
 وہ ایک ایسے چلتے کی مانند ہو گیا تھا
 جس کو کہ جھلک زخم لگ گیا ہو اور
 جس کے آخری جان کنندہ کے وقت
 دانت ٹوٹ گئے ہوں۔ وہ اپنی بی بی
 کی لاش پر سے ایسے گذرا جیسے کوئی
 آگ کی بھٹی سے گذر رہا ہے خیر اس
 نے جا کر اپنے بچے کو اٹھایا۔ اسے
 دبا دیا بلایا اس کے منہ پر بوسہ دیا۔ مگر

بچے کوئی حرکت نہ کی اور نہ ہی کچھ جواب
 دیا۔ اس کے ہونٹ اسے برف کی مانند
 سرد معلوم ہوئے۔ اس نے اپنا ہاتھ
 اس کے دل پر رکھا۔ مگر وہاں بھی اسے
 کوئی حرکت نہ معلوم ہوئی۔ لڑکھا مردہ
 تھا۔ ولفرٹ بس اب زمین پر گر پڑا
 کچھ بھی اس کے بازو میں سے گر کر اپنی
 ماں کے پاس جا پڑا۔ اور اس کے کپڑے
 میں سے ایک کاغذ نکلا۔ اس نے کاغذ
 اٹھا لیا یہ اسکی بی بی کے ہاتھ کا
 لکھا تھا۔ اس نے اسے جلدی سے
 پڑھا اس کا مضمون مفصل ذیل تھا
 آپ جانتے ہیں کہ میں ایک اچھی ماں
 تھی۔ کیونکہ آپ نے دیکھا ہے کہ
 جو کچھ میں نے کیا ہے اپنے بچے ہی
 کی خاطر کیا ہے۔ سو واضح ہو کہ ایک
 نیک ماں اپنے بچے سے جدا نہیں رہ سکتی
 ولفرٹ اپنی آنکھوں پر اپنی عقل پر
 یقین نہ کر سکتا تھا۔ وہ مشکل سے
 اڈورڈ کی لاش کے پاس گیا اور اسے
 جا کر خوب غور سے دیکھا۔ جب اسے
 یقین ہو گیا کہ وہ مردہ ہے تو اس
 کے منہ سے ایک چھید دینو والی چیخ
 نکلی اور چلا یا اے یہی تک خدا کا ہاتھ
 ہے۔ اس وقت تک تو اسکو غصے کی
 گرمی اور امید کے جوش نے سنبھالے
 رکھا تھا۔ مگر اب کچھ سرد ہو گیا اس

کا سر غم سے نیچے جھک گیا۔ تنہائی
 سے اسے وحشت آنے لگی اور وہ
 جاپتا تھا۔ کہ میرے پاس کوئی ہو
 جس کے پاس اپنا دکھڑا پہلوں سے
 خوب روؤں۔ آخر اس نے اپنے باپ
 کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ
 اس کے پاس جا کر اپنا رنج و الم
 بیان کرے اور اس سے کچھ تسلی
 پاوے۔ وہ نوٹیر کے کمرے میں
 داخل ہوا اور صاف آدمی بڑی تعجب
 سے ابی لبسوتی کی باتیں سن رہا تھا
 ولفرٹ نے ابی کو دیکھ کر ہاتھ اپنے
 منہ پر پھیرا۔ اور بولا کیوں جی آپ
 موت ہی کیسا تھا ساتھ رہتے ہیں
 لبسوتی نے آنکھ اٹھا کر اس کی
 طرف دیکھا اس نے خیال کیا کہ کھٹا
 والا معاملہ طے ہو گیا۔ اس کے بعد
 کا حال اسے کچھ معلوم نہ تھا۔ وہ بولا
 میں اسکا آپکی بی بی کے واسطے دعا
 مانگنے کے لئے آیا تھا۔
 ولفرٹ نے اب تمہارا یہاں کیا
 کام ہے
 ابی نے میں تمہیں یہ بتانے کے لئے
 آیا ہوں کہ تم نے اپنا قرضہ اب بھی
 طرح سے ادا کر دیا ہے۔ اور اس وقت
 سے میں خود ہی تمہیں معاف کرتا ہوں
 اور خدا سے ہی دعا کرتا ہوں کہ وہ

کوٹ ۛ تم نے مجھ پر ایک بڑی بُری
قسم کی موت کا فتویٰ لگا یا تم نے میرے
باپ کو مار ڈالا تم نے میری آزادی
میری راحت اور میری محبت مجھ
سے چھین لی ۛ

ولفرٹ ۛ مگر تم ہو کون، جلدی
بتاؤ کہ تم کون ہو ۛ

کوٹ ۛ میں وہ ہوں جس کو تم نے
سینٹ ڈی اف کے جیل خانہ میں
ڈالا تھا۔ مجھے خدائے وہاں سے چھڑا
اور دولت سے مالا مال کر کے پہرہ پہنا
پاس بدلا لینے کے واسطے بھیجا ۛ

ولفرٹ ۛ آہ میں تمہیں پہچانتا ہوں
تم ۛ

کوٹ ۛ میں او منڈ وینٹ ہوں ۛ

ولفرٹ ۛ تم او منڈ وینٹ ہو اچھا
ادھر آؤ۔ یہ کہہ کر اس نے کوٹ کو پکڑا

اور اسے اچی بی بی کے کمرے میں لے

گیا۔ اور بولا ۛ دیکھو دینٹیر دیکھو
کیا تمہارا انتقام لیا گیا ہے کہ نہیں ۛ

کوٹ ۛ اس دل ہلائیے والے نظار
کو دیکھ کر بہت غمگین ہوا ۛ اس نے

بچے کو پکڑا اس کا منہ کھولا۔ اس کی
نبض دیکھی اور پھر اسے اٹھا کر

ویلنٹین کے کمرے میں لے گیا اور
جا کر دروازہ بند کر لیا۔

ولفرٹ ۛ او ظالم میرے بچے

نہیں معاف کرے ۛ

ولفرٹ ۛ دیکھو سب کچھ یا اچی

ابی بسوئی کی آواز تو نہیں ہے ۛ

ابی بسوئی نے اپنی جعلی پوشاک اتار
پینکی اس کے لیے بال نکل آئے

برنج میں سے کوٹ آف مانٹی
سٹو کا چہرہ نمودار ہوا ۛ

ولفرٹ ۛ یہ تو کوٹ آف مانٹی
سٹو کا چہرہ ہے ۛ

وٹ ۛ تم ذرا ٹھیک نہیں ہو
بہرہ خور سا اور مجھے جاؤ ۛ

ولفرٹ ۛ اوہ۔ یہ تو کوٹ کی آواز
میں ہے۔ میں نے اسے پہلے پہل

یا اور کہاں سنا تھا ۛ

وٹ ۛ تیس برس گزرے ہیں
تم نے اسے پہلے پہل مار سلیزس

ن روز سنا تھا۔ جس روز کہ تم نے
یڈیم سینٹ جران کی بیٹی سے

ناوی کی تھی اپنے کاغذات دیکھو ۛ

ولفرٹ ۛ تم ابی بسوئی ہو نہ کوٹ
کوئی محض لگ جانی دشمن ہو۔ بیخ

کو مار سلیز میں کہیں ستایا ہوگا
مے خدا میرا کیا حال ہوگا ۛ

وٹ ۛ ہاں ہاں تم نے سچ کہا ہو
وچو۔ سوچو ۛ

ولفرٹ ۛ لگ دو لیا تہ وار ۛ ہاں
تنبلا کو میں نے تم کو کیا کیا تھا ۛ

کوٹ : کہتے ہیں میں نے بہت زیادہ
کر لیا ہے۔ اور ڈر ہے کہ حد سے زیادہ
بڑھ گیا ہو۔

دوسرے روز وہ روانہ ہوئے
اور اس کے ساتھ صرف بیپیشن
تھا۔ بیپیشن علی کو لے گئی تھی اور
بیرونی نوٹیر کے پاس رہا۔

باب ایک سو گیارہ

(روانگی)

ان واقعات کا جو ہم نے گذشتہ

باب میں بیان کئے ہیں پیرس میں
بڑا چرچا ہوا۔ گھر گھر میں انہیں کا
ذکر تھا۔ سب لوگ حیران ہوتے

تھے۔ کہ قسمت کیسے کیسے انقلاب
پیدا کرتی ہے۔ اور کس طرح ایک

مغرور امیر کو حقیر اور ذلیل اور مفلسی

کے مزے چکھاتی ہے۔ جولائی اور اس

کا المینوٹیل بھی اپنے گھر بیٹھے ہوئے

ڈنیکر مار سرف اور ولفرٹ کی تنہائی

کی بجائے گھٹکھٹک رہے تھے۔ موریل جو

انہی ملاقات کے لئے آیا ہوا تھا۔ انکی

باتیں بڑی غور سے سن رہا تھا۔

جولائی : یہ لوگ اپنی دولت اور

جولائی : یہ لوگ اپنی دولت اور

شان کی بلندی میں بھول گئے تھے

کہ خداوند اور بنی آدم کے حقوق

کیا ہیں۔ جانتے نہ تھے کہ دولت اور

عزت ہمیشہ کی یاد نہیں ہوتی حقیقت

میں یہ سب ان کی غفلت کا بدلہ ہے

المینوٹیل : اگر یہ سب کچھ خدا

کی طرف سے ہے تو پھر صاف ظاہر

ہے کہ ان اشخاص کی گذشتہ زندگی

میں کوئی نیک بات ان سے سرزد

نہ ہوئی۔ جو خدا کی نظر میں انکی سزا

کی سزا کی کو کم کر سکتی۔

جولائی : اچھا خدا سے ڈرنا چاہیے

ہر ایک کے پیچھے شیطان لگا ہوا

ہے۔

جولائی نے ابھی اپنی بات ختم نہ کرنے

پائی تھی کہ کہنہ سجا اور نوکر نے آواز

دی کہ کوئی صاحب ملاقات کے

لئے تشریف لائے ہیں۔ تھوڑی

دیر میں دروازہ کھلا۔ اور کوٹ

آف مانٹی کر سٹو آ گیا۔

سیاں بی بی نے ٹکڑا دیکھ کر ایک

خوشی کا لہرہ بلند کیا۔ موریل نے

بھی اپنا سر اٹھایا۔ مگر پھر نیچے پھینک

دیا۔

کوٹ : دموریل سے یہ موریل میں

تمہاری تلاش میں آیا ہوں۔

دموریل : گو یا کہ وہ خواب میں

جاگتا ہے میری تلاش ہیں۔
کوٹ "ہاں کیا تم میں اور مجھ
 میں مقرر نہیں ہو چکا کہ میں تم کو
 ہمراہ لیچوں گا۔ اور کیا کل میں
 نے تمہیں تیار ہونے کے لئے نہیں
 کہا تھا۔"

موریل "میں تیار ہوں۔ میں
 ان کو الوداع کہنے کے لئے آیا تھا۔"
جولی "کوٹ آپ کدھر جاتے
 ہیں۔"

کوٹ "بل سیڈیم پیس
 تو میں مارسیلز کو جاؤنگا۔"
جولی "مارسیلز کو۔"

کوٹ "ہاں تمہارا بیٹا بھی
 میرے ساتھ جائیگا۔"
جولی "برائے خدا اس کی اداسی
 کا علاج کرو اور پھر جلدی اسے

ہمارے پاس بھیجو۔"

موریل "نے اپنی غمناک سی
 صورت چھپائی۔"

کوٹ "اچھا میں اسے تسلی
 دوں گا۔"

موریل "چلیں صاحب میں
 آپ کے ساتھ جاتا ہوں۔ جولی
 الوداع المینوئیل رخصت سیکو
 رخصت۔"

جولی "ہیں۔ اتنی جلدی رخصت

نہ تیار کی ہے۔ نہ پروانہ رانہاری
 جیسے۔ ابھی سے رخصت۔"
کوٹ "مقبول دیر سے رنج
 جدائی زیادہ ہوتا ہے۔ موریل نے
 سب طرح سے تیار کر لی ہوئی
 ہے۔"

موریل "دعائیں لہجہ میں میرا
 سب کچھ تیار ہے۔ اور تیار ہی
 کیا کرتی ہے۔"

کوٹ "ہاں سپاہی آدمی ہے
 اس کی تیار ہی بڑی لمبی چوڑی
 نہ ہوگی۔"

جولی "کوٹ صاحب ایسے
 اچانک ہم سے جدا ہوتے ہیں۔
 آپ نے نہیں ایک گھنٹہ پہلے
 اطلاع نہیں دی۔"

کوٹ "میری گاڑی دواؤں پر
 ہے۔ اور مجھے پانچ روز میں روم
 جانا ہے۔"

المینوئیل "میں ایک موریل بھی
 روم کو جائیگا۔"

موریل "دعائیں مسکراہٹ سی
 جہاں کوٹ کی مرضی ہے مجھے لیچ

لگے مہینہ تک میں اس کا غلام ہوں
کوٹ "موریل۔ میرے ہمراہ جانا
 ہے۔ اس لئے کسی کو اس کے لئے
 کوئی ٹکٹ نہیں کرنا چاہیے۔"

موریل کہ ہیں صاحبہ ایک بار الوداع کہتا ہوں بس رخصت ہوئی اس کی بیہوش اور یہ وضع تو مجھے بڑا دکھ دیتی ہے موریل دہم سے ضرور کچھ چھپائے ہوئے چلے جانے کو ہیں۔

”**کونٹ**“ ایسا ہرگز نہ کہو فرشتہ **کونٹ** کہچہ فکر نہ کرو۔ تم دیکھو گے وہ تمہارے پاس خوش اور نشاط ہوتے ہیں میں تو ایک عاجز انسان ہوں۔ تمہارا بچہ فرشتہ کہن فرشتہ کے پاکی نام کی بے ادبی کرنا ہے۔“

ونٹ اچھا پریم چلتے ہیں **ولی** کہ کونٹ میٹر اس کے کہ آپ ہیہ کہہ کر اس نے جولی کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور موریل کو چلنے کا اشارہ کیا۔ موریل نے ایک مطیع حیوان کی طرح اس کے اشارے کی پیروی کی۔

جولی کہ کونٹ کے کان میں میرے بھائی کو کسی طرح سے تسلی دینا۔ **کونٹ** کہ تمہیں سند باد مللح کی بات پر یقین ہے کہ تمہیں۔“

جولی کہ کیوں نہیں **کونٹ** کہ بس پھر آرام کرو۔ اور خدا پر توکل رکھو۔“

گاری تیار کہڑی تھی۔ چار مضبوط گھوڑے اپنے پاؤں سے زمین کو مار رہے تھے۔ علی ان کے پاس کہڑا

ان کے عیا لونپیر داتہ پھیر رہا تھا انہی

لی کیا آنکھوں سے تو آنسو ٹپک

پیشانی پر پسینہ کے قطرے جمع تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کام سے آیا ہے۔

کوٹھ - دعربی میں؟ پورے آدھی کے پاس سے ہوتے؟

علی - راستارے سے؟ ہاں؟
کوٹھ - اور وہ خط میرے کہنے

کے مطابق اس کے پاس رکھ دیا تھا؟
علی - رادوب سے؟ ہاں؟

کوٹھ - اس نے کیا کہا تھا؟
علی - درشتی میں ہو گیا تھا کہ کوٹھ اسے

دیکھ سکے پھر اس نے اپنی آنکھ بند کر لی۔ اس میں اس نے نوٹیر کی نقل

کی۔ جو کہ اپنی آنکھ بند کر کے "ہاں" کہا کرتا تھا؟

کوٹھ - خوب وہ قبول کرتا ہے
چلو اب چلیں؟

یہ لفظ کوٹھ کے منہ سے نکلتے ہی گاڑی چلی گھوڑے ہو آ کی طرح آڑی

اور ان کی پاؤں کی چوٹ کے سبب فرش کے پتھروں سے خچاڑیاں نکلتی

لگیں۔ موریل چپ چاپ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ آدھ گھنٹہ گزر ا ہوا

کہ گاڑی اچانک ٹھہر گئی۔ کوٹھ کے پیٹے علی نے اتر کر دروازہ کھولا۔ آسمان

ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ اور رات کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی گاڑی

ولی جیف کی پہاڑی پر ٹھہری تھی۔ جہاں سے کہ پیرس اچھی طرح سے

نظر آ رہا تھا۔ اسکے چراغ اور میپ ہزاروں کر جہانے شب تاب کی

مانند معلوم ہوتے تھے۔ رادوب میپ کی آواز بھی کچھ سنائی دیتی تھی

کوٹھ وہیں تھکاڑا اور اس کے اشارہ کرنے پر گاڑی کچھ قدم

اگے چلی گئی
جب اس نے اپنی آنکھیں اس حد

بابل کی طرف لگائیں۔ تو وہ انجول میں بولا۔ اے عظیم الشان شہر

چھ جہینہ کے قریب گذرے ہیں جب میں نے اپنا قدم تیرے اندر رکھا تھا

میں نفیس کرتا ہوں کہ خدا کی روح مجھے یہاں لائی تھی اور اب

وہی مجھے یہاں سے فقیاب لیجائی ہے؟ یہاں آنیکا اصلی اور

پوشیدہ راز تو فیض صرف سی کو بتایا ہے جو میرے دل کا حال جانے

کی طاقت رکھتا ہے صرف خدا جانتا۔ یہ کہ میں جواب تجھ سے

جدا ہوتا ہوں تو کسی قسم کے غرور سے سائبہ نہیں ہوتا بلکہ

بے سے افسوس اور رنج اپنے ہمراہ لئے جاتا ہوں صرف وہی

جانتا ہے کہ وہ طاقت جو اس کے

لیکن پیرس کو چھوڑنا۔۔۔۔۔
کونٹ "موریل اگر مجھے یقین ہوتا
 کہ پیرس میں تم آسودہ رہو گے تو
 میں تمہیں وہیں رہنے دیتا"
موریل "وینٹین پیرس کی
 دیواروں کے اندر آرام کر رہی ہے
 اور پیرس سے جدا ہونا گویا اس
 سے دوسری بار جدا ہونا ہے"
کونٹ "موریل وہ دوست جس
 سے کہ ہم محبت رکھتے ہیں زمین میں فن
 نہیں ہوتے بلکہ ہمارے دل کی
 تہ میں دفن ہوتے ہیں۔ میر بھی
 دو دوست تھے ایک وہ جس کی
 طفیل میں دنیا میں آیا دوسرا
 وہ جسکی طفیل میں علم اور عقل
 سیکھی۔ لیکن اب وہ مجھے غائب
 نہیں ہیں میں جو کام کرتا ہوں
 اپنے صلاح سے کرتا ہوں۔ اس
 طرح موریل تم بھی اپنے دل سے
 بچو کہ کیا تمہیں میرے سامنے
 اداس رہنا چاہیے۔

موریل "میرے دوست۔
 میرے دل کی آواز بہت غمگین
 ہے۔ اور آئندہ کئی بڑی غمناک
 تصویر میرے سامنے کھینچ رہی
 ہے"
کونٹ "کمزوروں کو ہر بات

مجھے دی تھی میں اسے کسی نفسانی غرض
 کی پیروی میں استعمال نہیں کیا میں نے
 اپنا کام کیا میں نے تیرے اندر سے بدی
 کو نکالا ہے روڈی پیرس اب جب
 کہ میرا کام ختم ہو گیا ہے میں تجھ سے
 بغیر کسی شکایت کے جدا ہوتا ہے۔
 الوداع اسے پیرس الوداع"
 اس نے ایک لمبی نگاہ شہر کی
 طرف پر ڈالی۔ اور پھر اپنے منہ
 پر ہاتھ پھر کر گاڑی میں ہو بیٹھا۔
 اور گاڑی گرو دغبار کی ایک دیوار
 کو چیرتے ہوئے روانہ ہوئی۔

باب ایک سو بارہ

(ایلین ڈی ملان گھر)
 کوئی دو گھنٹہ بالکل ذرا بات چیت نہ
 ہوئی۔ موریل خوابیں دیکھتا رہا اور
کونٹ خواب دیکھنے والے کی طرف
 دیکھتا رہا۔
 آخر کونٹ نے موریل کو جگایا اور
 پوچھا "موریل کیا تم میرے ساتھ
 آنے سے بچتا رہے ہو؟"
موریل "نہیں بچتا کیا ہے"

میری ہی نظر آتی ہے۔ اصل میں
میرے تمہارے دل کی کمزوری ہے
جو تمہارے آئندہ زمانہ کی ایسی
بری تصویر تمہارے سامنے پیش کرتی
ہے۔

موریل شاید یہ سچ ہو۔ یہ
کہکھوہ آداس ہو گیا گاڑی اپنی بجلی
کی طرف سے چل رہی تھی۔ شہر
اور قصبہ سائے کی طرح اس کے
پاس سے گزرتے جاتے تھے ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ درخت گاڑی کا
مقابلہ کرنے کے واسطے آتے ہیں۔

لیکن جب ان کے پاس پہنچتی ہو
تو پھر دم دیا کہ بہاگ جاتے ہیں۔
دوسری صبح وہ چیلین میں پہنچی
کوئٹہ کا جہاز وہاں انتظار کرتا
تھا۔ بغیر ذرا ہی دیر لگانے کے

گاڑی جہاز پر رکھی گئی۔ اور دونو
مسافر جہاز پر ہو بیٹھے جہاز کی پیٹھ
پرندوں کے پروں کی طرح اڑی۔
جوں جوں ان کی منزل مقصود
تزوید آتی جاتی تھی کوئٹہ کا چہرہ
بشاشت سے کہتا جاتا تھا۔ اور

معلوم ہوتا تھا کہ موریل کے چہرہ
پر سے بھی رنج و غم کے بادل دوڑ
ہو رہے ہیں۔ اتنے میں مارسیلز
مارسیلز جو کہ بحیرہ روم کا بادشاہ

ہے۔ اور تخت تجارت پر کاٹھیا
اور کارہیج کا خلیفہ ہے۔ نمودار
ہوا۔ دونو کے دلوں میں پرانی
یا دوشتیں تازہ ہو گئیں پتھروں
کے گھاٹ اور طلحہ سیٹھ ٹھوٹا

کے مینار نے خبر نہیں کیا کہ ان
کو یاد دلایا۔ ایک جہاز الجزائر کی
طرف جانے کے لئے تیار کیا تھا
اور اسپر روانگی کا شور و غل ہو
رہا تھا۔ مسافروں کے دوست
اور رشتہ دار سب جہاز جمع تھے
اور اپنے عزیزوں اور دوستوں
سے رخصت ہو رہے تھے۔ بعض
رو رو کر گلے ملتے تھے بعض ان کی
سلامتی سے واپسی کی دعا میں لگے
تھے۔

کوئٹہ اور موریل اپنے جہاز پر سے
اڑ گھاٹ کے چوٹے پر کھڑے
ہوئے اور یہ نظارہ دیکھنے لگے
جو ہر ایک بے تعلق آدمی کے دل
کو بھی موثر کر دیتا ہے۔ مگر موریل
پر اس نے کچھ اثر نہ کیا کیونکہ
اس کے خیالات بڑے ہوتے تھے

آخر تھوڑی دیر کے بعد وہ بولا
یہ وہ جگہ تھی جہاں کہ میرا باپ
تھیں اتنا جیکہ جہاز فرعون بندرگاہ
میں داخل ہوا تھا۔ یہیں آپنے

اس بوڑھے آدمی کو ذلت اور موت سے بچا یا تھا۔ یہیں پہر آکر وہ میرے گلے لگا تھا میں ابھی تک اپنے ماتھے پر اس کے آنسوؤں کی رچی کو محسوس کر رہا ہوں۔

کونٹ (مسکرا کر) میں اس وقت اس جگہ گلی میں کھڑا تھا۔

جب طرف اس نے اشارہ کیا اس طرف سے ایک چنچ سنائی دی

ور ایک عورت نظر آئی جو اپنے اتھ بلا کر ایک مسافر کو جو چہار

میں جانیوالا تھا الوداع کہتی تھی دشت نے اس عورت کی طرف

بڑی غور سے دیکھا اور اس کے دل میں ایک اثر سا ہوا جو موریل

بمعلوم ہو جاتا اگر وہ خود چہار طرف نہ دیکھتا ہوتا۔

موریل خدا کی قسم میری نظر نہ ہو گیا نہیں کہا یا وہ جوان

دھی جس نے لفٹ کی وردی نے ہے۔ اور جو اپنی ٹوپی ہلا رہا

ہے۔ البرٹ مار سرف ہے۔ کونٹ کے ہاں میں نے بھی اس

شناخت کیا ہے۔ وریل وہ یہاں کیا کرتا ہے۔

کونٹ مسکرایا۔ کیونکہ جب

وہ جواب نہ دینا چاہتا تھا تو عموماً مسکرایا کرتا تھا۔ پہر اپنی آنکھیں

اس پردہ دار عورت کی طرف لگاؤں جو جلدی گلی کے کونے کے پیچھے غائب

ہو گئی۔ پہر اپنے دوست کی طرف مخفی طبع ہو کر اس نے پوچھا۔ میرے

دوست تمہارا اس ملک میں کوئی کام ہے کیونکہ مجھ کو یہ ضروری کام ہے۔

موریل اچھا جاؤ مگر میرا وہاں انتظار کرو اور میں تمہیں آملونگا

کونٹ آپ کہاں جاتے ہو۔ موریل میں نے بھی کسی ایسے

بھی کام جانا ہے۔ موریل کونٹ سے مصافحہ کر کے

شہر کی مشرقی طرف چلا۔ کونٹ وہیں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ موریل

نظر سے اوچھل ہو گیا۔ تب وہ اس کے ریلوں کی طرف ایک گھر کی

تلاش میں چلا۔ جب کو پھاڑ پڑھنے والے شاید جانتے ہوتے۔ اس

گھر کے دو پتھر کے زینہ تھے جن پر چڑھ کر دروازہ میں داخل ہونا ہوتا

تھا۔ دروازہ یونہی سیدھے ساوے تختوں کا بنا تھا جن کے بیچ موسم

گرمیاں بہت سا فاصلہ ہوتا تھا اور موسم برسات میں پھر مل جاتا

اس کا سر نیچے جھکا ہوا تھا۔ اور وہ زار و قطار زور ہی تھی۔ اس نے اپنا پرودہ اٹھایا ہوا تھا۔ اور اپنے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر آنکھوں کے سیلاب پھا رہی تھی۔ جن کو کلاس کے بیٹے کی موجودگی نے روک لیا تھا۔

کونٹ بس چند قدم آگے بڑھا کر قدموں کی آواز سنائی دی۔ مرسا ڈیس نے اپنا سر اٹھایا اور ایک آدمی کو اپنے سامنے دیکھ کر حشت بہری صبح ماری۔

کونٹ "میڈیم اب میرے بس میں نہیں ہے کہ میں تمہیں سو کر سکوں۔ اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں تسلی دوں۔ سو امید ہے کہ ایک دوست کی تسلی کو قبول کرو گی۔"

مرسی ڈیس "ٹکے میں بڑی ہی بدبخت ہوں میرا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ اور وہ بھی مجھے چھوڑ گیا ہے۔"

کونٹ "میڈم وہ ایک شریف جوان ہے۔ اور اس نے اچھا کام کیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر ایک شخص کے سر پر اس کے ملک کی طرف سے کچھ فرض ہوتا ہے بعضی

تھا۔
بیم گہرا اگرچہ پرانا تھا تاہم اس کی دیواروں پر خوشی اور بشت بشت برستی تھی یہ وہی تھا جس کے پیلے بورڈ ڈیسٹنر رکھتا تھا۔ وہ عورت جس کو کونٹ نے جہاز کے پاس سے آتے دیکھا تھا اب اس گھر میں داخل ہوئی۔ اس نے ابھی دروازہ بند ہی نہیں کیا تھا کہ کونٹ گلی کے پیلے سرے سے نکلا۔ لیس اس نے ایک ہی لمحہ میں اسے دیکھ ہی لیا۔ اور وہ اس سے غائب بھی ہو گئی۔ کونٹ گھر سے خوب واقف تھا وہ بغیر دستک دینے اور بغیر اطلاع کرنے کے اندر داخل ہوا۔ ایک فرش کٹے ہوئے راستہ کے سرے پر ایک چوٹا سا باغ تھا۔ اس باغ میں مرسا ڈیس نے وہ رقم پائی تھی جو کہ کونٹ نے اسے بتایا تھا۔ کہ اس نے اس کے واسطے وہاں رکھی تھی۔ کونٹ نے گھر میں داخل ہوتے وقت ایک آہ سنی اس نے اس طرف دیکھا جہاں سے یہ آہی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور وہاں ایک درخت کے نیچے اسے مرسا ڈیس بیٹھی ہوئی نظر آئی۔

نہ کو اپنے علم اور محبت
 رتے ہیں مگر بعض دوسرے
 ن سے۔ اگر وہ تمہارے
 فالو وہ تمہارے رنجوں
 ریک نہو سکتا لیکن اس
 امیر ایک بار گراں ضرور
 جوں جوں وہ سختی کے ساتھ
 یگا۔ توں توں اس کی
 ایدہ زیادہ چمکی۔ سوائے
 دو کہ وہ اپنی قسمت کی
 و خود بنائے اور خدا اس
 ے پاس صمیم و سلامت
 لیں۔ "ہیں اب
 زائی سے مجھے کوئی نائیہ
 بن اب مرنے کے قریب
 پئے بہت اچھا کیا کہ آپ
 مجھ وہ جگہ دی جہاں نہ
 بنی خوشی کے دن کاٹے
 راجی جا رہا تھا کہ یہاں
 ن۔
 "ماتے تمہاری باتیں
 دل کو شہر کی طرح گنتی
 بارے پاس ہے مجھے
 بنے اور مجھے الزام لگانے
 مت کرنے کی ہر ایک وجہ
 نہ میں ہی اصل میں تمہارا

تمام مصائب کا باعث ہوا ہوں۔
 ہر سی ڈلیں۔ تمہیں ملامت!
 تم سے حقارت آتم سے! اڈمنڈ
 ڈیفینڈر تھے! جس نے میرے
 بے کی دوبار جان بچانی میری
 طرف دیکھو۔ تمہیں میری آنکھوں
 میں کیا نظر آتا ہے۔ کیا ان سے
 ملامت نمایاں ہے ہرگز نہیں
 دیکھ کر اس نے اس کی طرف
 ہاتھ پھیلائے۔ مائے میری طرف
 دیکھو۔ میری آنکھوں میں اب
 وہ چمک نہیں ہے۔ جو کبھی ہوا
 کرتی تھی۔ اب وہ وقت گئے جب
 کہ تم اس چارے سے میری
 طرف مسکرا کر دیکھا کرتے تھے
 غم و الم کے برسوں نے ان باتوں
 کو تہ دل سے فراموش نہیں کیا
 اس لئے اس کا رنج دور زیادہ
 ہے۔ میں نہ تمہیں ملامت کرتی
 ہوں اور نہ تم سے نفرت کرتی
 ہوں۔ پیارے اڈمنڈ میں اپنے
 آپ کو الزام دیتی ہوں۔ اڈاپن
 ہی آپ سے نفرت ہی کرتی ہوں
 داستان کی طرف آنکھیں اٹھا کر
 ماتے مجھے کیا ہو گیا مجھ میں کبھی
 عصمت پر ہیز کاری اور محبت ہوا
 کرتی تھی۔ جو آسودگی اور راحت

لازم ہوتی ہے۔ لیکن آپ میں کیا ہوں؟

کوٹ نے نزدیک ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا۔ اس نے ہاتھ چڑا کر کہا، اوبو مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔ رجن جن نے تمہارا انتقام کا مزا چکھا ہے ان سب سے زیادہ مجرم میں تھی ان پر تو حرص یا دشمنی وغیرہ غالب نہیں مگر میں کمینہ اور اذیت طلبی تھی۔ کیونکہ میں نے اپنی ضمیر کے برخلاف عمل کیا اور بزدل تھی اور منڈ میرے ہاتھ کو نہ دباؤ۔ تم کوئی مشفقانہ بات سوچ رہے ہو۔ اور تمہاری منشا ہے کہ مجھے کو تشلی دو۔ مگر نہ مجھے پر کوئی شفقت کرو۔ کیونکہ میں دھربانی کے لائق نہیں ہوں۔ راہنہ سرا وچہ نہ لگا کر کے دیکھو مصائب نے میرے بال سفید کر دیئے ہیں۔ میری آنکھوں نے اتنے آنسو بہائے ہیں کہ وہ سفید ہونے کے قریب ہو گئے ہیں۔ اور میری پیشانی پر شکنیں پڑ گئی ہیں۔ مگر برخلاف اس سب سے اور منڈ تم ابھی جوان ہو۔ تم ابھی خوبصورت اور جیہ ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ تم نے کبھی خدا کے رحم پر شک نہیں کیا۔ اور اس نے تمہیں تمہارے مصائب میں سہارا دیا۔

یہ کہہ کر مرسی ڈیس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بندہ گئی۔ مگر کوٹ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس پر ایک بوسہ دیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا اور بولی، یہ اکثر ہوتا ہے کہ ایک گناہ سے تمام زندگی کی امیدیں برباد ہو جاتی ہیں۔ میں نے تم کو مر گیا ہوا بھیل کیا تھا۔ اور یہ سب کیا اس کا نتیجہ ہے۔ دئے میں اب تک زندہ کیوں رہی؟

میں بدلوں سے دل میں تمہارا ماتم کرتی رہی مگر اس کا فائدہ کیا ہوا صرف یہ ایک چھوٹی عمر کی عورت بوڑھی مظلوم ہونے لگی۔ میں نے اپنے بیٹے کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ بھلا میں نے اپنے خاوند کے چھڑانے کے واسطے ایسی کوشش کیوں نہ کی۔ حالانکہ اس کے قریب اور اس کے تمام گناہ سب میرے تھے اور اب میں نے اپنے بیٹے کو ساتھ لائے سے کیا فائدہ دیکھ رہے۔ جبکہ میں نے اس کو افریقہ جیسے گندے ملک میں جانے کی اجازت دیدی ہے۔ اور میں کمینہ اور بزدل ہوں میری محبت کی گرمی تہندی ہو گئی ہے اور اب مجھے ہر ایک کو سوا رنج کے اور کچھ حاصل نہیں۔ کوٹ نے نہیں مرسی ڈیس نہیں

تم ایک شریف عورت ہو یہ باتیں
جو تم نے کہیں میں انہیں میرا ذمہ
کوئی نہیں میں اپنے آپ کو خدا کے
ہاتھ میں ایک آنکھ خیال کرتا ہوں
خدا نے مجھے اس لئے چنا کہ میں اس
کے دشمنوں سے اس کا انتقام لوں
میرے مرنے میں کوئی کسر باقی نہ
ہوئی تھی مجھے سب دوسٹوں نے
چھوڑ دیا تھا اور سب دشمن میرے
تباہ کرنے کے درپے ہو رہے تھے
مگر خدا نے مجھے کسی غرض کے واسطے
زندہ رکھا تھا۔ سو اس نے مجھے ملزار
کیا اور اتنی دولت دی کہ اگر بادشاہ
بھی دیکھیں تو حیران ہو جائیں۔ ایسی
خستہ حالت سے اس عروج پر
پہنچ جائیے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ
میرے وجود کے ساتھ الہ کی کوئی
خاص غرض وابستہ ہے اس وقت
سے میں اس غرض کے پورا کرنے
کے واسطے تیار ہوا۔ میں نے اس وقت
سے عذاب اپنی جان پر بٹھائے اٹھائے
اپنے آپ کو بڑے بڑے خطروں میں
ڈالا۔ اپنی آنکھوں کو قتل اور خون
کے دیکھنے کا عادی بنایا اور اپنے
آپ کو بڑی بڑی سخت آفتوں پر
سکرائے کی عادت ڈالی۔ اس
طرح تیار ہو کر میں نکلا اور تم نے

دیکھ لیا ہے کہ جس کام کے واسطے
میں تیار ہوا تھا وہ کام میں نے
کر دیا ہے
موسیٰ ڈلیں۔ بس اؤ منڈ بس
میں تم کو خوب بھیجنا ہوں اور یہ
تمہاری پہچان ہے میرے لئے زیادہ
ریخ کا باعث ہے۔ میں جانتی ہوں
کہ تم نبی آدم سے بالکل نرالے ہو۔
تمہاری نیکی اور قابلیت دوسروں
سے بہت بڑی ہوتی ہے اور اس
بات کا خیال شاید مجھے کبھی نہیں
نہ لینے دیکھا۔ اچھا ہم اب جدا ہوتے
ہیں۔
کونٹؔ مجھ سے پہلے اگر مجھ
سے تم نے کچھ درخواست کرنی ہو
تو متیک کرو۔ میں دل و جان سے
جان حاضر ہوں۔
موسیٰ ڈلیں۔ دنیا میں میری
صرف ایک ہی خواہش ہے اور وہ
یہ ہے کہ میرا بیٹا کسی طرح سے آسودہ
ہو جاوے۔
کونٹؔ دعا کرو کہ اس کی جان سلامت
رہے میں آگے اسکو خوش اور آسودہ
کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔
موسیٰ ڈلیں۔ خدا تمہیں جزا دے
خدا تمہیں جزا دے۔
کونٹؔ اپنے واسطے ہی کچھ

مانگو۔

مرسی ڈلیں۔ "مجھے کوئی حاجت نہیں رہیں مجھے اپنے بیٹے کا یہ زیادہ خیال ہے۔"

کونٹ "تمہارا بیٹا خدا کے فضل سے آسودہ ہوگا۔"

مرسی ڈلیں "تو بس میری ایسی ہی خوش ہو جاؤ گی۔ جتنا کہ یہ دنیا خوش کر سکتی ہے۔"

کونٹ "مگر تمہارا اب ارادہ کیا ہے گزارہ کیسے کرو گی۔"

مرسی ڈلیں "کام تو مجھ سے ہو نہیں سکتا جیسے کہ میں آگے یہاں کیا کرتی تھی۔ بس اس رقم

قلیل پر گزارہ کرو گی۔ جو تم نے رکھی تھی اور جو تم نے تمہارے بتائے کے مطابق لیلی ہے۔"

کونٹ "میرا خیال ہے کہ تم نے سخت غلطی کی کہ اپنی تمام جائیداد

چھوڑ دی۔ اس میں آدھی بڑی تو تمہارا حق تھا کیونکہ تم نے اپنی کفالت شکر اور اپنی لیاقت خانہ داری سے اس

اس کی حفاظت کی ہوئی تھی۔

مرسی ڈلیں "جو کچھ تم مجھے پیش کرنا چاہتے ہو میں نے معلوم کر لیا مگر میں کچھ نہیں کر سکتی جب تک کہ میں اپنے بیٹے کی مرضی نہ لیں۔"

کونٹ

میں راضی ہوں کہ خواہ لبرک کی رہے ہو اس کے مطابق عمل کیا جاوے لیکن اگر وہ راضی ہو گیا تو پھر تمہاری کیا صلاح؟

مرسی ڈلیں "تم جانتے ہو کہ میں اب کوئی صلاح دینی یا اپنی مرضی بتانے کے قابل نہیں ہوں۔"

تو اب ایک بیان پیپر کی مانند ہو گئی ہوں جو اپنے میں کچھ فیصلہ کی قوت نہ رکھتے ہو۔ خیر جو کچھ مجھے مدد کے

طور پر دیا جاوے گا مجھے اس کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

کونٹ "اچھا پھر یہی ہمارا کہی میل ہوگا کہ نہیں؟"

مرسی ڈلیں "آسمان کی طرف اشارہ کر کے کیوں نہیں۔ یہ ضرور

ہیں گے۔ یہ میں اس واسطے کہتی ہوں کہ چھو ابھی تک امید ہے۔

یہ کہہ کر اس نے کونٹ کے ہاتھ کو دمایا اور بڑی جلدی سے سیر ہاں چھو کر غائب ہو گئی۔ کونٹ آہستہ سے نکلا اور گھاٹ کی طرف روانہ

ہوا۔ مرسی ڈلیں نے اسے نکلنے ہوئے نہ دیکھا اس کی آنکھیں سمندر کی طرف لگیں تھیں تاکہ اس جہاز کو ایک دفعہ پھر دیکھے جو کہ اس کے

کے بیٹے کو سمندر پر لیجا رہا تھا۔ مگر اس کے ہنہ سے آہستہ آہستہ یہ آواز نکلتی تھی۔ او منڈ او منڈ

باب ایک سوتیرہ

(واقعات ماضیہ)

جیسے کہ کوٹ اس گھر سے نکلا تھا۔ صبحیں کہ وہ مرسی ڈیس سے جدا ہوا تھا۔ اس کا دل بہت غمگین ہو گیا تھا ساتھ ہی اس کے اڈ ڈراؤ کی موت نے کوٹ کے دل میں ایک بڑا تغیر پیدا کر دیا تھا۔ ایک تاریک اور دُشوار گزار راستہ سے اپنے لوہ انتقام کی چوٹی پر پہنچ کر اسے اس پہاڑ کی دوسری جانب صرف شک ہی شک نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے مرسی ڈیس کی گفتگو نے اس کے دل میں کئی پرلے واقعات تازہ کر دیئے تھے جنہوں نے اس کو اور بھی ادا اس کر دیا مگر کوٹ کی طبیعت کا آدمی کب تک اس ادا اس اور غمگین حالت میں رہ سکتا ہے اس نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے اپنے اندازہ اور حساب میں غلطی

کی ہوگی ورنہ مجھے اپنے پر الزام لگانے کا کوئی موقع نہیں ہے میں اپنے آپ کو دھوکا نہیں دے سکتا میں زمانہ گزشتہ کو ایک اور روشنی میں دیکھتا ہوں یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں اب تک غلط راستہ پر ہی چلتا ہوں۔ اور میں ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتا اس سے تو میری ساری امیدوں کا خون ہوتا ہے اور میں اس سے دیوانہ ہو جاؤں گا۔ اس بات کا سبب کہ میں ان باتوں کو کیوں خوشی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ صرف یہی ہے کہ مجھے زمانہ گزشتہ کا ٹھیک حال یاد نہیں رہا۔ میں ایک ایسے شخص کی مانند ہوں جسے خواب میں زخم لگا ہو۔ وہ اتنا تو محسوس کرتا ہے کہ اسے زخم لگا ہے مگر زخم لگنے کے وقت اور جگہ کو معلوم نہیں کر سکتا کثیر دولت۔ لائق اور ہیرے خواہرات اور بے حد طاقت نے مجھے میرے گزشتہ زمانے کے واقعات پہلے دیئے ہیں سو میں اب ان پر یوں بردوں کو اتار دیتا ہوں اور کوٹ آف مانٹی کر سٹو سے خیال کو ہٹا کر غریب او منڈ کو دیکھتا ہوں۔ پھر یہ دولت رہتی ہے نہ ہیرے

نہ طاقت بلکہ ان سب کی بجائے -
قید و ملت مغربی اور بیاری نظر آتی
ہے ۛ

اپنے دل میں اس طرح خیال کرتے
وہ روڈی لاکسیری کے بیچ میں سے
گزر رہے وہی کوچہ تھا جس میں سے
کہ چوبیس سال پیشتر وہ گزرا تھا مگر
کس حالت میں؟ پہرہ میں! آج
گہر مسکراتے نظر آتے تھے مگر اسی
رات انکی دیواروں پر اسی چابی
ہوئی تھی۔ مگر تھے وہ وہی وجہ صرف
یہ تھی کہ اس وقت دن تھا اور اموقت
رات تھی ۛ

وہ گھاٹ کی طرف گیا۔ آگے
ایک سیر کی کشتی کھڑی تھی اس
نے ملاح کو بلا دیا۔ ملاح کشتی کو اسکی
طرف لایا کیونکہ کونٹ کی وضع سے
اس کو امید ہو گئی کہ کچھ ملیگا موسم
بہا عجیب تھا۔ سورج اپنی سرخ
عیا کو پانی میں ڈوبنے کے قریب
تھا۔ سمندر بلور کی طرح شفاف
تھا مگر کبھی کبھی مچھلیاں اچھل اچھل
را اسکی صاف سطح کو لہر مار رہی تھیں
تھیں افق کے قریب اور بہت
لشتیاں نظر آ رہی تھیں جن میں کہ
شاید ماہی گیر مچھلیاں پکڑ رہے تھے
باوجود اس عجیب و غریب سماں کے

کونٹ کے دل میں اپنے پہلے سفر کا
خیال تھا کہ کس طرح کونٹ کی لان
میں چراغ مل رہے تھے۔ اور کس
طرح سینٹ ڈی آف کے قید
خانہ کو دیکھا جس میں کہ وہ اسے
لے جا رہے تھے کس طرح اس نے
اپنے آپ کو سمندر میں گرا دینے
کو تیار کیا۔ اور پہرہ سپاہیوں سے
مقابلہ کیا اور کس طرح مغلوب ہو کر
اس نے بندوبست کے ٹھنڈے سر
کو اپنی پیشانی کے ساتھ گتے ہوئے
معلوم کیا۔ یہ سارے خیالات
تازہ ہو کر کونٹ کے حافظ کے سامنے
آئے اب پھر آسمان اس کی آنکھوں
کے سامنے تاریک ہو گیا اور سینٹ
ڈی آف کا دیو نظر آنے لگا جو
اس کو گویا نگل جلنے کے لئے آگے
کھڑا ہے ۛ

جب کشتی کنارے کے پاس
ہوئی کونٹ کشتی میں ایک کونٹے
کے ساتھ لگ گیا۔ کشتی والے نے
بڑی میٹھی آواز میں کہا ۛ جناب
کنارہ آگیا ہے ۛ
کونٹ کو یاد آگیا کہ عین اس جگہ
پر کارونے اسے میٹھے رہنے کے
لئے مجبور کیا تھا۔ مگر حالانکہ اس
وقت سفر بڑا لمبا معلوم ہوا تھا

اب ویسا ہی چھوٹا معلوم ہوا جو لائی کے انتقال اب کے بعد سے سینٹ ڈی اف میں کوئی قیدی رکھے جاتے تھے اس میں صرف ایک نگار درہتی تھی جس کی غرض یہ کہ اشیاء کے محصول کے بغیر چوری لانے کی روک کریں۔

دروازہ پر ایک دربان بیٹھا رہتا کہ دیکھنے والوں کو اندر لے جاوے۔ کونٹ نے پوچھا کہ آیا پہلے محافظان جیل میں سے اب یہی وہاں کوئی ہے لیکن اس کو معلوم ہوا کہ ان میں سے کچھ نشن پا کر چلے گئے ہیں۔ اور باقی مر گئے ہیں۔ وہ دربان جو اسے اندر لے گیا سڑک سے وہاں تھا۔

اب اس نے اپنی کوٹھری کا ملاحظہ کیا اس کی تاریکی سب وہی تھی۔ سورج کی روشنی وہاں اب بھی نہیں جا سکتی تھی۔ بسترے کے پیچھے نئے پتھر اس شکاف کو دکھا رہے تھے۔ جوانی فیروز نے کیا تھا کونٹ کا جسم کانپ گیا اور وہ ایک ٹکڑی کے تختے پر بیٹھ گیا اور اس نے دربان سے پوچھا کہ کیا اس جیل خانہ کے متعلق کوئی واقعات ہیں یا نہیں؟

دربان نے "ہاں حضور۔ ایشیاء ان داروغہ جیل نے اس خیال کے متعلق سچے ایک کہانی سنائی تھی۔ کونٹ کانپ اٹھا۔ ایشیاء ہی اس کا واقف داروغہ جیل تھا جب اس نے اس کا نام سنا تو اس کو اس کی سب شکل یاد آگئی کونٹ نے اختیار بھی مٹا اور اس نے خیال کیا کہ گویا وہ اب بھی اس کو مشعل لئے ہوئے دیکھ رہا ہے۔

دربان نے "کیوں صاحب آپ کہانی سننا چاہتے ہیں؟ کونٹ۔ و خیال کرتے کہ شاید اس کی اپنی ہی کہانی ہوگی، ہاں بیان کرو۔" "دربان نے اس جیل میں ایک دفعہ ایک قیدی رہا کرتا تھا جو کہ بڑا خطرناک تھا۔ اور اس کا خطرہ اور بھی زیادہ اس وجہ سے تھا کہ وہ بڑا محنتی تھا۔ انہیں دنوں میں یہاں ایک قیدی ہوا کرتا تھا مگر وہ شرمیل نہیں تھا وہ ایک غریب چل رہا تھا۔

کونٹ نے پاگل اس کا پچھل پین کیا تھا۔" "دربان نے وہ اپنی آزادی کے واسطے کروڑوں دینے کو تیار ہو جاتا تھا۔"

کونٹ۔ در آسمان کو دیکھ کر نہ کیا وہ
 قیدی ایک دوسرے سے مل سکتے تھے
 دریا بان۔ جی نہیں سخت محافظت
 تھی مگر وہ قیدی محافظوں کی آنکھ
 بچا کر ایک دوسرے سے مل لیتے
 تھے انہوں نے کوٹھڑیوں کے درمیان
 راستہ بنا لیا ہوا تھا۔

کونٹ۔ اچھا یہ راستہ کس نے
 بنایا۔

دریا بان۔ لیس اس دوسرے قیدی
 نے بنایا ہو گا کیونکہ وہ جوان اور
 طاقت ور تھا۔ اور راہب تو بچا پرہ
 بوڑھا اور سخت کم بہت آدمی تھا۔

کونٹ (منہ میں) بیوقوف اندھے۔

دریا بان۔ خیر یہ معلوم نہیں کہ

اس نے کس طرح سے راستہ بنایا

مگر اتنا یقین ہے کہ اس نے بنا لیا

جناچہ وہ دیکھو اس کا نشان ابھی

تک موجود ہے۔ یہ کہہ کر اس نے

مشعل دیوار کی طرف کی۔

کونٹ (جوش بہری آواز سے)

آہ ٹھیک ہے۔

دریا بان۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دونوں

شخص ایک دوسرے سے ملنے

رہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت

ایک روز بوڑھا بیمار ہو گیا اور مر گیا

اب قیاس کر لو کہ جوان نے کیا کیا۔

کونٹ۔ نہ تم ہی بتاؤ۔

دریا بان۔ اس نے لاش کو اٹھا

کر اپنے بسترے میں رکھ دیا اور

اپنے تئیں اس کیڑے میں لپیٹ

دیا۔ جس میں کہ لاش تھی اس کا خیال

تھا کہ قیدیوں کو دفن کر دیتے ہیں

کونٹ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں

اور غنڈہ البیدہ اس کی پشت کی سے

پھوٹا اور قیاس کر کے کہ کون قیدی

کی قبر گہری کہو دے کی محنت اٹھاؤ

گھا۔ اس نے قیاس کیا کہ اس طرح

وہ قبر سے نکل کر بچ جائیگا۔ مگر

اس میں اس کو داپوسی ہوئی۔ راستے

معلوم ہوا کہ ہم مردہ کے پاؤں

کے ساتھ ایک بھاری توپ کا گولہ

یا نذرہ کرسمس میں ڈال دیتے ہیں

یہی کیا گیا۔ جوان آدمی اس طرح

سمندر میں ڈالا گیا۔

دوسرے روز بسترے میں لاش

پائی گئی اور تمام بات کھل گئی۔

کی تصدیق ایک اور بات نے یہی

کر دی اور وہ یہ تھی کہ سمندر میں

ڈالنے والے سپاہیوں نے لاش

کو پانی میں گرا دے وقت ایک چیخ

سنی تھی جس کا ذکر کرنے کی انہیں

پہلے حیرت نہ ہوئی تھی۔

کونٹ۔ ان باتوں کے سننے سے

دم رک گیا اس کی پیشانی سے پسینہ
 چھوٹ پڑا اور اس کا دل درد سے
 بہر گیا وہ نہتہ میں بولا "اور میرے
 شکوک صرف اس واسطے تھے
 کہ مجھے اپنی کہانی فراموش ہو گئی
 تھی۔ مگر اب تو پہر بلا لینے کو جی
 چاہتا ہے پہر اس نے دربان سے
 پوچھا "کیوں بہائی اس قیدی
 کا تو پہر کبھی کچھ حال معلوم نہیں
 ہوا؟"

دربان "نہیں مگر بات صاف
 ہے اگر وہ جیت گرا تھا تو صرف
 پانی کے ساتھ لگنے کی ضرب نے
 اس کا کام تمام کر دیا ہوگا۔ اور اگر
 وہ پاؤں کے بل گرا تھا تو اسکا بوجھ
 اسے تہ تک لٹکیا ہوگا۔ اور وہیں
 وہ غریب کہیں چھیلیوں کا شکار
 ہو گیا ہوگا۔"

کونٹ "ٹائے تو تم کو پہر اسپرجم
 آتا ہے؟"

دربان "کیوں نہیں۔ اگر وہ
 نیچے پانی میں چلا گیا؟"

کونٹ "پہر کیا؟"

دربان "سنا جاتا تھا کہ وہ
 ایک بکری افسر تھا جو کہ نیولین
 کی حالت کے سبب قید کیا گیا تھا؟"

کونٹ "کیا اس کا نام تمہیں معلوم
 ہے؟"

دربان "ہاں اسے صرف نمبر ۲
 کہا کرتے تھے۔"

کونٹ (منہ میں) "اوہ ولفرٹ ولفرٹ
 یہ نظارے ہمیشہ تیری خوابوں میں
 تیرے سامنے آئے ہوں گے۔"

دربان "کیوں جی کچھ اور یہی
 آپ دیکھنا چاہتے ہیں؟"

کونٹ "ہاں خاص کر کے اس غریب
 راہب کے کمرے کو میں ضرور دیکھ
 چاہتا ہوں؟"

دربان "ہاں نمبر ۲ مگر ٹھہرو۔
 مجھے اس کمرے کی چابی
 ہی بھول گئی ہے۔"

کونٹ "جاؤ اور لے آؤ۔"

دربان "یہ میری مشعل آپ
 رکھیں؟"

کونٹ "نہیں لیجاؤ میں تاریکی میں
 دیکھ سکتا ہوں؟"

دربان "نمبر ۲ کی بابت یہی
 لوگ کہتے تھے کہ اگر کہیں تاریکی
 کو نے میں کوئی سوئی پڑی ہو تی
 تھی تو وہ دیکھتا تھا؟"

کونٹ "ہاں اس نے چودہ برس
 میں یہ طاقت حاصل کی تھی؟"

کونٹ نے سچ کہا تھا۔ مشعل کے
 جلنے کے چند ہی سیکنڈ بعد کونٹ
 کو ساری چیزیں صاف صاف

نظر آنے لگ گئیں۔ اور وہ بولا ہاں
 وہ پتھر ہے جس پر کہ بہ بیٹھا کرتا تھا
 وہ دیوار کے ساتھ میرے کندھے
 کا نشان ہے۔ وہ خون کا نشان بھی
 لگ گیا تھا جب میں نے دیوار کے
 ساتھ اپنا سر ہونٹنے کی کوشش
 کی تھی۔ اس پر اس کے دل میں کئی ایک
 اور باتیں یاد آ گئیں۔ بیکو یاد کر کے
 اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔
 شعل والا اتنے میں آگیا کونٹ
 اسے ملنے کی واسطے بڑا۔
 دس بان آئے میرے پیچھے آئے۔
 دربان ایک زمین و زراعت میں
 سے اسے ایک کمرہ کو طرف بیگیا
 وہاں پہرہ بانی کر سونے کے دل میں خیال
 کا ایک جہنم تازہ ہوا۔ اہل خیال
 جو اس کے دل میں آ رہے تھے گزاردی
 کا خیال تھا اور اس کی آنکھوں
 سے آنسو ٹپکے۔
 دربان (اشارے سے) یہاں
 وہ پاگل راہب سوتا تھا۔ اور اس
 جگہ سے جو ان آدمی داخل ہوا کرتا
 تھا۔ ایک شخص نے بصر کے دیکھنے
 سے اندازہ لگا یا تھا کہ وہ دس سال
 سے اس سوراخ کے اندر سے آتا
 رہا تھا غریب بیکس بچا رہے دس برس
 اس جگہ رہے۔ وہ بیکس۔

نے کچھ روپیہ اپنی جیب سے نکالے اور
 اس شخص کو دینے سے کھینک دیا۔
 اس پر رحم آگیا تھا۔ دربان نے خیال
 کیا کہ پیسے ہونگے مگر چراغ کی روشنی
 پر نیسے معلوم ہوا کہ وہ روپیہ تھے۔
 دربان آگیا تو مجھے انعام دینے
 میں شدید غلطی لگی ہے۔
 کونٹ نہیں غلطی نہیں دینے روپیہ
 ہی دیتے ہیں۔
 دربان (زیرانی سے) حضور میں
 آپ کی فیاضی کو نہیں سمجھ سکتا۔
 کونٹ اس کا سمجھنا کوئی شکل نہیں
 ہے۔ میں خود ملے تھا اور اس لئے
 تمہارے قصے نے مجھ پر بہت اثر کیا
 ہے۔
 دربان آگیا چو کہ آپ ایسے
 فیاض ہیں چاہئے کہ میں ہی آپ
 کے کچھ پیش کروں۔
 کونٹ یہ کیا ہے۔
 دربان اس کہانی کے متعلق ہوا
 کچھ باتیں ہیں۔
 کونٹ آگیا ہر بانی کر کے نہیں
 بیان کرو۔
 دربان اس سنوں میرے دل میں
 خیال آیا کہ پندرہ برس وہ قیدی
 جو اس جگہ رہے ہیں تو خیر و شر
 کوئی نہ کوئی چیز نہیں باقی رہ گئی

ہوگی تلاش کرتے ہوئے مینے بستر
 کے سرے کے پاس ایک کھوکھ کی آواز
 معلوم کی۔ میں نے پتھر اٹھائے
 اور دیکھا کہ
 کونٹ! ایک رسہ اور کچھ اوزار
 پڑے ہیں۔
 دربابان! آپ کو یہ کیسے معلوم
 ہے؟
 کونٹ! میں نے صرف ایسا قیاس
 کیا ہے۔
 دربابان! ہاں ایک رسہ اور کچھ
 اوزار۔
 کونٹ! کیا وہ ابھی تک تمہارے
 پاس ہیں؟
 دربابان! نہیں مینے ان کو فروخت
 کر دیا تھا، مگر میرے پاس ایک اور
 چیز باقی ہے۔
 کونٹ! کیا ہے؟
 دربابان! ایک قسم کی کتاب ہے
 جو کہ کپڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی
 ہے۔
 کونٹ! جاؤ اور اسے جلدی لاؤ
 اگر یہ میری امید کے مطابق نکلے
 تو میں تمہیں خوش کر دوں گا۔ دربابان
 یا ہر کلا جب وہ چلا گیا تو کونٹ
 بستر کے پاس سجدے میں گر پڑا
 اور بولا کہ اے میرے دوست

باپ اے شریف دل جس کے
 وزیر سے مجھے علم ملا۔ آزادی
 اور دولت ملی۔ اے اعلیٰ درجہ کی
 مخلوق اگر انسان کا مرنے کے بعد
 کچھ بقیہ رہ جاتا ہے جو قبر سے
 نکل کر یہی زندوں کے ساتھ
 کچھ تعلق رکھتا ہے۔ تو شریف
 دل میں تجوید پرانہ محبت کی قسم
 دیتا ہوں جو تجھ کو مجھ سے تہی
 کہ مجھ کو کچھ نشان دکھلا میرے دل
 سے وہ شک دور کر جو اگر مبدل
 یقین نہیں ہو سکتا تو بیخ کنی
 صورت تو ضرور پکڑ لیا۔
 یہ عجیب سے ایک آواز! صاحب یہ
 ہے۔ دربابان نے وہ کتاب کونٹ
 کے ہاتھ میں دی جیسے کہ اپنی فیہ یاتے
 اپنے دل کے خزانہ پھیلانے ہوئے
 تھے یہ ایک کتاب تھی جو ابی نے
 حکمت الہی پر لکھی تھی کونٹ نے جلدی
 سے اس کتاب کے سمرنامہ پر نظر ڈالی
 وہاں اس کو یہ لکھا ہوا نظر آیا۔ تو
 اڑوٹاؤں کے دانف نکال لیا تو شیریں
 پاؤں کے نیچے روندیگا ر میہ اخوانہ
 یوں ہی فرماتا ہے۔
 کونٹ! بس بس باپ بس میرا
 جواب مل گیا ہے اس نے اپنی
 جیب سے ایک پاکٹ بک

ڈکالی جمیں دس ہزار کے نوٹ تھی
 اور اس کو دریان کے ہاتھ میں دیا
 دربان یہ آپ مجھے دیتے ہیں
 کونٹ "اے اُن گھر اس شرط پر کہ
 جب تک میں جلا نہ جاؤں اسے
 کہو لو مت " یہ کہہ کر اس نے وہ
 خزانہ جو بڑے بڑے قیمتی جواہر
 سے بھی زیادہ قیمتی تھا اپنی جیب
 میں ڈالا اور دوڑ کر باہر نکلا اور
 اپنی کشتی میں بیٹھ کر دیکھا راسل
 کو دوسرے کنارے پر پہنچ کر وہ
 فوراً قبرستان کی طرف روانہ ہوا
 جہاں جانیکا اس نے موریل سے
 وعدہ کیا ہوا تھا قبرستان میں
 پہنچ کر اس نے دیکھا کہ موریل
 اپنی ماں اور باپ کی قبر کے پاس
 کھڑا ہے مگر ایسی اُداس حالت میں
 ہے کہ اس کو کونٹ کے آنیکا تیار ہی
 نہیں لگا۔ موریل قبر وکی طرف بڑی
 توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ کونٹ نے
 اسے اس حالت میں دیکھ کر کہا۔
 موریل تمہیں وٹاں نہ دیکھنا چاہئے
 موریل " مرنے پر جبکہ موجود
 ہیں کیا تم نے پیرس سے ٹکٹ وقت
 خود ہی مجھے نہیں کہا تھا "۔
 کونٹ "موریل تم نے مارسیئر
 میں جینر روز ٹھہرنے کی خواہش کی

تھا کیا تم یہاں رہنا چاہتے ہو
 موریل میری کوئی مرضی اور خواہش
 نہیں ہے۔ اُن اگر یہاں رہوں تو بچ
 کم ہوگا "۔
 کونٹ "بہت خوب ہے میں اب
 تم کو چھوڑتا ہوں مگر یاد رکھو تمہارا
 اقرار میرے ساتھ چلنے کا ہے "۔
 موریل "میں اس اقرار کو بعد
 بہول جاؤں گا "۔
 کونٹ "نہیں تم نہیں ہو لو گے۔ تم
 نے اپنی غرت کی قسم کھالی ہوئی ہو
 اور اب تم ایک اور قسم کھاؤ گے
 موریل "لو کونٹ مجھ پر رحم کر دو میں
 برا بد قسمت ہوں "۔
 کونٹ میں نے تم سے ایک زیادہ
 بد قسمت آدمی کو دیکھا ہے "۔
 موریل "نا ممکن نامکن۔
 کونٹ۔ افسوس یہ ہماری فطرت
 کی کمزوری ہے کہ ہم اپنے آپ کو
 سب سے زیادہ بد قسمت خیال
 کرتے ہیں "۔
 موریل "اس شخص سے زیادہ
 بد قسمت کون ہو سکتا ہے جس سے
 اپنا محبوب جدا ہو جاوے "۔
 کونٹ "موریل جو کچھ میں کہتا ہوں
 غور سے سنو۔ میں ایک شخص کو جانتا
 ہوں جس نے تمہاری طرح اپنی تمام

امیدیں ایک عورت پر باندھی ہوئی تھیں وہ جوان تھا اس کا ایک بوزہ باب تھا اس کی ایک محبوبہ تھی جس کے ساتھ اس کو بڑا پیار تھا وہ اس محبوبہ کے ساتھ کئی کئی برس کے قریب تھا کہ قسمت کے ایک پیر سے اس کی محبوبہ اس لئے چھین گئی اور وہ خود ایک قید خانہ میں پڑ گیا۔

موریل قید سے تو آدمی ایک مہینہ میں نہیں دو مہینہ میں چھوٹ سکتا ہے۔ مگر.....

کونٹ وہ وہاں چودہ سال رہا اور وہاں اس بات کو شکر کا ٹپ گیا اور وہاں چودہ سال۔

کونٹ چودہ سال اس لیے عرصہ میں اس پر کئی بار مایوس طاری ہوئی وہ بھی تمہاری طرح اپنے آپ کو تمام آدمیوں سے زیادہ بد قسمت جانا کرتا تھا۔

موریل اچھا۔

کونٹ بس اسکی مایوسی کی انتہا کے وقت خدا نے انسانی ذریعہ سے اس کی مدد کی تو پہلے اسکو خدا کے رحم پر یقین ہی نہیں آتا تھا مگر خدا آخر اسکی مدد کی اس دن وہ اپنے قید خانہ سے اڑ کر دولت مند اور

معاقت مند ہو کر نکلا۔ اس نے اپنے باپ کی قبر تلاش کی مگر اسے نہ ملی۔

موریل میرا باپ بھی مر گیا ہے کونٹ۔ تمہارا باپ خوشحال اور آسودہ اپنی اولاد کی گود میں مرا اور اس کا باپ غریب اور مایوس اس قدر تعلق کے رحم کا انکار ہی ہو کر مرا اور جب اس کے بیٹے نے اس کے دس برس کے بعد قبر تلاش کی تو اس کو اس کے باپ کی قبر نہ ملی وہ اسے اتنا پیار کیا کرتا تھا۔

موریل او افسوس۔

کونٹ کیوں وہ تم سے زیادہ بد قسمت تھا کہ نہ کیوں کہ اس کو اپنے باپ کی قبر ہی نہ ملی۔

موریل مگر وہ عورت تو رہی ہوگی جس کو وہ محبت کرتا تھا

کونٹ تمہیں۔

موریل مگر کئی تھی۔

کونٹ اسی ہی بدتر ہو گئی تھی۔ اس عاشق کے ستانیوالوں میں سے ایک کے ساتھ شادی کر لی تھی بس تم دیکھو ہو کہ وہ تم سے ہی زیادہ بد قسمت ہے۔

موریل کیا وہ خوش ہو گیا۔

کونٹ بس وہ امید میں ہے۔

موریل اچھا میں اقرار کرتا ہوں

باب ایک سو چودہ

(دہلی)

جس وقت کہ جہاز اس مارگوبہ کے مجھے غائب ہوا قریباً اسی وقت ایک شخص جو کہ گاڑی میں سطر کر رہا تھا قصبہ کوئی بندت کے پاس سے گذرا اس شخص نے ایک بڑا خفتان پہنا ہوا تھا جس نے اس کے سارے بدن کو چھپایا ہوا تھا تاہم لیجن آف آئرن کا تمغہ جو ابھی چمکیلا اور تازہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بیچ میں سے کچھ کچھ نظر آ رہا تھا نہ صرف اس نشان سے بلکہ اس لہجے میں جس میں کہ بولتا تھا۔ گاڑی وہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ فرانسیسی ہے ایک اور ثبوت کہ وہ فرانس کا رہنے والا تھا یہ تھا کہ وہ اٹلی کی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا تھا۔ جب گاڑی ٹاسٹورنا میں پہنچی جہاں سے کہ روم صاف صاف نظر آتا ہے تو مسافر نے کسی طرح کا وہ جوش نظر میں آیا جو کہ عموماً مسافر سینٹ پٹر کے گرجے کے منبذ کو دیکھ کر ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ بس اس نے صرف ایک پاکٹ بک کھولی اور اس میں

مگر یاد رکھو! بس پانچویں اکتوبر کو میں جزیرہ مانی کر سٹو میں تمہارا انتظار کروں گا پسینہ کے بندر پر چوتھی کو ایک کشتی تیار ہوگی۔ تم نے اس کے کپتان کو میرا نام بتانا وہ تمہیں میرے پاس پہنچا دے گا۔

نو ذیل کے نو کونٹ تمہیں معلوم ہے کہ پانچویں اکتوبر کو منظر ہو۔ آدمی کی بات کی نہیں قدر نہیں ہے میں نے جو کہہ دیا ہے کہ اس دن اگر تم مرنا چاہو تو میں تمہاری امداد کروں گا بس خدا حافظ۔

موریل "بس آپ جانتے ہیں" کوٹ "ہاں مجھے انہی میں کام ہے میں تمہاری امید اور بد قسمتی کے ساتھ نہیں چھوڑتا ہوں"

موریل "کب روانہ ہو گئے" کوٹ "بس ایک گھنٹہ میں میں کہیں ہو گا۔ جہاز بالکل تیار ہے۔ اور بندہ تک میرے ساتھ چلے ہو"

موریل "میں تمہارا جلوک ہوں" وہ وہ نو بندہ گاہ میں پہنچے جہاز تیار تھا۔ ایک گھنٹہ میں جیسا کہ کوٹ نے کہا تھا جہاز کہیں کا کہیں پہنچ گیا اور موریل وہیں تھہرا رہا۔

ایک کاغذ لکھا اور اسے غور سے دیکھ بھال کر پڑھے ادب سے کہا: کہ خوب یہی ہے لکھا ڈی پور ٹوٹوں ناچو کے راستہ شہر میں داخل ہوئی گواہوں سے بائیں طرف ٹرک ہوٹل اسپین کے آگے ٹھہری میٹر پیرینی ہمارا پرانا آشنا مسافر کا استقبال کرنے کے لئے ٹوپی ہاتھ میں پکڑے دروازہ پر آیا مسافر نے اتر کر اچھا کہا تا تیار کر دیا حکم دیا پھر اس نے ٹامس اور فریج کا پتہ پوچھا جو اسے فوراً بتایا گیا انکا مکان دیا ڈی بائیں میں واقع تھا روم میں جیسا کہ اور شہر و نہیں گاڑی کا ہو چکا گویا ایک بڑا واقع ہوئے ہیں بیسیوں آوارہ گرد ننگے پاؤں اور ننگے سر گاڑی کے گرد جمع ہوئے اور مسافر اور گھوڑوں پر گھوڑے لگے یہ لوگ اور زبانوں کے علاوہ فرانس کی زبان کو بہت اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ انہوں نے سنا کہ مسافر نے ایک عہدہ کھانے کے لئے حکم دیا ہے۔ اور ٹامس اور فریج کے مکان کا پتہ دریافت کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مسافر ہوٹل کے دربان کے ساتھ باہر چلے تو اس آواز گردوں کے گروہ سے ایک شخص جدا ہو کر

اس کے پیچھے ہو گیا فرانسیسی ٹامس اور فریج کے مکان پر پہنچنے کے لئے ایسا بتایا ہو رہا تھا کہ اس نے حکم دیدیا کہ گاڑی یا تو مجھے سرک پر لے اور یا ساہوکاروں کے مکان کے سامنے میرا انتظار کرے خیر وہ گاڑی پہنچنے سے پہلے ہی اپنے ساہوکاروں کے مکان پر پہنچ گئی۔ دربان کو تو اس نے ڈیوڑھی میں چھوڑا اور لہو آگے چلا اس کے ساتھ ہی وہ آدمی بھی جو اس کے ساتھ ہی تھا۔ اس کے پیچھے ہو گیا تھا روانہ ہوا۔ فرانسیسی اندرونی دروازہ کھول کر پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی چلے آئے گئے یہی ویسا ہی کیا۔

مسافر "میرا نام بیرین ڈینگلس ہے" اس کو دربان نے کہا کہ میرے پیچھے چھو چلے آؤ ایک دروازہ کھلا جس میں سے کہ ڈینگلس اور دربان گزر گئے وہ شخص جو ڈینگلس کے پیچھے آیا تھا ایک نیچ پر مہمیں بیٹھ گیا۔ کلاڑ اور پانچ منٹ تک کھنکھناتے رہے۔ وہ شخص بھی خاموش بغیر بولنے کے بیٹھا رہا۔ پھر کلاڑ کی فلم جیتی تھیں گئی۔ اور وہ اس شخص کی طرف دیکھ کر بولا: واہ

مینو " لوٹکی دامپا نے خود تلاش کی تھی "

کلاسک " اچھا مجھے دیکھئے دو ایسا نہ ہو کہ فراموشی کام کر کے نکل جاوے "

مینو " اچھا جاؤ یہ کہہ کر اس نے ایک تسبیح نکالی اور منہ میں کچھ پڑھنا شروع کیا -

کلاسک اسی دروازہ میں سے اندر چلا گیا جس میں سے کرڈنگلر اندر دربان گئے تھے - دس منٹ کے بعد کلاسک ہشاش بشاش داخل ہوا آیا "

مینو " سناؤ بہائی کیا حال ہے کلاسک " خوش ہو خوش بڑا مال ہے چپاس یا ساٹھ لاکھ سے کم نہیں " مینو " تم ایسی اچھی طرح سے کس سے معلوم کرتے ہو "

کلاسک " سگرا ایسی ہی طرح سے معلوم نہ کر سکوں تو پھر تم مجھ سے پوچھو کیوں "

اتنے میں پاؤں کی آہٹ سے معلوم ہوا کہ ڈینگلر کھڑکی کو پہنچا کلاسک نے لو کہنا شروع کر دیا اور مینو نے منہ مارنا شروع کیا - دروازہ کھلا اور ڈینگلر خوشی کے مارے پیولا ہوا ایک سے باہر نکلا

مینو " آگے نہ ہو " مینو - درخت پر اٹھاں کلاسک " اتنے معلوم کر لیا ہے کہ یہ جٹیمیں ایک معقول شکار ہے " مینو " اس میں میرا کوئی ہنہ نہیں ہے - اس کی نہیں کسی نے اطلاع دی تھی "

کلاسک " پھر تم جانتے ہو کہ وہ یہاں کیا کرنے آیا ہے " مینو " میں اتنا تو جانتا ہوں کہ وہ روپیہ لینے آیا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کتنا "

کلاسک " یہ بھی معلوم ہو جائے گا - ذرا تھپو " مینو " اچھا مگر دیکھو جو بی خبریہ دینا - جیسا کہ تجھے اس روز دی تھی کلاسک " ہیں - کس کا ذکر کرتے ہو " اس انگریز کا جو تین ہزار کی رقم اس روز یہاں سے لے گیا تھا "

مینو " نہیں اس سے تو ہمیں تین ہزار ہی مل گیا تھا - وہ اس دوسری روسی شائیزادی کا ذکر کرتا ہوں جس کے پاس سے صرف بائیس ہزار برآمد ہوئے حالانکہ تم نے کہا تھا کہ تیس ہزار ہیں -

کلاسک " تم نے تلاش کرنے میں غلطی کی ہوگی "

سینو اسکے بھی ہولیا گاڑی حکم
کے مطابق دروازہ پر منتظر کھڑی
تھی۔ ڈینگل ایک مین برس کے جان
کی طرح گاڑی میں کود کر بیٹھ گیا۔
درمان نے دروازہ بند کیا۔ اور
گاڑی بان کے ساتھ ہو بیٹھا۔
سینو ہی گاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا۔
گاڑی بان نے کیا گھر جاسٹینٹ
لیٹرس کو دیکھنا چاہتے ہیں؟
ڈینگل میں روم میں دیکھنے کے
لئے نہیں آیا۔ کام کر کے میں روانہ
گاڑی بان کو تو یہ آپ ہوٹل کی طرف
تشریف لیجاتے ہیں؟
ڈینگل ہاں اس کے دس منٹ
کے بعد ڈینگل اپنے کمرے میں داخل
ہوا۔ سینو ہوٹل کے دروازہ کے آگے
ایک بیچ پر بیٹھ گیا اور اس نے ایک
بچے سا تھی آوارہ گرد کو کہہ کان
میں کہا۔ جو دوڑتا ہوا اسی ہوٹل
کی طرف گیا۔
ڈینگل ہٹکا ہوا تھا اور اسے
نیند آتی ہوئی تھی۔ وہ اپنی پاکٹ
بک اپنے سرانہ رکھ کر سو گیا۔
سینو کو یہ فرصت کا وقت ملا۔
سو وہ جا کر خوب کھینے لگ گیا جتنے
ٹکے اس کے پاس تھے اس نے کھڑی
دیر میں ہار دیئے۔ اور پھر اپنی آپ

کو تسلی دینے کے لئے ایک بوتل
شراب پی کر مست ہو کر بیٹھ رہا
چونکہ ڈینگل بائیں چھرات سے
اچھی طرح سویا نہ تھا۔ اس لئے
اس کو خوب نیند پڑی۔ وہ بہت دن
چڑھے جا گا اس نے خوب پیٹ
بھر کر کھانا کھا یا۔ اور چونکہ اسے
شہر کے سیر کرنے کی حیداں پرواہ
نہ تھی اس نے دوپہر کے قریب گاڑی
تیار کر نیکا حکمدیہ گاڑی کو تیار ہوتے
اور پروانہ راہداری حاصل کرتے کوئی
تین بجے گئے تھے۔ ان سب تیاریوں
کو دیکھ کر ہوٹل کے دروازہ کے آگے
آوارہ گرد کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا
یہ اسے کچھ خندیش کر نیکو واسطے
شاہزادہ کے دیکار نے لگے ڈینگل اس
سے خوشی ہو گیا اور اس نے انہیں
حید کے تقسیم کئے۔ پھر اس گروہ
کو بڑے شان شکوہ سے جرتا ہوا
نکلا اور گاڑی میں سوار ہوا۔ گاڑی
نے پوچھا کہ کس طرف روانہ ہوں
ڈینگل نے اینکونا کی سڑک کی
طرف اشارہ کیا پسٹرنی نے یہ
گفتگو سب سنی اور گھوڑے چلے
ڈینگل کا ارادہ تھا کہ وینس میں جاوے
اور وہاں سے اپنی رقیب وصول
کر کے وائنا میں جاوے اور اس جگہ

سے اپنے روپیہ لیکر وہیں اقامت کرے وہ روم سے ابھی تین کوس نہیں گیا تھا کہ تاریکی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ڈینگل کو خیال ڈرنا تھا ورنہ وہ اتنی دیر سے روانہ ہوتا۔

خیر اب اس نے گاڑی سے سرفراز کر گاڑیاں سے پوچھا کہ وہ دوسرا قصبہ کا کتنا فاصلہ ہے۔ گاڑیاں نے جواب دیا کہ ابھی دور ہے ڈینگل نے جواب کو نہ سنا مگر اپنے دل میں خیال کیا کہ دوسرے بڑاؤ پر ٹھہر جاؤں گا۔ ڈینگل کے دل پر تکی تھی جو کہ پہلے شام تھی۔ وہ ایک لطیف گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا جس کے آگے چار عظیم الحجۃ گھوڑے بکھے ہوئے تھے۔ اسے خیال تھا کہ سات کوس کے فاصلہ پر مندر آئیگی اور وہاں آرام کروں گا۔

پھر اس کے خیال اور طرف چلے کوئی دس منٹ اس نے بیٹی کا خیال کیا جو میڈیم آرمی کے ہمراہ سفر کر رہی تھو اتنے ہی منٹ ابھی قرندار و نیس اس نے خرچ کیا پھر جب سورج بچار کے سارے غروب ختم ہو گئے تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سو گیا۔

کبھی کبھی اسکو ایک دہکا لگتا تھا سے اپنے روپیہ لیکر وہیں اقامت کرے وہ روم سے ابھی تین کوس نہیں گیا تھا کہ تاریکی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ڈینگل کو خیال ڈرنا تھا ورنہ وہ اتنی دیر سے روانہ ہوتا۔

خیر اب اس نے گاڑی سے سرفراز کر گاڑیاں سے پوچھا کہ وہ دوسرا قصبہ کا کتنا فاصلہ ہے۔ گاڑیاں نے جواب دیا کہ ابھی دور ہے ڈینگل نے جواب کو نہ سنا مگر اپنے دل میں خیال کیا کہ دوسرے بڑاؤ پر ٹھہر جاؤں گا۔ ڈینگل کے دل پر تکی تھی جو کہ پہلے شام تھی۔ وہ ایک لطیف گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا جس کے آگے چار عظیم الحجۃ گھوڑے بکھے ہوئے تھے۔ اسے خیال تھا کہ سات کوس کے فاصلہ پر مندر آئیگی اور وہاں آرام کروں گا۔

پھر اس کے خیال اور طرف چلے کوئی دس منٹ اس نے بیٹی کا خیال کیا جو میڈیم آرمی کے ہمراہ سفر کر رہی تھو اتنے ہی منٹ ابھی قرندار و نیس اس نے خرچ کیا پھر جب سورج بچار کے سارے غروب ختم ہو گئے تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سو گیا۔

کبھی کبھی اسکو ایک دہکا لگتا تھا

تو اسکی آنکھ کھلی تھی اور وہ معلوم کرتا تھا کہ ابھی تک مندر نہیں پہنچی۔ اور گاڑی جا رہی ہے۔ رات سرد اور طوفانی تھی۔ مینیم بڑا ہوا اور ہوا بڑی سرد و جل رہی تھی ڈینگل خوب گرم سویا ہوا تھا اور اسے یہ خیال نہ آیا کہ گاڑی سے نکلے اور شرک وغیرہ کا حال معلوم کرے اس لئے وہ اطمینان کے ساتھ سویا رہا صرف اس خیال میں کہ جب مندر آئیگی تو وہ جاگ بڑیگا گاڑی آخر تیرہ یا ڈینگل نے خیال کیا کہ شاید آگیا ہے۔ اس نے اٹھ کر کھڑکی سے دیکھا۔ مگر کوئی قصبہ یا شہر دیکھنے سے بجائے وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک اجاڑییاں جگہ ہے۔ جہاں گہ چار پانچ آدمی سایوں کی طرح ادھر ادھر پھیر رہے ہیں۔ ڈینگل نے کچھ دیر انتظار کیا کہ گاڑیاں آکر ابھی اس سے مزدوری مانگیگا۔ اور اسی سے وہ دوسری گاڑی والے کا حال معلوم کرے گا۔ مگر کوئی اس سے مزدوری مانگنے نہ آیا۔ دوسرے گھوڑے گاڑی کے آگے لگائے اور گاڑی چلنے کے لئے پھرتیار ہو گئی ڈینگل نے حیران ہو کر دروازہ کھولا اور

باہر نکلے لگا۔ لیکن ایک مضبوط ہاتھ نے اسے اندر دھکیل دیا۔ اور گاڑی روانہ ہوئی۔ ڈینگلر کے تو اس واقعہ سے کان کھڑے ہو گئے اور اس نے گاڑی بیان کو آواز دیکر اسکا سبب پوچھا مگر گاڑی بیان نے کوئی جواب نہ دیا۔

ڈینگلر نے طاقی میں سے ہاتھ نکال کر گاڑی بیان کا بازو پکڑا اور کہا دوست خدا ڈھیر تو کہہ رہا ہے ہوگا مگر کسی شخص نے گرجت اور تند آواز سے جواب دیا کہ خاموش ہو کر بیٹھے رہو۔ اب تو ڈینگلر کی آنکھیں کھلیں اور وہ اپنی حالت پر سوچنے لگا۔ اسکی میند اڑ گئی اور قسم قسم کے خیالات اس کے دل میں آنے لگے۔ اس نے پھر جو باہر نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سوار گاڑی کے ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔ وہ ڈر گیا اور اس نے خیال کیا کہ شاید یہ کوئی سپاہی ہے جو میری گرفتاری کے واسطے آیا ہے۔ شاید مجھے سے میری گرفتاری کے واسطے تار آتی ہے اور یہ حاکموں کا آدمی ہے آخر ٹھیک حال معلوم کر نیکیا سٹے آیا ہے۔ شاید مجھ سے میری گرفتاری کے واسطے

تار آتی ہے اور یہ حاکموں کا آدمی ہے آخر ٹھیک حال معلوم کرنے کے واسطے اس نے پھر گاڑی والے سے پوچھا کیوں پہنچے کہ یہ جا رہی ہو۔ پھر اسی آواز نے ایک دھمکی دینے والے لہجہ میں جواب دیا کہ تم کو جو کہہ ہے کہ خاموش ہو کر بیٹھے رہو۔ ڈینگلر نے گاڑی کی دوسری طرف نظر کی وہاں بھی اسے ایک سوار ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا دکھائی دیا۔ بس اب تو اس کو یقین ہو گیا کہ وہ سپاہی ہیں اور اس کے پکڑا جانے میں کوئی شک نہیں۔ بس اب اس نے اپنے تئیں مجھے ڈال دیا۔ اتنے میں چاند نکل آیا اس نے دیکھا کہ نیلے جو پہلے اس کی دائیں جانب تھے اب اس کے بائیں طرف ہیں اب اس کے شک کی تصدیق ہو گئی اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ اسے روم کی طرف واپس لیجا رہے ہیں۔ اور اسے شاید فوراً ہی جیل میں ڈال دیں گے گاڑی اسکا ہی تیزی سے چلتی رہی آخر اس نے اپنے سامنے ایک بڑا ڈھیر دیکھا اس نے خیال کیا کہ گاڑی اس ڈھیر سے ٹک رہی ہے مگر کہنے لگی۔ لیکن یہ اس کے پاس سے

اچھے گرد کو دیکھا۔ چار آدمی اور ایک گاڑی والا ہے گہرے گہرے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے ڈینگل کو کہا کہ میرے چھپے آؤ۔ ڈینگل بغیر مخالفت کرنے کے اس کے پیچھے ہو لیا اور اسے کوئی پتہ نہ ہوا کہ آیا وہ دوسرے تین اس کے پیچھے آرہے ہیں یا نہیں۔ مگر اتنا اس نے کسی طرح سے معلوم کر لیا کہ وہ برابر برابر فاصلوں پر سنتریوں کی طرح کھڑے ہو گئے ہیں کوئی دس منٹ چلنے کے بعد ڈینگل اور اسکا ساتھی ایک مکان پر پہنچے جو ایک ٹیکے اور دھول کے ایک جھنڈ کے درمیان واقع تھا اس نے بولنے کی کوشش کی مگر اسکی زبان نہ چل سکی۔

اب اسے کامل یقین ہو گیا کہ وہ رومی راہنروں کے قبضہ میں ہے۔ اس کا رہنما جو کہ ہمارا دوست پینہ تھا ایک راستہ میں سے جو کہ درختوں اور جھاروں کے بیچ میں سے جاتا تھا ایک گہرے گہرے سریر پہنچا اور اس میں سے ہو کر آگے رواں ہوا۔ ایک اور شخص نے مجھے سے ڈینگل کو دھکا دیا اور ڈینگل سیدھا رہ ہی اسی راستہ چلا۔ پینہ کو اب تو شناخت

بھیر گئی۔ اب اسکا خیال بدلنے لگا۔ اور نئے نئے ڈراس کے دل میں پیدا ہونے لگے آخر اس نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ سیانہ ہیں میں جو میرے دشمن بنے ہوئے ہیں شاید یہ اس خیال پر اس کے روٹنے کھڑے ہو گئے۔

اس کے دل میں وہ عجیب غریب قصہ آگئے جو پیرس میں وہ رومی راہنروں کی بابت سنا کرتا تھا اور جنکو وہ مانا نہ کرتا تھا پھر اس کو البرٹ کی کہانی یاد آئی جو اس نے ڈینگل کے مکان پر ایک دفعہ بیان کی تھی اس قصہ نے اس کے شکوک کو اور بھی بختہ کر دیا اور وہ منہ میں بولا کہ یہ شاید راہنروں ہیں۔ اس نے پھر سر کا لکڑی شکر مپو دیکھا تو اس کی نظر عجیب قسم کی عمارات پر پڑی اب اسکو پھر البرٹ والا قصہ یاد آیا کیونکہ البرٹ نے یہ سب حالات بیان کئے تھے۔

اچانک اس شخص نے جو کہ گاڑی کے پاس جا رہا تھا آواز دی اور گاڑی ٹہر گئی۔ اسے وقت دروازہ کھلا اور ایک سخت آواز نے پکارا "اترو" ڈینگل فوراً اترا اگرچہ واقعی کی زبان بول نہیں سکتا تھا۔ مگر وہ اسکو سمجھ فوب سکتا تھا۔ اس نے دیوانہ وار

ہو جانے کی کچھ پرواہ ہی نہ تھی۔ سو
 اس نے ایک مشعل جلائی دو آدھی
 ڈینگل کے پیچھے آتے تھے اور
 جہاں کہیں وہ بٹیر جاتا تھا وہ اس
 کو دھکا دیکر اٹھتے کرتے تھے حتیٰ کہ وہ
 ایک شکر پر پہنچے جس کے گرد سب
 قبریں تھیں ایک سیاہی اپنے دائیں
 کا ندھے پر بندوق لڑکائے کھڑا تھا
 اور جب اس نے آدمیوں کو دیکھا
 تو وہ بولا "کون جاتا ہے"
 پیلینو "دوست لیکن یہ تو بتاؤ
 کہ کپتان کہاں ہے سیاہی نے اپنے
 ہاتھ سے ایک بڑے ہال کی طرف
 اشارہ کیا جو کہ ایک ٹیلے میں سے
 کاٹ کر بنا یا گیا تھا اور کہا "اس
 ہال میں" پیلینو اس حال میں داخل
 ہوا اور ڈینگل کو گنگے سے بکڑ کر اس
 نے اندر دھکیلا اور کہا "کپتان صاحب
 بڑا اچھا شکار ہے"
 کپتان جو کہ سکندر کی سوانح عمری
 پڑھ رہا تھا بولا "یہی شخص ہے"
 پیلینو "ہاں یہی ہے"
 کپتان "اسے بچے دکھاؤ۔"
 پیلینو نے مشعل اٹھا کر ڈینگل کے
 چہرے کے پاس کی ڈینگل پر بھیج
 ہٹ گیا۔ ایسا نہ ہو کہ اسکی ابرو جل
 بائیں کپتان نے اس کا چہرہ دیکھا

جیسے وحشت چھائی ہوئی تھی۔ اور کہا
 یہ صاحب تھک گئے ہیں انہیں بستر
 پر لیجاؤ۔
 ڈینگل نے دل میں کہا کہ بس بستر
 میرا میری قبر ہوگی اور میری مفید
 موت ہوگی شاید ابھی چوڑی دیر
 میں آنیوالی ہے۔
 بنگر نے ایک آہ بھری اور اپنے
 راہنما کے پیچھے ہو لیا نہ اس نے
 منت سماجت کی اور نہ گریہ زاری
 کیونکہ نہ اس میں طاقت رہی
 نہ قوت فیصلہ بلکہ وہ ایک بیجان
 لکڑی کی مانند ہو گیا جتنے چاہئے وہ
 ایک چھوٹے سے زینہ کے پاس
 پہنچا۔ پانچ چھ سیڑیاں چڑھ کر
 اس نے سامنے ایک دروازہ آنا
 اس دروازہ کو کھول کر وہ ایک چھوٹے
 تنگ کمرے میں جو چٹان سے کاٹ
 کر بنا یا گیا تھا داخل ہوا۔ اس حجرہ
 میں بچھا ہوا تو کچھ زخماں مگر یوں صاف
 تھا اور اگر جیر یہ سطح زمین سے
 کہیں نیچے تھا لیکن خشک تھا۔ راہنما
 نے ڈینگل کو اندر دھکیل کر دروازہ
 کو بند کر دیا۔ ڈینگل صاحب اب
 قیدی بن گئے ڈینگل نے اب اس
 راہنما کو شناخت کر لیا۔ جسکی ہستی
 کا وہ قائل نہیں ہوا تھا جبکہ البرٹ

باب الکیسوندہ

(لوٹکی واسپ کے کرایہ کے بل)
ہم ہر ایک فندہ سے بجز اس ایک
کے جینا ڈسٹیکلر کو در تھا جاگ اٹھے
ہیں۔ وہ جاگا ایک پیر صبح رہنے
والے کی نظر میں جو کہ ایسی دیواروں
کے دیکھنے کا عادی تھا خیر سہری
اور طلحائی پردے ٹھٹھتے ہوں۔ اور
ایسی خوشبو میں سوٹکے کا عادی تھا
جو دماغ کو معطر کر دیں اس پتھر کے
کمرے کی مٹی کی سی دیواریں ایک
خواب پریشان معلوم ہوئیں لیکن
ایسی حالت میں ایک لحظہ بہر میں
سخت سے سخت شک تبدیل ہو
یقین ہو جاتا ہے سو اس نے اپنے
دل میں کہا "ہاں میں یقیناً نہیں
راہزوں کے ہاتھ میں ہوں جی
بابت البرٹ مار سرف نے قصہ
سنا یا تھا۔ پھر اس نے اپنے
ہاتھ اپنی جیب میں ڈالے۔ اس
پر کہ شاید وہ اس کا مال کھا لے
لے گئے ہوں مگر اس کا مال بالکل
ہلا بھی نہیں تھا۔ اسکا تین سو نقد

نے اسے پیرس میں ذکر کیا تھا اس
اس البرٹ والے حجرے کا بھی اب
پورا پورا یقین کر لیا اور اس نے
سمجھا کہ یہ حجرہ مسافروں کی رہائش
کے لئے ہے چونکہ راہزوں نے اسے
فورا قتل نہیں کر ڈالا تھا اس لئے
اس نے خیال کیا کہ شاید وہ مجھے
بالکل نہیں مارینگے اس نے مجھ صرف
لوٹنے کی غرض سے پکڑا ہے۔ اسلئے
وہ مجھ سے کچھ بد یہ لیکر مجھے چھوڑ دینگے
اسے یاد آیا کہ البرٹ کا زخمیہ چار
ہزار مقرر ہوا تھا۔ سو چونکہ وہ اپنے
آپ کو البرٹ سے بہت بڑا گنتا تھا
اس لئے اس نے خیال میں ہی اپنی
قیمت آٹھ ہزار مقرر کی یہ رقم نکال کر
پھر بھی اس کو تسلی تھی کہ میرے پاس
کافی بچ رہے گا جس کے ذریعہ سے
میں ہر ایک قسم کی تکلیف سے بچ
سکونگا۔ ان خیالات سے اسے کچھ
تسلی ہو گئی اور وہ لیٹ کیا۔ چند
بار کوٹ بدلنے کے بعد اسے اسطرح
سے نیند پڑ گئی جیسے اس شخص کو
پڑ جاتی ہے جو اپنے رشتہ داروں
کے درمیان اپنے گھر میں بڑے
مکلف بسترے پر سویا ہوا ہو۔

جو اس نے سفر خرچ کے لئے رکھا تھا اسکی تینوں کی جیب میں صبح سلامت پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے سارے پیکاس لاکھ کی ہنڈوی اس کی واسکٹ کی جیب میں پڑی ہوئی تھی وہ پونما واہ یہ تو عجیب چور ہیں۔ نہ انہیں میرے جسم کی پرکھ ہے اور نہ میری نقدی کی بس میرا خیال ٹھیک ہے وہ قد پرچھے رکڑ کر دیں گے رہیم میری گھڑی بھی یہیں ہے ہلا دیکھوں تو وقت کیا ہے ڈینگل کی گھڑی میں جس کو اس نے پہلی رات اچھی طرح سے چابی دی ہوئی تھی۔ ساڑھے پانچ بجے تھے۔ اس کے بغیر اس کو وقت کا ہرگز پتا نہ لگتا تھا کیونکہ دنگی روشنی ویاں بالکل نہیں جاسکتی تھی۔ اب اس نے سوچا کہ آپس خود ہی راہزنوں سے انکی اصل کارروائی کا حال دریافت کر مل جائیگا موٹوں رہوں تاکہ وہی جہی سے پہلے کوئی سوال کر رہیں پچھلی بات سے زیادہ سزا جہی معلوم ہوئی اس نے اس نے بارہ بجے تک انتظار کیا اس تمام اشنا میں ایک سنتری اس کے دروازہ کے آگے پھرا دیتا رہا

ڈینگل کے دلیس اچانک ایک خیال پیدا ہوا کہ اس پہرے والے کو دیکھے وہ دروازہ کے پاس آیا۔ اس وقت سنتری کچھ پرانڈی بی رہا تھا اور چونکہ وہ چپے کی بوتل میں رکھی تھی۔ اسکو اسکی اسقدر بدبو آئی کہ وہ اپنے جھکے کے دوسرے کونے کے ساتھ لگ گیا اور چلا یا فوہ فوہ بارہ بجے اس سنتری کی بجائے ایک اور سنتری آیا ڈینگل اسکو دیکھنے کے لئے کچھ دروازہ کے قریب آیا وہ سنتری ایک بڑا قوی ہیکل آدمی تھا۔ اسکی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اسکے ہونٹ بڑے موٹے تھے اور ناک چھوٹی تھی اور اس کے سرخ بال سرخ سانپوں کی طرح اس کے کندھوں پر لہرا رہے تھے۔ ڈینگل کو اتنا اطمینان تھا کہ وہ تسخیر کر سکتا تھا۔ اور اس نے اپنے دلیس کہا ہٹے۔ یہ شخص تو کوئی دیو ہے جو آدمی کو فوراً ہی جٹ کر جاوے مگر میں بوڑھا ہوں مجھے وہ کیا کہا گا۔ اتنے میں اس سنتری نے اپنے قبیلے میں سے کچھ روٹی اور قصوم اور پیسہ لگا لا اور خوب اشتہا سے کھانے لگا۔ ڈینگل نے اسے دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ

لوگ کس طرح کہانے پر گناہ کر سکتے ہیں اسے برانڈی کی بویا د آگئی۔ اور وہ پھر کمرے کی دو سکر کوٹنے کے ساتھ گیا۔ لیکن قدرت کے بھید نزلے ہیں بعض اوقات جب معدہ خالی ہوتا ہے تو بڑی سے بڑی غذا بھی ایک نعمت غیر مترقبہ خیال کی جاتی ہے۔ ڈینگلر کا بھی یہی حال ہونے لگا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ شخص کم بہ صورت معلوم ہونے لگا۔ روٹی سفید اور خوبصورت معلوم نہ کی۔ پینیر تازہ دکھائی دینے لگا اور مقوم نے اسے کئی چٹیاں یا دولا دیں۔ جو کہ اسکا باورچی نہایت عمدہ طرح سے تیار کیا کرتا تھا۔ ہر کمرے اب زور کیا۔ اور اس نے اٹھ کر دروازہ کھٹکھٹا رہنمائی نے پوچھا کون ہے کیا کہتا ہے؟

ڈینگلر: کیوں جی کیا مجھے کہانے کے واسطے کچھ نہیں بنایا میں سچ کہتا ہوں مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ اگر شاید اس نے اس کی بات نہ سمجھی یا شاید اس کو اسکی روٹی دینے کی بابت کچھ حکم نہ ملا تھا وہ پھر روٹی کھائے میں مشغول ہو گیا۔ اور ڈینگلر کی طرف اس نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا ڈینگلر کے دل کو اس سے چوٹ لگی وہ پیچھے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ گیا

اور پھر اس وحشی کیسا تھا اس نے کوئی بات نہ کی۔ چار گھنٹہ گزر گئے اس کے بعد ایک رہنمائی آیا اور آواز دینے لگا۔ ڈینگلر کے معدے میں تو اب بھوک کے مارے چہرے پر لگنے لگ گئی تھیں۔ سو وہ اٹھا اور دروازہ کی طرف جا کر اس نے سوال میں دیکھا اسے معلوم ہوا کہ یہ سنتری وہی اسکا بیلارا تھا ہے۔ اس نے یہ پینو پی تھا۔ اسے آتے ہی پہلے کھائے کئی فکر ہوئی تھیلے میں جو اس نے ایک بوتل شراب کی نکال ایک برتن نکالا جس میں کہ ہوتا تھا گوشت تھا۔ اور ایک ٹشتری جس میں اسکی کے اعلیٰ درجہ کے انگور تھے ڈینگلر نے جو یہ تیاریاں دیکھیں تو منہ میں پانی بھر آیا۔ اس خیال سے کہ شاید یہ پہلے سے کچھ نرم مزاج ہو اس نے دروازہ کھٹکھٹا پینو فوراً دروازہ کے پاس آیا کیونکہ فرانسیسی خوب سمجھتا تھا ڈینگلر جتنا تھا کہ اسی بد معاش نے سب بیاں ڈالی ہیں۔ مگر یہ بھگرنے کا وقت نہ تھا سو پرلے درجہ کے علم اور بر باد دی سے وہ بولا۔ معاف فرما مگر اتنا تو بتا دو کہ مجھے کہانے کو کچھ ملے گا یا نہیں؟

پیلینو: "آہ حضور کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ ڈینگلر (منہ میں) واہ کیا خوب چوبیس گھنٹہ مجھے کہا نا کھانے کو ہوگا ہیں اور تم پوچھتے ہو کہ مجھ کو بھوک لگی ہے؟" (اسی آواز سے) "اے صاحب مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ پیلینو: "اے پھر حضور کیا کہائیں گے؟" حکم دیتے ہیں۔ ڈینگلر: "کیا یہاں کوئی دودھ چھانہ ہے۔"

پیلینو: "کیوں نہیں ہر طرح کا۔"

ڈینگلر: "دور جی جی۔"

پیلینو: "نہایت عمدہ۔"

ڈینگلر: "اچھا چاہے مرغالے آؤ چاہے پھلی۔ یا ریچھ ہو۔" کہانے سے غرض ہے۔

پیلینو: "اپنے مرغالے کھاتے بہت بہتر ہے کہ وہ بلند آواز سے پکارا حضور کیواسطے ایک مرغالہ ابھی اس بلند آواز کو سمجھ ہی رہے تھے کہ ایک لڑکا اپنے سر پر ایک چاندی کا تال اکٹھا کرے ہوئے آگیا۔ جس میں کہ ایک بریاں مرغالہ تھا۔ ڈینگلر نے منہ میں کہا کہ یہ تو پیرس کی کوئی اعلیٰ درجہ کی سرائے ہے چوروں کا مکان یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

پیلینو نے مرغالے کے سر پر سے اتارا اور ایک چھوٹی سی میز پر رکھ

کہہاں لیجئے حضور نوش فرماتے۔"

ڈینگلر نے چیری اور کانٹا مانگا تو پیلینو نے ایک گند سی چیری اور ایک ٹوٹا کاٹیا اس کے ہاتھ میں دیا۔

ڈینگلر کھانے کو تیار ہوا۔ مگر ابھی اس نے ایک ٹوٹا ہی نہیں دیا تھا کہ پیلینو بولا حضور ذرا توقف کریں اسجگہ کھانا قیمت پر مل کر رہا ہے۔ ڈینگلر نے خیال کیا کہ شاید یہ اس طرح سے مجھ کو تنا جائے ہیں پھر اس نے پیلینو کی طرف خطاب کر کے اور ایک روپیہ زمین پر پھینک کر کہا۔ یہ لو اٹلی میں تو مرغ بہت سستے ہوتے ہیں یہ چار گنا قیمت سے بھی زیادہ ہے پیلینو نے روپیہ اٹھا لیا اور کہا حضور ذرا توقف کریں۔ ابھی آپ نے کچھ اور ہی دنیا ہے۔ ڈینگلر دہلیس میں نے کہا کہ وہ مجھے اس طرح ڈینگلر نے مگر خیر دیکھوں تو کیا کرتے ہیں راویجی (آواز سے) کھلاتا تو ابھی تمہارا اور کیا نکلتا ہے۔

پیلینو: "آپ کا ایک روپیہ تو پوچھنے گیا ہے ابھی حضور کے نام چار ہزار نو سو تالیس روپیہ باقی ہیں۔"

ڈینگلر نے یہ بہاری ٹھٹھہ منہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولیں اور کہا۔

بس یا رستمخ تو ہوا اب کھانے دو مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ یہ ایک

ایک اور روپیہ لے لو
پینو کا اچھا پھر چار ہزار نو سو اٹھانوے روپے
دقت چھوڑ دینا موصول ہو

ڈینیگلہ دغصے میں اگر خاک
تیار سے سر پر جنم میں جاؤ مجھ سے
کیا لینا ہے بہتیں معلوم نہیں ہے
کہ میں کون ہوں پینو نے اشارہ
کیا اور لڑکے نے مرغ ڈینیگلہ کے
آنکھ سے اٹھا لیا۔ ڈینیگلہ پھر اپنے
بستر پر جا لیا پینو نے اپنا کھانا
شروع کر دیا

اگرچہ ڈینیگلہ پینو کو دیکھ نہ سکتا تھا
لیکن اس کے دانتوں کی آواز اسکو
خوب آرہی تھی سو وہ بولا دھنسی
بے ایمان مگر پینو نے کچھ پرواہ نہ
کی۔ اور کہانے میں لگا رہا۔ ڈینیگلہ کا
معدہ ایسا خالی ہو گیا تھا کہ اس
سے دم ہی نہیں لیا جاتا تھا۔ نگرس
میں اتنا صبر تھا کہ ایک آدھ گھنٹہ
اور انتظار کر لے۔ پھر آدھ گھنٹہ اس پر
ایک صدی کی مانند گذر آخروہ اٹھا
اور پھر دروازہ کھٹک رہا کہ بولا اری
میاں! چچو کیوں بھوک سو بلا کرتے
سو۔ تباؤ وہ چھ سے کیا مانگتے ہیں
پینو نے نہیں حضور آپ تباہ ہیں کہ
آپ ہم سے کیا مانگتے ہیں آپ کا حکم

چاہیے رہم پورا کرنے کو تیار ہیں
ڈینیگلہ اچھا دروازہ کھولا
پینو نے فوراً دروازہ کھولا۔

ڈینیگلہ نے کہا کہ میں
میں سخت بہوکا ہوں

پینو نے آپ بہوکے ہیں۔ اچھا فرما
کیا لاویں

ڈینیگلہ مرغ تو حد سے زیادہ
گراں میں۔ سو خشک روٹی کا ایک
کھڑا لے آؤ

پینو بیکار کچھ روٹی۔ وہی لڑکا ایک
روٹی لے آیا۔

ڈینیگلہ اس کی کیا قیمت ہے
پینو چار ہزار نو سو اٹھانوے روپیہ

ڈینیگلہ میں مرغ کی بھی وہی قیمت
اور روٹی کی بھی وہی

پینو یہاں سب چیزوں کی ایک
ہی قیمت ہے۔ خواہ آپ مرغ

کھا میں خواہ روٹی۔ خواہ آٹے سے
رکابیاں کھائیں خواہ ایک قیمت

سب کی ایک ہی لیجاو گی
ڈینیگلہ بڑی بیہوش دکی سے دھپا

تسخر میں۔ یوں کیوں نہیں کھیتیں
کہ مجھے بھوک سے مارنا چاہتے ہو

پینو نہیں حضور سارا تو برسرِ
ایسا خیال نہیں۔ خوں۔ آپ خود کھی
کر لیں تو اور بات ہے قیمت

ہوئی سیٹھو نے ہنڈوی لیکر پری
اور جیب میں ڈاکر پھر کہا نا کہا نا
شرع کر دیا۔

باب ایک سو سولہ

(معافی)

ڈینگل کو دوسرے روز پہوک لگی ساب
اس نے پہلے سے بندوبست کر لیا ہوا
تھا۔ اور پہلے روز کچھ روٹی اور ایک
مکڑا مرغی کا بھرہ کے ایک گوشے
میں چھپا رکھا ہوا تھا۔ سوا سے
کھا کھس نے پہوک سے نجات پائی
اور حلال کیا کہ آج کے چار ہزار تو
بچے ہیں مگر تھوڑی دیر میں اسے پیاس
معلوم ہوئی۔ اس نے اسے بہتیرا
دیا یا اور روکا مگر کب تک۔ آخر اس
نے آواز دی سنتری نے دروازہ
کھولا۔ مگر یہ سیٹھو نہ تھا ڈینگل نے
سمجھا کہ سیٹھو کے ساتھ ہوا کر رہے ہیں
آسانی ہوگی سوا سے اسی کو بلوایا
سیٹھو مسکراتا ہوا آیا۔ اور بولا "حضور
کیا حکم ہے" ڈینگل کچھ پیٹنے کو چاہیے
حضور کو معلوم ہے کہ روم میں شراب
کی گراں ہے۔

وہی اور روٹی کھا دیں
ڈینگل "مغضب میں آکر" وحشی
سور۔ بدبھاشی کیا چار ہزار روپیہ
میرے جیب میں رکھے ہیں
سیٹھو حضور کے جیب میں تو
ساڑے پاس لاکھ روپیہ ہیں
اس سے تو کئی مرغیاں خریدی
جاسکتی ہیں۔ ڈینگل اس بات کو سنکر
کاٹپ گیا۔ اس پر سب حقیقت کھل
گئی۔ اور اس نے کہا: اچھا میں مگر
چار ہزار داکر دوں گا۔ تو پھر فچے آرام
سے کھانے دو گے یا نہیں
سیٹھو: "ہاں کیوں نہیں"
ڈینگل: مگر کس طرح سے داکروں
سیٹھو: "بڑی آسان بات ہے۔"
مسٹر "من اور فریج کے نام چار ہزار
کے بل دیدو ہمارے بنکران سے
وصول کر لیں گے۔ ڈینگل نے مناسب
سمجھا کہ جیسا کہ وہ کہے ویسا ہی
کرے۔ سوا سے اس کے کہنے
کے مطابق ایک درشنی ہنڈوی
لکھدی اور سیٹھو کے ہاتھ میں دیکر
کہا۔ یہ لو چار ہزار کی درشنی
ہنڈوی ہے۔
سیٹھو: "یہ لو اپنی روٹی ڈینگل
نے روٹی لی۔ مگر ایک آہ سر وہری
کیونکہ یہ اسے بہت گراں معلوم

ڈینگل: اچھا تو پھر مجھے پانی ہی دو
 پینو: حضور پانی تو شراب سے
 بھی کیا جاتا ہے۔ بارش بڑی مدت
 سے نہیں ہوئی۔
 ڈینگل: سمجھ گیا کہ وہی پیلے والا معاملہ
 ہے۔ اسکی پیشانی پر ٹھنڈا پسینہ
 آگیا۔ مگر وہ مسکرا کر بولا: اچھا
 لاؤ شراب ہی کا ایک گلاس لاؤ
 پینو: حضور ہم حضور حضور انہیں
 پی کر دے۔
 ڈینگل: اچھا سب سے ارزاں ایک
 بوتل لاؤ۔ پینو سب کی قیمتیں
 ہے۔
 ڈینگل: فی بوتل کیا قیمت ہے؟
 پینو: ایک روپیہ۔
 ڈینگل: بے سارا ایک ہی بار
 کیوں نہیں لے لیتے۔ اس طرح سے
 لینے کا کیا فائدہ؟
 پینو: جیسے ہمارے مالک کی مرضی
 ڈینگل: تمہارا مالک۔ وہ کون ہے؟
 پینو: وہی جس کے پاس کل حضور
 کو لے گئے تھے۔
 ڈینگل: میں ذرا اسکو دیکھنا چاہتا
 ہوں۔
 پینو: بہت خوب۔ دو منٹ کے
 بعد لوٹگی و امیا حجرے کے آگے
 موجود ہوا۔ اور قیدی سے بولا

آپ نے مجھے بلا بھیجا ہے۔
 ڈینگل: کیا تم ان لوگوں کے سردار
 ہو جو مجھے یہاں لائے ہیں؟
 و امیا: ہاں میرا کیا؟
 ڈینگل: میرا کتنا فدیہ لوگے؟
 و امیا: تین پچاس لاکھ جو آپکے
 پاس ہے۔ ڈینگل کے دلیس بیات
 خنجر کی طرح گلی اور وہ بولا۔ میری
 کروڑوں میں سے صرف یہی میرے
 پاس بچا ہے۔ مگر یہ سب تم نے
 لے لینا ہے۔ تو میری جان بھی
 ساتھ ہی لیں۔
 و امیا: یہیں حکم ہے کہ تمہارا کیا
 نہ لیں۔
 ڈینگل: کس کا حکم ہے؟
 و امیا: ہمارے سردار کا۔
 ڈینگل: یہ لوگ تو تمہیں اتنا سردار
 کہتے ہیں۔
 و امیا: ہاں انکا سردار میں ہی ہوں
 مگر میرے اوپر ایک اور بھی ہے۔
 ڈینگل: اور کیا تمہارے سردار
 کا حکم ہے کہ میرے ساتھ ایسا
 سلوک کیا جاوے؟
 و امیا: ہاں۔
 ڈینگل: ہاں تو۔ دس لاکھ
 لیں۔
 و امیا: نہیں۔

رحم ظالموں کے بیچ سے صبر و کرم حاصل کر لوں گا۔ لیکن انکو روپیہ نہیں لینے دوں گا۔ یہ پہلی دفعہ تھی جب ڈینگل کو موت کا خیال آیا وہ اس خیال سے کانپ گیا۔ مگر تاہم اسکے دل میں اسکی خواہش یہی تھی۔ پھر اس کے دل میں سوچا کہ کسی طرح سے وہاں سے بھاگے۔ دیواریں چٹان کی تھیں اور دروازہ پر بند و قفل لئے ہوئے آدمی کھڑا تھا اس نے مصمم ارادہ کیا ہوا تھا کہ روپیہ نہیں دینا مگر اسکا یہ ارادہ صرف دو روز تک قائم رہا آخر اس نے دس لاکھ دیا اور انہوں نے اس کے پاس نہایت پر تکلف کہا نا بھیجا اسوقت اسکی طبیعت لگی اور اس نے سوچا کہ ضرورت کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے بارہ روز وہ مزیدار کہا نا کہا نا اس کے بعد اس نے حساب گنا تو اسکی معلوم ہوا کہ صرف پچاس ہزار باقی رہ گئے ہیں۔ اب پھر اسکی طبیعت گہرائی اس نے سوچا کہ ان پچاس ہزار کو بیچانے کے واسطے پچاس لاکھ خرچ کیئے ہیں سو اب انہیں رکھنا چاہیئے۔ اب پہلی دفعہ اسے خدا جس کو مدتوں سے بھولا ہوا تھا۔ یاد آیا۔ اور اسنے دعا کی کہ اسکے

ڈینگل۔ اچھا تیس لاکھ چلو چالیس لاکھ لیتو۔ اور چھو جلتے دوں۔ وامیا۔ مگر پچاس لاکھ کی چیز نہیں لاکھ پر کیوں جلتے دیں میرے عجیب سودا ہے سچو میں بہت آؤ ہو کہ دیدادہ لگ گئی۔ اور خرچہ جلد ختم ہو جائے گا۔ ڈینگل۔ لیکن جب میری پاس کچھ نہ رہے گا۔ تو پھر میں کہاں سے دوں گا۔

وامیا۔ پھر ہو گے رہنا۔ ڈینگل۔ میں ہو کا رہوں۔ وامیا۔ رہے پر وہی سے خیال تو ایسا ہی ہے۔

ڈینگل۔ مگر تم نے تو کہا ہے کہ ہم تمہیں مارنا نہیں چاہتے۔ پھر یہ بات ہے کہ ہو کہ سے میرا کام تمام کر دو گے۔

وامیا۔ اور یہ اور بات ہے۔ ڈینگل۔ (غصے میں) اچھا ظالم میں مرنے کو قبول کر لوں گا لیکن دوسری دفعہ میں اپنی مہر نہ دوں گا۔ رلو میرا کیا کرتے ہو۔

وامیا (دروازہ بند کر کے) اچھا جیسے حضور کی مرضی۔

ڈینگل۔ ولیں یہ فدیہ لیکر چھوڑ دوں میں مگر جے نہیں چھوڑتے اچھا ان بے

پچاس ہزار بیچ رہیں۔ تاکہ جب کہی
 باہر نکلے تو وہ بھوکا نہ مرے یہ دعا
 کر کے وہ زار زار رو دیا تین روز اس
 نے اس طرح گزار دیے۔ چوتھے روز وہ
 بالکل ایک مردہ آدمی کی مانند ہو گیا
 اس نے تمام کھڑے روی کے جو کہیں
 کہیں فرش پر گرے تھے اٹھائے
 مگر کہا ہوتا تھا۔ پھر اس نے مینو
 کی منت سماجت کی اور اسکو ایک
 ٹولے کے بدلے ایک ہزار پیش کیا
 مگر مینو نے ایک نہ دیا۔ یا بچوں
 روز وہ کہسک گرد وازہ کے پاس
 آیا اور بولا کہ کیا تم عیسائی ہو کیا
 تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا کہ ایک
 آدمی کو جو خدا کی نظر میں تمہارا
 بھائی ہے ہلاک کر رہے ہو۔ آٹے
 میرے پیلے دوستو۔ بٹے پیلے دوستو
 اس نے یہ کہا اور منہ کے بل گر پڑا
 پھر ایک قسم کی مایوسی کی حالت میں
 اٹھ کر وہ دیکارا سردار سردار۔
 واہیا۔ دفوراً حاضر ہوں فرماؤ
 کیا جانتے ہیں۔
 ڈینگلر جو مجھ میرے پاس ہے
 مجھ سے لیلو۔ مگر مجھو مارو نہ خواہ
 مجھے رکھو یہی یہ ہیں لیکن میری جان
 نہ لو۔
 واہیا پھر تم بہت تکلیف میں
 ڈینگلر سخت تکلیف میں ہوں
 واہیا بہت سے آدمی گذرے
 ہیں جنہوں نے تم سے زیادہ تکلیف
 اٹھائی ہے۔
 ڈینگلر میں تو خیال کرتا ہوں
 کوئی بھی ایسا نہیں ہوا
 واہیا کیوں نہیں کئی ایک بھوکا
 سے مر بھی گئے ہیں۔
 ڈینگلر نے اپنا سر زمین پر ٹیکا اور
 کہا ہاں ایسے ہوئے ہیں۔ مگر وہ
 شہید ہو گئے ہیں۔ ایک بلند
 اور سنجیدہ آواز پیچھے سے آئی۔ کیا تم
 توہ کرتے ہو۔
 ڈینگلر میں کس بات سے توجہ
 کروں۔
 وہی آواز اس بدی سے جو تونے
 کی ہے۔ ڈینگلر دسینہ پیٹ کی اچھا
 میں تو بہ کرتا ہوں۔ وہی آواز پھر
 میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔
 ڈینگلر تم کونٹ آف مانٹی کر سٹو
 کونٹ۔ تمکو غلطی لگتی ہے میں
 کونٹ آف مانٹی کر سٹو نہیں ہوں
 ڈینگلر پھر تم کون ہو۔
 کونٹ میں وہ ہوں جسکو تم نے
 بیجا جسکو تم نے ذلیل کیا میں وہ
 ہوں جس کی محبوبہ کو تم نے
 خراب کیا جس کو تم نے پاؤں

کے نیچے دبا یا تھا کہ تم دولت کی
بلندی پر چڑھ جاؤ۔ میں وہ ہوں
جس کو تم نے بھوکا رکھا اور جواب
تمہیں اس اکیس پر معاف کرتا ہے
کہ شاید اسے ہی خدا معاف کرے
میں اڈمنڈ ڈینیئر ہوں۔ ڈینیئر نے
ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑا۔
کوئٹے! اٹھو۔ تمہاری جان محفوظ
ہے تمہارے ساتھ ہی تمہاری طرح
خوش نصیب نہیں ہیں۔ ایک نے
تو خودکشی کی ہے اور دوسرا دلوانہ
ہو گیا ہے۔ بچا پس نہا ہے وہ رکھو
وہ میں تمہیں دنیا سوں وہ نہ بچا پس
لاکھ جوتہ شفا خانوں کا مار لائے تھے
وہ ایک نامعلوم ہاتھ نے انہیں
پھونکا دیا ہے۔ اب کھاؤ اور سو
میں آج تمہاری دعوت کرونگا
وامبیا جب اس شخص کی تسلی
ہو جاوے تو اسے آزاد کر دوں
ڈینیئر زمین پر پڑا رہا اور کوئٹے
چلا گیا جب اس نے ایک سایہ
سا دیکھا جس کے آگے رانہرن
جھکے تھے! کوئٹے کی ہدایت کے
موافق واسیائے ڈینیئر کی بڑی
خاطر مدارات کی۔ اس نے اسے
نہایت عمدہ شراب پینے کو دیا
اور نہایت عمدہ پھل کھانے کو دیا

بھیر اسے باہر لیا کہ اس کی گاڑی
کے پاس چھوڑ دیا۔ ڈینیئر تمام
رات وہاں رہا جب دن چڑھا تو
وہ پاس ایک ندی پر پانی پیئے کو گیا
جب اس کی پانی میں اپنے بت پر
نظر پڑی تو اس نے دیکھا کہ اس کے
بال سب سفید ہو گئے ہیں۔

باب ایک سو ستتر

(دیانچویں اکتوبر)
قریباً چھ بجے شام کا وقت ہے
سمندر کے اوپر سورج کی زرد دزد
کرمیں پڑ رہی ہیں۔ گرمی کم ہو گئی
ہے اور ایک ہلکی سی ٹھنڈی ہوا
چلنے لگ گئی ہے گویا کہ قدرت
دو پہر کی ٹینڈ سے جاگ کر دم لینے
لگی ہے بھیرہ روم کے کنارہ منیر
ہوا چل رہی ہے۔ جو بھیلوں کی
خوشبو اور سمندر کی تازہ بو سے
بھری ہوئی ہے۔ ایک ہلکی اور
خوبصورت وضع کی کشتی اس
عظیم الشان پھیل کے اوپر تیر رہی

تھے۔ جو کہ جیل طارق سے
ڈارڈینر تک اور نوٹس سے
وینس تک پھیلی ہے۔ اس کی حرکت
ایک راج ہنس کی حرکت سے مشابہ
ہے جو اپنے پھر پھیلانے ہوئے
اور اپنا خوبصورت سینہ دبائے
جلالہ و جلال سے تیر رہا ہوگا
سورج مغرب میں ڈوب گیا ہے
اور تمام سمندر پر تاریکی چھا گئی ہے
کشتی تیز حرکت میں لگی ہے اسکے
لنگے حصہ پر ایک لمبے قد کا بہورے
رنگ کا آدمی کھڑا ہے جو جوش بہری
آنکھوں سے ایک بڑے توڑے
کی طرف دیکھ رہا ہے۔ جس کی طرف
کہ کشتی جا رہی ہے۔ اور جو کہ سمندر
کے نیچے میں سے ایسا اٹھا
ہوا ہے۔ جیسے کہ کسی معبد کا منیار
یا کسی ترکمان کی ٹوپی۔ مسافر نے
جب کی کہ یہ کشتی گویا زیر فرمان تھی
پوچھا کیا یہی مانٹی کر سکتا ہے ؟
کپتان : " ہاں جناب یہی ہے اب
ہم پوچھ گئے ہیں۔"
مسافر : " (بڑی اداسی سے) " ہاں
پوچھ گئے ہیں۔ وہ بندر ہے یہ کہہ کر
وہ پھر اپنے خیالات کے سمندر میں
غوطہ زن ہو گیا۔ چند منٹ بعد روشنی
کی ایک چمک : کیچی گئی۔ جو فوراً ہی

بچھ گئی۔ اور پھر بندو توں کے چلنے
کی آواز کشتی میں پہونچی۔
کپتان : " حضور یہ جزیرہ کی طرف
سے نشان تھا کیا اس کا جواب
میں ہی دیدوں یا آپ دیجئے۔"
مسافر : " کیسا نشان کپتان نے
جزیرہ کی طرف اشارہ کیا جس پر
سے ایک دسویں کا غبار اٹھتا ہوا
دکھائی دیا۔ مسافر ایسا جیسے کوئی
خواب سے بیدار ہوا بولا : " ہاں تجھے
بندوق دو کپتان نے اسے ایک
بھری ہوئی بندوق دی۔ مسافر
نے اسے ہاتھ سے ہوائیں اٹھایا
اور چلایا : " کوئی دس منٹ اس کے
بعد انہوں نے بندرگاہ سے سونام
کے فاصلہ پر لنگر ڈالا۔ بندرگاہ سے
ایک چھوٹی کشتی مسافر لینے کی واسطے
بڑھی۔ اسمیں ایک ملحق عارجلانہ
والے تھے مسافر اسمیں اتر گیا مگر
بیٹھنے کی بجائے وہ سینہ پر ہاتھ باندھ
ہوئے کھڑا رہا حالانکہ بیٹھنے کا اسکے
واسطے بڑا تکلف سامان کیا گیا
تھا۔ چلائیوالے اشرار کر رہے تھے
کہ کب حکم ملے اور کشتی چلائے
آخر مسافر نے اسکو چلنے کا حکم دیا
ایک لمحہ میں جیسے پانی میں کہنے
لگے اور فوراً کشتی بندرگاہ میں جا گئی

ملاح "کیا حضور ان آدمیوں میں سے ایک کے کندھے پر نہیں بیٹھ جاتے کہ وہ حضور کو کنارے پر پہنچا دے" مسافر نے اسکی اس بات کو حفاظت آمیز بے پرواہی سے سنا اور پانی میں کود پڑا۔ باقی اس کی کمر تک آیا اور وہ ایک ملاح کے پیچھے ہو گیا ملاح نے جب یہ دیکھا تو یکراں واہ جناب حضور نے یہ کیا کیا ہے ہمارا آقا ہمیں سخت تنبیہ کر چکا جو ان نے کچھ پرواہ نہ کی اور ایک دو منٹ میں کنارہ پر جا قدم رکھا وہ وہاں کہرا ہوا کر اپنے پاؤں پہاڑ رہا تھا کہ اس کے کندھے پر ایک ہاتھ پڑا۔ اور ایک آواز جس نے اسکو کیپا دیا بولی مگر اس نے موریل رستم تو وقت گئے بڑے پابند ہو۔ آؤ تشریف لاؤ۔

موریل۔ ربڑی خوشی سے "آہ کوٹ صاحب آپ بھی ہمیں ہیں یہ کہہ کر اس نے کوٹ کا ہاتھ پکڑا اور بڑے زور سے دبا دیا "کوٹ "ہاں میں تمہاری طرح وقت بولند ہوں۔ مگر تم تو بھیگے ہو گئے ہو۔ آؤ کیڑے تبدیل کرو۔ تمہاری خاطر مکان تیار ہے۔ جہاں کہ تمہیں لگان اور

سردی سب بھول جائیگی۔ کوٹ نے دیکھا کہ موریل مٹر کر کچھ دیکھا درحقیقت موریل ملاحوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ کندھے پر گئے ہیں حالانکہ وہ کرایہ وغیرہ کچھ بھی نہیں لے گئے کوٹ نے اس کی حیرانی دیکھ کر کہا "کیونکہ ملاحوں کو دیکھ رہے ہو۔"

موریل۔ "ہاں میں ان کو دیا کچھ ہی نہیں اور وہ چلی بیٹھیں" کوٹ "اسکی کچھ پرواہ نہ کر کر حکمہ بکری کیسا تھ معاملہ کر لیا ہو کہ جو میرے جزیرے میں آوے وہ مفت آوے"

موریل نے کوٹ کی طرف حیرانی سے دیکھا۔ اور کہا "کوٹ آپ وہ معلوم نہیں ہوتے جو آپ پیرس میں تھے" کوٹ "کس طرح سے"

موریل "اسیجہ آپ ہنستے ہیں کوٹ" "بھرا۔ اس ہو کر آپ نے اچھا کیا کہ مجھ کو یاد کر دیا اصل میں میں آپ کو دیکھ کر بہت خوش رہا تھا اور اس وقت بول گیا کہ تمام خوشی چند منٹ کیلئے ہوتی ہے" موریل۔ "کوٹ" "تسا کا ہاتھ پکڑ کر" اور نہیں نہیں ہشو اور کھیلو اور

نے سے مجھ پر ثابت کرو مگر زندگی
 دوں کیواسطے بھی قابل برداشت
 ہے آپ کیسے نیک نمریان اور
 یا کہ مجھ پر خوش کرنے کی خاطر
 عادت چھوڑ دی؟
 نہیں موریل۔ ایسا نہیں
 درحقیقت خوش تھا۔
 پھر تم نے مجھے فراموش کر دیا
 ب۔
 وہ کیسے "موریل" کیوں
 آپ کی یاد ہوتا تو آپ خوش
 نہ تھے؟
 (حیران ہو کر) اچھا تو پھر
 تک سلی نہیں ہوئی؟ موریل
 آمیز ملامت سے "آپ غصہ
 خیال کر سکتے ہیں کہ میری
 ممکن ہے؟
 نو اور دیگر الفاظ پر غور کرو۔
 میں معمولی آدمی نہیں ہوں
 بہت ہوں میں بے غصہ ہو کر
 جب میں تپسی پوچھتا ہوں
 سلی ہو گئی ہے تو میں اس
 بیت سے پوچھتا ہوں جس
 کے بھید خفی نہیں ہو سکتے
 اب تمہارے دل کی تہوں
 ریں کیا تم اب بھی ویسی ہی
 م کرتے ہو جس کے سبب

تم کبھی ایک زخمی شیر کی مانند ہو گئے
 تھے کیا ابھی تک نگو وہ پیاس ہو جو صرف
 قبر میں بچہ سکتی ہو۔ کیا نگو ابھی تک وہی
 انوس ہے جو انسان سے خود کشی کرنا
 ہے یا یہ بچہ کا بچہ صرف نکان اور پرندہ
 امید کا بچہ ہے۔ ماوریا کے دوست اگر
 تمہارا ہر وس خطا پر ہر گرتہا رول میں
 کچھ زندگی ہے تو تسلی پاؤ اور شکانتہ نہ کرو
 موریل (نعرہ سے) کوٹ میری بات
 کو سن۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ
 ایک دست کی گود میں مردوں دنیا میں
 ایسی ہیں جنکو میں محبت کرتا ہوں۔ مجھ
 اپنی بہن جو لیا سے محبت ہو۔ مگر میں
 چاہتا تھا کہ کوئی مضبوط دل ہو جو
 میری موت کے وقت مسکرائے میری
 بہن میری موت دیکھ کر نہ ڈل ہو جاتی اور
 میں نہیں چاہتا تھا کہ اسی حالت میں
 دیکھیں اس کا خاندان تیار کو میرے ہاتھ سے
 چہین لیتا۔ مگر کوٹ آپ عام انسان
 سے زیادہ ہیں اور میرا بچہ خیال ہے کہ آپ
 مجھ پر موت کا کوئی انسان طریقہ بتا دینگے
 کوٹ دیکر دوست میری دل میں ابھی ایک
 شک باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم ایسے
 کمزور ہو کہ اپنی مصیبت پر تکانا ہو۔
 موریل۔ نہیں یہ آپ کا شک ہے
 ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک جہیز ہوا کہ
 آپ نے مجھ پر کہا تھا کہ انتظار کرو۔ اور

گرمی میں جاتے تھے۔ اور انہیں بھولوں
کی خوشبو سے جان بحق ہو جاتے تھے
موریل۔ (مسکرا کر) اچھا جیسے آپ
کی مرضی؟

اب وہ دونوں اس کمرے میں بیٹھ
گئے جو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہوا ہے
کوٹ موریل کے مقابل میں بیٹھا
وہ باتیں کرنے لگے۔

موریل۔ "کوٹ آؤ کچھ دیر اچھی جا
سے باتیں کریں۔ کوٹ۔ اچھا جلد
موریل۔ "کوٹ تم انسانی علوم کا
پونجیہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ۳۱
دنیا کی مخلوق میں گنے نہیں ہو۔ بلکہ
اور دنیا سے آئے ہو۔ جہاں کی مخلو
اس جگہ کی مخلوق سے اعلیٰ اور افضل
ہوتی ہے۔"

کوٹ۔ (مسکرا کر) جو کچھ تم نے کہا
اس میں کچھ سچ بھی ہے۔ میں ایک
اترا سوں جس کا نام ہے۔

موریل۔ "جو کچھ آپ کہتی ہیں مجھ پر
آجاتا ہے۔ آپ مجھ کو انتظار کرنے کیلئے کہا
ایسا کیا آپ مجھ کو امید رکھنے کیلئے کہا
ایسا کیا اب میں پوچھتا ہوں کہ آپ
تباہی کے مرنے میں کچھ تکلیف ہو
کوٹ۔ "ہاں اگر تم جیتو اپنی بیٹی
گھونپ دو۔ یا گولی اپنی دماغ میں
تو تکلیف تو ضرور ہوگی اور پھر تم

امید رکھو آپ کے فرمان کے مطابق
میں ایسا کیا اور انتظار اور امید یالوں
کہو کہ مصیبت کا جہنم گزارا اس کے
بعد اب مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میرے

لئے کوئی امید نہیں ہے یہاں آدھ گھنٹہ
جو آپ میرے ساتھ باتیں کی ہیں یہ
گویا آپ نے بے جا میرے جگر پر چھاپا
باری ہیں۔ بس اب میری زندگی سچ

و غم کی زندگی ہے۔ اور میرے لئے
امید عفا کا حکم رکھتی ہے اب میرے
لئے آرام کی جگہ صرف موت کی گود
ہے۔ لو مجھے مرنے دو۔ یہ الفاظ
اس نے ایسے استقلال سے بولے کہ
کوٹ کانپ گیا۔

پھر کچھ توقف کے بعد موریل بولا۔
میرے دوست آپ نے پانچویں اکتوبر
تک مہلت مانگی تھی۔ آج پانچویں
اکتوبر ہے۔ اب نو بجے ہیں۔ بس مجھے
تین گھنٹہ اور زندہ رہنا ہے۔

کوٹ۔ "اچھا ایسا ہی سہی۔ یہ کچھ
کوٹ اسے ایک بارہ دہری کی طرف
لیگیا۔ موریل نہ جا رہا تھا کہ جاتے
مگر کوٹ اس کو گھسیٹ کر لیگیا۔ اور

اس نے کہا۔ "میرے دوست کیا
جس ہے کہ اپنی زندگی کے تین گھنٹہ
میں ان رومی لوگوں کی طرح گزار دو
موت کا فتویٰ سن کر زہریلے پیوں کے

اس اپنی مری فعل سے نوبہ کرو۔

موریلؑ میں سمجھتا ہوں کہ موت بھی

وہی قسم کی ہوتی ہو۔ ایک تکلیف کی اور

دوسری آرام کی بات صرف سمجھنے کی ہے۔

کوٹؑ تمہیں بہت سچ کہا ہے۔ موت لا تو

ایک دوست ہوتی ہے جو دائیہ کی طرح

نہیں آرام سے جھولتی رہتی ہو یا ایک دشمن

ہوتی ہو جو روح کو گھینچ کر شری تکلیف کے

ساتھ جسم سے لٹکا لٹو ہے کسی روز جبکہ

و میوں کو موت کے تمام ہار معلوم ہو جائیگی

و اسوقت شاید موت ایک پیاری اور نرم

ہند کی مانند معلوم ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ

موریل۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ بھی

س آجائے جزیرے میں کیوں لائے ہیں۔

سنئے کہ آپ جھوپیا کرتے ہیں۔ اور اس

لہ جھوپ کوئی ایسا عمدہ طریقہ موت کا تھا

میں وینٹین کا نام لیتا ہوا تھا آپکا نام

ماہوا جان بحق ہو جاؤں گا۔ آپکو تو موت

ایسے بھید خوب یاد ہیں۔

تھؑ ماں تمہارا خیال بالکل صحیح ہے

موریل۔ میں آپکا بڑا شکر یہ ادا کرتا ہوں

نیال کہ آج میری مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاوے گا

بڑا مزاد ہو رہا ہے۔ کوٹؑ اچھا تمہیں

سوی بات کا افسوس تو نہیں ہے۔ موریل نہیں

فٹ۔ میں کیا میرا ہی افسوس نہیں یہ بات

موریل کی آنکھیں غبار آلود ہو گئیں

پھر اس کے آنسو بہنے لگے۔ اور وہ بولا

کوٹؑ میری مصیبت کو دوا زمت کرو۔ کوٹؑ

خیال کیا کہ وہ کمزور پڑتا جاتا ہے۔ اور پھر

کے دل میں وحشت ناک خیال آیا جو پہلے ہی

آیا تھا اور اس نے سوچا کہ میں اس شخص کو

آسودہ کرنے کی کوشش کرنا ہوں۔ میں

اس کام کی ایسے سمجھتا ہوں کہ گویا میری

بدیوں کا کفارہ ہے۔ لیکن اگر یہ شخص

حقیقی مصیبت زدہ نہ ہو تو پھر کیا۔ اگر یہ

خوشی حاصل کر سکے قابل اور مستحق نہ ہو تو

پھر کیا پھر میرا کیا ہوگا۔ جو کہ اپنی بدیوں کا

صرف نیکی کرنے سے کفارہ کر سکتا ہوں۔

پھر اس نے کہا۔ سنو موریل میں دیکھتا ہوں

کہ تمہارا بیٹا بہت بڑا ہے مگر میں خیال کرتا

ہوں کہ تم اپنی روح کو ضائع کرنا نہیں

چاہتے۔

موریلؑ کوٹؑ میں قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ میری روح اپنی نہیں ہو۔ کوٹؑ تم

جانتے چمکے میں تمکو ہمیشہ اپنا بیٹا جانتا ہوں

سو تمہاری جان بچانے کی خاطر میں صرف

اپنی جان دید و لگا سکتا اپنا تمام مالی سباب

بھی دیدوں گا۔

میرا یہ مطلب ہے کہ تم زمرہ گاہکوں

چاہتے ہو کہ تم نے دولت کی خوشیوں کا تجربہ

نہیں کیا۔ موریل میرے پاس قریباً

کوڑ روپیہ ہوگا۔ میں یہ سب تمہیں

دید و لگا سادہ امید ہے کہ اس سے تمہاری

سب خواہشیں پوری ہو جائیں گی۔

غروت ہے پوری کرو۔ خواہ گناہ ہی کرو
لیکن زندہ رہو۔ جان نہ دو گے
موریل۔ دگرہری نکالیں۔ میں نے آپ کی باتیں
سن لی ہیں یہ یو ساڑو گیا رہ کر کے نہیں گئے
کوٹ۔ موریل دیکھو تم میرے گھر میں بیٹھو
تو سنا گیا کرتے گئے ہو کوٹ موریل۔ اچھا تو
مجھے جانتے ہو معلوم ہوتا ہو کہ تمہاری محبت
مجھ سے میری خاطر نہیں ہو گی۔ اپنی کسی غرض پر
مبنی ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا
کوٹ کا چہرہ چمک اٹھا اور وہ بولا۔ خوب
موریل تمہاری ہی مرضی ہے۔ اچھا تم محبت
ہو اور اچھا بات سے باز نہیں آتے۔ مان
جیسا کہ تم کہا کرتے تھے معجزہ ہی تمہارا
علاج کر لیا۔ بیٹھو اور انتظار کرو۔
یہ کہہ کر کوٹ نے ایک الحاری کہولی
اور اس میں سے ایک بڑا لٹکا اور بڑا ڈبیا
نکالی۔ اس ڈبیا کو اس نے میز پر رکھ دیا
اور اس میں سے ایک اور چھوٹی ڈبیا نکالی
جو ہیروں اور جواہرات سے جگمگ کر
رہے تھے۔ اس ڈبیاں میں سے اس نے
ایک سنہری جھنجھ کے ساتھ کچھ چیز نکالی
جس کا رنگ جواہرات کی جگمگ کے سبب
پہچانا نہیں جاتا تھا۔ یہ چیز اس نے
موریل کو دی اور اس کے چہرہ پر ایک
تاکہ لگائے معلوم ہوا کہ اس کا رنگ
سنہرے موریل کو دی کر اس نے کہا کہ
یہ ہے۔ میں کا مینے تم سے اتنا کہنا تھا

موریل نے میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔
میں ویلنٹین کو جا کر بتاؤں گا کہ آپ نے
میرے واسطے کیا کچھ کیا ہے۔
کوٹ نے ایک اور چھچی پھری موریل
نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا میں
کیا کرنے لگے ہوں۔
کوٹ۔ میں بھی زندگی سے بیزار ہوں
اور چونکہ اب موقع ہے اس لئے
موریل نے تم کیوں محبت کرتے ہو تم
محبت بھیجاتی ہے۔ تم کو امید ہے اگر تم
ایسا کرو گے تو یہ جرم اور گناہ ہو گا۔
میرے پیارے اور فیاض دوست
سلام الوداع میں اب جاتا ہوں۔
یہ کہہ کر اس نے وہ عجیب قسم کی دوائی
نگل لی۔ چہرہ وہ تو خاموش ہو گئے
علی کافی اور حقیقہ لایا اور رکھ کر پھر
غائب ہو گیا۔
رفقہ رفقہ موریل کی حواس کی طاقت
کم ہونے لگی۔ لمبے مدہم ہونے لگے
اس کے ہاتھوں کی سکت جاتی رہی
چیزیں گھر کے کسی غائب ہو گئیں اس
حالت پر پہنچ کر وہ بکا رادوست میں
مر رہا ہوں۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں
اس نے اپنا ہاتھ کوٹ کی طرف پھینکا
کی کوشش کی مگر یہ اس کے پہلو میں
بے حس ہو کر گر پڑا۔ اس سے معلوم ہوا
کہ کوٹ مسکراتا ہے۔ مگر اس طرز سے

ب جیسے وہ پہلے مسکرایا کرتا تھا۔ ایک باب یا کسی ہر باب دوست کی قوت سے۔ اس وقت کوٹ قد میں ہوتا معلوم ہوا۔ اس کا قد پہلے وگنا ہو گیا۔ اور اس کے بال بکے ہوئے گرے ہوئے وہ ایک ڈرائے لے فرشتہ کی صورت میں نظر آنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں بیہوشی زیادہ نہ رہی ہوئے لگی۔ اور اس نے سمجھا یہ بیہوشی موت کا پیش خیمہ ہے۔ وہ کل بیرونی چیزوں سے بے خبر ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ کوٹ کا ہاتھ پکڑے۔ اس کا اپنا ہاتھ نہ مل سکا۔ اس نے کہا کہ کوٹ کو آخری الوداع کہے مگر اس سے نہ بولا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی آنکھیں بالکل کھلی تھیں۔ اور وہی فرشتہ شکل اس کے سامنے پھر رہی تھی۔ اس نے یہ حالت دیکھ کر ایک دردناک جولا۔ خود ایک پاس کے کمرہ یا محل سے ایک تیز اور خوبصورت۔ روشنی اس کمرے بن آئی۔ پھر موریل نے ایک نہایت ہی خوبصورت عورت اس دروازہ کی دہلیز میں دیکھی جو دونوں کمروں کے درمیان تھا۔ وہ زرد تھی اور اس کی خوبصورتی اور شہتی کی طرح تھی۔ وہ ایسی کڑی تھی جیسے دنیا کی کسی اور فرشتہ کسی غم زدہ آدمی کے سر پہ کھڑا ہو سرتے ہوئے

آدمی نے خیال کیا۔ کہ کیا یہ ہمیشہ ہے جو میری آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے یہ فرشتہ تو وہی معلوم ہوتا ہے جو میرے ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ کوٹ نے اس عورت کی طرف اشارہ کیا وہ مسکراتے ہوئے موریل کی طرف بڑھی۔ موریل دل ہی میں بولا کہ ولینٹین ولینٹین مگر اس کے ہونٹوں سے آواز نہ نکلی اور گویا کہ اس کے دل کی تمام توجہ اس تصویر پر کی طرف لگی ہوئی تھی اس کی ایک آہ پھر اُڑا آنکھیں بند کر لیں۔ کوٹ وہ نہیں بلاتا ہے۔ اب اس کی اور تمہاری باتم والبتہ ہو گئی ہیں۔ اس دنیا میں اب تم علیحدہ نہ ہو گئے تھے خدا کے فضل سے موت کو شکست دیدی ہو دیکھو ولینٹین وہ تمہارے ملنے کی خاطر موت کے دریا میں کودا سو تم خوش ہو۔ کہ وہ وفا دار ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو تم دونوں مرجاتے۔ اب خودا تو میری قربانی کو قبول کر۔ ولینٹین نے کوٹ کا ہاتھ پکڑا اور خوشی کے مارچ اس پر بوسہ دیا۔ کوٹ پھر میل شکریہ داکر دیکھا کہ وہ مجھو بناتے جاؤ۔ جیسا کہ تم تپتے جاؤ میں نے تم کو اسودہ کیا ہے۔ مجھو شبہ دانا دیکھو نہ کہ مجھو اس نقین کی برکت ضرورت ہو۔

وہلینٹین میں آپکے دل سے شکریہ
 ادا کرتی ہوں۔ اور اگر آپ کو اس
 کا یقین نہ ہو تو میری بہن ہیڈی سے
 پوچھ لو کہ میں اسکی پاس اسی بات کا
 ذکر کرتی رہی ہوں یا نہیں۔
 کوئٹہ۔ اچھا تم نے ہیڈی کو بہن کہا ہے
 تو شاید تم اسے پیار کرتی ہو۔
 وہلینٹین اپنے سارے دل سے
 میں اسے پیار کرتی ہوں۔
 کوئٹہ۔ (خیر) وہ چہا نہ سکام اچھا
 نو پھر تم نے اسکی حفاظت کرنی اور اسکی
 خاطر عمارت کرنی۔ کیونکہ اب سو آگے
 دنیا میں وہ اکیلی رہے گی۔ پیچھے سے
 ایک آواز آئی۔ میں اکیلی رہے گی اور
 یوں۔ کیوں کیا سبب۔ کوئٹہ پیچھے
 ہٹا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ہیڈی زرد اور
 بے حرکت پیچھے کھڑی ہے۔ اور وحشت
 ہری نظر سے کوئٹہ کی طرف دیکھ رہی
 ہے۔ اس نے کھل ہیڈی کی تم آزاد
 ہو گی۔ تم سو سائٹی میں ملو گی۔ میں نہیں
 پاہتا۔ کہ تم میرے سائیہ کے نیچر دی
 ہو گی تم ایک بادشاہ کی بیٹی ہو سوتاج
 بے آگے میں تم کو تنہا رکے باپ کی
 ریت اور اس کا نام دینا یوں۔
 ہیڈی زرد ہو گئی۔ اور اپنے ہاتھ سنان
 طرف اٹھا کر اور آنکھوں میں آنسو
 مرگ لہی سیر آقا پیر آپ۔

چھوڑتے ہیں
 کوئٹہ۔ ہیڈی ہیڈی۔ تم جوان اور خوبصورت
 ہو۔ سو میرا نام کو بھی لھو لی جاؤ۔ اور
 خوشی سے زندگی بسر کرو۔
 ہیڈی۔ بہتر میرے آقا۔ آیکا حکم مانا
 جاؤ گی۔ میں آپکا نام بول جاؤں گی اور
 خوشی سے زندگی بسر کروں گی۔ یہ کہہ کر وہ
 چلنے کو تیار ہوئی۔
 وہلینٹین۔ ہر اسے خدا۔ آپ دیکھتے نہیں کہ
 وہ کیسی زرد ہے۔ خدا کے لئے دیکھو
 اسے کینا رنج ہو رہا ہے۔
 ہیڈی نے اس بات کو سنا ایک ایسی
 بات کی جسکو سن کر دل چھٹ جاتا ہے
 وہ بولی میری بہن یہ کیوں دیکھو وہ میرا
 مالک ہے۔ میں اسکی غلام ہوں۔ اسکا
 حق ہے کہ وہ میرا لطف تو بہ نہ کرے۔
 کوئٹہ اسکی بات اور اسکے لہجہ کو سن کر
 کانپ گیا۔ اس کی آنکھیں اس جوان
 باسوش کی آنکھوں سے ملیں وہ ان
 کی چمک کی پرواشت نہ کر سکا اور جلد یا
 خدا یا کیا میرا خیال سچا ہو ہیڈی کی کیا تمہارا
 دل چاہتا ہو۔ کہ میں تمہیں نہ چھوڑ دوں گی
 ہیڈی۔ میں جوان ہوں۔ میں سنسنی
 کو پیار کرتی ہوں۔ جو اپنے بچا پی ہے
 اور مجھ جیسے افسوس آتا ہو کوئٹہ۔ میر
 تمہارا یہ مطلب ہے کہ اگر میں تم کو چھوڑ دوں گا
 تو تم۔ ہیڈی۔ "میرا آقا میں ضرور جاؤں گی"

کوٹھ کے تو پھر مجھ سے محبت کرتی ہوگی۔
 ٹھیک ہی کہ خدا یا وہ پوچھنا ہے کہ میں
 اسکو محبت کرتی ہوں کہ
 ویلنٹین تم اسے بتاؤ کہ آیاتہ موریل
 محبت کرتی ہوگی کوٹھ کا دل اسات
 کے سنے سے پگل گیا۔ اس اپنے بازو کو ہلے
 اور پیٹ کی رول اس کی بغل میں آگئی اور
 پکارے ہاں۔ میں آئی کو محبت کرتی ہوں
 میں آپ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسو کی
 ہاتھ کو باہر کی ہوس یا خاوند سوسیل پ کو
 اپنی زندگی سے زیادہ پیار کرتی ہوں کیونکہ
 آپ زندہ انسانوں میں سب سے زیادہ شریف
 اور فیاض ہوں گے

کوٹھ کے بہت خوب۔ پیار ہی بیٹی
 ایسا ہی ہوس میرا خیال تھا کہ میں انجو
 گن ہوں کے واسطے رہا سنت کروں۔
 مگر اس کے میرے ہاں معاف کر دیو میں سو زندہ
 رسو۔ پیٹ کی رول اس کی بغل میں آگئی اور
 بھول جاوےں۔ جن کو میں یاد نہیں کرتی
 چاہتا۔ ٹھیک ہی۔ اس آپ کا کیا مطلب
 کوٹھ میرا یہ مطلب کہ یہ تم سوس ہی میری
 خوشی ہوگی۔ اور تم ہی سے میرا رنج ہوگا۔
 کیونکہ دنیا میں تمہاری سوا میرا کوئی نہیں
 ٹھیک ہی ویلنٹین سمجھا۔ تو کیا کہتی ہیں کہتی
 ہیں کہ یہ ذریعہ سوان کو رنج ہوگا۔ میرے
 اسی ذریعہ جسکی زندگی ان کے قدم پر پڑا ہوگا
 کوٹھ کے کچھ تو وقف کے بعد میں حق کو

پا لیا اچھا بہت خیر بیٹی۔ یہ کہ کہہ کر اس
 لڑکی کی کمر میں تہہ ڈالو اور ویلنٹین کا تہہ بار
 غائب ہو گیا ایک گھنٹہ قریب گزر گیا۔ اور ویلنٹین
 موریل کے چہرہ کی طرف دیکھتی رہی۔ آخر اس
 کیا کہہ سکوا دم آنے لگا ہوا سکھا آنکھیں بند
 مگر ابھی ان میں دیکھو کی قوت نہ تھی۔ آخر اسکی
 بجا ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا غم
 عود کر آیا۔ پھر وہ بالو کی لوج میں چلا گیا۔
 کوٹھ کے چہرے کا دیا ہوگا۔ ابھی زندہ ہوں
 کر اس کے کسٹرف کا تہہ پڑا۔ اور ایک
 ویلنٹین (جلدی سے) پیار اٹھو اور میرے
 دیکھو۔ موریل نے ایک سو دایو کی سی
 ماری۔ اور نہ سمجھ کر کہ کیا بات ہو وہ اس
 دوسری صبح موریل اور ویلنٹین تہہ میں تہہ
 ہوئے سمندر کے کنارے سیر کر رہے تھے۔ ویلنٹین
 بیان کیا کہ کس طرح کوٹھ میرے کمر میں
 کس طرح سے سب کچھ ظاہر کیا۔ اور کس طرح
 اسے چھو عارضی طور پر میری جان بچائی
 وہ گھونٹی کہتی بارہوی کسٹرف آئی
 نے ایک دم ہی کو ایک جہان پر بیٹھے دیکھا
 ان کی ہی انتظار تھا۔ موریل نے اس
 ویلنٹین کو دکھا یا جس نے کہا یہ تو جیکو پو جیا
 کا کپتان ہوگا۔ اور اس اسی اپنی طرف بلیا
 وہ آیا تو موریل پوچھا۔ ہم سوس کچھ کیا
 جیکو پو۔ میں کوٹھ کسٹرف سوس کے نام ایک
 لایا پو۔ دو دوسری بی بی کوٹھ سے جیکو پو
 پو۔ موریل نے خط کو لا۔ اور پڑھنا
 کیا۔

خط

میرے پیارے موریل

تمہارے لئے ایک کشتی تیار کر رہی ہوں جس کی

تہیں لگنا رہیں میں پوچھنی دلیگا جہاں کہ

نوٹیلر بنی اپنی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور جس کو

وہ برکت دینا چاہتا ہوں پتیر اس کی کہ تم سے

گرچے میں مل جاؤ۔ یہ تمام جو یہاں ہو اور میرا

چمپ کی سلسلہ الامکان اور میرا دوسرا

مکان جو ٹریڈ یاٹ میں ہے۔ یہ تمام تحفہ

ہیں جو تمہارے دوست اور منڈ وینٹر

لے اپنے آقا کے بیٹے کو دینے میں میں دیم

وینٹین اس میں تمہارے ساتھ شریک

ہے۔ کیونکہ میں یہ خواہش رکھتا ہوں

کہ وینٹین وہ رویہ جو اسے اپنے باپ کی طرف

سے دلیکا۔ غریبوں کو دے۔ اس کا باپ تو بڑا

امداد سکا یہاں اپنی ماں کے ہمراہ عدم کا

راہی ہو گیا ہوں۔ موریل کیسے کہی شیطان

کی مانند انہی تئیں خدا کے برابر سمجھا لیکن

اب جو کہ بڑے عجیب و انگسارہ اقرار کرتا ہے

کہ طاقت اور بزرگی صرف خدا ہی کے ہاتھ

میں ہے۔ شاید تمہاری دھائیں اس شخص کے

حق میں مفید ہوں۔ اور میرا حال پوچھتے

ہو۔ تو سن لو۔ کہ دنیا میں خوشی ہی نہ رہے

صرف ایک حالت کا دوسرے کے ساتھ مقابلہ

ہے وہ جن کو سخت رنج برداشت کیا خوشی کے

مرنے کی دہی اچھی طرح سے اٹھا سکتا ہے

سو کیہ پیارے بچہ زندہ رہو۔ اور خوش رہو

اور کبھی یہ ہو کہ جب تم نے نیا قلم ہے ساری
 انسانیت کا نامی انہیں لفظ نہیں پوری ہوئی ہے
 اور امید رکھو اور انتظار کرو۔
 آپکا دوست اور منڈ وینٹر کونٹا فانی کرنا
 اس خط کے پڑھنے سے پہلے دفعہ وینٹین کو
 معلوم ہوا۔ کہ اس کا باپ لوانہ ہو گیا ہے۔ اور
 اس کا بہن مر گیا ہے۔ اس کا دیگر بھائی
 ایک بڑی آہ سرد اس کے منہ سے نکلی اور
 آسمان کے آنکھوں سے ٹپک پڑے
 آسمان کی تو اس سے ملی گئی تھی جیسی۔
 موریل نے ایسے گردے چینی سے دیکھا
 اور کہا کہ کونٹا کی فیاضی حد سے بڑھ گئی
 ہے۔ وینٹین میری قلیل جائداد پر فاضی
 ہو جاویں گی۔ دوست کونٹا کہہ رہے
 تھے اس کے پاس لے جاؤ۔
 جیکو پ نے اتنی کس طرح اشارہ کیا تھا
 نے پوچھا اس اشارے سے تمہارا کیا مطلب
 ہے۔ کونٹا کہاں ہے بیٹی کہاں ہے
 جیکو پ کو دیکھو۔ دو نونٹ اس طرف دیکھا
 جدھر طالع نے اشارہ کیا تھا۔ اور اتنے
 پرانے بچے ایک بڑا بادبان دیکھا اور میل
 اس کو دیکھا کہ ایک دوسرے پہنچا اور کہا تھا
 ہیں میرا دوست چلا گیا الوداع میرا دوست
 الوداع میرے باپ لا موریل نے کہہ دیا تھا
 کہ نہیں پھر ان کا دیکھنا نصیب کیا نہیں ہو
 وینٹین کے دوست کیا کونٹا ہی نہیں تھا کہ
 انسانیت کا نامی انہیں لفظ نہیں پوری ہوئی ہے
 امید رکھو اور انتظار کرو۔

فضیح ناول سیدیز

نوشحال ہندوستان قیت عمر	یکی شہزادی قیت عمر
سلطان چینو {	بربر کشا {
شیر شیر {	بلا اور تخت {
وطن پر قربانی ... ۸	اک کارلس ... عمر
ہندوستان کی بیداری	انجیر ... عمر
سوانح عمری سری رام کرشن {	والٹر ... عمر
پرچمنس جی {	وطن {
ظالم بادشاہ {	بابی بی {
مظلوم رعایا {	بابی بی {
ظالمانہ حکومت {	وی ڈراما {
خانم کا {	ن چور ... ۸
ہندوستان کی کہانی ۸	وزیر ... ۱۲
	مربراہ ... ۶
	ن تہذیب ... ۴

میں نے اسلام و فضیح ناول سیر نر لاپہ

مارل! سوشل سٹوریکل

لٹری غلام قادر صاحب فصیح

میں نے آف دی کورٹ آف پیرس	پہلا سلسلہ طرفین چھٹا قیمت ۱۰
دربار پیرس کے اسرار	دوسرا سلسلہ پینتالیس
	تیسرا سلسلہ تین سو
	سات روپے آٹھ آنے

قیمت کامل ۱۰

میں نے آف دی کورٹ آف رشیم	دو جلدیں قیمت ۱۰
دربار روس کے اسرار	

کونٹ آف مانٹھی کرسلو	چار جلدیں قیمت فی جلد ۱۰
موتیوں کا ہزیرہ	

قیمت کامل ۴۰ روپے

عمر پاشا فاتحہ کیمیا	دو جلدیں قیمت ۱۰
روس مردم کی خونریز لڑائی	

سینی تاریخ اسلام و فصیح ناول سیر لاپور